درسِ حدیث کا ایک نیا انداز

بخاری شریف کے

ایمان افروز واقعات

تصنیف

ملک محمد شبیر عالم مصباحی

شاکر پبلی کیشنز

درسِ حدیث کا ایک نیا انداز
بخاری شریف کے
ایمان افروز واقعات
ملک محمد شبیر عالم مصباحی
اسلامک پبلشر

درسِ حدیث کا ایک نیا انداز

بخاری شریف کے
ایمان افروز واقعات

حصہ اول

مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی
فاضلِ اشرفیہ

ناشر
اسلامک پبلشر دہلی ٦

درسِ حدیث کا ایک نیا انداز

بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات

حصہ اول

نام کتاب بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات

مصنف مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی

کمپوزنگ مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی

اشاعت اول جمادی الاول ۱۴۳۴ھ / اپریل ۲۰۱۳ء

صفحات ...

قیمت .. / روپے

ناشر اسلامک پبلشر دہلی ۶

مصنف سے رابطے کے لیے

MD. Shabbir Alam
22,Elliot lane, Pearl Court ,Ground Floor, Home, No.1
Po,Park Street, Kolkata 700016. (W.B.) India
Phone: (0)9681155485, (0)9163378692, (R) (0)9903429656,
Email.(1) msa_traders@rediffmail.com (2) susalma@yahoo.com

اجمالی فہرست

احادیث بخاری ۶۱۶ ابواب ۳۶ جملہ مضامین ۶۵۳ آیتیں ۶۱۸ اشعار ۵۱۲ صفحات ۰۰۰

شرف انتساب

مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ ۔ بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۶، حدیث نمبر ۷۱۔
اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

حافظ ملت کا یہ فیضان ہے، جامعہ جو اتنا عالی شان ہے　　سچ ہے اشرفیہ دیار ہند میں، علم وفن کی معتبر پہچان ہے
آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری　　گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

علم وحکمت اور تعلیم وتربیت کی قابل فخر درس گاہ

مادرِ علمی

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

کے نام

جو عالمی سطح پر اہل سنت وجماعت کا باوقار دینی، علمی اور فکری ترجمان ہے۔

سیراب کیا جس نے زمانے کو نکل کر　　پھیلا ہے وہ دریا اسی چشمے سے نکل کر

اور

معمار اشرفیہ جلالۃ العلم حضور **حافظ ملت** حضرت علامہ الشاہ **عبدالعزیز** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کے نام

جن کا یہ قول، **زمین کے اوپر کام اور زمین کے نیچے آرام**، ہمارے لیے مشعل راہ ہے جن کی نورانی تربت سے آج بھی یہ روحانی صدا آرہی ہے۔

سینچا ہے ہم نے خون سے اس بزم کو ساقی　　تب جا کے اس انداز کا میخانہ بنا ہے
اے اہلِ ادب آؤ یہ جاگیر سنبھالو　　میں مملکتِ لوح وقلم بانٹ رہا ہوں

﴿اس تصنیف کا اجر و ثواب﴾

مدار الملک حضرت **مَلک بَیا** غزنوی، وصال ۱۳ر ذی الحجہ ۷۵۳ھ، بہار شریف۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام **احمد رضا خان** محدث بریلوی ۲۵ر صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۱ء

ملک العلما حضرت علامہ **مَلک محمد ظفر الدین** بہاری ۱۹ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸ر نومبر ۱۹۶۲ء۔

حضور مجاہد ملت حضرت علامہ الشاہ **محمد حبیب الرحمن** عباسی ۱۴۰۱ھ ۱۹۸۱ء۔

سرکار کلاں سید **محمد مختار اشرف** اشرفی الجیلانی ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۱ر نومبر ۱۹۹۶ء۔

والد مرحوم، **مَلک محمد صدیق عالم** جمعرات ۱۸ر ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۹ر جنوری ۲۰۰۶ء، مدفین، چتر اوُرگا کرناٹک۔

والدہ صاحبہ مرحومہ **مسعودہ خاتون** متوفیہ ۲۸ر ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ مطابق ۸ر فروری ۲۰۰۵ء مدفین، مرشدہ آباد۔

دادا مرحوم جناب مولوی **مَلک محمد فدا حسین** قادری وصال چہار شنبہ ۳۰ر مارچ ۱۹۷۷ء۔

جن کی وصیت اور خواہش کے مطابق والدہ محترمہ نے علم دین حاصل کرنے کے لیے مجھے وقف کیا اور والد گرامی نے ہزار صعوبتوں کے باوجود مجھے کسی کام پر نہ لگا کر اسی راہ پر گامزن رکھا۔

ان تمام مصنفین ومؤلفین کے نام جن کی کتابوں سے میں نے استفادہ کیا اور جملہ ناظرین کے نام۔

رحمهم الله تعالى عليهم اجمعين بحق سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه واله اجمعين ۔

ناظرین سے دعائے مغفرت وبلندی درجات کی گذارش ہے۔

ابرِ رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے — حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

دعا الٰہی ہے شاذ کی یہ ہوجائے تازہ دلوں میں ایمان — تو اِس رسالہ کو عام کردے کہ فیض پا جائیں سب مسلماں

مَلک محمد شبیر عالم مصباحی

بروز جمعہ ۱۸ر ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۱۳ء

﴿حرف آغاز﴾

٧٨٦

بحمدہٖ تعالیٰ: ''**بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات حصہ اول**'' آپ کے سامنے ہے۔

''**قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب**'' کی تالیف کے وقت مجھے یہ خواہش ہوئی تھی کہ بخاری شریف کے واقعات کو یکجا کروں گا اسی مقصد کے تحت ۲۰۰۵ء میں سلطانی جامع مسجد مرکز اہلسنت و جامعہ اہلسنت حضرت ٹیپو سلطان شہید، چتر اورگا، کرناٹک کی خطابت وامامت اور تدریس کے دوران کچھ مسودہ بنایا تھا۔

۲۰۰۷ء میں جامع مسجد، رائڈ اسٹریٹ کلکتہ میں تقرری ہوئی تو مسجد کی ازسر نو تعمیر اور شہر کلکتہ کا ہجوم کام کرنے سے مانع رہا لیکن کچھ جدو جہد کے بعد ''قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب'' ''جشن آمد رسول'' اور ''حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قربانی و عقیقہ کے فضائل و مسائل'' شائع ہو گئیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ خصوصی احسان ہے کہ استاذ محترم حضرت مولانا مفتی احمد القادری صاحب، اسلامک اکیڈمی آف امریکہ کی نوازش، جناب حافظ غلام پٹیل عرف چاند پٹیل صاحب کی طلب، پیر طریقت حضرت مولانا سید احسن میاں اشرفی جیلانی، انگلینڈ کی تائید اور اسپروچول سوسائٹی آف کناڈا کی دعوت پر چھ ماہ کے لیے یوم عاشورہ ۱۴۳۳ھ ۵؍دسمبر ۲۰۱۱ء کو کناڈا جانا ہوا، ٹورنٹو کے شہر اسکاربورو میں قیام ہوا اور یہاں اطمینان و سکون کے ساتھ جمع شدہ مسودے پر کام شروع کرنے کا موقع ملا اسپروچول سوسائٹی آف کناڈا کی طرف سے انٹرنیٹ کی سہولت اور دیگر کتابیں بھی مہیا کر دی گئیں جس سے لکھنے میں کافی آسانی ہو گئی، میں اسپروچل سوسائٹی کے جملہ اراکین و معاونین کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہر طرح کی سہولت فراہم کی۔

اس سوسائٹی کے سنٹر کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جہاں نماز پنج گانہ و جمعہ کی جماعت ہوتی ہے وہاں اوپر دیوار میں ایک مخصوص بکس رکھا ہوا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک موجود ہیں جو صرف بارہ ربیع الاول شریف کے دن، بعد نماز فجر تا عصر زیارت گاہ خلائق ہوتا ہے۔

بحمدہٖ تعالیٰ: کناڈا میں اس کتاب کا جو بھی کام ہوا، نبی رحمت عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی حضوری میں ہوا اور اس کی برکت سے ایسا جنونی ذوق بیدار ہوا کہ جب وطن عزیز ہندوستان لوٹا تو صرف گیارہ ماہ کی شب و روز کی جدو جہد اور جاں فشانی کے بعد یہ کتابی شکل میں آہی گئی۔

میرا اندازہ ہے کہ میں نے اس کتاب میں بخاری شریف کی دونوں جلدوں کی تقریباً ستر فیصد واقعہ یکجا کر دیا ہے، حدیث کی مناسبت سے قرآن کی آیتیں اور اشعار ہیں، جملہ مضامین صفحہ، کتاب، باب، حدیث نمبر وغیرہ کے حوالوں سے مزین ہیں، اردو کے ساتھ حدیث کی کچھ عربی عبارت بھی اعراب لگا کر نقل کیا ہے تاکہ محققین حضرات براہ راست اصل عبارت پڑھ کر خود نتیجہ اخذ کر لیں یا اخذ کیے ہوئے مسائل کی صحت کا جائزہ لے سکیں۔

مگر کم علمی کے سبب غلطیوں کا امکان ہنوز باقی ہے اہل علم اورارباب فکرونظر سے گذارش ہے کہ اس کتاب کو تنقیدی نظر سے دیکھیں اگر ترتیب، موضوع، عربی وار دو عبارات، ترجمہ یا تعبیر میں کوئی غلطی نظر آئے تو از راہِ کرم اس کی نشاندہی ضرور فرمادیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔

کتاب کو مکمل کرنے سے پہلے تبادلۂ خیال اور دعا کی غرض سے میں نے علماو مشائخ کی خدمت میں حاضری بھی دی اور جہاں تک ہو سکا ان کے مشورں پر عمل کیا ہے ان کا نام میں اس لیے بھی لکھ رہا ہوں تا کہ اپنے سے بڑے بزرگوں کی شفقت اور ان کی حوصلہ افزائی کو ہمیشہ یادرکھا جائے۔

شیخ الاسلام، حضور سید مدنی میاں اشرفی جیلانی دام اقبالہ کچھوچھہ شریف، سیف اللہ المسلول کے جانشین حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم میاں قادری بدایوں شریف، پیر طریقت حضرت علامہ سید رکن الدین اصدق مصباحی، حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی، حضرت علامہ مفتی محمد مجیب اشرف رضوی ناگپور، محقق مسائل شرعیہ حضرت علامہ مفتی آل مصطفےٰ مصباحی گھوسی، فخر صحافت حضرت علامہ مبارک حسین مصباحی مبارک پور، حضرت مولانا ڈاکٹر اشفاق احمد مصباحی مبارک پور، حضرت مولانا عاقل رضوی مصباحی بریلی شریف، استاذ گرامی حضرت مولانا مسعود احمد برکاتی مصباحی مبارک پور، حضرت مولانا مفتی شمشاد احمد مصباحی گھوسی، حضرت مولانا مفتی ابوالحسن مصباحی گھوسی، حضرت مولانا غلام مصطفےٰ قادری برکاتی سورت، حضرت مولانا مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی احمد آباد۔

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری دام اقبالہ کی خدمت میں حاضری کی غرض سے بریلی شریف حاضری ہوئی لیکن اس وقت آپ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے۔ میں اپنے ان تمام علماو مشائخ کا بے حد ممنون ہوں کہ انھوں نے مجھے اپنا قیمتی وقت دیا میری اصلاح فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

میں انتہائی مشکور ہوں استاذ گرامی حضرت علامہ مفتی معراج القادری، استاذ و مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا جنہوں نے اس کتاب پر نظر ثانی فرمایا اور اس پر مقدمہ لکھ کر اس کتاب کو درجہ استناد عطا فرمایا۔

حضرت مولانا اسید الحق عاصم القادری ازہری بدایونی نے مسودے کا مطالعہ کیا اور ضرورت کے مطابق کتابیں بھی فراہم کیں، حضرت مولانا طفیل احمد مصباحی نائب مدیر ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور نے نے بھی نظر ثانی کا کام کیا۔

محبِّ گرامی حضرت مولانا سید سیف الدین اصدق اس کتابی سفر میں برابر میرے ساتھ رہے، جناب نیاز احمد صاحب مبارک پور، حضرت مولانا نعمت حسین حبیبی، حضرت مولانا مشاہد احمد رضوی، حضرت مولانا قاری افتخار احمد اعظمی اور وہ تمام افراد جو مجھے ہمیشہ سراہتے رہے اور حوصلہ افزائی کرتے رہے میں ان سب کا شکر گزار ہوں۔

انتہائی ناشکری ہوگی اگر میں استاذ گرامی حضرت مولانا مفتی احمد القادری صاحب قبلہ کو یاد نہ کروں جن کی وجہ سے کناڈا میں اس کتاب پر کام شروع کرنے کا موقع ملا اور حضرت مولانا سید بدیع الدین سہروردی صاحب قبلہ کو : کہ آپ نے اپنے ساتھ رکھ کر دیار غیر میں میری ایک خاص پہچان کرائی۔

میں اپنی اہلیہ محترمہ کا بھی ممنون ہوں جو میری صحت وتندرستی کے خیال سے رات جاگنے پر کبھی کبھی اپنے غصے کا بھی اظہار کرتی رہیں لیکن گھریلو مسائل سے الگ رکھ کر مجھے لکھنے پڑھنے کا پورا موقع دیا۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے، اس کتاب کو مسلمانوں کے لیئے خصوصاً طلبہ و طالبات کے لیئے راہ ہدایت بنائے، میرے لیے، میرے والدین، اساتذہ، دوست، احباب اور پڑھنے والوں کے لیے باعثِ مغفرت بنائے۔آمین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

دعا الٰہی ہے شاؔد کی یہ ہوجائے تازہ دلوں میں ایماں   تو اس رسالہ کو عام کردے کہ فیض پاجائیں سب مسلماں

دعا و مشورہ کا طالب

مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی

بروز سہ شنبہ/ ۶/جمادی الاول ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۹/مارچ ۲۰۱۳ء

﴿مصنف کا سوانحی خاکہ﴾

نام: مَلِک محمد شبیر عالم ولدیت مَلِک محمد صدیق عالم بن مولوی مَلِک فدا حسین قادری

مولد: نوادہ، بہار تاریخ پیدائش: ۲۵/ستمبر ۱۹۶۹ء

سلسلہ نسب: مدار الملک حضرت شاہ مَلِک بیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غزنوی، وصال ۱۳/ذی الحجہ ۵۳ےھ، جن کا مزار بہار شریف میں ہے، ہندوستانی آثارِ قدیمہ میں شمار ہوتا ہے اور ہندوستانی حکومت کی ماتحتی میں مرجع خلائق ہے

مستقل سکونت: ۲۲/ ایلیٹ لین، پوسٹ پارک اسٹریٹ کلکتہ ۱۶۔

ابتدائی تعلیم: کھاگرہ بڑی مسجد، برہم پور، مرشدہ آباد، جامعہ عربیہ غوث اعظم، کلکتہ، جامعہ مختاریہ، پرتاپ گڑھ۔

حفظ و قرأت تا فضیلت: جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، ۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۴ء۔

تعلیمی لیاقت درس نظامیہ: حافظ، قاری، عالم، فاضل۔

تعلیمی لیاقت درس عالیہ: منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل دینیات، فاضل طب۔

جی، اے، ایم ایس، پُروانچل آیورویدیک میڈیکل کالج، مئو۔

مذہبی خدمات: ۱۹۹۵ء تا ۲۰۰۰ء مبارک پور ۲۰۰۱ء تا ۲۰۰۶ء کرناٹک ۲۰۰۷ء سے کلکتہ۔

تصنیف و تالیف: (۱) گلدستۂ نقابت (۲) تجلیاتِ قرآن (۳) تجلیاتِ رمضان (۴) تجلیاتِ شبِ قدر (۵) تکبیر کا مسئلہ (۶) مصافحہ کا سنت طریقہ (۷) قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب (۸) جشن آمد رسول (۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قربانی و عقیقہ کے فضائل و مسائل (۱۰) بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات حصہ اول۔

﴿کچھ اس کتاب کے متعلق﴾

(۱) اَصَحُّ الْکِتَابِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ یعنی بخاری شریف کے واقعات کو یکجا کیا ہے۔

(۲) قرآن پاک کی آیتوں اور عربی عبارتوں کو اعراب سے مزین کیا ہے۔

(۳) قرآن پاک کی آیتوں کا اردو ترجمہ کنزالایمان سے دیا ہے۔

(۴) واقعات اور احادیث سے پہلے جو آیتیں ہیں وہ صرف واقعہ اور حدیث کی مناسبت سے ہے مذکورہ واقعہ کے سببِ نزول کے اعتبار سے نہیں ہیں یا اور بات ہے کہ وہ کسی واقعہ کا سببِ نزول بھی ہو۔

(۵) کتاب کے جملہ مضامین کی آیتوں کو پارہ، رکوع، سورہ، آیت نمبر اور حدیثوں کو، جلد نمبر، صفحہ نمبر، کتاب، باب اور حدیث نمبر کا حوالہ دیا ہے۔ (۶) صفحہ نمبر ہندوستان میں چھپنے والی عربی کتاب کے اعتبار سے ہے میرے مطالعے میں ''مجلس برکات'' جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا نسخہ ہے، حدیث نمبر ''صحیح بخاری'' المکتبة العصریه، بیروت، لبنان، سال اشاعت ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۰۰۴ء کے نسخہ سے ہے۔

(۷) ترجمہ میں الفاظ کے معانی کا خصوصی خیال رکھا ہے یعنی اردو ادب اور اس کی چاشنی کا خیال نہ رکھ کر رعایت الفاظ کا زیادہ اہتمام کیا ہے بحمدہ تعالیٰ: اردو کو اصل عربی سے ملایا جا سکتا ہے، اور کسی بھی واقعہ اور حدیث کو دلیل وثبوت کے طور پر کہیں بھی پیش کیا جا سکتا ہے اگر کسی روایت میں کچھ الفاظ زیادہ ہیں تو وہ دوسری روایت کی عبارتوں کے معانی ہیں جن کو دیے ہوئے حدیث نمبر یا باب اور کتاب سے ملایا جا سکتا ہے۔

(۹) اردو کے ساتھ حدیث کی کچھ عربی عبارت کو بھی نقل کیا ہے تا کہ محققین حضرات براہ راست اصل عبارت کو پڑھ کر خود نتیجہ اخذ کر سکیں یا میرے موقف کی صحت کا جائزہ لے سکیں۔

(۱۰) فائدہ کی شکل میں جو فکر پیش کی گئی ہے وہ میری فکر اور میرا ناقص مطالعہ ہے جس میں غلطی کا امکان موجود ہے کوئی ضروری نہیں کہ میری فکر بجا ہو اور سب لوگ میری فکر سے متفق ہوں۔ دوسروں کی فکر حوالہ کے ساتھ ہے۔

(۱۱) جملہ مضامین ۶۵۲۔ آیتیں ۶۲۲۔ موضوع کی مناسبت کے اشعار ۵۱۴۔ حدیثوں کی تعداد تقریباً ۶۱۷۔

﴿مقصد﴾

(۱) حدیث رسول کی اشاعت ہو (۲) حضور کی مستند سیرت وسوانح معلوم ہو (۳) عام لوگ بخاری شریف آسانی سے پڑھ سکیں (۴) صحابہ کی بے لوث مذہبی خدمات، اور اللہ اور اس کے رسول سے ان کا قلبی لگاؤ معلوم کر سکیں (۵) واقعات کے شوقین حدیث کی شکل میں مذہبی واقعات پڑھیں (۶) طلبہ وطالبات اور نو آموز مقررین تقریروں میں مستند واقعہ بیان کریں، دوران تقریر حدیث کی کچھ عربی عبارت بھی پڑھ کر سنائیں اور مذہبی عنوان پر کچھ لکھنے کے لیے مواد فراہم ہو (۷) مسجدوں میں درس حدیث کی شکل میں روزانہ یا صواب دید کے مطابق بقدر ضرورت لوگوں کو سنایا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ: دس منٹ کی کوشش سے لوگوں کے دینی ذوق کی تسکین ضرور ہو گی۔

﴿سپاس نامہ﴾

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ۔ جس نے لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کیا اس نے رب کا بھی کا شکرا دانہ کیا میرا یہ سپاس نامہ موجودہ دور کی عبقری شخصیت خیر الاذکیا، صدر العلماء، استاذ گرامی حضرت علامہ **محمد احمد مصباحی** صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور، رکن المجمع الاسلامی مبارک پور کی خدمت میں ہے جن کی حوصلہ افزائی سے تصنیف و تالیف کے پرخطر میدان میں قدم رکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

یہ میری سعادت ہے اور میری ہی کیا، تصنیف و تالیف کا ذوق رکھنے والے ہر اس طالب علم کی خوش نصیبی ہے کہ جس کے مسودے کا حضور والا اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود جائزہ لیتے ہیں، آنے والا مسافر ہے تو قیام و طعام کا انتظام فرماتے ہیں اور کتاب کی اہمیت، قوم وملت کی افادیت، لکھنے والے کے اخلاص اور طلب اصلاح کے مطابق بقدر وسعت وضرورت معاونت ضرور فرماتے ہیں۔

اب تک تصنیفی و تالیفی میدان میں میری جو بھی خدمت ہوئی وہ سب آپ کی حوصلہ افزائی کا ثمرہ ہے ورنہ'' **تجلیات قرآن**'' کی تالیف کے وقت ایک صاحب علم کا طنز یہ جملہ ''فضائل قرآن سے حوالہ دینا کون سی بڑی بات ہے'' مجھے آج بھی یاد ہے اسی طنز نے مجھے اصل ماخذ تک پہنچایا تھا لیکن طعن وتشنیع میں ایک طرف جدوجہد کی دعوت ہے تو دوسری طرف یہ بھی ہے کہ اگر سامنے والا چیلنج قبول کرنے والا نہ ہو یا کمزور طبیعت کا مالک ہو تو وہ اپنی تمام تر کوششوں سے سبکدوش ہوسکتا ہے اور اس سانحہ کا کوئی جاننے والا بھی نہ ہوگا۔

دوران طالب علمی میں لکھی گئی کتاب ''**گلدستۂ خطابت**'' علمی وادبی خزانوں میں کسی بھی اہمیت کی حامل نہیں مگر یہ چھوٹی سی کاوش اُس وقت میرے لیے کسی ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے والے مقالے سے کم نہیں تھی اگر اسی میں ٹھوکر لگی ہوتی تو دوسری کوئی کتاب لکھنے کی ہمت نہ ہوتی۔

یہ کتاب ہرگز ایسی نہیں تھی کہ مصباحی صاحب کی خدمت میں پیش کی جاتی لیکن آپ نے اس کا کچھ حصہ دیکھنے کے بعد میری دل جوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے اپنی تحریر سے بھی نوازا اور'' جیسی نیت ویسی برکت'' کے مصداق اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو ایسی مقبولیت عطا فرمائی کہ ہندوستان میں اہل سنت وجماعت کے بیشتر مدارس میں ابتدائی درجوں کے طلبا اس کتاب کو جانتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔

۱۹۹۵ء میں ''**تجلیات قرآن**'' کے لیے مصباحی صاحب نے روزانہ عصر سے مغرب تک کا وقت دیا، کتاب کا بیشتر حصہ سماعت کیا اور اصلاح فرماتے رہے جس سے مجھے مزید حوصلہ ملا اور آج بحمدہ تعالیٰ معمولات اہل سنت پر سوال و جواب کے انداز میں لکھی گئی میری کتاب ''**قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب**'' نے اختلافی مسائل

میں الجھنے والے حضرات کے درمیان ایک اچھا اور نمایاں کردار ادا کیا ہے جس کی اشاعت اسلامک پبلشر دہلی سے جاری ہے اور اب میری یہ کتاب "**بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات**" جو مجھ جیسے کم علم کے لیے سرمایۂ حیات اور سرمایۂ آخرت ہے یہ بھی آپ کی اسی حوصلہ افزائی کا ثمرہ ہے اس کتاب کے اختتام سے پہلے دو مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضری کے لیے سفر کیا اور ہر موڑ پر حضور والا نے میری رہنمائی فرمائی۔

اس کتاب کا نام میں نے پہلے "**بخاری شریف کے واقعات اور اسلامی افکار ونظریات**" رکھا تھا لیکن آپ نے اس سے بھی آسان نام "**بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات**" تجویز کیا۔

فاضلانِ جامعہ اشرفیہ اپنے نام کے ساتھ "**مصباحی**" کی نسبت لگاتے ہیں اور مادرِ علمی کی تربیت پا کر اپنی وسعت فکر ونظر سے تبلیغ دین میں نمایاں نظر آتے ہیں لیکن لفظ "**مصباحی**" جو سب کے لیے ٹائٹل ہے وہ آپ کے لیے علَم بن گیا ہے "**مصباحی صاحب**" بولنے سے آپ کی شخصیت مراد و متعارف ہوتی ہے۔

آج **مصباحی** صاحب کے علم کی خوشبو سے علم وادب کا ایک جہان معطر ہے مجھ میں اتنی صلاحیت نہیں کہ آپ کی خداداد صلاحیت پر کچھ لکھ سکوں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ

بقول: **مفتی شمشاد احمد مصباحی** " آپ تو صرف کام ہی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں" یقیناً **مصباحی** صاحب کی زندگی کا ہر ہر لمحہ فاضلانِ علوم نبویہ، معلمین مدارسِ عربیہ اور مبلغین کے لیے مشعل راہ اور سبب رشد و ہدایت ہے اگر دل کے کان سے سنیں تو آفس، آپ کی درس گاہ اور رہائش گاہ کے بام و در سے یہ آواز سنائی دے گی:

ہم مسافر ہیں سلگتی دھوپ جلتی راہ کے وہ تمہارا راستہ ہے جس میں آسانی بھی ہے

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض ہے کہ مصباحی صاحب قبلہ کو صحت و تندرستی کے ساتھ اپنے حفظ وامان میں رکھے، دین متین کی مزید توفیق بخشے اور ان کے خدمات سے مستفیض ہونے کی مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد شبیر عالم مصباحی

بروز جمعہ، ۱۸ ربیع الآخر ۱۴۳۴ھ مطابق یکم مارچ ۲۰۱۳ء

﴿تقدیم﴾

حضرت علامہ مفتی معراج القادری صاحب مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ ومفتی دارالافتا، جامعہ اشرفیہ مبارک پور

انسان "صفاتِ ملکوتیت و بہیمیت" کا مجموعہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کے نیک جذبات وصفات کو پروان چڑھانے کے لیے انبیاومرسلین علیہم التحیۃ والتسلیم کا نورانی قافلہ زمین پر اتارا تا کہ خیروشر کا یہ پتلا انسان، رذائل سے دورنفوراور نیک خصائل سے آراستہ ہوکر اشرف المخلوقات کا صحیح مصداق بن جائے۔

انبیاے کرام علیہم السلام کے توسط سے بندوں کو احکامِ الٰہی وارشاداتِ ربانی کی شکل میں ایک جامع اور مستحکم "دستورِحیات" عطا کیا گیا اسی دستورِحیات کو "**دین وشریعت**" کہا جاتا ہے دین وشریعت کے بنیادی سرچشمے قرآن کریم اور حدیث پاک ہیں، قرآن وحدیث کے بحرِ بے کراں سے ہی مختلف علوم وفنون کی نہریں جاری ہوئیں اوران کی حیات بخش شراب طہور سے پوری دنیا شاد کام ہوئی قرآن وحدیث سے ہدایت ورہنمائی حاصل کیے بغیر انسان شاہراہِ زندگی پر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

قرآن وحدیث ایک ایسا جامع دستورِحیات ہے جو دنیاوی ترقی اوراخروی نجات کے اعتبار سے انسان کی پوری زندگی کو منظم اور مستحکم کرتا ہے ان کے اندر انسان کے تمام علمی، فکری، اقتصادی، تہذیبی، مادی اور روحانی مسائل و معاملات آجاتے ہیں۔

بنی نوع انساں کو ابدی سعادتوں سے مالا مال کرنے والی کتاب قرآن کے قانونِ فطرت اور اسلام کے دینِ فطرت ہونے کا یہی مطلب ہے کہ یہ دین ہمیشہ انسانیت کی فلاح وبہبود کو پیش نظر رکھتا ہے اور قانونِ موجودات سے ہم آہنگ رہتا ہے، قرآن وحدیث ایک ایسا نظامِ زیست ہے جو انسانوں کو توہمات کے اندھیرے سے نکال کر ایمان ویقین کے اجالے میں کھڑا کردیتا ہے اورزندگی کے تمام شعبوں میں ابن آدم کو خیروفلاح کی دعوت دیتا ہے۔

یہ قرآن وحدیث ہی کا فیضانِ عام تھا جس نے فرد کے ضمیر کو خرافات اور غیر اللہ کی بندگی سے آزاد کیا اور سسکتی ہوئی انسانیت کو اس جبر وتشدد سے نجات دلائی جو معاشرتی نظام کی خرابیوں سے پیدا ہوگیا تھا یہ ایک زمینی سچائی ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن مقدس کے بعد حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم امتِ مسلمہ کا سب سے بڑا دینی و علمی سرمایہ ہے، قرآن وحدیث میں بڑا گہرا رشتہ ہے، دونوں کا مطمحِ نظر انسانیت کی ہدایت ورہنمائی اور اس کی فلاح و بہبود ہے، دونوں کا مقصد فکرونظر کی اصلاح اور عملی زندگی کو استوار کرنا ہے۔

قرآن اجمال ہے اور حدیث اس کی تفصیل ہے، قرآن متن ہے اور حدیث اس کی شرح ہے واضح رہے کہ حدیث رسول بھی وحی الٰہی ہے۔

قرآن میں ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ نجم س۵۳ ت۳۔۴

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معلم بنا کر دنیا میں بھیجے گئے ارشاد ہے: اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا۔

آپ نے اپنے قول و عمل اور فکر و فلسفہ سے ایک انقلاب عظیم برپا کیا اور ظلمت کدۂ عالم کو نورِ ایمان و ایقان سے منور فرمایا، علم کی شمع جلائی اور جہالت و ضلالت کا پردہ چاک کیا اور احادیث طیبہ کی شکل میں ایک مکمل نظامِ حیات دنیا والوں کو پیش کیا احادیثِ نبویہ اور سیرتِ طیبہ میں ہر طرح کے مادی و روحانی مسائل و مشکلات کا حل موجود ہے قرآن نے یہ اعلان کیا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (الاحزاب ۳۳ ت ۲۱)

تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی ایک بہترین نمونہ عمل ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی مثالی زندگی کو اپنا کر ہم بھی بے مثال بن سکتے ہیں اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہو سکتے ہیں بس عمل کی ضرورت ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں ﷺ یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حدیث کی کتابوں میں صحت سند کے لحاظ سے "**بخاری شریف**" کو سب سے بلند مرتبہ حاصل ہے یہاں تک کہ کہا گیا ہے "**اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری**" کتاب اللہ قرآن کریم کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری شریف ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے، آپ امام المحدثین ہیں اور علوم حدیث میں آپ کا پایہ نہایت بلند ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی "**جامع ترمذی**" کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"من كان في بيته جامع الترمذی فَكَأَنَّ النبی صلی اللہ علیه وسلم يتكلم في بيته"

کہ جس گھر میں جامع ترمذی ہے گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر میں تکلم اور گفتگو فرما رہے ہیں۔

جامع ترمذی کا شمار "**صحاح ستہ**" میں ہوتا ہے اور صحاح ستہ میں سب سے افضل و اعلیٰ کتاب بخاری ہے اب اگر اس طرح کہا جائے: "من كان في بيته صحيح البخاری فَكَأَنَّ النبی صلی اللہ علیه وسلم يتكلم في بيته" کہ جس گھر میں بخاری شریف ہے گویا اس گھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے ہیں۔

تو شاید یہ مبالغہ نہ ہوگا بلکہ حقیقت کی عین ترجمانی ہوگی اس سے آپ بخاری شریف کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

زیر نظر کتاب "**بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات**" اسی بخاری شریف کے مندرج واقعات پر مشتمل ہے، موضوع بڑا انوکھا اور دلچسپ ہے، کتاب اپنے موضوع اور صورت و مواد کے لحاظ سے ایک لاجواب اور شاہکار تصنیف ہے۔

عزیز گرامی **مولانا محمد شبیر عالم مصباحی** جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے ایک ہونہار اور لائق و فائق فرزند ہیں، تصنیف و تالیف اور قرطاس وقلم سے حد درجہ دلچسپی رکھتے ہیں، موصوف ایک باصلاحیت عالم دین اور کہنہ مشق مضمون نگار ہیں، اپنے سینے میں قوم وملت کا سچا درد اور جماعتی فلاح و بہبود کے لیے بہت کچھ کرنے کا جذبہ وحوصلہ رکھتے ہیں آپ کی تقریباً ۹ رکتابیں منظر عام پر آ کر اہل علم سے خراجِ تحسین وصول کر چکی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں **گلدستۂ خطابت، تجلیاتِ قرآن، تجلیاتِ رمضان، تکبیر کا مسئلہ قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور قربانی وعقیقہ کے فضائل ومسائل۔**

مولانا موصوف مغربی بنگال کی راجدھانی کولکاتا کی جامع مسجد، رائڈ اسٹریٹ میں امامت و خطابت کے منصب پر فائز ہیں اور دین وسنیت کی گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

کتاب کی ضخامت دیکھ کر فاضل مصنف کی عرق ریزی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ خدمتِ دین متین کی مزید توفیق سے نوازے اور عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین

تدریس وافتا کی تمام تر مصروفیات کے باوجود کتاب کو مختلف مقامات سے دیکھا ماشاءاللہ: مولانا موصوف نے بڑی ریاضت سے کتاب کو سجایا اور سنوارا ہے۔ حوالوں کا بھرپور التزام ہے، قارئین کو کہیں تشنگی کا احساس ہونے نہیں دیا ہے، موضوع کی مناسبت سے برجستہ اور برمحل اشعار نے کتاب کی اہمیت میں چار چاند لگا دیے ہیں، واقعات کے تناظر میں قرآنی آیات، فقہی مسائل اور علمی اصطلاحات سے بھی کام لیا گیا ہے۔

دین اسلام کی خاطر صحابہ کی جدوجہد، ہمت و جواں مردی، بے مثال قربانی، جذبۂ ایثار اور ان کی تقویٰ شعار زندگی کو خاص طور سے نمایاں کیا گیا ہے۔

عزیز اسعد **مولانا محمد طفیل احمد مصباحی** نائب مدیر "ماہنامہ اشرفیہ" مبارک پور نے کتاب پر نظر ثانی کی اور حتی الوسع لفظی اور املائی غلطیوں کی اصلاح کی ہے امید ہے کہ کتاب اہل ذوق کے لیے تسکین کا سامان فراہم کرے گی اور مقبول انام ہوگی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مصنف کو جزائے خیر سے نوازے اور پرورشِ لوح وقلم کی مزید توفیق خیر سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیہم التحیۃ والتسلیم۔

محمد معراج القادری

خادم افتا جامعہ اشرفیہ — ۱۴ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی — ۲۹ جنوری ۲۰۱۳ء

﴿تقریظ﴾

صدرالعلما، خیرالاذکیا، حضرت علامہ محمد احمد مصباحی
صدرالمدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پوراعظم گڑھ

۷۸۶

مولانا محمد شبیر عالم مصباحی کی زیر نظر کتاب **"بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات"** میں نے جستہ جستہ دیکھی ان کا یہ کام مجھے پسند آیا۔

قرآن کی طرح حدیث رسول بھی اسلامی عقائد و احکام کا ماخذ ہے اور اس حیثیت سے برابر اس سے استنا د ہوتا رہا ہے اور آج بھی جاری ہے۔ مگر اہل نظر احادیث کریمہ میں غور و خوض کر کے ان سے دوسرے بے شمار فوائد بھی حاصل کرتے ہیں۔ جوامع الکلم کی یہ شان ہونی بھی چاہیے۔

مولانا موصوف نے صحیح بخاری شریف سے واقعات اخذ کر کے انھیں سرخیوں کے ساتھ پیش کیا تا کہ لوگ ان سے درس عبرت حاصل کریں، مقررین انھیں تقریروں میں بھی بیان کریں اور بخاری شریف کے وقار و اعتبار کے باعث ان واقعات کی سندی حیثیت کی جانب سے بھی اطمینان رہے۔

سرسری طور پر دیکھتے ہوئے مجھے خیال ہوا کہ پوری کتاب کسی صاحب نظر کی تنقیدی نگاہ سے گزر جائے تو اچھا ہے تا کہ زبان و بیان، مشمولہ اشعار، اور عربی عبارت واعراب سب صحیح اور معیاری ہوں۔

مولانا نے بتایا کہ اس مقصد سے یہ کتاب مولانا اسید الحق عاصم القادری کی خدمت میں پیش کی ہے اور انہوں نے نظر ثانی کا کام بہت حد تک مکمل کر دیا ہے کچھ باقی ہے۔

اس خبر سے مجھے خوشی بھی ہوئی اور اطمینان بھی۔

مزید یہ معلوم ہوا کہ اس غرض سے ایک نسخہ مفتی معراج القادری استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی خدمت میں بھی پیش کرنے والے ہیں۔

مولا تعالے ان حضرات کی کاوشیں مقبول فرمائے اور مزید دینی و علمی خدمات سے نوازے۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی وسلم علی حبیبک الامین وآلہ وصحبہ السیامین وعلی من تبعہم باحسان الی یوم الدین۔

محمد احمد مصباحی

صدرالمدرسین الجامعۃ الاشرفیہ
مبارک پور ضلع اعظم گڑھ

۱۲؍صفر ۱۴۳۴ھ
۲۶؍دسمبر ۲۰۱۲ء

﴿تقریظ﴾

حضرت مولانا پروفیسر امام سید بدیع الدین سہروردی صاحب
چیر مین اسلامک سپریم کونسل کینیڈا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا مفتی **ملک محمد شبیر عالم مصباحی** نہ صرف ایک ممتاز جید عالم دین ہیں بلکہ آپ جدید دنیا کے مسائل اور حالات پر بھرپور نظر رکھے ہوئے ہیں آپ کو دین اور دنیا کے حسین امتزاج کو خوبصورت انداز سے پیش کرنے پر پورا عبور حاصل ہے۔ مفتی صاحب سے میری ملاقات کناڈا میں ہوئی، مذہبی پروگرام میں وہ بار ہا میرے ساتھ رہے یہاں آپ نے مذہب اسلام، قرآن پاک اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو جس انداز میں پیش کیا وہ جدید مغربی دنیا میں رہنے والوں کے لیے بڑا موثر اور مفید انداز بیان تھا اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے علم ونظر میں مزید برکت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

زیر مطالعہ کتاب ''بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات'' بخاری شریف کے واقعات واحادیث اور اسلامی افکار ونظریات پر مبنی ہے جو بڑی کدو کاوش کے ساتھ لکھی گئی ہے، حدیثوں کے ساتھ اس کی مناسبت سے قرآن کی آیتوں کو پیش کیا گیا ہے اور ہر ایک حدیث کا حوالہ، صفحہ، باب، کتاب اور حدیث نمبر بھی دیا گیا ہے۔

یہ مفتی صاحب کی حدیث پر عبور پھر اس کو موثر انداز سے پیش کرنے کی ایک مثالی، انفرادی اور موثر کوشش ہے۔

بخاری شریف جو عربی میں ہے یا ترجمے اور شروحات کی شکل میں ہیں، زیادہ تر مسلمان اس کو پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اب اس کتاب سے یہ کمی پوری ہونے کی قوی امید ہے ضرورت ہے کہ دوسری علاقائی زبانوں میں بھی اس کتاب کی اشاعت کی جائے تا کہ یہ کتاب گھر گھر پہنچ سکے۔

اس کتاب کے مطالعے سے مسلمان بچوں اور بڑوں کو رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کی مقدس و پاکیزہ زندگی، ان کے حالات، ان کے مذہبی خدمات کو قریب سے پڑھنے، دیکھنے، سمجھنے اور اس سے اپنی زندگی کو کامیاب و کامراں بنانے کا موقع ملے گا۔ مجھے یقین ہے کہ مفتی صاحب کی اس کوشش سے خاص طور پر نوجوان بچوں اور بچیوں کے دین کی سمجھ میں مزید اضافہ ہوگا اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور ان کے علمی فیضان کو جاری وساری رکھے آمین بحق سید المرسلین۔

سید بدیع الدین سہروردی
کیلگیری، کینیڈا ۲۵/صفر ۱۴۳۴ھ / مطابق ۸/ جنوری ۲۰۱۳ء

﴿تقریظ﴾

حضرت علامہ مفتی الشاہ احمد القادری صاحب مصباحی
بانی و مہتمم اسلامک اکیڈمی آف امریکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین۔

عزیزم مولانا حافظ محمد شبیر عالم مصباحی جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے مشہور فاضلین میں سے ہیں ۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۴ء تقریباً دس سال تحصیل علم کی غرض سے یہاں اپنے شب و روز گزارے ہیں ان کا شمار اشرفیہ کے باادب، ہونہار، حق شناس طلبہ میں تھا میرے پاس بھی ان کی شرح عقائد وغیرہ کئی کتابیں تھیں۔

جب میں نے جامعہ اشرفیہ مبارکپور سے بیرون ہند کا سفر کیا تب بھی رابطہ باقی رہا ہمارے مخلص و کرم فرما جناب حافظ غلام پٹیل نے فون کیا کہ کناڈا میں ایک سنی عالم و حافظ کی ضرورت ہے آپ کسی کو دیجئے تو میری نگاہ انتخاب آپ پر پڑی کیوں کہ آپ ان تمام صفات کے حامل نظر آئے جو انھیں مطلوب تھی بلکہ کچھ زیادہ۔

ماشاءاللہ آپ حافظ قرآن ہیں اور عالم دین بھی، اردو عربی فارسی انگلش وغیرہ متعدد زبانیں جانتے ہیں اور بولتے لکھتے پڑھتے بھی، عمدہ مقرر و خطیب بھی ہیں اور تجربہ کار صاحب قلم بھی، نقابت و نظامت سے خوب آشنا ہیں اور اس فن کے مصنف بھی۔ غرض کہ مختلف اور گوناگوں صفتوں کے جامع ہیں۔

کناڈا آنے کے بعد بھی ان کا قلم رکا نہیں بلکہ تیز تر ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے "**بخاری شریف کے ایمان افروز واقعات**" کے نام سے ایک ضخیم اور جامع کتاب تیار کر دی موصوف نے اس کتاب کے ایک سو بیس صفحات بطور نمونہ مجھے ای میل کے ذریعہ بھیجے۔ ماشاءاللہ: آپ نے بڑی محنت اور لگن کے ساتھ واقعات بخاری بڑی خوبی سے جمع کیے ہیں، قرآنی آیات اور اہم احادیث کے عربی متن بھی تحریر کیے ہیں، حوالہ جات کا خصوصی اہتمام کیا ہے، جگہ جگہ موضوع سے متعلق قرآنی آیات، اشعار اور دیگر فوائد سے مزین کیا ہے، آیات کا ترجمہ سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے کنز الایمان سے لیا ہے اور اس طرح اس کتاب کو مستند آسان اور مفید تر بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے، اس کے نفع کو عام و تام فرمائے اور دارین میں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین ☆ بجاہ حبیبہ سید المرسلین ☆ علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والتسلیم ☆

احمد القادری
اسلامک اکیڈمی آف امریکہ
۱۸ صفر ۱۴۳۴ھ / یکم جنوری ۲۰۱۳ء
1251Shiloh Rd Plano Texas75074 U.S.A. www.islamicacdemy.org

امام بخاری کا تعارف

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے ۔۔۔ بڑی مشکل سے ہوتا چمن میں دیدہ ور پیدا

امام بخاری کی ولادت ۱۳ ؍شوال ۱۹۴ھ کو جمعہ کے دن ماوراءالنہر کے مشہور شہر بخارا میں ہوئی آپ کا نام محمد اور کنیت ابوعبداللہ ہے امیرالمومنین فی الحدیث، بخاری، ناصرالاحادیث النبویہ، ناشرالمواریث المحمدیہ القاب ہیں۔

آپ کے والد گرامی حضرت اسماعیل بخاری اپنے وقت کے جلیل القدر محدث اور صالح بزرگ تھے آپ ایک خوشحال اور ایک رئیس آدمی تھے آپ جس قدر مالدار تھے اتنے ہی زیادہ متقی و پرہیزگار تھے امام بخاری کے بچپنے میں ان کا انتقال ہو گیا تھا۔

امام بخاری کی والدہ محترمہ بھی بہت متقی اور پرہیزگار خاتون تھیں امام بخاری کی پرورش کی تمام تر ذمہ داری آپ نے اپنے ذمہ لے رکھی تھی بچپن میں امام بخاری کی بینائی جاتی رہی اس وقت کے مشہور و معروف حکیموں اور طبیبوں سے علاج کرایا گیا مگر دوا علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا آپ کی والدہ محترمہ نے رو رو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ فریاد کی کہ ان کے بیٹے کی بینائی واپس آجائے چنانچہ ایک رات والدہ محترمہ نے خواب دیکھا کہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا "اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول فرمالی اور تیرے بچے کی بینائی واپس فرمادی" صبح کو امام بخاری بینا ہو کر اٹھے پھر آنکھوں میں ایسی روشنی آئی کہ آپ چاندنی میں بیٹھ کر لکھا پڑھا کرتے۔

دستور کے مطابق امام بخاری مکتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے جب دس سال کے ہوئے تو آپ کو بالالہام ربانی علم حدیث سیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور آپ وہاں کے مشہور و معروف محدثین کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث سیکھنے لگے امام بخاری کاغذ اور قلم پر اتنا اعتماد نہیں کرتے تھے جتنا انہیں اپنے حافظہ اور ذہن پر اعتماد تھا امام بخاری کے قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جس بات کو ایک مرتبہ سن لیتے یا پڑھ لیتے وہ اس طرح یاد ہو جاتی کہ پھر کبھی بھولتے نہ تھے چنانچہ آپ کے ہم سبق ساتھی اسماعیل ابن حاشد کہتے ہیں کہ ہم لوگ محدثین اور اپنے اساتذہ سے جو بھی حدیث سنتے اسے لکھ لیا کرتے مگر امام بخاری صرف سن کر چلے آتے ہم نے ان سے بار بار کہا کہ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟ تم جو بھی سنو اسے لکھ لیا کرو مگر آپ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔

سولہ دن کے بعد امام بخاری نے کہا تم لوگوں نے مجھے بہت ملامت کی ہے تم لوگ اب تک جتنی حدیثیں لکھ چکے ہو وہ سب مجھے سناؤ ہم لوگوں نے اس وقت تک پندرہ ہزار حدیثیں لکھ رکھی تھیں ہم لوگوں نے اپنے اپنے نوشتوں سے دیکھ کر حدیث پڑھنا شروع کیا تو یہ حال ہوا کہ ہمارے نوشتوں میں تو غلطی تھی لیکن امام بخاری کی یادداشت میں کوئی کمی نہ تھی ہم نے ان کے یادداشت سے اپنے اپنے مکتوبات کی تصحیح کر لی۔

سن ۲۱۰ھ میں جبکہ آپ سولہ سال کے تھے اپنے بڑے بھائی احمد ابن اسمٰعیل اور اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ حج

کرتے گئے اور مکہ معظمہ میں رہ کر تحصیل علم، تصنیف و تالیف اور علم دین کی نشر و اشاعت میں مصروف ہو گئے اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے پاس بیٹھ کر اپنی مشہور کتاب، کتاب التاریخ لکھی (طبقات الکبریٰ جلد ۳، ص ۵)

آپ کے والد گرامی نے اپنے ترکے میں بہت زیادہ مال و دولت چھوڑا تھا لیکن آپ رئیسانہ انداز میں زندگی گزارنے کے بجائے بہت سادہ اور زاہدانہ انداز میں گزر بسر کرتے چالیس دن تک سوکھی روٹی کھانے کی وجہ سے آپ بیمار پڑ گئے تو اطباء نے قارورہ دیکھ کر کہا کہ ان کا قارورہ راہبوں کے قارورہ کی طرح ہے سوکھی روٹی کھانے کے سبب آنتیں سوکھ گئی ہیں لوگوں کے بہت اصرار کرنے پر آپ نے انگور کے شیرہ سے روٹی کھانا قبول کیا۔

آپ ایک اچھے تاجر تھے اور اپنی تجارت میں نیت کے اتنے سچے تھے کہ ایک دفعہ امام بخاری کے پاس کچھ سامانِ تجارت آیا تاجروں کو پتہ چلا تو وہ امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہم آپ کو پانچ ہزار درہم نفع دینے کو تیار ہیں آپ نے فرمایا ابھی رات کا وقت ہے بہتر یہ ہوگا کہ آپ لوگ صبح میں آکر بات کریں۔

صبح کو دوسرے تاجروں نے آکر کہا ہم آپ کو دس ہزار درہم نفع دیں گے آپ ہمیں اپنا مال دیدیں آپ نے فرمایا میں نے رات ہی کو نیت کر لی تھی کہ پانچ ہزار درہم کے عوض یہ سامان دے دوں گا اب مجھے نیت بدلنا پسند نہیں۔

حدیث کی تلاش و جستجو کا شوق اتنا زیادہ تھا کہ آپ خود فرماتے ہیں، میں علم حدیث کی طلب کے لیے چھ سال تک حجاز میں رہا، دو مرتبہ مصر، دو مرتبہ شام، دو مرتبہ جزیرہ اور چار مرتبہ بصرہ کا سفر کیا اور بغداد کتنی مرتبہ گیا اس شمار نہیں۔

آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات، افعال، احوال اور حلیہ و جمال کے ایک ایک نقش و نگار کی تلاش و جمع کرنے اور پھر اسے پوری دنیا میں پھیلانے کی سعی پیہم میں گزار دیا تقریباً نوے ہزار لوگوں کو آپ نے صحیح بخاری سنایا باسٹھ سال تک امام بخاری کا فیضان جاری رہا اور یکم شوال ۲۵۶ھ کو علم و فضل کا یہ آفتاب و ماہتاب اہل دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر اس گنجینۂ کرامت کو سپرد خاک کیا گیا۔

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے — حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

امام بخاری کے مزار کی یہ کرامت تھی کہ دفن کے بعد ایک عرصے تک قبر اطہر سے مشک کی خوشبو اٹھتی رہی لوگ دور دراز سے آتے اور بطور تبرک آپ کے مزار پاک کی مٹی لے جاتے۔

وفات کے ایک سال بعد سمرقند میں قحط پڑ گیا لوگوں نے نماز استسقاء پڑھی دعائیں مانگی مگر بارش نہ ہوئی ایک مرد باخدا نے قاضی شہر سے جا کر کہا تم شہر والوں کے ساتھ امام بخاری کے مزار پر حاضر ہو کر دعا مانگو امید ہے کہ اللہ عزوجل تمہاری دعا قبول فرمالے چنانچہ قاضی شہر شہر والوں کو ساتھ لے کر امام بخاری کے مزار پر حاضر ہوئے اور امام بخاری کے وسیلے سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مسلسل سات دنوں تک بارش ہوتی رہی۔

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ جلد دوم ص ۱۱۲ از امام عبدالوہاب تقی الدین سبکی)(مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۳)(نزہۃ القاری شرح بخاری)

﴿بخاری شریف کا تعارف﴾

امام بخاری نے یوں تو بیس سے زیادہ کتابیں تصنیف کی ہیں جیسے التاریخ الکبیر، التاریخ الاوسط، الادب المفرد، کتاب الاشربہ، کتاب الھبہ، برالوالدین، المسند الکبیر، کتاب الفوائد، التاریخ الاوسط وغیرہ۔

لیکن جوشہرت اور مقبولیت "بخاری شریف" کو حاصل ہوئی وہ اور کسی کتاب کو حاصل نہ ہوسکی۔

امام بخاری نے اپنی اس کتاب کا نام " اَلْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِیْحُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ اُمُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و سُنَنِہٖ وَ اَیَّامِہٖ " رکھا ہے جو جامع صحیح بخاری شریف کے نام سے مشہور ہے۔

اکثر محدثین کی رائے میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، نسائی، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد اور دیگر حدیث کی کتابوں میں صحت اور قوت کے اعتبار سے "بخاری شریف" کو سب پر فوقیت حاصل ہے۔

یہ مقولہ تقریباً متفق علیہ ہے "اَصَحُّ الْکِتَابِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ" یعنی کتاب اللہ، قرآن پاک کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ کوئی صحیح کتاب روئے زمین پر موجود نہیں۔ لیکن کچھ محققین نے صحت وترتیب اور انداز بیان کی وجہ سے صحیح مسلم شریف کو بخاری شریف پر فوقیت دی ہے جو کافی حد تک درست بھی ہے لیکن جمہور علماء نے بخاری شریف ہی کو احادیث کی تمام کتابوں پر فوقیت دی ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موطا امام مالک کو صحیح ترین کتاب قرار دیا تھا لیکن وہ بخاری شریف کی تصنیف سے پہلے کی بات تھی۔

صحیح بخاری تصنیف کرنے کی ایک وجہ یہ ہوئی کہ امام بخاری نے خواب میں دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر پنکھا جھل کے مکھیاں اڑا رہے ہیں اس خواب کی تعبیر یہ بتائی گئی کہ امام بخاری، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف منسوب جھوٹی باتوں کو دور کریں گے، خواب کی اس تعبیر کے بعد امام بخاری نے احادیث صحیحہ جمع کرنے کا پختہ عزم کرلیا۔

امام بخاری فرماتے ہیں "میں نے سولہ سال کی مدت میں چھ لاکھ حدیثوں میں سے چن چن کر اس جامع میں صرف احادیث صحیحہ لکھا ہے اور جن صحیح حدیثوں کو طوالت کے خوف سے ترک کردیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہیں میں نے حدیث لکھنے میں یہ اہتمام کیا ہے کہ ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے میں غسل کرتا، دو رکعت نفل پڑھتا اور پھر استخارہ کرتا جب کسی حدیث کی صحت پر دل جمتا تو اسے کتاب میں درج کرتا"۔

امام بخاری کے شاگرد حضرت محمد بن ابی حاتم بن وراق کہتے ہیں کہ میں نے امام بخاری سے پوچھا کہ آپ نے صحیح بخاری میں لکھی ہیں کیا وہ تمام احادیث آپ کو یاد ہے؟ امام بخاری نے فرمایا جامع صحیح یعنی بخاری شریف کی کوئی روایت ایسی نہیں ہے جو مجھ سے مخفی ہو اس لیے کہ میں نے اس کو تین مرتبہ لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو مقبولیت صحیح بخاری کو عطا فرمائی وہ کسی تصنیف کو آج تک حاصل نہ ہوسکی مشرق سے مغرب تک

تمام ممالک اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں بخاری شریف کا سکہ بیٹھا ہوا ہے، حضرت امام بخاری کے زمانے سے لے کر آج تک تمام دینی مدارس میں اہتمام کے ساتھ بخاری شریف کا درس دیا جاتا ہے اور ختم بخاری کے نام پر مدرسوں میں خصوصی اہتمام ہوتا ہے، حدیث کی کتابوں میں جتنی شرحیں بخاری شریف کی ہوئی ہیں کسی اور کتاب کی نہیں ہوئی ہیں عربی میں پچاس شرحوں کے علاوہ فارسی اردو کی شرحوں کو ملالیا جائے تو ان کی تعداد سو تک پہنچ جائے گی۔

دعاؤں کے قبول ہونے، مشکلوں کے حل ہونے، حاجتوں کے پورا ہونے کے لیے ختم بخاری شریف آزمودہ نسخہ ہے اس لیے کہ امام بخاری مستجاب الدعوات تھے اور انھوں نے اس کے پڑھنے والے کے لیے دعا کی ہے۔

(ماخوذ از کتب شارحین بخاری شریف)

فائدہ: چونکہ امام بخاری اپنے وقت کے مجتہد تھے اس لیے احادیث صحیحہ کے جمع کرنے کے ساتھ ایک اہم مقصد ان کا اپنے مسائل پر استنباط کرنا تھا یہی وجہ کہ آپ نے انہیں حدیثوں کو ذکر کیا ہے یا صرف انہیں حدیثوں پر اکتفا کیا ہے جس سے وہ اپنے مسائل پر استدلال کر سکیں ورنہ امام بخاری کو ایک لاکھ سے بھی زیادہ **احادیث صحیحہ** زبانی یاد تھیں اگر امام بخاری فریق مخالف کے استدلال کی حدیثوں کو بھی پیش فرماتے تو آج امت مسلمہ کے پاس حدیث کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہوتا اور ان کے پاس بہت سارے مسائل کا حل موجود رہتا، مشیت الٰہی کے مطابق حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "**بخاری شریف**" کی شکل میں اپنی یادداشت کا پانچ فیصد ہی سہی، احادیث صحیحہ کا جو قیمتی اور انمول ذخیرہ مسلمانوں تک پہنچایا ہے امت مسلمہ آپ کے اس احسان کو قیامت نہیں بھلا سکتی کیونکہ کتاب اللہ یعنی قرآن پاک کے بعد جس کتاب پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے وہ "**بخاری شریف**" ہے۔

فائدہ: اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ "**بخاری شریف**" یا **صحاح ستہ** کے علاوہ باقی حدیث کی کتابیں لائق اعتماد نہیں: ایسا سوچنا بھی غلط ہے جس کتاب میں بھی صحیح حدیثیں ہیں وہ سب لائق استنباط اور لائق عمل ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ مسنونہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا، بہت مہربان رحمت والا، اور درود و سلام نازل ہو اس کے مقدس رسول پر، اور ان کے تمام آل اولاد، اصحاب، ازواج مطہرات، اور اہل بیت اطہار پر۔

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (پارہ۵ع۶/النساء۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (پ۴ع۵/ال عمران ۱۳۱)

اور اللہ و رسول کے فرماں بردار رہو، اس اُمید پر کہ تم رحم کیے جاؤ۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ۵ع۸/النساء۸۰) جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِىْ شَىْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔ (پارہ۵/ع۶/النساء۵۹)

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (پارہ۱۷ع۱/الانبیاء۷) تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں

عمل کا دار و مدار نیت پر ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلٰى اِمْرَاَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ۔ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی چنانچہ جس نے دنیا کمانے کی غرض سے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی نیت سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کام کے لیے ہے جس مقصد سے اس نے ہجرت کی ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ۲، باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کیسے ہوا، حدیث نمبر۱۔

پہلا باب

رحمتِ باری تعالیٰ

کلمہ طیبہ کی تصدیق

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (پ۲۶ع۶ سورہ محمد۱۹) تو جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (پ۲۶ع۱۲/۱۱ الفتح ۲۹) محمد اللہ کے رسول ہیں۔

الٰہی حمد سے عاجز ہے یہ سارا جہاں تیرا — جہاں والوں سے کیونکر ہوسکے ذکر و بیاں تیرا
زمین و آسماں کے ذرے ذرے میں تیرے جلوے — نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی ساتھ کجاوے میں تھے۔ قَالَ یَامُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْکَ ،قَالَ یَامُعَاذُ۔ قَالَ لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْکَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ بن جبل! انھوں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ اور سعدیک، حضور نے پھر فرمایا اے معاذ! انھوں نے عرض کیا لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْکَ۔ (یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ایسے ہی فرمایا پھر آپ نے فرمایا۔

مَامِنْ اَحَدٍ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ
جس کسی نے بھی اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور دل سے تصدیق کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم پر حرام فرمادیا۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو میں دوسرے لوگوں کو اس سے باخبر کردوں تاکہ لوگ خوش ہوجائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ اسی پر بھروسہ کرلیں گے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتمانِ علم سے بچنے کے لیے اپنی وفات کے وقت لوگوں سے اس حدیث کو بیان کردیا

بخاری شریف جلد اول صفحہ۲۴، کتَابُ الْعِلْمِ بَابُ مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُوْنَ قَوْمٍ قوم کے کسی فرد کو علم سکھانے کے لیئے خاص کرلینے کا بیان، حدیث نمبر ۱۲۸۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تین بار پکارنا اپنے اس قول کی اہمیت کو ظاہر کرنا تھا اور یہ بھی مقصود تھا کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوری طرح متوجہ ہوکر حضور کے قول کو سنیں۔

کلمہ طیبہ کی برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسلمان جو دن میں تین سو مرتبہ یہ کلمہ پڑھ لے گا اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے، اس کے لیے سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اس کی سو برائیاں مٹادی جاتی ہیں اور اس دن شام تک وہ شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

وَلَمْ يَاتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَآءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

اور اس دن کوئی آدمی اس سے اچھا عمل پیش نہیں کرسکتا ہے مگر وہی آدمی جو یہی کلمات اس سے زیادہ پڑھے۔

لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۶۵، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ صِفَةِ اِبْلِيْسَ وَ جُنُوْدِهٖ، ابلیس اور اس کی فوج کا بیان، حدیث نمبر ۳۲۹۳۔

رب کو یاد کرنے کی برکت

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ۔ (پ۲ع۲/البقرہ ۱۵۲)

تو مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِيْ فَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُهٗ فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٌ مِّنْهُمْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں اور میں اُس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے یاد کرے اگر وہ تنہائی میں مجھے یاد کرے تو میں اسے تنہائی میں یاد کروں گا اگر وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرے تو میں اس کا تذکرہ ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس کے مجمع سے بہتر ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۱۱۰۱، کِتَابُ التَّوْحِيْدِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے، پ۳ ع۱۱/آل عمران ۲۸، حدیث نمبر ۷۴۰۵۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ اے ایمان والو! تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں۔ (پ۲۸ ع۱۴/المنافقون ۹)

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (پ۱۳ ع۱۰/الرعد ۲۸) سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

تا زندہ ایم ذکرش زبان ما است
یادش انیس و مونس جان و روان ما است

زندگی بھر اس کا ذکر ہماری زبان پر جاری رہے گا
اس کی یاد ہماری جان و دل کی انیس مونس ہے

﴿ذکرِ الٰہی بخشش کا سامان﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ذکرِ الٰہی کرنے والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں اور جب کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو دوسرے فرشتوں کو آواز دیتے ہیں۔

هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِکُمْ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا۔

آؤ اپنی حاجت کی طرف آؤ پھر وہ فرشتے ذکر کرنے والوں کو آسمانِ دنیا تک اپنے بازوؤں سے ڈھک لیتے ہیں۔

جب وہ فرشتے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوتے ہیں تو اُن کا رب اُن فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے مَایَقُوْلُ عِبَادِیْ اے فرشتو! میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟

تَقُوْلُ یُسَبِّحُوْنَکَ وَ یُکَبِّرُوْنَکَ وَ یُحَمِّدُوْنَکَ وَ یُمَجِّدُوْنَکَ۔

فرشتے عرض کرتے ہیں وہ لوگ تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری تکبیر بلند کر رہے تھے اور تیری حمد وثنا کرتے ہوئے تیری بزرگی بیان کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے کیا اُن بندوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں، قسم خدا کی، انھوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے، رب فرماتا ہے اُن کا کیا حال ہوگا اگر وہ مجھے دیکھ لیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو اور زیادہ تیری عبادت کریں گے، تیری بزرگی بیان کریں گے اور تیری تسبیح کریں گے۔

اب اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے وہ کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں وہ جنت کے طلبگار تھے اللہ تعالیٰ دریافت فرماتا ہے کیا انھوں نے جنت دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں بخدا، انھوں نے جنت نہیں دیکھا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ لوگ جنت کو دیکھ لیں تو اُن کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو جنت کا ان کا شوق اور بڑھ جائے گا، اس کی طلب اور زیادہ ہو جائے گی اور اس کی رغبت اور بڑھ جائے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرماتا ہے کیا انھوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں قسم خدا کی، ان لوگوں نے دوزخ کو نہیں دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر وہ لوگ جہنم کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کریں گے اگر وہ لوگ جہنم کو دیکھ لیں تو اور زیادہ بھاگیں گے اور اس سے زیادہ ڈریں گے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ۔ اے فرشتو! میں تم کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اُن کو بخش دیا۔

اُن فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے اے میرے رب! اُن میں ایک ایسا آدمی بھی تھا جو اُن میں سے نہیں تھا وہ اپنے کسی کام کے لیے وہاں آ گیا تھا۔ یَقُوْلُ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَایَشْقٰی جَلِیْسُهُمْ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ آپس میں بیٹھنے والے ایسے ہیں کہ اُن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

یعنی اُن ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے کے سبب وہ بھی بخشا گیا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۴۸، کِتَابُ الدَّعْوَات، بَابُ فَضْلِ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی، اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۶۴۰۸۔

﴿دیدار باری تعالیٰ﴾

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ۔(پ۲۹ع۱۷القیمہ ۲۲،۲۳)

کچھ چہرے اس دن تر وتازہ ہوں گے اپنے رب کو دیکھتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور حیات میں کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، کیا دوپہر کے وقت جب روشنی خوب پھیلی ہوئی ہو اور بادل نہ ہو تو سورج کو دیکھنے میں کوئی وقت محسوس ہوتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں، حضور نے پھر فرمایا کیا چودھویں رات کو جب چاندنی خوب پھیلی ہو اور بادل نہ ہو تو چاند کو دیکھنے میں کچھ تکلیف ہوتی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جیسے تم کو ان میں سے کسی ایک کو دیکھنے میں تکلیف نہیں ہوتی ہے اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی، قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا تم میں سے وہ جماعت جو اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں اور پتھروں کی پرستش کرتی تھی وہ اس کے پیچھے ہو جائے، یہ سارے لوگ جہنم میں ڈال دیے جائیں گے یہاں تک کہ جب ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا سوائے ان لوگوں کے جو ایک خدا کی عبادت کرتے تھے چاہے وہ نیک لوگ ہوں یا برے لوگ ہوں انہیں میں سے کچھ اہل کتاب بھی ہوں گے۔

یہودیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس کی عبادت کرتے تھے؟ یہودی کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کیا کرتے تھے، ان سے کہا جائے گا تم نے جھوٹ بولا ہے اللہ تعالیٰ کی نہ بیوی ہے نہ اس کا بیٹا، اچھا بولو اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے ہم پیاسے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں پانی پلا دیا جائے انہیں ایک ریت کے میدان کی طرف رہنمائی کی جائے گی جو سراب ہوگی اور دیکھنے میں ریت اور پانی دکھائی دے گا لیکن حقیقت میں وہ ایسی بھیانک آگ ہوگی جس کے شعلے ایک دوسرے کو کھا رہے ہوں گے اور وہ سب آگ میں ڈال دیے جائیں گے۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا اور ان سے بھی پوچھا جائے گا کہ تم لوگ کس کی عبادت کرتے تھے؟ نصاریٰ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پوجا کیا کرتے تھے، ان سے کہا جائے گا تم نے جھوٹ کہا ہے اللہ تعالیٰ کی نہ بیوی ہے نہ اس کا بیٹا، اچھا یہ بتاؤ تم لوگ کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے ہم پیاسے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں پانی پلا دیا جائے لیکن نصاریٰ کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جائے گا جیسا کہ یہودیوں کے ساتھ کیا گیا اور یہ لوگ بھی آگ میں ڈال دیے جائیں گے۔

یہاں تک کہ جب صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو صرف ایک خدا کی پرستش کیا کرتے تھے ان میں اچھے لوگ بھی ہوں گے اور برے لوگ بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ بہت قریب سے ایسی صورت میں جلوہ گر ہوگا جس میں اسے

دیکھا جا سکے (جس کی کوئی صورت ہی نہیں ہوگی) اوران لوگوں سے پوچھا جائے گا تم لوگ کس بات کے منتظر ہو؟ آج تو ہر آدمی اسی کے ساتھ ہے جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔

وہ سب عرض کریں گے ہم لوگوں نے (ان جھوٹے خداؤں کو) دنیا میں چھوڑ دیا تھا اور آج تو ہم اپنے پروردگار کا انتظار کررہے ہیں جس کی ہم عبادت کیا کرتے تھے ان سے کہا جائے گا میں تمہارا رب ہوں۔

فَيَقُوْلُوْنَ لَانُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا۔

وہ سب دو تین مرتبہ یہی کہیں گے ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۵۹، كِتَابُ التَّفْسِيْر، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ لَايَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، بے شک اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا، پ ۵ ع ۳ ر النسآء ۴۰، حدیث نمبر ۴۵۸۱۔

جنت میں ہر خواہش پوری ہوگی

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۔ (پ۲۲ ع ۳ ر سورۃ الاحزاب ۴۷)

اور ایمان والوں کو خوش خبری دو کہ اُن کے لیے بڑا فضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر تھے اور اس وقت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ بیان فرمارہے تھے کہ ایک جنتی اپنے رب سے جنت میں کھیتی کرنے کی اجازت طلب کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا تم اس حال میں خوش نہیں ہو کہ تم جو چاہتے ہو وہ تمہیں ملتا ہے؟

بندہ عرض کرے گا کیوں نہیں؟ مگر پھر بھی میں کھیتی کرنا چاہتا ہوں اب وہ اپنی خواہش کے کے مطابق بیج بوئے گا پلک جھپکنے میں وہ اُگ بھی گیا اور تیار بھی ہوگیا اور کاٹ بھی لیا گیا اس کھیت کی پیداوار پہاڑوں کے برابر ہوگی اب اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا اسے لے لے، تیرا پیٹ کوئی چیز نہیں بھر سکتی اس حدیث کو سن کر وہ دیہاتی بولے۔

وَاللّٰهِ لَاتَجِدُهٗ اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحٰبُ زَرْعٍ وَّ اَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحٰبِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

قسم خدا کی، یا رسول اللہ! آپ اسے قریشی یا انصاری ہی پائیں گے کیونکہ یہی لوگ کاشتکاری کرتے ہیں ہم لوگ تو کاشتکار نہیں ہیں اس بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۱۶، كِتَابُ الْحَرْثِ وَالْمُزَارِعَةِ، بَابُ كِرَآءِ الْاَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، سونا اور چاندی کے بدلے زمین کرائے پر دینے کا بیان، حدیث نمبر ۲۳۴۸۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جو بھی درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اس میں چڑیا یا انسان یا چوپایہ جو کھاتا ہے یہ اس کے لیے صدقہ ہے

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۱۱، كِتَابُ الْحَرْثِ وَالْمُزَارِعَةِ، بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ اِذَا اُكِلَ مِنْهُ، کھیتی اور پھل دار درخت لگانے کی فضیلت کا بیان جس سے لوگ کھائیں، حدیث نمبر ۲۳۲۰۔

﴿ دیدار باری تعالیٰ کا سامان ﴾

تیرا محبوب پیغمبر تری عظمت سے واقف ہے کہ سب نبیوں میں تنہا ہے وہی اِک رازداں تیرا

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے حضور نے چودھویں کے چاند کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا۔

اِنَّکُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّکُمْ کَمَا تَرَوْنَ ھٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ۔ تم لوگ اپنے پروردگار کو یقیناً ایسے ہی دیکھو گے جیسے اس چودھویں کے چاند کو دیکھ رہے ہو اور اس کے دیکھنے میں ذرا بھی شک نہ کرو گے۔

پس اگر تم سے ہو سکے کہ آفتاب نکلنے سے پہلے فجر کی اور آفتاب ڈوبنے سے پہلے عصر کی نماز پر مغلوب نہ ہو تو ضرور انہیں ادا کر لو پھر آپ نے یہ آیت پاک تلاوت فرمائی۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ۔ (پ۲۶ ع۱۷ سورہ ق ۳۹)

آفتاب نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح کرو اس کی حمد کے ساتھ۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۱۹، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی، وَسَبِّحْ، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان وَسَبِّحْ، حدیث نمبر ۱۴۸۵۔

﴿ خطاب باری تعالیٰ ﴾

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔

اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف، جس کی چوڑائی میں سب آسمان و زمین آ جائیں، پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے۔ (پ۴ ع۵ آل عمران ۱۳۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے حاضر ہیں ہم اے پروردگار! ہم سب حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم لوگ راضی ہو گئے؟ وہ عرض کریں گے ہم کیوں نہیں راضی ہوں گے بے شک تو نے ہم کو وہ دیا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میں تم کو اس سے بھی بہتر دوں گا، وہ عرض کریں گے اے پروردگار! اب اس سے افضل اور کیا ہے؟

فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَآ اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا۔

رب العالمین فرمائے گا میں تم سے راضی ہوں اور اب اس کے بعد کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۶۹، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ صِفَۃِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ، جنت اور دوزخ کی صفت کا بیان، حدیث نمبر ۶۵۴۹۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ۔ (پ۲۸ ع۳ المجادلہ ۲۲) اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

معصیت میں اطاعت جائز نہیں

وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (پ۲ع۸/البقرہ ۱۹۵)

اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور بھلائی والے ہو جاؤ بے شک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ روانہ کیا تھا اور اُس دستہ کا امیر انصار کے ایک آدمی کو مقرر کیا تھا (اتفاق سے وہ امیر اپنے فوجیوں پر کسی وجہ سے ناراض ہو گیا) اس نے آگ بھڑکائی اور کہا تم لوگ اس آگ میں داخل ہو جاؤ۔

ان لوگوں نے جب اس آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اسی آگ سے بچنے کے لیے ہی تو ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کیا ہے پھر ہم اس آگ میں کیوں داخل ہوں؟ (ابھی وہ اسی الجھن میں تھے کہ آگ بجھ گئی اور ادھر امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا)۔

جب یہ لوگ واپس ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: وہ لوگ جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا اگر اس آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس سے باہر نہ نکل پاتے۔ **لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةٍ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔**

نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں ہے فرمانبرداری صرف نیک کاموں میں ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۷۷، كِتَابُ اَخْبَارِ الْاٰحَادِ، بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِجَازَةِ خَبَرِ الْوَاحِدِ، خبر واحد کی اجازت کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۵۷۔

اظہار گناہ منع ہے

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۔ (پ۲۵ع۱۰/الزخرف ۳۶) اور جو (جان بوجھ کر) اندھا بنتا ہے رحمان کے ذکر سے تو ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کے لیئے ایک شیطان، پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے ہر فرد کو معاف کر دیا جائے گا مگر ان لوگوں کو نہیں جو اعلانیہ گناہ کرتے ہیں اور بے باکی یہ ہے کہ رات میں ایک آدمی کوئی کام کرتا ہے پھر صبح کو لوگوں سے بیان کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں پر پردہ ڈالے ہوئے ہے وہ کہتا ہے اے فلاں! میں نے گذشتہ رات ایسا ایسا کیا ہے، رات کو اس کے رب نے پردہ ڈالا ہے اور وہ صبح کو اللہ تعالیٰ کے ڈالے ہوئے پردے کھول رہا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۹۶، كِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهٖ، مومن اپنے گناہ پر پردہ ڈالے، حدیث نمبر ۶۰۶۹۔

فائدہ: گناہ کا کام کرنا بہر حال گناہ ہے لیکن اعلان گناہ بڑا گناہ ہے کہ اس سے گناہوں کی اشاعت ہوتی ہے اور آدمی کا اپنے گناہ پر نڈر رہنا لازم ہوتا ہے اس لیے اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کرے اور اس کو کسی پر ظاہر نہ کرے۔

﴿رب کی عنایات ونوازشات﴾

وَاٰتٰكُمْ مِنْ كُلِّ مَاسَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَاتُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔

(پ۱۳ع۱۷رسورہ۱۴رابرٰہیم۳۴)

اور تمہیں بہت کچھ منہ مانگا دیا اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کرسکو گے بے شک آدمی بڑا ظالم بڑا ناشکرا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کے مقدمات سے فارغ ہوجائے گا تو ایک آدمی جو جنت اور دوزخ کے درمیان رہ جائے گا وہ جنت میں سب دوزخیوں کے آخر میں داخل ہوگا۔

جنت میں داخل ہونے سے پہلے اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا اور وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! میرا منہ دوزخ سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی بدبو نے ماردیا ہے اور اس کے شعلوں نے جھلسادیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر تیرے ساتھ یہ احسان کردیا جائے تو اس کے علاوہ کچھ اور تو نہیں مانگے گا؟

بندہ عرض کرے گا تیری عزت و جلالت کی قسم، میں وعدہ کرتا ہوں اب کچھ نہیں مانگوں گا اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ سے ہٹادے گا پھر جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا اور جب جنت کی سرسبز و شادابی اور تازگی کو دیکھے گا تو عرض کرے گا اے میرے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے سے قریب کردے۔

اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا، کیا تو نے اس کا وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو جو کچھ مانگ چکا ہے اب اس کے علاوہ کوئی سوال نہیں کرے گا؟ وہ عرض کرے گا میرے پروردگار! میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب ہونا نہیں چاہتا

اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہوسکتا ہے کہ اگر تجھے یہ بھی مل جائے تو پھر کوئی سوال کرے؟ وہ عرض کرے گا یا اللہ! مجھے تیری عزت کی قسم، اس کے بعد اب میں کوئی سوال نہیں کروں گا۔

اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے قریب کردے گا جب وہ جنت کے دروازے کے قریب پہنچ جائے گا اور جنت کی شگفتگی، تازگی اور لذت کو محسوس کرے گا تو وہ خاموش رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے پھر وہ کہے گا۔

یَارَبِّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ اے میرے پروردگار مجھے جنت میں داخل فرمادے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! افسوس تو کس قدر وعدہ کو توڑنے والا ہے کیا تو نے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ تجھے مل چکا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں مانگے گا؟ وہ عرض کرے گا اے میرے مالک! تو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ محروم القسمۃ مجھے مت بنا پس اللہ تعالیٰ اس کی سادگی پر مسکرائے گا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) اور اس کو جنت میں جانے کی اجازت دے گا اور فرمائے گا اب تو جتنا چاہے مانگ لے وہ خواہش کرنے لگے گا یہاں تک کہ اس کی خواہشیں ختم ہوجائیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے یہ بھی دیا جاتا ہے اور اس جیسا اور دیا جاتا ہے بلکہ اس کا دس گونا تجھے اور دیا جاتا ہے۔

بخاری شریف جلداول ،صفحہ ۱۱۱، کِتَابُ الْاَذَان، بَابُ فَضْلِ السُّجُوْدِ ،سجدوں کی فضیلت کا بیان ،حدیث نمبر ۸۰۶۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر خصوصی کرم ہے کہ ایک گناہ کا بدلہ صرف ایک برائی لکھا جاتا ہے لیکن ایک نیکی کا بدلہ دس بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا کیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔

جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیئے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی لائے تو اُسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر اور ان پر ظلم نہیں ہوگا۔(پ۸ ع۷ الانعام ۱۶۱) وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔ (پ۳ ع۴ البقرہ ۲۶۱)

اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیئے چاہے اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی برے کام کا ارادہ کرے تو اس کی برائی نہ لکھو جب تک اسے کر نہ لے اور جب اسے کر لے تو اس کی برائی کے برابر ہی لکھو اور اگر میری وجہ سے برائی کو ترک کر دے تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور جب وہ نیکی کرنے کا ارادہ کرے اور ابھی اس نے نیکی نہ بھی کی ہو تب بھی اس کے لیے ایک نیکی لکھ دو اور اگر وہ اسے کر لے تو اس کے لیے دس گنا سے سات سو گنا تک لکھو۔

بخاری شریف جلددوم ،صفحہ ۱۱۱۵، کِتَابُ التَّوْحِيْد ،بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يريدون الخ ،اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان ،حدیث نمبر ۷۵۰۱۔

لیے بوجھ اپنی گناہوں کا میں تیری پناہ میں آیا ہوں
تیری رحمتوں کا سوال ہے تیری بخششوں کا سوال ہے

﴿نیکی کر دریا میں ڈال﴾

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ (پ۹ ع۹ الاعراف ۱۵۶) اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایک کتا کسی کنواں کے ارد گرد گھوم رہا تھا اور یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ پیاس کی شدت سے مر جائے گا کہ اسی درمیان قوم بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت کا اُدھر سے گذر ہوا اس نے اپنا موزہ نکالا اور اس سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا۔

فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ اس عمل کی وجہ سے اس عورت کے گناہوں کی مغفرت فرما دی گئی۔

بخاری شریف جلداول ،صفحہ ۴۹۳، کِتَابُ الْاَنْبِيَآءِ ،بَابُ حَدِيْثِ الْغَارِ ،حدیث غار کا بیان ،حدیث نمبر ۳۴۶۷۔

فائدہ: جب موذی جانور کتا کے ساتھ بھلائی کرنا بخشش کا سامان ہے تو اشرف المخلوقات انسان کی خیر خواہی کرنا اپنے پڑوسیوں، دوستوں اور رشتہ داروں کو فائدہ پہنچانا کتنا اجر و ثواب ہوگا؟

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

﴿ننانوے آدمیوں کے قاتل کی بخشش؟﴾

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَافَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔

اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سوا اللہ کے، اور اپنے کیے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں۔ (پ۴ ع۵ آل عمران ۱۳۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے ننانوے قتل کیے تھے پھر اس جرم کا حکم پوچھنے کے لیے وہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا اب میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے جواب دیا نہیں، تمہاری توبہ مقبول نہیں ہو سکتی۔

قاتل نے راہب کو بھی مار ڈالا لیکن وہ دوسرے لوگوں سے بھی اس مسئلہ کا حل دریافت کرتا رہا ایک آدمی نے کہا تو فلاں بستی میں چلا جا وہاں تیری بخشائش ہو سکتی ہے، وہ آدمی اس بستی کی طرف روانہ ہو گیا ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اچانک اسے موت آگئی لیکن اس نے مرنے سے پہلے اپنے سینے کو اس بستی کی طرف جھکا دیا جو اس کا مقصود تھا۔

اس کی موت کے بعد رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے آئے اور اس کے متعلق حجت کرنے لگے (اس بات میں کہ اس کی روح کون لے کر جائے؟) پس جس بستی کی طرف وہ آدمی جا رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے نزدیک ہونے کا حکم دے دیا اور جس بستی سے وہ چل کر آ رہا تھا اسے دور ہو جانے کا حکم دیا پھر فرشتوں سے فرمایا اس کے مرنے کی جگہ سے دونوں بستیوں کا فاصلہ ناپ لو۔ فَوُجِدَ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبُ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ۔

تو وہ اس بستی سے ایک بالشت نزدیک نکلا جس بستی کی طرف وہ روانہ ہوا تھا اس لیے اس کی مغفرت فرما دی گئی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۹۳، كِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ، بَابُ حَدِيْثِ الْغَارِ، حدیث غار کا بیان، حدیث نمبر ۲۲۷۰۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وہ آدمی جو اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہتا ہے اور اس کے لیے کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے شامل حال ہوتی ہے اور اس کے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔

فائدہ: توبہ کا لغوی معنی ہے رجوع کرنا لوٹنا، اصطلاح شریعت میں خدا کی نافرمانی ترک کر کے اطاعت کی طرف لوٹنے اور گناہ نہ کرنے کا عزم کرنے کا نام توبہ ہے۔

فائدہ: توبہ کے لیے ان چیزوں کا ہونا ضروری ہے (۱) اپنے گناہوں کا اعتراف کرنا (۲) گناہ چھوڑنے کا پورا ارادہ کرنا (۳) اپنے گناہوں پر شرمندہ ہونا (۴) حقوق العباد کے تحت بندوں کے حقوق کو ادا کرنا جیسے کسی کا مال لیا ہو تو اس کو واپس لوٹانا یا کسی پر کوئی ظلم کیا ہو تو اس سے معافی مانگنا (۵) رب کریم کی بارگاہ میں ندامت کے آنسو بہانا۔

ہر کجا آب رواں غنچہ بود و ہر کجا اشک رواں رحمت بود

جب آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین پر پھول اور کھلتے ہیں اور جب آنسو بہتے ہیں تو اللہ کی رحمت برستی ہے۔

دعا ضرور کرے گا قبول ربِّ کریم — تمہاری آنکھوں میں لیکن نمی ضروری ہے

بخشش بڑی ہے نہ کہ گناہ؟

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ (پ۳۰ ع۹ سورۃ الانشقاق ۸) اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا۔

بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (پارہ ۳ ع ۱۱ آل عمران ۲۶)

ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔

حضرت صفوان بن مُحرز مازنی روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ان کا ہاتھ تھامے کہیں جارہا تھا کہ اسی درمیان ایک آدمی سامنے آیا اور بولا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرگوشی کے متعلق کچھ سنا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں نے سنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو قریب بلائے گا اور اس پر پردہ ڈال کر اسے چھپالے گا اور ارشاد فرمائے گا کیا تم فلاں فلاں گناہ کو پہچانتے ہو؟ کیا تم نے یہ سب گناہ کیے ہیں؟ بندہ کہے گا ہاں میں نے یہ سب گناہ کیے ہیں یہاں تک کہ پروردگار عالم اس بندہ سے اس کے تمام گناہوں کا اعتراف کرالے گا اور وہ بندۂ مومن دل میں سوچے گا اب تو وہ ہلاک ہو گیا اور برباد ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا۔

سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابُ حَسَنَاتِهٖ۔

میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کو چھپایا ہے اور آج تجھے بخشتا ہوں پھر اس بندۂ مومن کو بخشش و مغفرت کا پروانہ دے دیا جائے گا۔

اَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ: لیکن کافر اور منافق تو ان کے متعلق سب گواہ کہیں گے۔

هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کو جھٹلایا خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ (پ۱۲ ع۲ ھود ۱۸)

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۳۰ کِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ، حدیث نمبر ۲۳۴۱۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی　　مرے جرم خانہ خراب کو ترے عفو بندہ نواز میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو جز میں تقسیم کیا، ننانوے کو اپنے پاس رکھا اور زمین میں ایک جز کو اتارا اور اسی ایک جز سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑی اپنے بچے سے اپنا سر اٹھائے رکھتی ہے اس ڈر سے کہ کہیں اس کو کچل نہ دے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۷، کِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ، اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو جز میں تقسیم فرمایا، حدیث نمبر ۲۰۰۰۔

فائدہ: رحم و کرم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو غیر محدود اور غیر متناہی ہے یہاں جو رحمت کی تقسیم بتائی گئی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم کی تعیین مقصود نہیں ہے صرف مخاطب کو سمجھانے کے لیے یہ ایک مثال ہے۔

﴿غیبی مدد﴾

اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ (پ۴ع۸ آل عمران ۱۶۰)

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے۔

بہ علم یک ذرہ پوشیدہ نیست — کہ پیدا و پنہاں بنزدش یکیست
اس کے علم میں کوئی چیز پوشیدہ نہیں — ظاہر و باطن اس کے نزدیک برابر ہے

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عرب کے کسی قبیلے میں ایک حبشی لونڈی تھی قبیلہ والوں نے تو اسے آزاد کر دیا تھا لیکن پھر بھی وہ انہیں لوگوں کے ساتھ رہتی تھی اس نے بتایا کہ ایک دن اُس قبیلے کی ایک لڑکی باہر نکلی، وہ سرخ رنگ کا جڑاؤ ہار پہنے ہوئے تھی اتفاق سے وہ ہار گم ہو گیا اب یا تو اس لڑکی نے اس ہار کو کہیں رکھ دیا تھا اور بھول گئی تھی یا وہ ہار کہیں گر پڑا تھا جہاں وہ ہار پڑا تھا وہاں سے ایک چیل کا گذر ہوا اور اس نے اُس سرخ ہار کو گوشت سمجھ کر اچک لیا اور لے کر چلی گئی، لوگوں نے اس ہار کو بہت تلاش کیا مگر نہ پایا۔

حبشی لڑکی کہتی ہے کہ قبیلہ والوں نے مجھ پر ہار چرانے کا الزام لگا دیا اور مجھے خوب مارا پیٹا پھر وہ لوگ میری تلاشی لینے لگے یہاں تک کہ میری شرمگاہ کی بھی تلاشی لے ڈالی جس وقت مجھ پر یہ ظلم و ستم ڈھایا جا رہا تھا اور لوگ میرے اردگرد جمع تھے قسم خدا کی، میں ان کے پاس ابھی کھڑی ہی تھی کہ اچانک ایک چیل اڑتی ہوئی آئی اور اسی ہار کو ہمارے سروں پر ڈال دیا اس ہار کو انھوں نے لے لیا، اب میں نے ان لوگوں سے کہا کیوں؟ یہی ہے نہ وہ ہار جس کے چرا لینے کا آپ لوگوں نے مجھ پر الزام لگایا تھا حالانکہ میں اس جرم سے بری ہوں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر وہ لڑکی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مشرف باسلام ہو گئی، چونکہ مسجد میں اس لڑکی کا ایک خیمہ یا ایک چھوٹا سا حجرہ تھا اس لیے وہ اکثر میرے پاس آیا کرتی اور باتیں کیا کرتی تھی وہ جب بھی میرے پاس آتی اور اپنے دل کی بات کہہ کر فارغ ہوتی تو یہ شعر ضرور پڑھتی۔

وَیَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیْبِ رَبِّنَا — اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ اَنْجَانِیْ
حمائل کا دن میرے پروردگار کے عجائب میں سے ہے — اسی دن میرے رب نے مجھے کفر کی بستی سے نجات بخشی

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک دن میں نے اس لڑکی سے پوچھا۔

مَا شَاْنُكِ لَا تَقْعُدِیْنَ مَعِیْ مَقْعَدًا اِلَّا قُلْتِ هٰذَا قَالَتْ فَحَدَّثَتْنِیْ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ۔

کیا وجہ ہے؟ جب بھی تم میرے پاس آ کر بیٹھتی ہو تو یہ شعر ضرور پڑھتی ہو؟ ام المومنین فرماتی ہیں کہ میرے پوچھنے پر اس نے مجھے اپنا یہ بارولا واقعہ سنایا۔

بخاری شریف جلد اول ، صفحہ ۶۴/۶۳ ، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ ، بَابُ نَوْمِ الْمَرْاَۃِ فِی الْمَسْجِدِ ، عورت کا مسجد میں سونا ، حدیث نمبر ۴۳۹ ۔

فائدہ: اگر آدمی سچا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید غیبی حاصل ہوتی ہے۔

فائدہ: صرف گمان کی بنیاد پر بغیر کسی تفتیش و تحقیق اور ثبوت کے کسی پر چوری وغیرہ کا جھوٹا الزام لگانا سخت گناہ اور شرمندگی کا سبب ہے قرآن پاک نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶ ع۱۴ الحجرات ۱۲)

اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو۔

﴿روح کیا ہے؟﴾

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى ۔ (پارہ ۱۶ ع۱۴ سورہ طٰہٰ ۵۵)

ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی مگر اس کے ریڑھ کی ہڈی کے باریک اجزا باقی رہیں گے اور اسی پر دوبارہ اس کے جسم کی تخلیق ہوگی۔ (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ کے کھنڈرات میں چل رہا تھا کہ اسی درمیان کچھ یہودی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے گذرے، اُن میں سے کسی نے کہا ان سے روح کے متعلق دریافت کرو؟

کچھ یہودی بولے ان سے کچھ مت پوچھو ورنہ شاید وہ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تم کو گراں گذرے اور تمہیں پسند نہ آئے لیکن ان میں سے کچھ یہودی بولے ہم تو ان سے روح کے متعلق ضرور پوچھیں گے چنانچہ ان میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور کہا اے ابو القاسم! یہ روح کیا چیز ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی جگہ پر خاموش کھڑے رہے میں سمجھ گیا کہ آپ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے میں چپ چاپ کھڑا رہا جب وحی نازل ہونے کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْ وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا (پ۱۵ ع۱۰ بنی اسرائیل ۸۵)

اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں، تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۴، کِتَابُ الْعِلْمِ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ، وَمَا أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان کہ ، اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا، حدیث نمبر ۱۲۵ ۔ اَيْضًا كِتَابُ التَّفْسِيْرِ ، حدیث نمبر ۴۷۲۱ ۔

﴿انسان کی تخلیق﴾

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ (پ۱۴ع۳ رسورہ الحجر ۲۶)
اور بے شک ہم نے آدمی کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بدبودار گارا تھی۔
وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ۔ (پ۲۱ع۶ رسورہ روم ۲۰)
اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر جبھی تم انسان ہو دنیا میں پھیلے ہوئے۔

پریشاں ہو کے میری خاک آخر دل نہ بن جائے ... جو مشکل اب ہے یارب پھر وہی مشکل نہ بن جائے
عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں ... کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہِ کامل نہ بن جائے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو صادق و مصدوق ہیں کہ تم میں سے ہر ایک اپنی والدہ کی شکم میں مادۂ پیدائش یعنی نطفہ کی شکل میں رہتا ہے پھر وہ چالیس دن تک جمے ہوئے خون کی صورت میں رہتا ہے پھر وہ گوشت کی بوٹی بن کر اتنے ہی دنوں تک رہتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے تاکہ وہ چار باتیں لکھ آئے (۱) اس کا عمل (۲) اس کا رزق (۳) اس کی موت (۴) وہ شقی ہے یا سعید ہے، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ پس بعض اوقات تم میں سے کوئی نیک عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو قسمت کا لکھا غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جہنم جیسے کام کرنا شروع کر دیتا ہے اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے اور بعض اوقات تم میں سے کوئی دوزخیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان صرف ایک بالشت کا فاصلہ رہ جاتا ہے لیکن نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آجاتا ہے اور وہ اہل جنت جیسے کام کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۵۶، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ، فرشتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۲۰۸۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں تخلیق انسان کے متعلق یوں فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۔ اور بے شک ہم نے پیدا کیا آدمی کو مٹی کے جوہر سے۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ۔ پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں یعنی مادر رحم میں ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی۔ یعنی روح ڈالی تو بے جان کو جاندار کیا، بولنے، سننے اور دیکھنے کی قوت بخشی۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ تو بڑی برکت والا ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ (پارہ ۱۸ رع ۱ رالمومنون ۱۲ تا ۱۴)

دوسرا باب

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ

دین ابراہیمی

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔ (پ۴ع ۱ال عمران ۹۵)

تم فرماؤ اللہ سچا ہے تو ابراہیم کے دین پر چلو جو ہر باطل سے جدا تھے اور شرک والوں میں نہ تھے۔

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا۔ (پ۱۷ ع۱۷ الحج ۷۸)

تمہارے باپ ابراہیم کا دین، اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ وحی الٰہی نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات زید بن عمرو بن نفیل سے بلدح نامی جگہ کے نچلے حصے میں ہوئی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں دستر خوان بچھایا گیا تو حضور نے کھانے سے انکار کردیا۔

قَالَ زَيْدٌ اِنِّيْ لَسْتُ اٰكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰى اَنْصَابِكُمْ۔

زید بن عمرو نے کہا میں بھی اس میں سے نہیں کھاتا ہوں جس کو تم اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو۔

وَلَا اٰكُلُ اِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

میں تو صرف اسی میں سے کھاتا ہوں جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

زید بن عمرو بن نفیل اہل قریش کا ذبیحہ ناپسند کیا کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ بکری کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اس نے اس کے لیے آسمان سے پانی اتارا اور اس کے لیے زمین سے چارہ اُگایا اور تم لوگ ایسے ہو کہ اس کو خدا کے سوا دوسروں کے نام پر ذبح کرتے ہو وہ اللہ کے سوا کسی اور نام پر ذبح کرنے کو برا سمجھتے تھے۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں ایک مرتبہ زید بن عمرو ملک شام کی طرف گئے تھے تا کہ کسی سے دین حق کے متعلق معلومات کرکے وہ دین حق کی اتباع کریں تو انہوں نے ایک یہودی عالم سے ملاقات کی اور ان کے مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کیا اور اس سے کہا ہوسکتا ہے کہ میں تمہارا دین اختیار کرلوں؟ یہودی عالم نے کہا تم اس وقت تک ہمارے مذہب میں شامل نہیں ہوسکتے جب تک اللہ تعالیٰ کے غضب سے کچھ اپنا حصہ حاصل نہ کرلو۔ زید نے کہا میں تو خدا کے غضب سے دور بھاگتا ہوں۔

میں اللہ تعالیٰ کے غصہ وغضب سے کچھ بھی برداشت نہیں کر سکتا اور نہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں تو کیا آپ مجھے کسی دوسرے دین کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟ یہودی عالم نے کہا مجھے دین حنیف کے سوا کسی دین کا کوئی پتہ نہیں ہے زید نے پوچھا حنیف دین کون سا ہے؟ اس نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جو یہودیت اور نصرانیت کے علاوہ ہے اور اس میں خدا کے سوا اور کسی کی عبادت نہیں کی جاتی۔

زید وہاں سے چلے گئے اور ایک نصرانی عالم سے ملاقات کیا اور اس سے بھی ایسے ہی سوال کیا جیسا کہ یہودی عالم سے پوچھا تھا اور ان سے بھی یہی کہا کہ ہوسکتا ہے کہ میں بھی تمہارے دین میں شامل ہوجاؤں؟ نصرانی عالم نے بھی کہا تم اس وقت تک ہمارے مذہب میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک اللہ تعالیٰ کی لعنت میں سے اپنا کچھ حصہ حاصل نہ کرلو۔ زید نے کہا میں تو خدا کی لعنت سے دور بھاگتا ہوں اور نہ میں اللہ تعالیٰ کے غصہ وغضب سے کچھ برداشت کر سکتا ہوں اور نہ میں اس کی لعنت سے کچھ برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں تو کیا آپ مجھے کسی دوسرے دین کے بارے میں بتا سکتے ہیں؟ نصرانی عالم نے کہا مجھے دین حنیف کے سوا اور کسی دین کا کوئی پتہ نہیں ہے زید نے پوچھا دین حنیف کون سا دین ہے؟ اس نے کہا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے جو نہ یہودیت ہے اور نہ نصرانیت ہے اور نہ ہی اس مذہب میں خدا کے سوا کسی اور کی عبادت کی جاتی ہے۔

جب زید بن عمرو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیف کے متعلق یہ فیصلہ سنا تو وہ باہر آئے اور ہاتھ اٹھا کر کہا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَشْهَدُ اَنِّیْ عَلٰی دِیْنِ اِبْرَاهِیْمَ۔

اے اللہ! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک میں دین ابراہیمی پر ہوں۔

(۳) حضرت اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کی پشت سے ٹیک لگا کر کھڑے تھے اور یہ کہہ رہے تھے۔

یَامَعَاشِرَ قُرَیْشٍ وَاللّٰهِ مَامِنْكُمْ عَلٰی دِیْنِ اِبْرَاهِیْمَ غَیْرِیْ۔

اے قریش کی جماعت! قسم خدا کی، میرے علاوہ تم میں سے کوئی بھی دین ابراہیمی پر نہیں ہے۔

حضرت اسما فرماتی ہیں زید زندہ دفن کی جانے والی بچیوں کو بچاتے تھے جب کوئی آدمی اپنی بیٹی کو زندہ دفن کر کے مارڈالنے کا ارادہ کرتا تو وہ کہتے اسے قتل مت کرو اس کی پرورش کی ذمہ داری میں اپنے سر لیتا ہوں۔

پھر وہ اس بچی کو لے کر اس کی پرورش کرتے اور جب وہ بڑی ہوجاتی تو اس کے باپ سے کہتے اگر تم چاہو تو میں اس بچی کو تمہارے حوالے کردوں ورنہ میں ایسے ہی اس کی پرورش کرتا رہوں گا۔

بخاری شریف جلداول صفحہ ۵۳۹، ۵۴۰، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ حَدِیْثِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلَ، زید بن عمرو بن نفیل کا بیان، حدیث نمبر (۱) ۳۸۲۶ (۲) ۳۸۲۷ (۳) ۳۸۲۸۔

فائدہ: مذکورہ روایتوں کے تحت یہ کہنا درست ہے کہ حضرت زید بن عمرو بن نفیل بھی صحابی ہیں کہ حضور سے شرف ملاقات اور اعلان نبوت سے پہلے دین ابراہیمی پر قائم رہنا اور اسی پر انتقال کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

﴿یہ عبرت کی جگہ ہے﴾

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۔ (پ ۷ ع ۸ الانعام ۱۱)

تم فرمادو زمین میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ (غزوۂ تبوک کے موقع پر) جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ہمراہ قوم ثمود کی جگہ یعنی مقام حِجْر میں اترے تو لوگوں نے ان کے کنواں سے اپنے مشکوں میں پانی بھرلیا اور اس سے آٹا بھی گوندھ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو حکم دیا اس کنواں سے جو پانی بھرا ہے اس کو بہادو اور اس پانی سے جو آٹا گوندھا ہے وہ اونٹوں کو کھلا دو اور آپ نے فرمایا تم لوگ اس کنواں سے پانی بھرو جس کنواں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔

(۲) حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ مقام حجر سے گذرے تو آپ نے صحابہ سے فرمایا۔

لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ۔

ظالموں کے مکانات میں داخل مت ہونا مگر روتے ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو عذاب ان پر آیا تھا پھر سواری پر بیٹھے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چہرے پر چادر ڈال لی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۷۸، کِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا، اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ قوم ثمود کی طرف ان کی برادری سے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا۔ (۱) حدیث نمبر ۳۳۸۰۔ (۲) حدیث نمبر ۳۳۷۹۔

﴿قوم ثمود﴾

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ (پ ۳ ع ۱۴ آل عمران ۶۲)

یہی بے شک سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی غالب ہے حکمت والا ہے۔

شہر مدینہ اور ملک شام کے درمیان ایک بہت بڑی سرسبز و شاداب وادی تھی جس میں زرخیز علاقوں اور پھلدار باغوں کی کثرت تھی اسی وادی میں قوم ثمود رہتے تھے ایک روایت کے مطابق نو سو گھروں کی اور دوسری روایت کے مطابق پندرہ سو گھروں کی وہ بستی تھی اس قبیلہ کا نام ان کے دادا کے نام پر قوم ثمود رکھا گیا تھا ان کے پایۂ تخت کا نام اَلْحِجْر تھا اس قوم کو فن تعمیر میں بڑی مہارت حاصل تھی یہ لوگ پہاڑی علاقوں میں سنگین چٹانوں کو تراش خراش کر اور پہاڑوں کو کھود کر شاندار مکان اور محل بنایا کرتے تھے، ان لوگوں نے جاڑوں میں رہنے کے لیے پہاڑوں کے اندر محل بنا رکھے تھے اور گرمیوں میں رہنے کے لیے پہاڑوں کے اوپر مکان بنا رکھے تھے آج بھی ان کی بنائی ہوئی عمارتوں کے آثار موجود ہیں جو ان کے ہاتھوں کی مہارت کی گواہی دیتے ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام کی بعثت

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔
اور ثمود کی طرف ان کی برادری سے صالح کو بھیجا، کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں
بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آئی ۔(پ ۸ ع ۱۷ الاعراف ۷۳)

اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کو ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال کیا تھا مگر مال و دولت کی فروانی نے ان میں ایسی بے راہ روی پیدا کر دی تھی کہ ہر طرح کی برائیوں کے ساتھ ساتھ یہ لوگ شرک کی لعنت میں گرفتار تھے اور بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اور ان کے عقائد و اعمال کے اصلاح کے لیئے اپنے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کو یہاں مبعوث فرمایا۔

صاحب معالم التنزیل حضرت امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کا نسب نامہ کچھ یوں لکھا ہے۔
حضرت صالح بن عبید بعبید بن آسف بن ماسح بن عبید بن خاور بن ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام
حضرت صالح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دی اور یہ کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، میں اللہ کا نبی بن کر آیا ہوں تم لوگ میری بات مانو ورنہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔

قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت کو مسترد کر دیا، ان کو جھٹلایا اور کہا، آپ بھی تو ہماری طرح انسان ہیں ہم آپ کو اللہ کا رسول کیسے مان لیں؟ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اگر آپ اللہ کے سچے نبی ہیں تو اپنی نبوت کی صداقت پر کوئی معجزہ دکھایئے؟ یہ سامنے جو پہاڑ کا چٹان ہے آپ اس میں سے ایک فربہ، خوبصورت، گابھن اونٹنی نکال کر ہم کو دکھایئے جو باہر آتے ہی فوراً بچہ بھی جنے؟ اگر آپ نے ایسا کر کے دکھا دیا تو ہم لوگ ایمان لے آئیں گے۔

پتھر سے پیدا ہونے والی اونٹنی

قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۔(پ ۳ ع ۱۳ ال عمران ۴۷)
فرمایا اللہ یوں ہی پیدا کرتا ہے جو چاہے جب کسی کام کا حکم فرمائے تو اُس سے یہی کہتا ہے کہ ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے
حضرت صالح علیہ السلام نے جب قوم ثمود سے اس بات پر پختہ وعدہ لے لیا کہ اس معجزہ کو دیکھنے کے بعد وہ سب ایمان لے آئیں گے تو آپ کھڑے ہوئے، دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور پھر آپ نے جیسے ہی اس چٹان کی طرف اشارہ کیا اس میں حرکت ہوئی، درمیان سے چٹان پھٹ گیا اور اس میں سے ایک خوبصورت اور بہت بڑی گابھن اونٹنی نکل پڑی، فوراً اس نے ایک بچہ جنا اور اپنے بچے کے ساتھ میدان میں چرنے لگی۔

اونٹنی کی خوراک

قوم ثمود کے لوگ اس اونٹنی کی جسامت و بناوٹ کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور دوسرے جانور ڈر کر بھاگنے لگے۔
وہ اونٹنی جب پانی کے تالاب کے پاس آئی تو اس تالاب کا سارا پانی پی گئی اس معجزہ کو دیکھ کر کچھ لوگ تو ایمان لے آئے لیکن اکثر لوگ اپنے کفر پر ڈٹے رہے اور پہلے کی طرح حضرت صالح علیہ السلام کا مذاق اڑاتے رہے۔
چونکہ اس بستی میں صرف ایک ہی ایسا تالاب تھا جس میں پہاڑوں کے چشموں سے صاف پانی گر کر جمع ہوتے تھے اور اسی پانی کو وہاں کے سارے لوگ پیا کرتے تھے اس لیئے حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا اے میری قوم کے لوگو! دیکھو یہ معجزہ کی اونٹنی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قدرت کی نشانی ہے ایک دن یہ تمہارے تالاب کا سارا پانی پیا کرے گی اور دوسرے دن تم لوگ پیا کرو گے۔
جس دن وہ اونٹنی پانی پیتی تھی اس کی ہیبت سے اس دن اس تالاب کے پاس کوئی انسان تو کیا؟ کوئی جانور بھی نہیں آتا تھا حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو اس اونٹنی کی عظمت سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا۔

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ۔ (پ۱۹ع۱۴/الشعراء۱۵۵)

فرمایا یہ ایک اونٹنی ہے ایک دن اس کے پانی پینے کی باری ہے اور ایک مقرر دن تمہاری باری ہے۔

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ۔

یہ اللہ کا ناقہ ہے تمہارے لیے نشانی، تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں کھائے۔

یعنی یہ ایسا اللہ کا ناقہ ہے جو صلبًا کسی کی پیٹھ میں نہ رہا، نہ کسی پیٹ میں رہا، نہ کسی نر سے پیدا ہوا، نہ کسی مادہ سے پیدا ہوا، نہ کسی حمل میں رہا اور نہ ہی اس کی خلقت دھیرے دھیرے کمال تک پہنچی بلکہ کسی جان کی پیدائش کے عادۃً جتنے طریقے ہیں اس کے برخلاف وہ پہاڑ کے ایک پتھر سے اچانک پیدا ہوا، اس کی یہ پیدائش معجزہ ہے، پیدا ہوتے ہی بچہ جننا ایک معجزہ ہے، روزانہ پورے قبیلے کے برابر پانی پی جانا ایک معجزہ ہے، روزانہ اس قدر دودھ دینا کہ سارے قبیلے والے مل کر پیا کریں یہ ایک الگ معجزہ ہے، اس کے پانی پینے کے دن کسی انسان یا چرندو پرند کا پانی پینے کے مقصد سے اس تالاب کے قریب نہ آنا بھی ایک معجزہ ہے۔

وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔ (پ۸ع۱۷/الاعراف۷۳)

اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے۔

خبردار اس کو کبھی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرنا، اس کے پانی پینے کے دن اس سے مزاحمت نہ کرنا، نہ اس کو مارنا اور نہ ہی اس کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانا ورنہ دنیا ہی میں عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا حکم آجائے گا تو تم لوگ کسی قسم کی مہلت بھی نہیں پاؤ گے۔

﴿اونٹنی کا خاتمہ اور قوم ثمود کی تباہی﴾

وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۔ (پ۲۴ ع۱۶ حٰم سجدہ ۱۷،۱۸)

اور رہے ثمود انہیں ہم نے راہ دکھائی تو انہوں نے دیکھنے پر اندھے ہونے کو پسند کیا تو انہیں ذلت کے عذاب کی کڑک نے آلیا یہ بدلہ ہے ان کے کرتوت کا اور ہم نے انہیں بچالیا جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے۔

کچھ دنوں تک تو قوم ثمود نے اس تکلیف کو برداشت کیا کہ ایک دن وہ اس تالاب کا پانی پیتے اور دوسرے دن اس اونٹنی کے لیے چھوڑ دیتے لیکن پھر انھوں نے اس اونٹنی سے چھٹکارا پانے کے لیے اسے مار ڈالنے کا فیصلہ کرلیا۔

حضرت صالح علیہ السلام کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ برابر منع کرتے رہے اور انہیں عذاب الٰہی سے ڈراتے رہے مگر کچھ لوگوں نے چھپ کر اونٹنی پر حملہ کیا اور مار ڈالا اور اس کے گوشت کو پوری بستی میں تقسیم کردیا۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ۔ پس ناقہ کی کوچیں کاٹ دیں اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔

اونٹنی کے بچے نے جب اپنی ماں کا یہ حشر دیکھا تو وہ فوراً بھاگتی ہوئی پہاڑ کی طرف گئی اور غائب ہوگئی۔

قوم ثمود کے لوگوں نے نہ یہ کہ صرف اونٹنی کو مار ڈالا بلکہ وہ اس قدر بے باک اور نڈر ہو گئے کہ اللہ کے پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کو بھی قتل کرنے کی سازش کرنے لگے اور ان کو چیلنج کرتے ہوئے کہنے لگے، کہاں ہے وہ عذاب؟ جس سے آپ ہر وقت ہم لوگوں کو ڈرایا کرتے تھے؟۔

وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ (پ۸ ع۱۷ الاعراف ۷۷)

اور بولے، اے صالح! ہم پر لے آؤ وہ عذاب جس کا تم وعدہ دے رہے ہو اگر تم رسول ہو۔

حضرت صالح علیہ السلام نے کہا اے میری قوم کے لوگو! آخر وہی ہوا جس کا مجھے خوف تھا اب اللہ تعالیٰ کے عذاب کا انتظار کرو، تم لوگوں نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی ہے، وہ اونٹنی جو اللہ تعالیٰ کے قدرت کی نشانی تھی اسے مار ڈالا ہے اب عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے تین دن بعد تم لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جاؤ گے پہلے دن تمہارے چہرے زرد ہوں گے، دوسرے دن سرخ ہوں گے، تیسرے دن تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور اس کے بعد تم پر ایسا عذاب آئے گا جس سے تم سب ایسے فنا ہو جاؤ گے کہ تمہارا کوئی نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو اپنی رحمت سے بچالیا اور قوم ثمود پر زلزلہ کی صورت میں ایسا عذاب اتارا جس سے اس سرکش قوم کی پوری آبادی ہلاک ہوگئی اور ان کی پوری بستی اس طرح ویران ہو کر کھنڈر ہوگئی جس کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا گویا یہاں پر کوئی بستی بسی ہی نہ تھی۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۔ (پ۸ ع۱۷ الاعراف ۷۸)

تو انھیں زلزلہ نے آلیا تو صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

حضرت صالح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کی تباہی و بربادی کو دیکھا اور ان کی بستی کو ویران کھنڈر میں تبدیل پایا تو ان سے اپنا منھ پھیر لیا اور مردہ لاشوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے میری قوم کے لوگو! میں نے تمہیں راہ راست پر لانا چاہا لیکن میری باتوں کو تم نے نہ مانا، میں نے تمہاری خیر خواہی کی لیکن تم نے مجھے اپنا دشمن سمجھا اور آخر کار عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّىْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ

تو صالح نے ان سے منھ پھیر لیا اور فرمایا اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا دی اور تمہارا بھلا چاہا مگر تم خیر خواہوں کو پسند کرنے والے ہی نہیں (پ ۸ ع ۱۷ / الاعراف ۷۹)

پھر حضرت صالح علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو ساتھ لیا اور اس بستی کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے۔

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ۔

اور بے شک حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور ہم نے ان اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے منھ پھیرے رہے۔

وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ۔ اور وہ پہاڑوں میں گھر تراشتے تھے بے خوف۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ (پ ۱۴ ع ۶ / الحجر ۸۰ تا ۸۴)

تو انہیں صبح ہوتے چنگھاڑ نے آلیا تو ان کی کمائی کچھ ان کے کام نہ آئی۔

فائدہ: حضرت صالح علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے پہلے کا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے بہت پہلے ہی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تباہ و برباد ہو چکی تھی۔

تفسیر بحر العلوم از سمرقندی ۳۷۵ھ، الکشف والبیان از ثعلبی ۴۲۷ھ، معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ھ، تفسیر مدارک التنزیل از نسفی ۷۱۰ھ، الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن از ثعالبی ۸۷۵ھ، خزائن العرفان، ضیاء القرآن، تفسیر حسینی۔

﴿اہلِ کتاب کی تصدیق و تکذیب﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی زبان میں پڑھتے اور مسلمانوں کے پاس عربی زبان میں اس کی تفسیر بیان کرتے تھے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو اور یہ کہو ہم اللہ عزوجل پر ایمان لائے اور جو ہم پر اتارا گیا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۴۴، کتاب التفسیر، باب قول اللہ تعالیٰ قولوا آمنا باللہ، حدیث نمبر ۴۴۸۵۔

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کی ملاقات

وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيْمٌ۔ (پ۱۳ع۳ر یوسف ۷۶) اور ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم بنی اسرائیل سے خطاب کے لیے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سب سے بڑا عالم میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عتاب کیا کہ انھوں نے یہ کیوں نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ علم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے پاس یہ وحی بھیجی۔ بَلٰى لِيْ عَبْدٌ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ۔

میرے بندوں میں سے ایک بندہ مَجْمَعُ الْبَحْرَيْن میں ہے وہ تم سے زیادہ علم والا ہے۔

حضرت موسیٰ نے عرض کیا میں ان سے کس طرح ملاقات کرسکتا ہوں؟ فرمایا گیا ایک ٹوکری میں ایک (پکی ہوئی) مچھلی لے لو اور اس طرف سفر کرو یہ مچھلی جہاں غائب ہوجائے وہیں ان سے ملاقات ہوگی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی کو ٹوکری میں لیا اور اپنے نوجوان خادم حضرت یوشع بن نون کے ساتھ چل پڑے جب صخرہ پتھر تک پہنچے تو اس ٹوکری پر سر رکھ کر سو گئے، اسی وقت مچھلی تڑپی، ٹوکری سے باہر نکلی، کود کر دریا میں جا گری اور سرنگ کی طرح سمندر میں راستہ بناتی ہوئی چل پڑی، حضرت یوشع بن نون کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی لیکن وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس بات کا تذکرہ کرنا بھول گئے جب دونوں حضرات وہاں سے چلے اور پورا ایک دن اور ایک رات کا سفر طے کرلیا تو حضرت موسیٰ نے اپنی تھکاوٹ کا تذکرہ کیا اور اپنے خادم سے ناشتہ طلب کیا۔

ان کے خادم یوشع بن نون نے کہا، حضور بڑی غلطی ہوئی، میں تو مچھلی کا واقعہ بتانا بھول ہی گیا اس سے پہلے پتھر کے پاس جہاں ہم نے قیام کیا تھا وہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں جا کودی اور سرنگ بناتی ہوئی نکل بھاگی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بس وہی وہ جگہ تھی جس کی ہمیں تلاش تھی دونوں حضرات اپنے نشان قدم پر پیچھے لوٹے، جب اس پتھر کے نزدیک پہنچے تو دیکھا ایک صاحب سر سے پاؤں تک چادر تانے ہوئے آرام فرمارہے ہیں، اور یہ حضرت خضر تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سلام عرض کیا حضرت خضر نے کہا تمہاری اس زمین میں سلام کیسے؟

آپ نے فرمایا میں موسیٰ ہوں، حضرت خضر نے پوچھا کیا آپ بنی اسرائیل والے موسیٰ ہیں؟ انھوں نے کہا جی ہاں، حضرت موسیٰ نے کہا کیا آپ مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دیتے ہیں تاکہ آپ مجھے ان نیک باتوں میں سے کچھ سکھا دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہیں؟ حضرت خضر نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسا علم عطا فرمایا ہے جسے آپ نہیں جانتے اور کچھ ایسا علم آپ کو دیا جسے میں نہیں جانتا۔

قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَالَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا۔

کہا آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں ۔

قَالَ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَآ اَعْصِیْ لَکَ اَمْرًا۔

کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا۔

قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اُحْدِثَ لَکَ مِنْهُ ذِکْرًا ۔(پ۱۵ع۲،۱۶الکہف۶۷تا۷۰)

کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں ۔

اب دونوں حضرات دریا کے کنارے چل دیے ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی، اتنے میں ایک کشتی کا ادھر سے گذر ہوا تو انھوں نے کشتی والوں سے کہا کہ انھیں بھی کشتی میں بٹھا لیں، حضرت خضر کو پہچان لیا گیا اور دونوں حضرات کو بغیر کرایہ لیئے سوار کرلیا گیا، انھوں نے دیکھا ایک چڑیا آکر کشتی کے کنارے بیٹھی اور ایک یا دو مرتبہ اپنے چونچ سے سمندر کا پانی پینے لگی، حضرت خضر بولے اے موسیٰ! میرا اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ایسا ہی ہے جیسے ایک طرف چڑیا کی چونچ اور دوسری طرف وسیع و عریض سمندر۔

حضرت خضر کشتی کے ایک تختے کی طرف گئے اور اس تختہ کو نکال دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان لوگوں نے بغیر کرایہ لیئے ہم کو کشتی میں بٹھالیا اور یہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے کشتی کو پھاڑ دیا تا کہ کشتی والے ڈوب جائیں؟

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَکَ اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا یَامُوْسٰی۔

حضرت خضر بولے اے موسیٰ! کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے کام کو دیکھ کر برداشت نہیں کر پائیں گے۔

حضرت موسیٰ نے کہا میری بھول پر آپ گرفت نہ کریں اب ایسا نہیں ہوگا۔

پھر وہ دونوں چلے دیکھا ایک لڑکا کچھ بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے حضرت خضر نے اس بچے کو مار ڈالا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا افسوس آپ نے بلا وجہ ایک بے قصور بچے کو مار ڈالا حضرت خضر بولے کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ نہیں رہ پائیں گے؟ پھر وہ دونوں آگے بڑھے جب ایک بستی میں پہنچے تو بستی والوں سے کھانا طلب کیا لیکن کسی نے ان دونوں کو اپنا مہمان نہ بنایا، آگے چلے تو اس بستی میں انھوں ایک ایسی دیوار پائی جو گرنے کے قریب تھی حضرت خضر نے اپنے ہاتھ سے اس دیوار کو درست کردیا۔

قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا۔ حضرت موسیٰ بولے اگر آپ چاہتے تو ان سے کچھ مزدوری لے سکتے تھے

قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَ بَیْنِکَ حضرت خضر بولے اے موسیٰ! اب یہ میری اور آپ کی جدائی کا وقت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے اگر وہ کچھ دیر اور صبر سے کام لیتے تو ان دونوں حضرات کے کچھ اور قصے ہمارے پاس پہنچتے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۳، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ مَا یَسْتَحِبُّ لِلْعَالِمِ اِذَا سُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَیَکِلُ الْعِلْمَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی عالم کے لیئے یہ مستحب ہے کہ جب اس سے یہ پوچھا جائے کہ سب سے بڑا عالم کون ہے تو اسے چاہیئے کہ علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرے حدیث نمبر ۱۲۲۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۸۱، کِتَابُ الْاَنْبِیَاءِ بَابُ حَدِیْثِ الْخَضِرِ مَعَ مُوْسٰی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر کے ساتھ حدیث نمبر ۳۴۰۱۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۸۷،۶۸۸ کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، حدیث نمبر ۴۷۲۵،۴۷۲۶،۴۷۲۷۔

واقعہ مذکورہ کی مزید تفصیل

قرآن کریم کی سورہ کہف میں اس واقعہ کی تفصیل موجود ہے حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔

سَاُنَبِّئُکَ بِتَاْوِیْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا۔

اب میں آپ کو ان باتوں کا کچھ بھید بتاتا ہوں جس کو دیکھ کر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔

(۱) وہ کشتی جس کا ایک تختہ میں نے اکھاڑ دیا تھا وہ کچھ محتاجوں اور نادار لوگوں کی تھی اور اس وقت دریا کے کنارے ایک ظالم و جابر بادشاہ بیٹھا ہوا تھا جو اپنے پاس سے گذرنے والی ہر صحیح و سالم کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا اور عیب دار کشتی کو چھوڑ دیتا تھا اور اس کی موجودگی کا علم کشتی والوں کو نہ تھا میں نے کشتی کو اسی لیئے عیب دار کر دیا تا کہ یہ کشتی محفوظ ہو جائے اور وہ ان غریب لوگوں کے لیے بچ رہے۔

(۲) وہ جو لڑکا تھا اس کی مقدر میں کفر تھا لیکن اس کے ماں باپ مسلمان تھے ڈر یہ تھا کہ کہیں اس کے ماں باپ اس کی محبت میں گمراہ نہ ہو جائیں اور اپنے دین سے پھر نہ جائیں اس لیے میں نے اس بچے کو مار ڈالا تا کہ اُن کا ایمان سلامت رہے اور اللہ تعالیٰ ان کے صبر کرنے پر انھیں اس سے بہتر بدل عطا فرماوے۔

(۳) اب رہی وہ بوسیدہ دیوار جس کو میں نے ٹھیک کر دیا وہ دیوار شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اس دیوار کے نیچے اُن کا خزانہ دفن تھا اُن کا باپ بڑا نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ ابھی وہ خزانہ محفوظ ہو جائے اور جب یہ دونوں جوانی کو پہنچ جائیں تو اپنا خزانہ نکال لیں حضرت خضر نے فرمایا۔

وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ذٰلِکَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا۔

اور یہ جو کچھ میں نے کیا ہے اپنی طبیعت سے نہیں کیا ہے ان کاموں میں یہ حکمتیں تھیں جس کو دیکھ کر آپ برداشت نہ کر سکے۔(پ۱۶ ع۱ا الکہف ۸۲)

فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام جن سے ملاقات کرنے گئے ان کا اصل نام بلیا بن ملکان ہے خضر ان کا لقب ہے، خضر میں تین لغت ہے خضر، خُضر، خِضر، خضر سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ جہاں بیٹھتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں وہاں کی گھاس اگر خشک ہو تو سرسبز ہو جاتی ہے جیسا کہ بخاری شریف، جلد اول، کتاب الانبیاء، حدیث نمبر ۳۴۰۲ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں مذکور ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام ولی تو بالیقین ہیں لیکن آپ کے نبی ہونے میں اختلاف ہے۔

تفسیر بحر العلوم از سمرقندی ۳۷۵ھ، معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ھ خزائن العرفان، ضیاء القرآن۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی ہمیشہ علم کے طلب میں رہے اگر چہ وہ بڑا عالم ہو، جس سے علم سیکھے اس کے سامنے تواضع وادب کا مظاہرہ ضروری ہے اور حصول علم کے مقصد سے دور دراز تک سفر کرنا جائز ہے بلکہ سنت انبیا ہے۔

﴿امت محمدیہ پر حضرت موسیٰ کی نوازش﴾

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ (پ۲ع۷/البقرہ۱۸۵)

اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ (پ۳ع۸/البقرہ۲۸۵) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

حضرت ابن حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں جب میں اس حکم کو لے کر لوٹا اور واپسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انھوں نے پوچھا۔

مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ ؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟

قُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً۔ میں نے کہا روزانہ پچاس وقت کی نمازیں۔

قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَا تُطِيْقُ ذٰلِكَ حضرت موسیٰ نے فرمایا آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت روزانہ پچاس وقت کی نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

میں واپس لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک حصہ کم کر دیا جب میں حضرت موسیٰ کے پاس پہنچا تو میں نے انھیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا کچھ حصہ کم کر دیا ہے، انھوں نے پھر فرمایا آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اس مقدار کی بھی طاقت نہیں رکھتی، میں پھر واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نماز کا کچھ حصہ کم کر دیا جب میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو آپ نے پھر یہی کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی تو پھر میں واپس ہوا اور ایسا کئی مرتبہ ہوا اور نماز کی تعداد کم ہوتی رہی پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

هِيَ خَمْسٌ وَ هِيَ خَمْسُوْنَ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ۔

ظاہر میں یہ پانچ نمازیں ہیں لیکن حقیقت میں پچاس ہیں میری باتیں بدلتی نہیں۔

یعنی ظاہر میں مسلمان صرف پانچ وقت کی نماز پڑھیں گے ہیں لیکن پچاس نمازوں کے برابر ثواب پائیں گے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱، کتاب الصلوٰۃ باب كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِي الْاِسْرَاءِ معراج میں نماز کیسے فرض ہوئی، حدیث نمبر ۳۴۹۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۹، كِتَابُ مَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ، بَابُ حَدِيْثِ الْاِسْرَاءِ معراج کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۸۷۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شب معراج پہلے امت محمدیہ پر پچاس وقت کی نمازیں فرض ہوئیں پھر رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفقت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت سے پانچ وقت میں تبدیل ہوگئیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے وصال کے بعد بھی لوگوں کی مدد فرماتے ہیں، ان کی مدد سے کام میں آسانی ہوتی ہے اور وہ ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔

﴿تو ریت میں تحریف کرنے والے یہودی﴾

قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ تم فرماؤ توریت لا کر پڑھو اگر سچے ہو۔
فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔
تو اس کے بعد جو اللہ پر جھوٹ باندھے تو وہی ظالم ہیں۔ (پ۴ ع۱ ال عمران ۹۳/۹۴)
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۔ (پ۱ ع۴ البقرہ ۳۹)
اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ یہودی ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر حاضر ہوئے جنہوں نے زنا کیا تھا حضور نے ان سے فرمایا تم میں جو زنا کرتا ہے اس کو کیا سزا دیتے ہو؟ یہودیوں نے کہا ہم اس کو مارتے ہیں، اس کا منھ کالا کرتے ہیں اور اسے ذلیل کیا کرتے ہیں، حضور نے فرمایا کیا تم توریت میں رجم کا حکم نہیں پاتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں ہم توریت میں ایسا کوئی حکم نہیں پاتے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے یہودیو! تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔
فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ توریت لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو۔
جب توریت لائی گئی تو ان میں سے ایک آدمی جسے یہودی پسند کرتے تھے اس سے کہا کہ اے اعور! تم توریت پڑھو، جب وہ توریت پڑھنے لگا تو اصل مقام کو چھوڑ گیا بلکہ آیت رجم پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور اس کے قریب سے آیت رجم کے علاوہ کچھ اور پڑھنے لگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے اس کا ہاتھ آیت رجم سے ہٹایا اور کہا یہ کیا ہے؟ جب یہودیوں نے اسے دیکھا تو کہا یہ آیت رجم ہے اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا تو مسجد کے پاس جنازہ پڑھنے کی جگہ کے قریب انہیں سنگسار کیا گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا جب اس عورت کو پتھر مارا جا رہا تھا تو وہ آدمی پتھر سے بچانے کے لیے اس پر جھک جاتا تھا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۵۴، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى، قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، تم فرماؤ توریت لا کر پڑھو اگر تم سچے ہو، پ۴ ع۱ ال عمران ۹۳۔ حدیث نمبر ۴۵۵۶۔ بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۳، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، پ۲ ع۱ البقرہ ۱۴۶۔ حدیث نمبر ۳۶۳۵۔

﴿آیت باب کی تفصیل﴾

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ
جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں۔ (پ۲ ع۱ البقرہ ۱۴۶)

گذشتہ آسمانی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف ایسے واضح اور صاف صاف بیان کیے گئے جن سے اہل کتاب کے علما کو آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں تھا اور نہ آپ کی بتائی ہوئی خبروں کے صادق ہونے میں انہیں شک اور تردد تھا وہ حضور کے عالی منصب کو اچھی طرح پہچانتے تھے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ۔

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔

وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ (پ ۹ ع ۹ ر الاعراف ۱۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن سے پہلے یہودی اپنے مقاصد کی تکمیل اور اپنے دشمن قبیلہ اوس اور قبیلہ خزرج کے خلاف فتح و کامرانی کے لیے دعا کرتے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ (پ ۱ ع ۱۱ ر البقرہ ۸۹)

اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

ان کی دعاؤں کے الفاظ یہ ہوتے "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ"

یا اللہ! ہم لوگوں کو نبی امی کے صدقے میں فتح و نصرت عطا فرما۔

تفسیر کبیر ر جلد اول ر صفحہ ۶۰۴ ر از علامہ امام فخر الدین رازی قدس سرہ متوفی ۶۰۶ ھ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِيْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تَبْعَثَهٗ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْيَوْمَ عَلٰى عَدُوِّنَا اے اللہ! ہم تجھ سے تیرے اُس نبی کی جاہ و حرمت کے سبب سوال کرتے ہیں آخری زمانہ میں جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے آج ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

تفسیر روح المعانی ر جلد اول ر صفحہ ۳۲۰ ر از علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ

اس دعا کے سبب یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے اور اپنے دشمنوں کے خلاف فتح پر فتح حاصل کرتے۔

مگر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے وسیلے سے مانگی ہوئی دعاؤں کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ۔

اور جب اُن کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے۔

فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔ (پ۱ ع۱۱ البقرہ ۸۹)

تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل، حضرت بشر بن برا اور حضرت داؤد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہودیوں سے کہا اے یہود کی جماعت! خدا سے ڈرو اور تم لوگ اسلام قبول کر لو جب ہم لوگ مشرک تھے تو تم ہمارے خلاف حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعائیں مانگا کرتے اور ہم سے یہ کہا کرتے تھے کہ عنقریب نبی آخر الزماں مبعوث ہونے والے ہیں اور وہ ان تمام صفات کے حامل ہوں گے اور اب جبکہ آپ کی تشریف آوری ہو چکی تو تم لوگ ان کی نبوت و رسالت کا انکار کرتے ہو اور بغض و عناد کے سبب حضور کے اوصاف کو ہم لوگوں سے اور اپنی قوم سے چھپاتے ہو؟

اس کے جواب میں یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر کے سلام بن مشکم نے کہا کہ آپ ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں لائے جس کو ہم پہچانتے ہوں اور یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا ہم تم سے ذکر کیا کرتے تھے۔

ایسے ہی کسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ هُمْ۔ (پ۲ ع۲ البقرہ ۱۴۶)

جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے۔

علمائے یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں توریت پر عبور حاصل تھی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفتوں کو آسمانی کتاب توریت میں پڑھ چکے تھے اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو چکے تھے ان کو جب یہ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں آپ کی تشریف آوری ہو چکی ہے تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا جیسا کہ بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵٦، حدیث نمبر ۳۹۳۸ میں مذکور ہے۔ مذکورہ آیت نازل ہوئی ''جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے'' (پ۲ ع۲ البقرہ ۱۴۶)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سلام سے یہ پوچھا کہ ''يَعْرِفُوْنَهٗ'' میں حضور کی جو معرفت بیان کی گئی ہے اس معرفت کی کیا شان ہے؟

حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا اے عمر! میں نے جب آپ کو دیکھا تو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آپ اللہ کے برحق نبی ہیں اور میری یہ معرفت حضور کے حق میں اپنے بیٹوں کی معرفت اور پہچان سے زیادہ قوی ہے۔

حضرت عمر نے کہا اے عبداللہ بن سلام! تم تو اپنے بیٹے کو اس کی پیدائش کے وقت سے جانتے اور پہچانتے ہو اس کی معرفت تو تمہیں ہر وقت حاصل ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنے بیٹوں سے زیادہ تمہیں حضور کی پہچان حاصل ہو؟

حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا ہاں ایسا ہی ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اے عمر! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب توریت میں بیان فرمائے ہیں۔

توریت میں یہ بتایا گیا ہے کہ آپ خاتم النبین ہوں گے، وہ قبلے کی طرف نماز پڑھیں گے، آپ کا دین و مذہب تمام ادیان و مذاہب کے لیے ناسخ ہوگا، شفاعت کبریٰ کا حق آپ کو حاصل ہوگا اور قیامت میں سب سے پہلے آپ ہی لوگوں کی شفاعت کریں گے ان پر ایمان لانے کا ہم سے پختہ عہد لیا گیا ہے لیکن بیٹے کی طرف سے ایسا یقین کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ عورتوں کا ایسا قطعی حال ہمیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان سے یہ بات سنی تو فرط عقیدت سے ان کا سر چوم لیا اور فرمایا اے عبداللہ بن سلام! اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق بخشے بے شک تم نے سچی بات کہی ہے۔

بحر العلوم از سمرقندی ۳۷۵ھ، کشاف از زمخشری ۵۳۸ھ، تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی ۶۰۶ھ، تفسیر روح المعانی از محمود بن عبداللہ آلوسی بغدادی ۱۲۷۰ھ، مدارک التنزیل ۷۱۰ھ، خزائن العرفان، ضیاء القرآن۔

﴿یہود و نصاریٰ تحریفِ کتاب کے مجرم﴾

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ۔

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں۔

اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ۔

انھیں ان کے نصیب کا لکھا ہوا پہنچے گا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے آئیں۔ (پارہ ۸ ع ۱۱، الاعراف ۳۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! تم لوگ اہل کتاب سے ان کی کتاب کی کوئی بات کیسے پوچھتے ہو؟ جبکہ تمہاری کتاب جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی خبروں میں سب سے نئی ہے، خالص اور ملاوٹ سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ بتادیا ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں میں تبدیلی کردی ہے اُن کتابوں میں تبدیلی کرکے اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے اور اس کے بدلے ذلیل قیمت حاصل کرتے ہیں۔

کیا تمہیں ان باتوں کو ان سے پوچھنے سے منع نہیں کیا گیا ہے جن باتوں کا علم تمہارے پاس آچکا ہے۔

وَاللّٰهِ مَا رَاَيْنَا رَجُلًا مِّنْهُمْ يَسْـَٔلُكُمْ عَنِ الَّذِىْٓ اُنْزِلَ عَلَيْكُمْ۔

خدا کی قسم، ہم نے ان یہودیوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا ہے کہ تم سے کسی نے یہ پوچھا ہو کہ تم پر کیا نازل ہوئی ہے

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۱۲۴، كِتَابُ التَّوحِيد، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، اسے ہر دن ایک کام ہے، حدیث نمبر ۷۵۲۳۔

تحریف کا واقعہ قرآن کی روشنی میں

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا۔

اللہ کی باتوں کو اُن کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو۔

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ خیبر کے باشندوں میں سے ایک شادی شدہ مرد اور عورت نے زنا کیا چونکہ دونوں صاحب ثروت اور اعلیٰ خاندان کے تھے اس لیے یہود کے علماء نے حکمِ توریت کے مطابق ان کو رجم کرنا مناسب نہ سمجھا اور آپس میں مشورہ کے بعد اس بات پر متفق ہوئے کہ وہ رسول جو یثرب یعنی مدینہ طیبہ میں مبعوث ہوئے ہیں ان کی کتاب میں رجم کا حکم نہیں ہے اس لیئے ان سے فیصلہ کرالیا جائے اور اس کے لیے ان کے ہم وطن پڑوسی یہودی قبیلہ بنی قریظہ اور بنو نضیر کے لوگوں کی سفارش لی جائے حال ہی میں ان لوگوں کا ان سے صلح کا معاہدہ بھی ہوا ہے وہ سفارش کریں گے تو آپ ضرور فیصلہ فرمادیں گے۔

چنانچہ دونوں مجرموں کو ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیا گیا تا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاکر یہ مسئلہ دریافت کریں کہ اگر کوئی شادی شدہ مرد اور عورت زنا کا ارتکاب کرلے تو اس کی سزا کیا ہے؟ جانے والوں کو یہ ہدایت دی گئی کہ اگر وہ کوڑا لگانے اور منھ کالا کرنے کا حکم دیں تو ان کا دیا ہوا فیصلہ مان لینا اور اگر رجم یعنی سنگسار کرنے کا حکم دیں تو انکار کردینا اسی کی طرف قرآن نے رہنمائی کی ہے۔

يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا۔

کہتے ہیں یہ حکم تمہیں ملے تو مانو اور یہ نہ ملے تو بچو (پ ٦ ع ١٠ ا/المائدہ ۴۱)

جب یہ لوگ قبیلہ بنی قریظہ اور بنو نضیر کے بڑوں سے ملاقات کر کے صورت حال سے آگاہ کیا اور یہ بتایا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانے کے لیے آئے ہیں آپ ہماری سفارش فرمادیں قبیلہ بنی قریظہ اور بنو نضیر کے لوگوں نے کہا قسم خدا کی ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ تم لوگوں کو ایسی باتوں کا حکم دیں گے جو تم پسند نہیں کرو گے۔

اشراف یہود میں سے کعب بن اشرف، کعب بن اسد، مالک بن صیف وغیرہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے ابوالقاسم! ہم لوگ ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوئے ہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس کا فیصلہ فرمادیں اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شادی شدہ مرد اور عورت زنا کا ارتکاب کرے اور ثبوت بھی فراہم ہو جائے تو اس کی سزا کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے اشراف یہود! کیا تم لوگ میرا دیا ہوا فیصلہ مان لوگے؟

یہودیوں نے کہا ہاں ہم مان لیں گے اسی وقت حضرت جبرئیل امین آیت رجم لے کر حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم خداوندی کے مطابق دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیا لیکن یہودیوں نے حضور کے اس فیصلہ کو قبول کرنے سے انکار کردیا حضرت جبرئیل امین نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اپنے درمیان اور ان یہودیوں کے درمیان ان کے سب سے بڑے عالم عبداللہ بن صوریا کو فیصل بنائیں۔

﴿ابن صوریا کا فیصلہ﴾

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (پ ۱ ع ۵ البقرہ ۴۲)

اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان یہودیوں سے فرمایا اے یہودیو! کیا تم لوگ ایک نوجوان ابن صوریا کو جانتے ہو؟ تمہارے درمیان وہ کیسے آدمی ہیں؟

یہودی کہنے لگے جی ہاں ہم انھیں جانتے ہیں روئے زمین پر اس پایہ کا کوئی عالم نہیں ہے اور خاص کر توریت کا جتنا علم ابن صوریا کے پاس ہے کسی عالم کے پاس نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابن صوریا کو بلا کر لاؤ، وہ لوگ گئے اور اُس کو بلا کر لے آئے، حضور نے فرمایا کیا تم ابن صوریا ہو؟

اس نے کہا جی ہاں میں ابن صوریا ہوں؟ حضور نے فرمایا کیا تم یہودیوں کے سب سے بڑے عالم ہو؟ اس نے کہا لوگ ایسا خیال کرتے ہیں حضور نے فرمایا اے یہودیو! کیا تم لوگ ابن صوریا کی بات مان لوگے؟ سب نے اقرار کیا جی ہاں ہم ان کی بات مان لیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن صوریا! میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کردیا، دریا میں راستہ نکال کر تم کو نجات دیا، بادل کو تمہارا سائبان بنادیا، تمہارے کھانے کے لیئے آسمان سے من وسلویٰ اتارا، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت اتارا جس میں تمام حلال وحرام چیزوں کے بارے میں بتادیا تم یہ بتاؤ کہ شادی شدہ مرد اور عورت اگر زنا کریں تو ان کے لیے تمہاری کتاب توریت میں رجم یعنی سنگسار کرنے کا حکم ہے یا نہیں؟

ابن صوریا انکار نہ کرسکا اور اس نے بتایا کہ جی ہاں، ہماری کتاب توریت میں ایسے لوگوں کے لیے رجم کا حکم ہے اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے اور مجھے عذاب نازل ہونے یا جلادیے جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں کبھی اس بات کا اقرار نہ کرتا بلکہ میں ضرور اس بات کو پوشیدہ رکھتا اب آپ یہ بتائیں قرآن پاک میں اس کے متعلق کیا حکم ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب چار گواہوں کی شہادت سے زنا کا حکم صراحۃً ثابت ہوجائے تو قرآن پاک کے حکم کے مطابق مجرموں کو رجم کیا جائے گا، ابن صوریا نے کہا قسم خدا کی، یہی حکم توریت کا ہے۔

ابن صوریا نے جب یہودیوں کے سامنے توریت میں آیت رجم ہونے کا اعتراف کرلیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ تکبیر بلند کی اور فرمایا بے شک میں پہلا وہ شخص ہوں جس نے اللہ عزوجل کی سنتوں میں سے ایک مردہ سنت کو زندہ کیا۔

﴿آسمانی کتابوں میں تحریف کا مقصد﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔
وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب اور اس کے بدلے ذلیل قیمت لے لیتے ہیں۔
اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ۔ (پ۲ع۵/البقرہ ۱۷۴) وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابن صوریا! یہ تو بتاؤ کہ حکم خداوندی میں تبدیلی کیسے ہوئی؟ اور کیوں ہوئی؟ ابن صوریا نے کہا جب ہم کسی امیر یا شریف آدمی کو پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور غریب آدمی پر حد جاری کیا کرتے تھے اس وجہ سے شرفا میں زنا اور دیگر برائیوں کی کثرت ہوگئی۔
ایک مرتبہ جب بادشاہ کے چچا زاد بھائی نے زنا کیا تو اس پر حد جاری نہیں کیا گیا پھر ایک دوسرے آدمی نے زنا کیا تو بادشاہ نے اس پر حد جاری کرنا چاہا تو اس کی قوم کے لوگ اس کی حمایت میں کھڑے ہو گئے کہ جب تک بادشاہ کے بھائی پر حد جاری نہیں ہوگا اس وقت تک اس کو بھی سزا نہیں دی جا سکتی۔
جب صورت حال ایسی ہوگئی تو علمائے یہود نے امیر و غریب ہر ایک کے لیے یہ راہ نکالی کہ اب کسی کو سنگسار نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کے بدلے چالیس کوڑے مارے جائیں گے اور اس کا منھ کالا کر کے اس کو گدھا پر گشت کرایا جائے گا اسی تبدیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔
يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ۔ (پ۶ع۱۰/المائدہ ۴۱)
اللہ کی باتوں کو اُن کے ٹھکانوں کے بعد بدل دیتے ہیں۔
ابن صوریا کی بات سن کر یہودی بہت بگڑے اور کہنے لگے اے ابن صوریا! تمہیں کچھ نہیں معلوم ہے اور تم کسی تعریف کے لائق بھی نہیں ہو ہم لوگ بلاوجہ تمہاری شان میں قصیدہ پڑھ رہے تھے۔
ابن صوریا نے کہا اے میری قوم کے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے اللہ عزوجل اور آسمانی کتاب توریت شریف کی قسم دی تھی اور تم لوگ جانتے ہو کہ بلا شبہ آپ رسول برحق ہیں اگر میں اس نبی برحق کے سامنے جھوٹ بولتا تو مجھے عذاب الٰہی کے نازل ہونے کا اندیشہ تھا اس لیے مجبوراً مجھے حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔
اس گفتگو کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ان دونوں مجرموں کو سنگسار کر دیا گیا۔
جامع البیان فی تفسیر القرآن از طبری ۳۱۰ھ تفسیر کبیر از امام طبرانی ۳۶۰ھ، بحر العلوم از سمرقندی ۳۷۵ھ تفسیر الکشف والبیان از ثعلبی ۴۲۷ھ معالم التنزیل لبغوی ۵۱۶ھ، کشاف از زمخشری ۵۳۸ھ، خزائن العرفان۔

﴿بنی اسرائیل کی نافرمانی اور عذاب الٰہی﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا۔ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (پارہ ا رع ۲ البقرہ ۵۸)

اور یاد کرو جب ہم نے فرمایا اس بستی داخل میں جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سر جھکاتے ہوئے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں۔

لیکن یہ لوگ شہر میں داخل ہوئے تو سرین کے بل گھسٹتے ہوئے اور کلمہ تو بہ کی توہین کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے کہ دانہ بالی میں ہے یعنی انھوں نے حِطَّۃٌ کی جگہ حَبَّۃٌ کہا تھا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۴۳، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا، حدیث نمبر ۴۴۷۹۔

﴿بنی اسرائیل کی نافرمانی قرآن کی روشنی میں﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اس بستی سے مراد بیت المقدس ہے یا اریحا بستی ہے جو بیت المقدس کے قریب ہے اس بستی میں قوم عاد کے کچھ بچے ہوئے لوگ رہتے تھے جنھیں عمالقہ کہا جاتا تھا اور اب یہ لوگ اس بستی کو خالی کر گئے تھے وہاں غلوں، پھلوں اور میووں کی بہتات تھی قوم بنی اسرائیل کو یہ ہدایت کی گئی کہ اس شہر میں جب داخل ہوں تو دوسرے فاتحین کی طرح سرکش اور مغرور ہو کر داخل نہ ہوں بلکہ عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے داخل ہوں اس بستی میں داخل ہونے کے کل سات دروازے تھے۔

جس دروازہ سے بنی اسرائیل کو گذرنا تھا وہ دروازہ ان کے لیے کعبہ کی طرح تھا اس میں داخل ہونا اور اس کی طرف سجدہ کرنا ان کے گناہوں کے کفارہ کا سبب تھا قوم بنی اسرائیل کو یہ حکم ہوا تھا کہ اس بستی میں جب داخل ہونا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کرتے ہوئے داخل ہونا اور کلمۂ استغفار حِطَّۃٌ عَنَّا خَطَایَانَا اے اللہ! ہمارے گناہ بخش دے، پڑھتے ہوئے داخل ہونا۔ لیکن ان لوگوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی یہ لوگ جب دروازے سے داخل ہوئے تو سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کلمہ تو بہ و استغفار پڑھنے کے حکم کا مذاق اڑاتے ہوئے حطہ کے بجائے '' حَبَّۃٌ مِّنْ شَعْرَۃٍ '' کہتے ہوئے داخل ہوئے جس کا معنی ہوتا ہے بال میں دانہ۔

اس نافرمانی کے سبب بنی اسرائیل کے لوگ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے، یہ عذاب طاعون کا تھا جس کے سبب ایک ساعت میں قوم بنی اسرائیل کے چوبیس ہزار افراد ہلاک ہو گئے تھے اور ایک دوسری روایت کے مطابق ستر ہزار افراد ہلاک ہو گئے اسی واقعہ کی طرف قرآن کریم نے اشارہ فرمایا ہے۔

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔

(پارہ ۱ رع ۶ را لبقرہ ۵۹) تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا، تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا، بدلہ ہے ان کی بے حکمی کا۔

تفسیر مدارک المشہور تفسیر نسفی ۱۰۷، ۵۱۶ تفسیر کبیر از امام قرطبی ۳۶۰، تفسیر خزائن العرفان تفسیر ضیاء القرآن۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ

وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَ اُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ۔ (پ ۱۹ ع ۱۷ رسورۃ النمل ۱۶)

اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز سے ہم کو عطا ہوا بے شک یہی ظاہر فضل ہے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ (پ ۱۹ ع ۱۷ رسورۃ النمل ۱۷)

اور جمع کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو عورتیں تھیں اُن میں سے ہر ایک کے پاس اس کا بیٹا موجود تھا اتفاق سے بھیڑیا آیا اور ان میں سے ایک کے بچے کو اٹھا کر لے گیا اب ان میں سے ہر ایک عورت یہی کہتی تھی کہ وہ اس کے بیٹے کو اٹھا کر لے گیا ہے۔

پھر وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئیں آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ فرما دیا باہر نکلیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے اپنا پورا واقعہ بتایا آپ نے کہا ایک چھری لے کر آؤ میں اِسے تمہارے درمیان تقسیم کر دوں۔

چھوٹی عورت نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ اسے چھری سے نہ کاٹیں یہ اُسی کا بیٹا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی عورت کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۰۰ کِتَابُ الْفَرَائِضِ بَابُ اِذَا ادَّعَتِ الْمَرْاَۃُ ابْنًا جب عورت کسی کے متعلق یہ دعویٰ کرے کہ یہ اس کا بیٹا ہے حدیث نمبر ۱۴۹۷۔

فائدہ: حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جلیل القدر پیغمبر ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرق سے مغرب تک کی زمین پر حکومت عطا فرمائی، چالیس سال آپ اس کے مالک رہے پھر آپ کو پوری دنیا کی مملکت عطا فرمائی، جن و انس شیطان، پرندے، چوپائے اور درندے سب پر آپ کی حکومت تھی اور ہر ایک شے کی زبان اور بولی آپ جانتے اور سمجھتے تھے اور سب پر حکم چلاتے تھے۔ (خزائن العرفان)

﴿شیر خواری میں کلام کرنے والے بچے﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (پ۲ع۳ر البقرہ۱۵۳)

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین شیر خوار بچوں نے گہوارے یعنی ماں کی گود میں کلام کیا ہے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے دو بچے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد و زاہد آدمی جن کا نام جریج تھا وہ نماز پڑھ رہے تھے دوران نماز ان کی ماں نے آکر انھیں پکارا، اے جریج! جریج نے ماں کی پکار کا کوئی جواب نہ دیا، دل میں سوچنے لگے میں ماں کی پکار کا جواب دوں تو کیسے دوں؟ میں تو نماز پڑھ رہا ہوں، ایک مرتبہ پھر ان کی ماں آئیں اور اب انھوں نے کہا یا اللہ! جریج کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک وہ کسی فاحشہ بدکردار عورت کو نہ دیکھ لے۔

چنانچہ ایک دن جریج اپنی عبادت گاہ میں تھے، ایک فاحشہ عورت آئی اور بدکاری کرنے کی دعوت دی لیکن آپ نے انکار کردیا وہ ایک چرواہے کے پاس چلی گئی اور خود کو اس کے حوالے کردیا، پھر اس نے ایک بچہ جنم دیا اور اس بچہ کو حضرت جریج سے منسوب کردیا لوگوں کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ حضرت جریج کے پاس آئے خوب برا بھلا کہا اور ان کا عبادت خانہ توڑ کر انہیں باہر نکال دیا۔

حضرت جریج نے وضو کیا، نماز پڑھی پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس بچہ کے پاس آئے اور پوچھا اے بچہ! تیرا باپ کون ہے؟ بچہ بول پڑا فلاں چرواہا میرا باپ ہے۔

اب لوگوں نے کہا اے جریج! ہم سے بڑی غلطی ہوئی ہے آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم لوگ آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنوادیں؟ حضرت جریج نے کہا نہیں پہلے کی طرح مٹی کا بنادو۔

دوسرا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت ایک بچے کو دودھ پلا رہی تھی کہ اسی درمیان ایک خوبصورت سوار گذرا تو اس عورت نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس سوار جیسا بنادے۔ بچے نے ماں کی پستان چھوڑ دی، سوار کی جانب متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے اللہ! مجھ کو اس جیسا نہ بنانا اس کے بعد پھر دودھ پینے لگا۔

پھر اس کے پاس سے ایک باندی کا گذر ہوا وہ عورت کہنے لگی اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا۔ لڑکے نے پھر دودھ پینا چھوڑ دیا اور کہا اے میرے اللہ! مجھ کو اس جیسا بنانا، عورت نے بچے سے پوچھا ایسا کیوں؟ اس نے جواب دیا وہ سوار ظالموں میں سے ہے اور اس عورت کو لوگ چور کہتے ہیں حالانکہ وہ ایسا کچھ بھی نہیں کرتی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۸۹، کِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ، بَابُ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ، اور کتاب اللہ میں حضرت مریم کو یاد کرو، حدیث نمبر ۳۴۳۶

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۳۷، کِتَابُ الْمَظَالِمِ، بَابُ اِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهُ، جب کسی کی دیوار گراوے تو ویسی ہی تعمیر کردے، حدیث نمبر ۲۴۸۲

فائدہ:۔اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جب آدمی پریشانی میں ہو یا اس پر کوئی ناگہانی مصیبت آپڑے تو نماز پڑھنی چاہیے نماز کی برکت سے آئی ہوئی مصیبت دور ہو جاتی ہے۔

فائدہ: قانون فطرت کے مطابق انسان کی پیدائش ماں باپ کے واسطے سے ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے جس طرح اس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے اور حضرت بی بی حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی کی ہڈی سے پیدا کیا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا اور ان کی پیدائش کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے تشبیہ دے کر یہ سمجھایا ہے کہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام ماں باپ کے بغیر مٹی سے پیدا ہو کر بھی اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بغیر باپ کے پیدا کیے گئے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔(پ۳ ع۱۴ آل عمران ۵۹)

عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اُسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔

﴿حضرت بی بی مریم کی فضیلت﴾

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ۔

اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم! بے شک اللہ نے تجھے چن لیا اور خوب ستھرا کیا اور آج سارے جہان کی عورتوں سے تجھے پسند کیا۔(پ۳ ع۱۳/ال عمران ۴۲)

یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِیْ وَارْكَعِیْ مَعَ الرّٰكِعِیْنَ۔ (پ۳ ع۱۳/ال عمران ۴۳)

اے مریم! اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لیے سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی پیدا ہونے والا بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر اس کی ولادت کے وقت شیطان اسے چھوتا ہے پس وہ شیطان کے چھونے کی وجہ سے چیختا اور چلاتا ہے سوائے حضرت مریم اور ان کے بیٹے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے)۔

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں اگر تم لوگ چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا۔ (پ۳ ع۱۴ آل عمران ۳۶/۳۷) اور میں اُسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندے ہوئے شیطان سے تو اسے اس کے رب نے اچھی طرح قبول فرمایا اور اسے پروان چڑھایا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۵۱، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: وَاِنِّیْ، حدیث نمبر ۴۵۴۸۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا تذکرہ قرآن مقدس پارہ نمبر ۱۶/سورہ مریم میں کچھ یوں مذکور ہے۔

﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت قرآن کی روشنی میں﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ حضرت بی بی مریم کی عمر جس وقت دس سال یا تیرہ سال کی تھی اور وہ معمول کے مطابق ایک گوشۂ تنہائی میں مصروف عبادت تھیں کہ اسی درمیان حضرت بی بی مریم کے پاس حضرت جبریل امین ایک مرد کی صورت میں آئے، انسانی صورت میں آنے کی وجہ یہ تھی کہ بی بی مریم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ملکوتی شکل میں دیکھنے کی ہمت نہ رکھتی تھیں انھوں نے جب اپنے سامنے ایک مرد کو پایا تو اس خیال سے گھبرا گئیں کہ نہ جانے آنے والے کی نیت کیا ہے؟ فوراً اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا اور بولیں۔

قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّا۔ (پ۱۶ ع۵ رسورہ مریم ۱۸)

بولی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تجھے خدا کا ڈر ہے۔

حضرت جبریل امین نے یہ کہہ کر ان کی گھبراہٹ کو دور کیا کہ میں انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہوں اور تیرے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہوں تا کہ تجھے ایک فرزند دوں۔ قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَهَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا۔

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔ (پ۱۶ ع۵ رمریم ۱۹)

قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَکُ بَغِیًّا۔ (پ۱۶ ع۵ رسورہ مریم ۲۰)

بولی مجھے لڑکا کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا نہ میں بدکار ہوں۔

حضرت جبریل امین نے انہیں بتایا کہ رب کی مرضی یہی ہے کہ تمہیں مرد کے چھوئے بغیر ہی لڑکا عطا فرمائے اور اسے اپنی قدرت کی نشانی بنائے اور یہ اس کے لیے کچھ مشکل نہیں ہے اس بات کو سننے کے بعد بی بی مریم کو اطمینان ہو گیا اور ان کی پریشانی جاتی رہی۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کے گریبان یا منھ میں دم کیا تو وہ اللہ کی قدرت سے فوراً حاملہ ہو گئیں۔

حضرت بی بی مریم کے حمل کا علم سب سے پہلے ان کے چچا زاد بھائی یوسف نجار کو ہوا جو ایک عابد و زاہد آدمی تھے انہیں بڑی حیرت ہوئی یہ کیسے ہوا؟ جب چاہتے کہ ان پر تہمت لگائیں تو ان کی عبادت، تقویٰ و پرہیزگاری، ہر وقت موجود رہنا اور کسی وقت غائب نہ رہنا یاد کر کے خاموش ہو جاتے اور جب حمل کا خیال کرتے تو ان کو الزام سے بری سمجھنا بھی مشکل ہو جاتا آخر کار انہوں نے ایک دن کہا اے مریم! یہ تو بتاؤ کیا کھیتی بغیر بیج کے، درخت بغیر بارش کے اور بچہ بغیر باپ کے ہو سکتا ہے؟ حضرت بی بی مریم نے کہا ہاں، اللہ تعالیٰ نے جو سب سے پہلے کھیتی پیدا کی وہ بغیر بیج کے ہی تھی، درخت اپنی قدرت سے بغیر بارش کے اگائے اور حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا، بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے ان باتوں کو سننے کے ان کے چچا زاد بھائی یوسف نجار کا شبہ رفع ہو گیا۔

جب وقت پورا ہو گیا اور ولادت کا وقت قریب آیا تو الہام باری تعالیٰ کے مطابق آپ دور جنگل کی طرف چلی

آئیں اور ایک سوکھے کھجور کے درخت کے نیچے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں وہ خود تو مطمئن ہو چکی تھیں لیکن لوگوں کی بہتان تراشی اور بدنامی کے خوف سے کہنے لگیں۔ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ۔(پ۱۶ع۵رسورہ مریم۲۳)

اے کاش کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔

اسی کھجور کے درخت کے نیچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اللہ تعالیٰ نے بی بی مریم کی خوراک کے لیئے اس سوکھے درخت کو پھلدار درخت میں تبدیل کر دیا اور زمین میں ایک نہر جاری کر دیا اور انہیں حکم ہوا کہ اگر کسی آدمی سے ملاقات ہو تو کہہ دینا۔ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ۔

میں نے آج رحمٰن کا روزہ مانا ہے تو آج ہرگز کسی آدمی سے بات نہ کروں گی۔(پ۱۶ع۵رسورہ مریم۲۶)

حضرت بی بی مریم جب اس نومولود بچے کو لے کر قوم کی طرف گئیں تو چونکہ بی بی مریم کا گھرانہ صالحین کا گھرانہ تھا جب لوگوں نے دیکھا کہ ان کی گود میں ایک نومولود بچہ ہے تو وہ بہت روئے اور غمگین ہوئے، بی بی مریم نے لوگوں کو اشارے سے سمجھایا کہ آج میں نے چپ رہنے کا روزہ رکھا ہے اس لیئے کسی سے بات نہیں کر سکتی آپ لوگوں کو جو پوچھنا ہے اس بچے سے پوچھو۔

لوگوں کو اس بات پر بڑا غصہ آیا کہ خود تو خاموش بیٹھی ہیں اور ایک شیر خوار بچے سے گفتگو کرنے کے لیئے کہہ رہی ہیں قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا ۔(پ۱۶ع۵رسورہ مریم۲۹)

بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے۔

اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دودھ پینا چھوڑ دیا اور اپنے بائیں ہاتھ پر ٹیک لگا کر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کر کے گفتگو کرنا شروع کیا۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۔(پ۱۶ع۵رسورہ مریم۳۰)

بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا نبی بنایا۔

اور اس نے مجھے بابرکت کیا جہاں کہیں میں رہوں اور اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ رہوں، اور مجھے خدمت گار بنایا ہے اپنی والدہ کا، اور اس نے مجھے جابر اور بدبخت نہیں بنایا، اور سلامتی ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا زندہ کر کے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتنا کہہ کر خاموش ہو گئے اور اس کے بعد کلام نہ کیا جب تک کہ آپ بچوں کے بولنے کی عمر تک نہ پہنچے اور آپ کی گفتگو کو سن کر لوگوں کو حضرت بی بی مریم کی برأت وطہارت کا یقین ہو گیا۔

معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ھ تفسیر مدارک ۷۱۰ھ تفسیر مظہری تفسیر حسینی خزائن العرفان ضیاء القرآن۔

فائدہ:۔ جس طرح مذہب اسلام میں کھانے اور پینے کا روزہ ہوتا ہے اسی طرح پہلے زمانہ میں بولنے اور کلام کرنے کا بھی روزہ ہوتا تھا لیکن ہماری شریعت میں یہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

﴿قربِ قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد﴾

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ (پ۳ع۱۴ آل عمران ۵۵)

یاد کرو جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے پھر اپنی طرف اٹھالوں گا اور تجھے کافروں سے پاک کردوں گا اور تیرے پیرووں کو قیامت تک تیرے منکروں پر غلبہ دوں گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، عنقریب تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، وہ حاکم عادل ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور مال اتنا بڑھ جائے گا کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا، یہاں تک کہ ایک سجدہ کو دنیا اور جو کچھ اس دنیا میں ہے اس سے بہتر خیال کیا جائے گا پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم لوگ چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا۔ پ۶ع۱۱ النساء ۱۵۹

کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔

یعنی یہودیوں پر اور نصرانیوں کی بداعمالیوں پر آپ گواہ ہوں گے اور اس بات پر گواہ ہوں گے کہ یہودیوں نے آپ کو جھٹلایا تھا اور نصرانیوں نے آپ کو ابن اللہ کہا تھا، آپ کو رب ٹھہرایا تھا اور خدا اور قدوس کا شریک گردانا تھا اسی طرح اہل کتاب میں سے جو لوگ ایمان لے آئیں گے آپ اس کے ایمان کی بھی گواہی دیں گے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۹۰، کِتَابُ الْاَنْبِیَآءِ، بَابُ نُزُوْلِ عِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا، حدیث نمبر ۳۴۴۸۔

فائدہ: اس آیت کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں (۱) ایک قول یہ ہے کہ موت کے وقت ہر کتابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے لیکن موت کے وقت کا ایمان نہ تو مقبول ہے اور نہ ہی اس کے لیے فائدہ مند ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ قیامت کے قریب ہونے کے وقت جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دنیا میں تشریف لائیں گے تو شریعت محمدیہ کے مطابق لوگوں پر حکم جاری فرمائیں گے، مذہب اسلام کے ایک امام کی حیثیت سے دین محمدی کی اشاعت فرمائیں گے، یہود و نصاریٰ اپنے اس باطل خیال قول وعقیدہ سے رجوع کریں گے کہ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے دیا گیا" اور اس وقت کے تمام اہل کتاب ان پر ایمان لاکر دین اسلام میں داخل ہوں گے اس عقیدہ کے ساتھ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہی قول ثانی زیادہ راجح ہے مذکورہ حدیث اس کی تائید کررہی ہے مفسرین کے قول سے بھی اسی روایت کی تائید ملتی ہے۔

تفسیر بحر العلوم ہا از سمرقندی ۵۷۵ تفسیر الکشف والبیان از ثعلبی ۴۲۷ معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ تفسیر نسفی ۱۰۷ خزائن العرفان، ضیاء القرآن

تیسرا باب

قرآن کریم

نزول قرآن ایک معجزہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں جس کو معجزہ نہ دیا گیا ہو اور ہر نبی کو اس پر ایمان لانے والوں کی تعداد کے مطابق معجزے دیے جاتے ہیں اور جو چیز بطور معجزہ مجھے دی گئی ہے وہ قرآن کریم ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔

فَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَکْثَرَھُمْ تَابِعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے ماننے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۴۴، کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآن، بَابُ کَیْفَ نُزِلَ الْوَحْیُ، نزول وحی کی کیفیت کا بیان، حدیث نمبر ۴۹۸۱۔

فائدہ: معجزہ وہ امر خارق ہے جو خرقِ عادت یعنی عادت کے خلاف ظاہر ہو اور جس کے ذریعہ اُس شخص کا صدق ظاہر کرنا مقصود ہو جو اس بات کا دعویٰ کرے کہ وہ خدا کا پیغمبر ہے۔

کل آسمانی صحیفوں اور کتابوں کی تعداد ۱۰۴ ہیں ان میں سے دس حضرت آدم علیہ السلام پر، ۵۰ حضرت شیث علیہ السلام پر، دس حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوئیں اور بقیہ چار مشہور کتابوں میں سے زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر تو ریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور قرآن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہیں نزول قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اھْتَدٰی فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا۔

بے شک ہم نے تم پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لیے حق کے ساتھ اتاری تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو اور جو بہکا وہ اپنے برے کو بہکا۔ (پارہ ۲۴ سورۃ الزمر ۴۱)

سترہ رمضان المبارک بروز دوشنبہ کو غارِ حرا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو سب سے پہلی سورت نازل ہوئی وہ سورہ اِقْرَاْ ہے اسی کو سورہ عَلَقْ بھی کہتے ہیں۔

غارِ حرا: مکہ سے منیٰ کے راستے میں ایک پہاڑ ہے جس کو اب جبل نور کہتے ہیں اس میں تین چٹانیں اس طرح مل گئی ہیں کہ ایک چھوٹا سا کمرہ بن گیا یہی **غارِ حرا** ہے اس کی لمبائی چار ہاتھ ہے اور اس کی چوڑائی بہت کم ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دولت کدہ سے تقریباً تین میل کی دوری پر ہے یہاں سے کعبہ صاف نظر آتا ہے

نزولِ وحی کی ابتدا

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۔ (پ۱۸ع۱۶/۱الفرقان۱)
بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈرسنانے والا ہو۔

کسر باقی نہ رکھی بزمِ اِمکاں جگمگانے میں
عرب میں چاند نکلا چاندنی پھیلی زمانے میں
حرا کے غار سے شمعِ نبوت کی کرن پھوٹی
اجالا ہی اجالا ہو گیا ہر سو زمانے میں

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا اچھے خوابوں سے ہوئی۔ فَکَانَ لَایَرٰی رُؤْیَا اِلَّا جَآءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔
جو خواب بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھتے اس کی تعبیر صبح روشن کی طرح ظاہر ہوتی۔
پھر آپ کے دل میں خلوت نشینی کی محبت ڈال دی گئی اور آپ غار حرا میں جا کر قیام کرنے لگے متواتر کئی دنوں تک آپ وہاں عبادت کرتے رہتے جب تک کہ گھر والوں سے ملنے کا اشتیاق نہ ہوتا اور اس کے لیے کھانے پینے کا سامان لے جایا کرتے جب توشہ ختم ہو جاتا تو آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لاتے اور اتنا ہی توشہ پھر لے جاتے یہاں تک کہ غار حرا میں قیام کے دوران آپ پر وحی نازل ہوئی، اس طرح کہ ایک فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کیا ''اِقْرَاْ'' پڑھیے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَا اَنَا بِقَارِی'' میں نہیں پڑھتا۔
حضور فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر طاقت بھر دبوچا پھر چھوڑ دیا اور کہا ''اِقْرَاْ'' پڑھیے۔
میں نے پھر کہا ''مَا اَنَا بِقَارِی'' میں نہیں پڑھتا تو اس نے مجھے پھر پکڑا دوسری مرتبہ بھی مجھ کو طاقت بھر دبوچا اور چھوڑ کر کہا ''اِقْرَاْ'' پڑھیے، میں نے پھر کہا ''مَا اَنَا بِقَارِی'' میں نہیں پڑھتا۔
حضور فرماتے ہیں کہ فرشتے نے مجھے پھر پکڑا اور تیسری مرتبہ طاقت بھر دبوچا پھر چھوڑ دیا اور کہا۔
اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۔
پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، آدمی کو خون کے پھٹک سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ (پ۳۰ع۲۱/۱سورہ علق)
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان آیات کو دہرایا آپ کا دل کانپ رہا تھا آپ حضرت بی بی خدیجہ کے پاس آئے اور فرمایا ''زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ'' مجھے کمبل اڑھادو، مجھے کمبل اڑھادو، حضرت خدیجہ نے کمبل اڑھادیا یہاں تک کہ آپ کا خوف جاتا رہا آپ نے ان کو سارا واقعہ سنایا اور فرمایا میری جان کو خطرہ محسوس ہوتا ہے۔

﴿حضرت خدیجہ کا تأثر﴾

(۲) ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحْمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تُقْرِئُ الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ۔

ہرگز نہیں خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں فرمائے گا آپ تو صلہ رحمی کرنے والے، کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے محتاجوں کے لیے کمانے والے، مہمان نوازی کرنے والے اور راہِ حق میں مصائب جھیلنے والے ہیں۔

﴿ورقہ بن نوفل سے ملاقات﴾

روح و دل کو سرور دیتا ہے صبر و ایماں کا نور دیتا ہے ہر زمانے میں اِک خدا کا کلام زندگی کا شعور دیتا ہے

(۳) حضرت خدیجۃ الکبریٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لے کر جناب ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جوام المومنین حضرت خدیجہ کے چچازاد تھے وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے، عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتے تھے اور اس وقت وہ بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے ام المومنین نے فرمایا اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات سنیں حضرت ورقہ بن نوفل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا برادرزادے آپ نے کیا دیکھا ہے؟ آپ نے وحی آنے کا جو واقعہ دیکھا سنا تھا وہ سب بیان کر دیا ورقہ بن نوفل نے آپ سے کہا۔

هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى یہی وہ ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا۔

اے کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کر دے گی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کیا کہا آپ نے؟ میری قوم مجھے نکال دے گی؟ ورقہ نے کہا جی ہاں، جو پیغام آپ لے کر آئے ہیں ایسا پیغام جب بھی کوئی لے کر آیا ہے لوگوں کی اس سے عداوت و دشمنی بڑھتی گئی اگر میں آپ کا زمانہ پاؤں گا تو پوری طرح آپ کا تعاون کروں گا۔ اس ملاقات کے بعد کوئی زیادہ زمانہ نہیں گذرا کہ جناب ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا اور نزول وحی کا سلسلہ بھی کچھ دنوں کے لیئے بند ہو گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳، کِتَابُ الْوَحْيِ ،بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کب اور کیسے ہوا؟ حدیث نمبر ۳۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۳۹، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ ،بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ،اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ،حدیث نمبر ۴۹۵۳۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا "مَا اَنَا بِقَارِئٍ" میں نہیں پڑھتا، یا میں پڑھنے والا نہیں جبریل امین نے جب کہا " اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ "اپنے رب کے نام سے پڑھیے تو حضور نے پڑھنا شروع کیا

فائدہ: کچھ لوگوں نے "مَا اَنَا بِقَارِئٍ" کا ترجمہ کیا ہے "مجھے پڑھنا نہیں آتا" یہ غلط ہے۔

﴿دوسری وحی﴾

تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ ۔ (پ۴ع۲،۳/آل عمران ۱۰۸)

یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم ٹھیک ٹھیک تم پر پڑھتے ہیں۔

خدا نے پیار سے جس کو پکارا جس طرح چاہا — مدثر وہ مزمل وہ وہی یٰسین وہی طٰہٰ
محمد مصطفیٰ بھی ہے وہ احمد مجتبیٰ بھی ہے — وہ مطلوب خلائق بھی وہ محبوب خدا بھی ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ دنوں تک مجھ پر وحی کا آنا بند رہا، اسی درمیان میں کہیں جا رہا تھا کہ میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔

یَا مُحَمَّدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی تو دیکھا وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا وہ زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اسے دیکھ کر مجھ پر رعب ہوا یہاں تک کہ میں زمین کی طرف گر پڑتا میں حضرت خدیجہ کے پاس آ گیا اور ان سے کہا "زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ" مجھے بالاپوش اوڑھاؤ، مجھے بالاپوش اوڑھاؤ، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ وَالرُّجْزَ فَاھْجُرْ۔ (پ۲۹ع۱۵/المدثر ۱تا۵)

اے بالاپوش اوڑھنے والے، کھڑے ہو جاؤ، پھر ڈر سناؤ، اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو، اور اپنے کپڑے پاک رکھو، اور بتوں سے دور رہو۔

پھر اس کے بعد وحی الٰہی آنے کا سلسلہ تیز ہو گیا اور مجھ پر لگاتار وحی آنے لگی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ۳، کِتَابُ الْوَحْیِ، بَابُ کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کب اور کیسے ہوا، حدیث نمبر۴۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ۴۵۹، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ اٰمِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ فِی السَّمَآءِ فَوَافَقَتْ اِحْدَاھُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہیں تو جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر گئی تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے، حدیث نمبر۳۲۳۸۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۷۳۳، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی، وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ، حدیث نمبر۴۹۲۵، ۴۹۲۶۔

فائدہ: **جبرئیل** عربی لفظ ہے آپ کا اصل نام عبدالجلیل ہے انبیائے کرام کے پاس پیغام خداوندی لانے کی ذمہ داری آپ کے سپرد تھی اس کے علاوہ اور دوسرے خدمات بھی انجام دیتے ہیں۔

فائدہ: فرشتے نوری مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ قدرت دی ہے کہ وہ جو شکل چاہیں اختیار کر لیں یہ سب مختلف کاموں پر مامور ہیں، فرشتوں میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں جن کے نام یہ ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔

نزول وحی کے طریقے

یہ سچ ہے اس جہاں میں ہدایت کے واسطے ہر دور میں رہے گی ضرورت قرآن کی
جاری ہے جب تلک تیرے سانسوں کا سلسلہ کم ہو کبھی نہ دل سے محبت قرآن کی

وحی کے مختلف معانی ہیں...اشارہ کرنا، دل میں بات ڈالنا، الہام کرنا، پوشیدہ پیغام بھیجنا۔(المنجد عربی ص ۸۹۱)
اصطلاح شرع میں وحی اس کلام کو کہتے ہیں جو کسی نبی پر اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہو۔(نزہۃ القاری شرح بخاری)
وحی جو نبیوں اور رسولوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کی متعدد صورتیں ہیں۔

(۱) اللہ کا کلام بغیر کسی واسطے کے پیغمبر تک پہنچنا جیسے شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کا اترنا یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوہ طور پر کلام الٰہی سننا۔

وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا (پ۶ ع۳ النسآء ۱۶۴) اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کسی واسطہ کے بغیر کلام فرمایا۔

(۲) اللہ کا کلام فرشتے کے واسطے سے پہنچنا، جیسے مذکورہ حدیث کے مطابق غار حرا میں حضرت جبریل امین کا سورہ اقرأ کی آیتوں کو لے کر آنا: چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ (پ۶ ع۳ النسآء ۱۶۳)
بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی۔

(۳) نبیوں کے قلوب میں معانی کا القا کیا جانا یا حضرت جبرئیل امین کا اپنے ملکوتی شکل میں حاضر ہونا۔

() نزول وحی کی بعض صورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی گھنٹی کی کی آواز کے مثل آتی ہے اور یہ مجھ پر سب سے زیادہ سخت ہے فرشتہ جو کچھ کہتا ہے جب اس کو یاد کر لیتا ہوں تو یہ کیفیت دور ہو جاتی ہے اور کبھی فرشتہ مرد کی شکل میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ۲، كِتَابُ الْوَحْيِ، بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کب اور کیسے ہوا، حدیث نمبر۲۔

فائدہ: نبیوں اور رسولوں کے سوا کسی اور پر وحی نہیں آتی اگر کسی غیر نبی کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات ڈالی جائے تو اسے الہام کہتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جب ولادت ہوئی اور ان کی والدہ محترمہ اس بات سے فکرمند ہوئیں کہ کہیں پڑوس کا کوئی آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرعون کو اطلاع نہ دے

دے اور فرعون ان کے قتل کے درپے نہ ہو جائے اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں یہ القاء فرمایا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ (پ ۲۰ رع ۴ ۱ القصص ۷)

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر، اور نہ غم کر بے شک ہم اسے تیری طرف پھر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

جبرئیل امین دِحیہ کلبی کی صورت میں

حضرت ابوعثمان فرماتے ہیں کہ مجھے خبر دی گئی کہ بے شک جبرئیل امین، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور کے پاس ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہے پھر کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا یہ کون تھے؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت دحیہ کلبی تھے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں قسم خدا کی، میں نے یہی گمان کیا تھا کہ یہ حضرت دِحیہ کلبی ہیں یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خطبہ سنا کہ آپ حضرت جبرئیل امین کی دی ہوئی خبر کو بیان فرما رہے تھے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۲، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۳۴۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام صحابیِ رسول حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں اکثر آیا کرتے تھے اکثر یہی ہوتا تھا اس کے علاوہ کبھی کبھی اعرابی کی شکل میں بھی حاضر ہوا کرتے تھے جیسا کہ حدیث جبرئیل میں ہے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

جبرئیل امین کی آمد میں رکاوٹ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا لیکن اُن کے آنے میں کافی دیر ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُن کا تاخیر کرنا بڑا گراں گذر رہا تھا اس لیے آپ باہر نکل گئے جب حضرت جبرئیل امین سے ملاقات ہوئی تو آپ نے وقت مقررہ پر نہ آنے کی وجہ دریافت کی تو حضرت جبرئیل امین نے عرض کیا۔

اِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں جاندار کی تصویر یا کتا ہو۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۸۱، كِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ، تصویر والے گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، حدیث نمبر ۵۹۶۰۔

﴿نزول وحی کے وقت کی کیفیت﴾

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ۔(پ ۲۸ ع ۶ /الحشر ۲۱)

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تُو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

نزول وحی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو کیفیت طاری ہوتی اس کی وضاحت حدیث میں یوں ہے

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سخت جاڑے کے دن وحی اترتی تو نزول وحی کے ختم ہونے پر جبین اقدس پسینہ پسینہ رہتی۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ۲، کِتَابُ الْوَحْیِ ،بَابُ کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کب اور کیسے ہوا، حدیث نمبر ۲۔

حضرت صفوان بن یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے اے کاش، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُس حالت میں دیکھوں جبکہ آپ پر وحی الٰہی کا نزول ہو رہا ہو۔

چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعرانہ کے مقام پر پہنچے، اس وقت کئی صحابہ آپ کی خدمت میں موجود تھے ان لوگوں نے حضور کے اوپر ایک کپڑا تان رکھا تھا اسی وقت ایک آدمی آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے جبہ میں احرام باندھا ہو اور اس نے خوشبو لگالی ہو؟

فَنَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَآءَهُ الْوَحْیُ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ دیر تک اس کو دیکھتے رہے پھر آپ پر وحی کا آنا شروع ہو گیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یعلی کو اشارے سے بلایا اور ان سے کہا دیکھ لو وحی آنے کی کیفیت کیسی ہوتی ہے؟ حضرت یعلی بن امیہ نے اپنا سر اس تنے ہوئے چادر کے اندر کیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا خراٹوں جیسی آواز آرہی تھی تھوڑی دیر تک حضور پر یہی کیفیت رہی پھر جب نزول وحی کا سلسلہ بند ہوا تو حضور نے فرمایا۔ اَیْنَ الَّذِیْ یَسْأَلُنِیْ عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا۔

وہ آدمی کہاں ہے جس نے مجھ سے عمرہ کے بارے میں ابھی کچھ مسئلہ دریافت کیا تھا؟

لوگوں نے انہیں تلاش کیا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیے گئے تو آپ نے فرمایا تم نے اپنے اوپر جو خوشبو لگائی ہے اسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور اس جبہ کو اتار کر دوسرا جبہ پہن لو اور پھر عمرہ میں وہ سب رکن پورا کرو جو تم حج میں کیا کرتے ہو۔

بخاری شریف جلددوم، صفحہ۷۴۵، کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ ،بَابُ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَیْشٍ وَالْعَرَبِ ،قرآن کریم قریش اور عرب کی زبان میں نازل ہوا ہے، حدیث نمبر ۴۹۸۵۔

﴿نزول وحی کے وقت مشقت نہ اٹھانے کا حکم﴾

طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤی۔ اِلَّا تَذْکِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی۔ (پ۱۶ع۱۰ا،سورۂ طٰہٰ ۱/۲/۳)

اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لیے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو، ہاں اس کے لیے نصیحت ہے جو ڈر رکھتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نزول قرآن کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سخت مشقت اٹھاتے اور وحی الٰہی کو یاد کرنے کی غرض سے زبان اقدس کو حرکت دیتے، آپ کے ہونٹ مسلسل ہلتے رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس مشقت کو گوارہ نہ فرمایا حکم باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

لَا تُحَرِّکْ بِهٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ۔

تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ۔

تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔ (پ۲۹ ع۱۷،القیٰمۃ ۱۶تا۲۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وحی الٰہی کو مطمئن ہو کر سماعت فرماتے اور جب حضرت جبرئیل امین تلاوت کر کے چلے جاتے تو نازل ہونے والی آیتوں کو حضور ایسے ہی پڑھا کرتے جیسا کہ حضرت جبرئیل امین نے پڑھا تھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳، کِتَابُ الْوَحْیِ، بَابُ کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحْیِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کب اور کیسے ہوا، حدیث نمبر ۵۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۳۳، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ، حدیث نمبر ۴۹۲۸۔

فائدہ: جب وحی نازل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پوری طرح متوجہ رہتے اور جبریل امین جیسے ہی کلام اللہ کی قرأت شروع کرتے آپ بھی تلاوت شروع فرماتے اور اس کو یاد کرنے کی کوشش کرتے تا کہ کہیں کوئی لفظ یا نقطہ رہ نہ جائے اس طرح آپ کو بیک وقت تین کام کرنا ہوتا تھا (۱) سراپا متوجہ ہو کر سننا (۲) اسی وقت تلاوت کرنا (۳) نازل ہونے والی آیتوں کے معانی و مفاہیم کو سمجھنا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں کا نزول فرمایا اور یہ بتا دیا کہ قرآن کریم کو سینہ میں محفوظ کرنا، زبان اقدس پر جاری کرنا اور اس کے معانی و مفاہیم کا سمجھانا ہماری ذمہ داری ہے آپ کا کام صرف سن لینا ہے۔ **فائدہ:** ان آیتوں سے عظمتِ شانِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا بھی معلوم ہوتا ہے۔

فائدہ: اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل امین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استاذ نہ تھے بلکہ وہ وحی الٰہی کے نزول کے لیے واسطہ تھے باقی رہا قرآن پاک کا پڑھنا، اس کو یاد رکھنا، قرآنی آیات کے معانی و مفاہیم سمجھانا اور اس کے اسرار و رموز سے واقف کرانا یہ سب اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ کرم میں لے رکھا تھا۔

﴿امی ہونے کا مطلب؟﴾

ایسا امی کس لیئے منت کشِ استاد ہو کیا کفایت اس کو اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمْ نہیں

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ ۔ (پ۹ ع۹ سورۃ الاعراف ۱۵۸)

تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ ۔(پ۹ ع۹ / الاعراف ۱۵۷)

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک لقب امی ہے چونکہ آپ نے کسی استاذ سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا ہے اور نہ ہی حضرت جبریل امین نے آپ کو لکھنا پڑھنا سکھایا ہے اس لیے آپ کو امی کہا جاتا ہے مفسر قرآن حضرت علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ آپ کو امی مبعوث کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم قدرت کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے سینہ کو علوم و معارف کا گنجینہ بناتا ہے اور اس کے دل پر انوار الٰہیہ کا القا کرتا ہے تو اس کو علم حاصل کرنے کے رائج طریقوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔

مفہوم علم وہ تو سمجھ ہی نہیں سکا جن کے تخیلات میں غارِ حرا نہیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امی مبعوث کرنے میں ایک حکمت یہ ہے کہ کوئی آدمی آپ پر یہ الزام نہ لگا سکے کہ آپ جو حکیمانہ کلمات اور پاکیزہ تعلیمات لوگوں کو سکھا رہے ہیں یا بتا رہے ہیں وہ علم کی قابلیت اور حکما کی کتابوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہے لیکن جب دنیا کے لوگ یہ دیکھیں گے کہ ایسا بے مثل و بے مثال اور نادر کلام پیش کرنے والے نے کبھی کسی استاذ سے پڑھنا لکھنا نہیں سیکھا ہے تو وہ سمجھیں گے کہ یقیناً یہ آپ کا کلام نہیں ہے بلکہ احکم الحاکمین رب العالمین کا کلام قرآن پاک ہے اور یہ آسمانی کتاب ہے۔

امی ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضور کی آمد مکہ میں ہوئی جس کو ام القریٰ کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔

وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ مُبٰرَکٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا۔

اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں اور اس لیے کہ تم ڈرسناؤ سب بستیوں کے سردار کو اور جو کوئی سارے جہاں میں اس کے گرد ہیں۔(پ۷ ع۱۷ / الانعام ۹۲)

حضرت کا علم علم لدنی تھا اے امیر حضرت وہیں سے آئے تھے لکھے پڑھے ہوئے

﴿ماہ رمضان میں قرآن کا دور﴾

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ (پ۲ع۷البقرہ ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اُترا، لوگوں کے لیئے ہدایت اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ۔ (پارہ۲۱ع۱العنکبوت ۴۵)

اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کا قول اتنی توجہ سے نہیں سنا ہے جتنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خوش آوازی سے قرآن پڑھنا سنا ہے

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۵۱، کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَابُ مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ، خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۰۲۳۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیرات کرنے میں تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے، خاص کر رمضان شریف میں آپ کی سخاوت زوروں پر ہوتی جس وقت آپ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات فرماتے اور حضرت جبریل رمضان شریف کے مہینہ میں آخر ماہ تک ہر شب حضور کے پاس آتے اور قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے۔

فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ یَلْقَاهُ جِبْرِیْلُ اَجْوَدُ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ

پس جس وقت حضرت جبرئیل امین ملاقات کرتے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۵۷، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ ذِكْرِ الْمَلٰٓئِكَةِ، فرشتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۲۲۰۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۴۷، کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ بَابُ كَانَ جِبْرِيْلُ يَعْرِضُ الْقُرْآنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن پاک کے دور کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۹۹۷۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیئے ہیں دُربے بہا دیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

فائدہ: قرآن کریم کے دور کرنے کا طریقہ یہ ہوتا کہ کبھی حضرت جبریل علیہ السلام قرآن کریم کی تلاوت فرماتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنتے اور کبھی حضور تلاوت فرماتے اور حضرت جبرئیل امین سنتے۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ماہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ سخاوت کرنی چاہیے اور قرآن کریم کی تلاوت کی پابندی کرنی چاہیے قرآن پاک کی تلاوت تمام مستحب ذکر و اذکار سے افضل ہے اس کا سننا سنانا، پڑھنا پڑھانا تعظیم و احترام کرنا سب باعثِ اجر و ثواب ہے۔

﴿عہدرسالت میں قرآن کی ترتیب وتالیف﴾

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ۔ (پ۱۴ع۱/الحجر۹)

بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

حضرت یوسف بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھا کہ اسی درمیان ایک عراقی آیا اور اس نے پوچھا کونسا کفن بہتر ہے؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کفن تجھے کیا نقصان دیتا ہے؟ اس نے پھر عرض کیا ام المومنین! مجھے اپنا قرآن پاک تو دکھایئے؟ انہوں نے کہا وہ کس لیے؟ اس عراقی نے عرض کیا تاکہ میں قرآن کریم کی ترتیب درست کرلوں کیونکہ لوگ ترتیب کے خلاف پڑھتے ہیں ام المومنین نے فرمایا تمہارے لیے کوئی حرج کی بات نہیں ہے کہ تم جس آیت کو چاہو اس کو پہلے پڑھ لو۔

قرآن کریم کا جو حصہ پہلے نازل ہوا وہ ہو اور اسی مفصل سورتوں میں سے ایک سورت وہ ہے جس میں جنت اور جہنم کا تذکرہ ہے یہاں تک کہ جب لوگوں کے دلوں میں اسلام خوب جم گیا تو حلال وحرام کے احکام نازل ہوئے۔

وَلَوْ نَزَلَ اَوَّلُ شَیْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الْخَمْرَ اَبَدًا۔

اور اگر شروع میں یہ حکم نازل ہوتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے کہ ہم تو شراب پینا کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا لَقَالُوْا لَا نَدَعُ الزِّنَا اَبَدًا۔

اور اگر یہ حکم نازل ہوتا کہ زنا مت کرنا تو لوگ کہتے ہم تو زنا کرنا کبھی نہ چھوڑیں گے۔

مکہ مکرمہ میں جب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ۔ (پ۲۷ع۱۰/سورۃ القمر۴۶)

بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑوی اور سخت کڑوی ہے۔

تو اس وقت میں ایک چھوٹی سی لڑکی تھی اور کھیلتی کودتی تھی اور جب سورہ بقرہ اور سورہ نساء نازل ہوئیں تو اس وقت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں تھی۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا مصحف یعنی قرآن شریف نکالا اور اس عراقی کو سورتوں کی ترتیب لکھوادی۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۴۶، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآن، بَابُ تَالِیْفِ الْقُرْآن، قرآن کریم کی تالیف وترتیب کا بیان، حدیث نمبر ۴۹۹۳۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حفاظت قرآن کا ایسا انتظام فرمایا کہ عہد رسالت سے ہی تحریف وتبدیل کا خوف جاتا رہا صحابہ کی ایک جماعت قرآن پاک کو حفظ کرنے اور اس کی کتابت کرنے کے لیے کاتبان وحی کی صورت میں متعین تھی

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت سفر میں بھی کاتبان قرآن میں سے کسی کو مع سامان کتابت اپنے ساتھ رکھتے اور کتابت کے سلسلے میں اس قدر احتیاط برتا جاتا کہ نزول وحی اور کتابت وحی کے درمیان کوئی وقفہ نہ ہوتا ،کاتبان وحی ہر وقت قلم و دوات وغیرہ اپنے ساتھ رکھتے جیسے ہی قرآن کا نزول ہوتا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاوت کے مطابق قرآن کی آیتوں اور لفظوں کو باریک چمڑوں، سنگی تختیوں اور کھجور کی شاخوں میں لکھ لیتے اور سینکڑوں صحابہ بیک وقت ان آیتوں کو ترتیب کے ساتھ یاد بھی کر لیتے۔

اس طرح عہد رسالت ہی میں نزول قرآن کی تکمیل کے ساتھ کتابت قرآن بھی مکمل ہو چکی تھی اور حفاظ کرام کے سینوں میں آیتوں اور سورتوں کی وہ ترتیب بھی قائم ہو چکی تھی جن کو ان لوگوں نے حضور سے حاصل کیا تھا اور جس ترتیب کے مطابق حضرت جبریئل علیہ السلام ہر سال ماہ رمضان میں آ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن پاک کا دور فرمایا کرتے۔

فائدہ:اس زمانے میں عرب میں دستاویزات، معاہدات، اشعار، تاریخی واقعات اور قاضی کے فیصلوں کو نرم پتھر کی تختیوں، باریک چمڑوں وغیرہ پر لکھ کر محفوظ رکھنے کا رواج قائم تھا اور چونکہ یہ سب کاغذ کے مقابلے میں زیادہ دیر پا ہیں اس لیے قرآن پاک کو بھی انہی چیزوں پر لکھ کر محفوظ کیا گیا۔

﴿حضرت صدیق اکبر اور جمع قرآن﴾

لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۔ (پ۱۱ع۱۲ سورہ یونس ۶۴) اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

زمانہ آج بھی قرآن ہی سے فیض پائے گا — مٹے گی ظلمت شب اور سورج جگمگائے گا
مسلمانو! اٹھو قرآن کی دعوت کو پھیلاؤ — جہان بے اماں کو عافیت کے راز سمجھاؤ

کاتب وحی الٰہی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یمامہ والوں سے لڑائی ہو رہی تھی تو اسی درمیان امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے پاس بلایا میں آپ کے پاس جب گیا تو اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے مجھ سے کہا اے زید! میرے پاس یہ حضرت عمر فاروق آئے تھے انھوں نے مجھ سے کہا کہ جنگ یمامہ میں کتنے ہی قاری شہید ہو چکے ہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ مختلف جگہوں پر قاریوں کے شہید ہو جانے کی وجہ سے قرآن کا اکثر حصہ جاتا رہے گا اس لیے میری رائے یہ ہے کہ آپ قران کریم کے جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔

میں نے حضرت عمر سے یہ کہا کہ میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے؟ لیکن حضرت عمر نے مجھ سے یہ کہا کہ قسم خدا کی، ایسا کرنا ہی بہتر ہے اور یہ اس کے متعلق مجھ سے برابر بحث کرتے رہے اور مجھ کو اس کام پر ابھارتے رہے یہاں تک کہ اب اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا

ہے اور میں ان کی بات سے متفق ہو گیا ہوں اور اب میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ قرآن پاک کو ایک جگہ جمع کیا جائے اور چونکہ آپ نوجوان آدمی ہو، صاحب عقل و دانش ہو، تمہاری قرآن فہمی پر کسی کو کوئی کلام بھی نہیں ہے اور آپ کو ایک خصوصیت یہ بھی حاصل ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں وحی الٰہی کو لکھا کرتے تھے اس لیے آپ محنت کر کے اس کام کو انجام دو اور قرآن کریم کو جمع کر دو۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِیْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَیَّ مِمَّا اَمَرَنِیْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ۔

قسم خدا کی، اگر مجھے قرآن کریم کو جمع کرنے کی جگہ پر پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرنے کا حکم دیا جاتا تو میں اسے بھاری نہ سمجھتا۔

میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا آپ ایسا کام کیوں کرنا چاہتے ہیں جس کو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا ''هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ'' خدا کی قسم، یہی کرنا بہتر ہے۔

میں ان سے برابر بحث کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی اسی طرح کھول دیا جس طرح حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سینہ کھول دیا تھا پس میں نے قرآن کریم کو کھجور کے پتوں، پتھر کے ٹکڑوں، کپڑوں کے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے تلاش کر کے جمع کیا یہاں تک کہ سورہ توبہ کی یہ جو آخری آیتیں ہیں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر بہت ہی زیادہ مہربان، پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرما دو کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔ (پ ۱۰ ع ۵ ا التوبہ ۱۲۸، ۱۲۹)

یہ آیتیں مجھے حضرت ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملیں پھر یہ جمع کیا ہوا نسخہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا جب ان کا وصال ہو گیا تو یہ نسخہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہا پھر ان کے وصال فرمانے کے بعد قرآن کریم کا یہ نسخہ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تحویل میں رہا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۴۵، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، قرآن پاک جمع کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۹۸۶۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۷۴، کتاب التفسیر، باب قول اللہ تعالیٰ، لقد جاءکم رسول من انفسکم، حدیث نمبر ۴۶۷۹۔

فائدہ: مذکورہ روایت سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دور خلافت میں خود ان کے حکم سے قرآن کریم کو کھجور کے پتوں، حفاظ کے سینوں سے جمع کیا گیا لیکن اس بات میں کوئی کلام نہیں اس کا مشورہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا اور آپ ہی کے اصرار پر یہ عظیم کام ہوا اس لیے اس کام کا بنیادی سہرا حضرت عمر کو جاتا ہے۔

فائدہ: صاحب اختیار نبی نے اپنے اختیار سے حضرت ابو خزیمہ کی تنہا گواہی کو دو گواہوں کے برابر کر دیا تھا۔

﴿ایک آیت کی تلاش﴾

ہم تم اگر کریں گے تلاوت قرآن کی — اترے گی آسمان سے برکت قرآن کی
محشر میں پائے گا وہ شفاعت قرآن کی — جس نے قبول کی ہے نصیحت قرآن کی

حضرت خارجہ بن زید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم جمع کرنے کے وقت مجھے سورہ احزاب کی ایک آیت نہیں مل رہی تھی حالانکہ میں نے اس آیت پاک کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا تھا جب ہم نے اس کو تلاش کیا تو وہ آیت حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ملی جن کی تنہا گواہی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی گواہی کے برابر کر دیا تھا اور وہ یہ آیت تھی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنھوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔ (پ۲۱ ر۱۹ع الاحزاب ۲۳)

فَاَلْحَقْنَاهَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ پھر ہم نے اپنے جمع کیے ہوئے نسخے میں اس کے سورہ میں اس آیت کی جگہ پر اس کو لکھ دیا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۰۵، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى «مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ»، حدیث نمبر ۴۷۸۴۔
بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۴۶، كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ، قرآن پاک جمع کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۹۸۸۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۰۵، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى «مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ»، حدیث نمبر ۴۷۸۳۔

فائدہ: مذکورہ حدیث پاک سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صاحبِ اختیار ہونا بھی معلوم ہوتا کہ آپ نے حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنہا گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر کر دیا تھا۔

فائدہ: ۱۱ھ خلافت صدیقی میں جنگ یمامہ کا وقوع ہوا جس میں اگرچہ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی مگر اس جنگ میں سات سو حفاظ قرآن شہید ہو گئے جس سے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اگر حفاظ کرام کے شہید ہونے کا یہی سلسلہ قائم رہا تو متفرق صورتوں میں جمع شدہ قرآن پاک کو یکجا ترتیب کے ساتھ لکھنا مشکل ہو جائے گا اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مشورہ کے مطابق خلافتِ اسلامیہ کی نگرانی میں قرآن شریف کو ترتیب کے ساتھ یکجا لکھوا دیا اور سورتوں کی آیات کی ترتیب وہی رکھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتائی تھی۔

حضرت عثمان اور جمع قرآن

روشن ہے دو جہاں میں صداقت قرآن کی
محشر میں ساتھ دے گی تلاوت قرآن کی
گھر بھر کو بخشوائے گا ایک حافظِ قرآن
قسمت سے مل گئی ہے ضمانت قرآن کی
جتنی بھی آسمانی کتابیں جہاں میں ہے
کی ہے خدا نے صرف حفاظت قران کی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ دور عثمانی میں جب کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام اور عراق کی فوج کو لے کر آرمینیہ اور آذر بائیجان کی فتوحات حاصل کر رہے تھے اس دوران انہوں نے شامیوں اور عراقیوں کے قرآن پاک پڑھنے میں اختلاف پایا۔

حضرت حذیفہ بن یمان، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ اِخْتِلَافَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى۔

اے امیر المومنین! اس سے پہلے کہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگیں آپ اس امت کی رہنمائی اور مدد فرمائیں۔

حضرت عثمان غنی نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ قرآن کریم کا جو اصل نسخہ آپ کے پاس ہے وہ ہمیں عنایت فرمائیں پھر ہم اسے واپس کر دیں گے۔

ام المومنین حضرت حفصہ نے وہ اصل نسخہ حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور اس اصل نسخہ کو دے کر ان چاروں حضرات کو ان کی نقلیں تیار کرنے کا حکم دیا اور انہیں یہ بتا دیا کہ اگر قرآن کریم کے کسی لفظ میں عربی زبان کے اعتبار سے تم تینوں کا حضرت زید سے کوئی اختلاف واقع ہو۔

فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَاِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ۔

تو اس آیت کو قریش کی زبان میں لکھنا اس لیے کہ قرآن کریم کا نزول قریش کی زبان میں ہوا ہے۔

چنانچہ ان چاروں حضرات نے مل کر اس سے کئی نسخے نقل کر دیئے، حضرت عثمان غنی نے ان نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ مختلف علاقوں میں بھیج دیا تا کہ قرآن کریم کے الفاظ، ترتیب و قرأت میں کسی طرح کا اختلاف نہ ہو سکے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کا اصل نسخہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس واپس بھیج دیا پھر نقل شدہ نسخوں میں سے ایک ایک نسخہ ہر علاقے میں بھیج دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی یہ حکم دیا گیا اس نسخہ کے خلاف اگر قرآن کے نام پر کچھ لکھا ہوا ہے تو اسے جلا دیا جائے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۴۶، كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَابُ جَمْعِ الْقُرْآنِ قرآن پاک جمع کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۹۸۷۔

فائدہ: اس اختلاف کی نوعیت تلفظ، اعراب، رسم الخط اور کچھ الفاظ کے ردو بدل کی تھی جس سے معنی پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا مثلاً اہل شام حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت پڑھتے تھے جسے اہل عراق نے نہیں سنا تھا اور عراق والے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت پڑھتے تھے جسے اہل شام نے نہیں سنا تھا۔

حجاز کے لوگ ''مَاهٰذَا بَشَرًا'' اور قبیلہ بنی تمیم کے لوگ ''ماهٰذَا بَشَرٌ'' پڑھتے تھے اہل عرب صِرَاط اور مُصَيْطِرٌ کو س اور ص دونوں سے پڑھتے تھے اور تابوت کو تابوۃ لکھتے تھے اس قسم کے اختلاف کے بارے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل قریش کی زبان اور ان کے محاورے کے مطابق قرآن پاک کو لکھا جائے آپ نے جمع قرآن کا یہ حکم اپنی خلافت کے ایک سال بعد تقریباً ۲۴ ہجری کے اخیر اور ۲۵ ہجری کے شروع میں دیا تھا۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

فائدہ: اصطلاحِ شریعت میں **قرآن** وہ کتاب ہے جو اللہ کی طرف حضرت جبرئیل امین کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تئیس سال کی مدت میں ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوئی۔

فائدہ: حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کے کل سات صحیفے یا نسخے تیار کروائے ایک کو مدینہ میں رکھا اور بقیہ کو مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ اور کوفہ بھیج دیا اور عرب بلکہ پوری دنیا کے لیے اسی لغت کی تلاوت کو لازم کردیا۔

معوّذات کی برکت

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَاهُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (پ۱۵ ع۹ سورہ بنی اسرائیل ۸۲)

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

صاحبِ قرآں کی عظمت پوچھیے قرآن سے ۔۔۔ وصف اُن کا کیا بیاں ہو آج کے انسان سے
چاروں قُل پڑھ کر کسی بیمار پر دم کیجیے ۔۔۔ دیکھیے پھر فائدہ ملتا ہے کیا قرآن سے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو اپنے ہاتھوں پر معوذات پڑھ کر دم فرماتے اور اس کو پورے جسم پر ملتے جب آپ مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو میں معوذات پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پھونک مارتی پھر جسم پر ملتیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۳۹، كِتَابُ الْمَغَازِى، بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض اور وصال کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۳۹۔

فائدہ: معوذات سے مراد سورہ فلق اور سورہ ناس ہے کچھ علماء نے سورہ اخلاص کو بھی اس میں شامل فرمایا ہے

سب کتابوں سے بھلا قرآن ہے ۔۔۔ یہ ہمارا دین ہے ایمان ہے
ہم کریں گے اس کی عزت اور ادب ۔۔۔ جسم میں جب تک ہمارے جان ہے

سورہ اخلاص پڑھنے کی عادت

وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ۔(پ۲۷،ع۹،القمر۳۲)
اور بے شک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

صحرا میں جنگلوں میں بیابان میں پڑھو ۔۔۔ مینار گر پڑے ہیں تو میدان میں پڑھو
یہ بے خبر نجومی تمہیں کیا بتائیں گے ۔۔۔ کل ہونے والا کیا ہے قرآن میں پڑھو

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فوجی دستے کا امیر بنا کر بھیجا تھا وہ جب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو اسے '' قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ '' یعنی سورہ اخلاص پر ختم کرتے جب یہ لوگ واپس لوٹے تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا کہ ہمارے امیر جب نماز پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ اخلاص پر اپنی نماز ختم کرتے تھے، حضور نے فرمایا ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ آپ اپنی نماز کو سورہ اخلاص پر کیوں ختم کرتے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اس لیے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اُسے یہ بتا دو کہ اللہ تعالیٰ اُس سے محبت فرماتا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۹۶، کِتَابُ التَّوْحِيْد، بَابُ مَاجَآءَ فِيْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتَهٗ اِلٰی تَوْحِيْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی، اس قول کا بیان کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دی، حدیث نمبر ۷۳۷۵۔

سورہ اخلاص کا ترجمہ وتشریح

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۔ تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔(پ۳۰)
نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

اس سورہ کا سبب نزول یہ کہ عرب کے کفار ومشرکین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کے سوال کیا کرتے؟ کوئی کہتا اس کا نسب کیا ہے؟ کوئی کہتا وہ کھاتا پیتا کیا ہے؟

اس قسم کے سوال کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنے ذات وصفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کردی کہ اس کا کوئی شریک نہیں، مثل ونظیر اور تشبیہ سے پاک ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، کوئی اس کا ہم جنس نہیں کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔(خزائن العرفان)

چوتھا باب

سرکار کی سیرت طیبہ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (پ۴ ع۸ سورہ آل عمران ۱۶۴)

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ اُن میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جواُن پر اُس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

مَنَّ عَلَيْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا   اَيَّدَهٗ بِاَيْدِهٖ اَيَّدَنَا بِاَحْمَدًا
اَرْسَلَهٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَهٗ مُمَجَّدًا   صَلُّوْا عَلَيْهِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَيْهِ سَرْمَدًا
ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لاجواب   نام ہوا مصطفٰے تم پہ کروڑوں درود

امام الانبیا کا حسب ونسب

جس سے روشن ہے جہاں وہ روشنی تم ہی تو ہو   یا رسول اللہ نور سرمدی تم ہی تو ہو
صاف ستھرا ہی رہا ہر دور میں تیرا نسب   سب سے افضل اے رسولِ ہاشمی تم ہی تو ہو

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (۱)

(۲) ابن عبداللہ (۳) بن عبدالمطلب (۴) بن ہاشم (۵) بن عبد مناف (۶) بن قصی (۷) بن کلاب (۸) بن مرّہ (۹) بن کعب (۱۰) بن لوئی (۱۱) بن غالب (۱۲) بن فہر (قریش ثانی) (۱۳) بن مالک (۱۴) بن نضر (قریش اول) (۱۵) بن کنانہ (۱۶) بن خزیمہ (۱۷) بن مدرکہ (۱۸) بن یاس (۱۹) بن مضر (۲۰) بن نزار (۲۱) بن معد (۲۲) بن عدنان۔

فائدہ: مورخین نے حضور کے سلسلۂ نسب کو حضرت آدم علیہ السلام تک لکھا ہے لیکن مذکورہ سلسلہ تک کے نسب نامہ کی روایت یہ ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کو بیان فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت حسان کی مدح سرائی

مجھے کون جانتا تھا میری حیثیت ہی کیا تھی　　میں حضور کا ثناخواں جب تک بنا نہیں ہوں

تیری معراج کہ تو لوح وقلم تک پہنچا　　میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت حسان بن ثابت نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اہل قریش کے کفارومشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے حسان! میں بھی تو اہل قریش سے ہوں میرے حسب ونسب کا کیا کرو گے؟

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے حسب ونسب کو اس طرح نکال لوں گا جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۰۸، کِتَابُ الْاَدَب، بَابُ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْن، مشرکین کی ہجو کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۱۵۰۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نعتیہ اشعار۔

وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَیْنِیْ　　وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا
کسی عورت نے آپ سے زیادہ حسین و دلکش بچہ نہیں جنا

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ　　کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

آپ ہر عیب سے اس طرح پاک و صاف پیدا کیے گئے
گویا آپ اپنی مرضی و منشا کے مطابق پیدا کیے گئے ہیں

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ　　لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

میں نے اپنے کلام سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کی
بلکہ اُن کے ذکر پاک سے اپنے کلام کو تعریف کے قابل بنالیا

تیری معراج کہ تو ذاتِ خدا تک پہنچا　　میری معراج کہ میں تیری ثنا تک پہنچا

فائدہ: ایسے اشعار جس میں حمد، نعت، منقبت، دینی ترغیب اور دانائی کی باتیں واقعہ کے مطابق ہوں اس کا سننا، سنانا، پڑھنا اور لکھنا جائز ہے۔

فائدہ: وہ اشعار جو فسق وفجور، بے حیائی اور کفر پر مبنی ہو اُس کا سننا، پڑھنا اور لکھنا ناجائز و حرام ہے۔

﴿حضور کی زندگی تاریخ کی روشنی میں﴾

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد حضرت آدم علیہ السلام سے چھ ہزار سات سو پچاس سال کے بعد

تاریخ پیدائش :راجح قول کے مطابق:۱۲/ربیع الاول شریف مطابق ۲۰/اپریل ۵۷۱ء بروز دوشنبہ۔

والد کا نام :حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما،**والدہ کا نام** :حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا،**والد کا وصال** :جب آپ ماں کی شکم میں دو ماہ کے ہوئے،**والدہ کا وصال** :چھ سال کی عمر میں، **رضاعی ماں**:حضرت ثُویبہ،حضرت حلیمہ سعدیہ،حضرت خولہ بن مندر، **نکاح** :۲۵/سال کی عمر میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا اس وقت ام المومنین حضرت خدیجہ کی عمر شریف ۴۰/سال کی تھی۔

شق صدر:(۱) بچپن میں (۲) دس برس کی عمر میں (۳) نزول وحی سے پہلے (۴) معراج کی شب۔

پہلی وحی کا نزول ۸/ربیع الاول شریف،دوشنبہ کے دن غار حرا میں سورہ اقرا کی پہلی چند آیتیں۔

اعلان نبوت:۴۰/سال کی عمر میں،**مکی زندگی**:۵۳/سال،**معراج جسمانی** :۵۱/سال کی عمر میں

مکہ سے ہجرت:۵۳/سال کی عمر میں،**مدنی زندگی**:۱۰/سال۔

غزوہ بدر:۱۷/رمضان ۲ھ مطابق ۶۲۲ء ،**غزوہ احد**:۶/شوال ۳ھ مطابق ۶۲۴ء ۔

غزوہ خندق :شوال ۴ھ مطابق ۶۲۵ء ، **صلح حدیبیہ** :ذی قعدہ ۶ھ مطابق ۶۲۸ء ۔

،**فتح مکہ** : ۸ھ مطابق ۶۳۰ء ۔

کل عمر شریف:۵۳/سال،**تاریخ وصال**: ۱۰ھ ۱۲/ربیع الاول شریف دوشنبہ کے دن۔

(تاریخ وسیرت)

شہنشاہِ عرب وعجم کا حجرہ؟

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے سوئی ہوتی تھی اور میرے پیر آپ کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سجدہ میں جاتے تو مجھے اشارہ فرماتے تو میں اپنے پاؤں کو سمیٹ لیتی اور حضور جب قیام میں چلے جاتے تو پھر میں اپنے پاؤں کو پھیلا لیتی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس وقت کا زمانہ ایسا تھا کہ لوگوں کے گھروں میں چراغ نہیں جلا کرتے تھے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْفِرَاشِ، فرش پر نماز پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۲۔

ناز کرتی ہے شہنشاہی بھی تیرے فقر پر — یہ حقیقت ہے کہ شانِ خسروی تم ہی تو ہو
تیری رحمت کا نہ کیوں محتاج ہو ہردم ریاض — رحمت ہردو جہاں یا سیدی تم ہی تو ہو

حضور کی سادگی

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ بطور تحفہ پیش کیا تھا آپ نے اس جبہ کو پہن لیا اور نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس جبہ کو زور سے کھینچ کر اتار پھینکا گویا آپ نے اس ریشمی جبہ کو پہننا ناپسند کیا اور آپ نے فرمایا'' لَایَنْبَغِیْ ھٰذَا لِلْمُتَّقِیْنَ ''۔ ایسا کپڑا پہننا پرہیزگاروں کو زیب نہیں دیتا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۴، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ مَنْ صَلّٰی فِیْ فَرُّوْجِ حَرِیْرٍ ثُمَّ نَزَعَهٗ، ریشمی جبے میں نماز پڑھنے پھر اس کو اتار پھینکنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۵۔

بکریوں کا چرانا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ پیلو توڑ رہے تھے حضور نے فرمایا، کالے پیلو اکٹھا کرو یہ زیادہ عمدہ ہوتے ہیں۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے بکریاں چرائیں ہیں؟ حضور نے فرمایا کیا کوئی ایسا بھی نبی ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۸۳، کِتَابُ الْاَنْبِیَاءِ، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی، یَعْکُفُوْنَ عَلٰی اَصْنَامٍ لَّهُمْ، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، وہ اپنے بتوں کے آگے آسن مارے جم کر بیٹھے تھے، حدیث نمبر ۳۴۰۶۔

﴿سرکار کا انکسار﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سقایہ کے پاس آئے اور پینے کے لیئے آب زم زم مانگا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے فضل! اپنی ماں کے پاس جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیئے شربت لے کر آؤ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مجھے یہی پانی پلاؤ ،حضرت عباس نے عرض کیا۔ **یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھُمْ یَجْعَلُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِیْہِ۔**

یارسول اللہ! اس میں لوگ اپنا ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔

حضور نے پھر فرمایا مجھے یہی پانی پلاؤ اور آپ نے اسی آب زم زم کو پیا پھر آپ آب زم زم کے پاس آئے اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کو آب زم زم کے کنواں سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو آب زم زم پلاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم لوگ اپنے اس کام کو جاری رکھو تم لوگوں کا یہ کام بہت اچھا ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۲۲، کِتَابُ الْمَنَاسِکِ، بَابُ سِقَایَۃِ الْحَاجِّ، حاجیوں کو پانی پلانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۶۳۵۔

﴿حضور کا حسن اخلاق﴾

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔(پ ۲۹ ع ۳ ر القلم ۴)

ترے خُلق حق نے عظیم کہا	تری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا	ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو اس وقت آپ کے پاس کوئی خادم نہ تھا حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! انس بہت سمجھ دار لڑکا ہے یہ آپ کی خدمت کرے گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دس سال تک سفر اور حضر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا لیکن جو کام میں نے کیا اس کے بارے میں حضور نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تم نے ایسے کیوں کیا؟ اور جو کام میں نے نہیں کیا اس کے متعلق کبھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام تم نے کیوں نہیں کیا؟

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۸۸، کِتَابُ الْوَصَایَا، بَابُ اِسْتِخْدَامِ الْیَتِیْمِ فِی السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، سفر اور حضر میں یتیم سے خدمت لینے کا بیان، حدیث نمبر ۲۷۶۸۔

﴿قول محکم﴾

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى۔ (پارہ۲۷، سورہ والنجم ۳/۴)
اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

خدا نے ان کی زباں کو وہ اقتدار دیا　　جو بات نکلی زباں سے وہ بات ہو کے رہی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بھائی کے پیٹ میں تکلیف ہو رہی ہے، حضور نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ، پھر وہی آدمی دوبارہ آئے اور اپنے بھائی کے پیٹ کی تکلیف کے بارے میں بتایا حضور نے پھر فرمایا اس کو شہد پلاؤ، پھر تیسری مرتبہ وہی آدمی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بھائی کے پیٹ کی تکلیف کے بارے میں بتایا حضور نے پھر فرمایا اس کو شہد پلاؤ، ایک مرتبہ پھر وہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے بھائی کو شہد پلایا لیکن اس کے پیٹ کی تکلیف دور نہیں ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اَسْقِهِ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اس کو پھر سے شہد پلاؤ چنانچہ ایک مرتبہ پھر جب انہیں شہد پلایا گیا تو وہ ٹھیک ہو گئے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۴۸، كِتَابُ الطِّبِّ، بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ، شہد سے علاج کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۶۸۴۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں　　اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

﴿حضور کی شجاعت﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل اور بہادر تھے ایک رات اہل مدینہ نے جب کچھ خطرہ محسوس کیا تو وہ لوگ ادھر دوڑ پڑے جدھر سے کچھ آوازیں آرہی تھیں لیکن راستے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لوگوں کی ملاقات ہوگئی، حضور اسی طرف سے صورت حال کی خبر لے کر آئے تھے، آپ اس وقت حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے، تلوار آپ کی گردن میں لٹک رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے پھر آپ نے یہ فرمایا میں نے اس گھوڑے کو دریا کی طرح تیز رفتار پایا ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۰۷، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ الْحَمَائِلِ وَتَعْلِيْقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ، حمائل اور گردن میں تلوار لٹکانے کا بیان، حدیث نمبر ۲۹۰۸۔

﴾حضور قاسم نعمت ہیں﴿

کچھ اس میں شک نہیں ، یہ حدیث رسول ہے ۔۔۔ دیتا ہے خدا اور عطا کرتا ہوں میں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کسی انصاری کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو وہ اس لڑکے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اپنے اس لڑکے کا نام محمد رکھنے کا ارادہ بنایا ہے؟ ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ انھوں نے کہا میں نے اپنے لڑکے کا نام قاسم رکھنے کا ارادہ بنایا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرا نام رکھو لیکن میری کنیت ابوالقاسم نہ رکھو اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی نعمتیں تمہارے درمیان تقسیم کرنے کے لیئے قاسم بنایا ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۳۹، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَاِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، بے شک غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کے لیئے ہے، حدیث نمبر ۳۱۱۴۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰهُ یُعْطِیْ۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن بانٹنے والا میں ہی ہوں۔

اور یہ امت ہمیشہ اپنے مخالفین پر غالب ہی رہے گی یہاں تک کہ قیامت آجائے اور یہ غالب ہی رہیں گے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۶، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ۔ اس قول کا بیان، اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے، حدیث نمبر ۷۱۔

تقسیم تُو کرتا ہے ، عطا کرتا ہے اللہ ۔۔۔ قاسم ہے تیری ذات اور اللہ ہے معطی

﴾مصطفےٰ جانِ رحمت کی سخاوت﴿

جب بھی بھکاری بن کے، آیا ہوں اُن کے در پر ۔۔۔ محروم میں عطا سے اُن کے رہا نہیں ہوں

حضرت عبداللہ بن ابی مُلیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کے طور کچھ قبائیں پیش کی گئیں جن میں سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے حضور نے ان کو اپنے اصحاب میں تقسیم فرمادیا اور ان میں سے ایک چادر حضرت مخرمہ بن نوفل کے لیئے بچا کر رکھ لیا جب حضرت مخرمہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو ان کے صاحبزادے حضرت مسوَر بن مخرمہ بھی ان کے ساتھ تھے انھوں نے اپنی حاضری کی اطلاع کروائی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی آواز سن کر باہر تشریف لائے اور قبا ان کے سامنے رکھ کر فرمایا۔

اے ابومسور! یہ میں نے تمہارے لیے اٹھا رکھی تھی، اے ابومسور! یہ میں نے تمہارے لیے اٹھا رکھی تھی۔

چونکہ حضرت مخرمہ کے مزاج میں کافی شدت تھی اس لیے آپ نے اس جملے کو دوبارہ دہرایا تاکہ حضرت مخرمہ بن نوفل خوش ہو جائیں۔ان کے صاحبزادے حضرت مسور بن مخرمہ روایت فرماتے ہیں کہ وہ قبائیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیئے ہدیہ کے طور پر پیش کی گئی تھیں۔

بخاری شریف جلداول،صفحہ ۴۴۰، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ، امام کے تقسیم کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۱۲۷۔

یہ ناز یہ انداز ہمارے نہیں ہوتے — جھولی میں اگر ٹکڑے تمہارے نہیں ہوتے
ملتی نہ اگر بھیک ہمیں آپ کے در سے — اس ٹھاٹ سے منگتوں کے گذارے نہیں ہوتے

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وہ سامان جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں خود آپ کے استعمال کے لیئے تحفۃً دیا جاتا آپ ان چیزوں کو بھی صحابہ کے درمیان تقسیم فرمادیا کرتے۔

﴿تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت﴾

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم — بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خیرات کرنے میں تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے خاص کر ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت زوروں پر ہوتی اس لیے کہ حضرت جبریل علیہ السلام رمضان شریف کے مہینہ میں آخر ماہ تک ہر شب حضور کے پاس آتے اور قرآن کریم کا دور فرمایا کرتے۔

فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو فائدہ پہنچانے میں تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے

بخاری شریف جلداول صفحہ ۴۵۷، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ ذِكْرِ الْمَلٰئِكَةِ، فرشتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۲۲۰۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۵۰۲، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۵۴۔

فائدہ: ماہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ سخاوت کرنی چاہیے اور تلاوت قرآن کی پابندی کرنی چاہیے اس ماہ میں تلاوت قرآن اور صدقہ و خیرات کی کثرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور اس لیے کہ رمضان المبارک خیر و برکت کا مہینہ ہے، ایک نیکی کا ثواب ستر کے برابر یا اس سے زیادہ ملتا ہے، نفل کا ثواب فرض کے برابر ملتا ہے، اسی ماہ میں قرآن پاک کا نزول ہوا، اسی ماہ میں ایک رات شب قدر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے یعنی اس ایک رات کی عبادت ایک ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضور نے کبھی نہ نہیں فرمایا

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔

اور منگتا کو نہ جھڑکو اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (سورہ والضحیٰ ۱۰/۱۱)

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف و رحیم ہو
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نَہَر کی ہے

ہم بھکاری وہ کریم اُن کا خدا اُن سے فزوں
اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جب بھی کسی چیز کا سوال کیا گیا تو حضور نے کبھی نہ نہیں فرمایا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۹۱، كِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ، اچھی عادت اور سخاوت کا بیان، حدیث نمبر ۶۰۳۴۔

بیس دنوں تک مہمان نوازی

یہاں وہ ہیں جنہیں سب رحمتِ کونین کہتے ہیں
کرم لمحہ بہ لمحہ ہے مدینہ پھر مدینہ ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (پ ۴، ع ۲، آل عمران ۱۰۴)

اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور یہی لوگ مُراد کو پہنچے۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیس دنوں تک حضور کے پاس قیام کیا آپ ہم لوگوں پر بے حد شفیق اور مہربان تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چونکہ بڑے رحم دل تھے اس لیئے آپ نے جب ہم لوگوں کو اپنے گھر جانے کا خواہشمند دیکھا تو فرمایا تم سب واپس لوٹ جاؤ اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہو انہیں دین سکھاؤ، مذہبی تعلیم دو اور اسی طرح نماز پڑھتے رہا کرو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دیا کرے اور جو زیادہ عمر والا ہو وہ نماز پڑھا دیا کرے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۸۷، كِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ، حدیث نمبر ۶۲۸۔

﴿بحرین کے مال کی تقسیم﴾

وہ جب ہاتھوں سے اپنے بانٹتے ہیں نعمتیں رب کی — تو پھر کیسے نہ دیں جا کر صدائیں اُن کے کوچے میں
مقدر جاگ اٹھتے ہیں درِ سرکار پہ جا کر — چلو ہم بھی نصیب اپنا جگائیں اُن کے کوچے میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بحرین سے بہت زیادہ مال آیا اس سے پہلے کبھی اتنا مال نہیں آیا تھا حضور نے فرمایا اسے مسجد میں پھیلا دو جب آپ نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو آپ نے اس مال کی طرف دیکھا بھی نہیں، جب نماز ادا کر چکے تو مال کے پاس آ کر بیٹھ گئے اور جو بھی نظر آیا اسے مال دیتے رہے آپ کے چچا حضرت عباس بھی آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی مال عنایت فرمائیں میں نے جنگ بدر کے موقع پر اپنا اور عقیل دونوں کا فدیہ دیا تھا، حضور نے فرمایا آپ خود لے لیں۔

حضرت عباس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے کو اتنا بھر لیا کہ اٹھانے لگے تو اٹھا نہ سکے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کسی کو حکم دیں کہ اٹھا دے، حضور نے فرمایا نہیں، عرض کیا آپ ہی اٹھا دیں حضور نے فرمایا نہیں۔

انہوں نے اس مال میں سے کچھ گرا دیا پھر اٹھانے لگے مگر اب بھی نہ اٹھا سکے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کسی کو حکم دیں کہ وہ میرا سامان اٹھا دے، حضور نے فرمایا نہیں، عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی اٹھا دیں، حضور نے فرمایا نہیں، حضرت عباس نے پھر اس مال میں سے کچھ گرایا اور اس کے وزن کو کم کیا اس کے بعد اپنے کاندھے پر رکھا پھر تشریف لے گئے جب تک وہ نظر آتے رہے حضور ان کے حرص پر تعجب کرتے ہوئے انھیں دیکھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تک وہاں سے نہ اٹھے جب تک کہ بحرین کے مال میں سے ایک درہم بھی رہا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۱، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ بَابُ الْقِسْمَۃِ وَتَعْلِیْقِ الْقِنْوِ فِی الْمَسْجِدِ، مسجد میں تقسیم کرنے اور خوشہ لٹکانے کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۱۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ دو باتیں بھی بڑھتی رہتی ہیں ایک مال کی محبت اور دوسرے لمبی عمر کی آرزو۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۵۰ کِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّیْنَ، وہ آدمی جو ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا، اس کا بیان، حدیث نمبر ۶۴۲۰۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ کَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَا بْتَغٰی ثَالِثًا وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنَ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر آدمی کے لیے دو وادی بھی مال سے بھری ہوئی ہو تو وہ تیسری وادی کے تلاش میں ہوگا اور ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۵۱ کِتَابُ الرِّقَاقِ بَابُ مَا یُتَّقٰی مِنْ فِتْنَۃِ الْمَالِ، جو مال کے فتنوں سے محفوظ رہا اس کا بیان، حدیث نمبر ۶۴۳۶۔

کثرت مال کی خواہش اچھی نہیں

لَتُبْلَوُنَّ فِیْ اَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ۔ (پ۴ ع۱۰/۱۰آل عمران ۱۸۶)

بے شک ضرور تمہاری آزمائش ہوگی تمہارے مال اور تمہاری جانوں میں۔

حضرت عمر بن عوف انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو جزیہ لانے کے لیئے بحرین بھیجا تھا جب وہ مال لے کر واپس لوٹے اور قبیلہ انصار کے لوگوں کو ان کے آنے کی خبر ملی تو سبھی حضرات فجر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز فجر پڑھا کر جانے لگے تو وہ سب آپ کے روبرو آ گئے، حضور اُن سب کو دیکھ کر مسکرا پڑے اور فرمایا میرا خیال ہے تم لوگوں کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ابوعبیدہ مال لے کر آئے ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! یہی بات ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو بشارت حاصل کرو اور اس بات کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے لیکن خدا کی قسم، مجھے تمہارے غریب ہو جانے کا کوئی ڈر نہیں ہے مجھے تو اس بات کا ڈر ہے کہ دنیا تم پر اسی طرح کشادہ نہ ہو جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر ہوئی تھی پھر تم ایک دوسرے سے جلنے لگو جیسے وہ لوگ ایک دوسرے سے جلنے لگے تھے اور یہ تمہیں ایسے ہی ہلاک کر دے گا جیسے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۴۴۷ کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ الْجِزْيَةِ وَالْمُوَادَعَةِ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ، حربی کافروں سے جزیہ لینے اور ان سے جزیہ لینے کا وعدہ کرانے کا بیان حدیث نمبر ۳۱۵۸۔

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ — صورت دیکھو ظالم کی تو کیسی بھولی بھالی ہے
شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش — اس مُردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

تصویروں سے بیزاری؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر سے تشریف لائے اس وقت میں نے گھر کے سائبان پر ایک ایسا پردہ ڈال رکھا تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس کو دیکھا تو اتار کر پھینک دیا اور ارشاد فرمایا اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے سخت عذاب ان تصویر بنانے والوں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے اس کپڑے سے ایک یا دو تکیے بنا لیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۰، کِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ، وہ تصویریں جو پاؤں تلے روندی جائیں، حدیث نمبر ۵۹۵۴۔

فائدہ: گھر، دکان، آفس، وغیرہ میں جاندار کی تصویر لگانا منع ہے تصویر کی وجہ سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے

﴿نماز کی چاہت﴾

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور کہا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض کے حالات سے آگاہ کیوں نہیں فرماتیں؟ ام المومنین نے فرمایا اچھا سنو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا اَصَلَّی النَّاسُ ؟ کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ قُلْنَا لَاھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! صحابہ آپ کے منتظر ہیں۔

حضور نے فرمایا میرے لیئے طشت میں پانی رکھ دو، ہم نے طشت میں پانی رکھ دیا حضور نے غسل کیا اور پھر کھڑا ہونا چاہا فَاُغْمِیَ عَلَیْہِ مگر آپ پر غشی طاری ہوگئی۔

جب ہوش ہوا تو حضور نے (دوسری مرتبہ) پھر فرمایا اَصَلَّی النَّاسُ ؟ کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ قُلْنَا لَاھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! صحابہ آپ کے منتظر ہیں۔

حضور نے فرمایا میرے لیئے طشت میں پانی رکھ دو، ہم نے ایسا ہی کیا حضور نے غسل کیا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر آپ بیہوش ہوگئے۔ جب افاقہ ہوا تو آپ نے پھر پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! وہ سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں حضور نے (تیسری مرتبہ) پھر فرمایا۔

ضَعُوْا لِیْ مَاءً فِی الْمِخْضَبِ میرے لیئے طشت میں پانی رکھ دو۔

ہم نے پانی رکھ دیا حضور اٹھ بیٹھے غسل کیا اور نماز کے لیئے جانا چاہا لیکن آپ پر پھر سے غشی طاری ہوگئی جب بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو آپ نے (چوتھی مرتبہ) دریافت فرمایا اَصَلَّی النَّاسُ؟ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟

ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ! سب آپ کے منتظر ہیں اور اس وقت لوگ عشاء کی نماز پڑھنے کے لیئے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے آخر کار آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو کہلا بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، قاصد نے جا کر حضرت ابوبکر صدیق سے عرض کیا۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُکَ اَنْ تُصَلِّیَ بِالنَّاسِ۔

بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چونکہ حضرت ابوبکر صدیق بہت نرم دل آدمی تھے اس لیے حضرت عمر سے فرمایا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔

فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِکَ فَصَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ تِلْکَ الْاَیَّامَ۔

حضرت عمر فاروق نے فرمایا اے ابوبکر! آپ امامت کے زیادہ مستحق ہیں اس لیے آپ ہی نماز پڑھائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے بیماری کے دنوں میں نماز پڑھائی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۹۵، کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ، امام اسی لیئے مقرر ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، حدیث نمبر ۶۸۷

﴿نماز تہجد کی پابندی﴾

وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔(پ۱۵ع۹ربنی اسرائیل ۷۹)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گیارہ رکعت نماز پڑھا کرتے اور یہ نماز آپ کی صلوٰۃ اللیل ہوا کرتی تھی اس نماز میں آپ اتنی دیر تک سجدے میں رہتے تھے کہ آپ کے سر اٹھانے سے پہلے کوئی بھی قرآن پاک کی پچاس آیتیں پڑھ سکتا تھا پھر فجر کی نماز سے پہلے آپ دو رکعت نماز (فجر کی سنت) پڑھتے اور اپنے دائیں بازو کے بل لیٹ جاتے یہاں تک کہ موذن نماز فجر کے لیے بلانے آجاتا۔

بخاری شریف جلداول،صفحہ۱۳۵،کِتَابُ الْوِتْرِ ،بَابُ مَا جَاءَ فِی الْوِتْرِ ،وتر کا بیان حدیث نمبر۹۹۴۔

فائدہ: بعد نماز عشا سونے کے بعد فجر سے پہلے جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کو تہجد کہتے ہیں اس کی اقل مقدار دو رکعت ہے اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہے جو دو دو رکعت کی نیت سے پڑھی جاتی ہے یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرض تھی لیکن آپ کی امت کے لیے تہجد کی نماز سنت ہے پڑھنے والوں کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

فائدہ: مقام محمود: مقام شفاعت ہے جہاں اولین وآخرین کے سارے لوگ جمع ہوں گے اور سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کریں گے۔

﴿نماز تہجد کی کیفیت؟﴾

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا کہ حضور کی نماز کیسی ہوتی تھی؟

ام المومنین نے فرمایا رمضان ہو یا غیر رمضان (آپ رات میں) گیارہ رکعتوں سے زیادہ کبھی نہیں پڑھتے تھے چار رکعت نماز ایسی ادا کرتے کہ ان کی عمدگی اور طوالت کے بارے میں مت پوچھو اس کے بعد چار رکعت نماز جو ادا کرتے تو اس کے حسن اور طوالت کیا کہنا ایک دن میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ وتر کی نماز پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو حضور نے فرمایا۔

یَا عَائِشَةُ اَنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔اے عائشہ میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے

بخاری شریف جلداول،صفحہ۱۵۴،کِتَابُ التَّهَجُّدِ ،بَابُ قِیَامِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّیْلِ فِی رَمَضَانَ وَ غَیْرِهٖ ،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رمضان اور غیر رمضان میں قیام کرنے کا بیان،حدیث نمبر۱۱۴۷۔

دورانِ نماز صحابی کا ارادہ؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے بہت زیادہ لمبا قیام فرمایا یہاں تک کہ میں نے ایک ناپسندیدہ کام کرنے کا ارادہ کرلیا تھا۔
ہم لوگوں نے دریافت کیا آخر آپ نے کس چیز کا ارادہ کرلیا تھا؟ تو انہوں بتایا کہ میں نے تو یہ ارادہ کرلیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیفیت سے الگ ہوکر میں خود بیٹھ جاؤں۔
یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس لمبی قیام کو چھوڑ دوں اور بیٹھ کر نماز پڑھوں۔
بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۵۳، کِتَابُ التَّهَجُّد، بَابُ طُوْلِ الصَّلٰوةِ فِیْ قِیَامِ اللَّیْلِ، رات کی نماز میں لمبی قیام کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۱۳۵۔
فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد میں لمبی قیام فرماتے اور پوری پوری رات نماز میں گزار دیتے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر کی اس مشقت کو دیکھ کر رات میں آرام کرنے کا بھی حکم فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے
یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْزِدْ عَلَیْهِ۔ (پ۲۹ ع۱۲/ا مزمل ا تا۴)
اے جھرمٹ مارنے والے رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے، آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرو یا اس پر کچھ بڑھاؤ

قالین سے بےزاری کیوں؟

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ انھوں نے ایک ایسا قالین خریدا جس پر تصویریں تھیں جب اس قالین کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا تو دروازے پر رک گئے اور اندر داخل نہ ہوئے اور میں نے حضور کے چہرہ مبارک میں ناپسندیدگی دیکھی۔
فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ وَ اِلٰی رَسُوْلِهٖ مَا ذَا اَذْنَبْتُ ؟
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ قالین کیا ہے؟ میں نے عرض کیا اس قالین کو آپ کے لیے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس پر ٹیک لگائیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا جو تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو اور آپ نے فرمایا جس گھر میں یہ تصویریں ہوتی ہیں اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔
بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۸۳ / کِتَابُ الْبُیُوْعِ بَابُ التِّجَارَةِ فِیْمَا یُکْرَهُ لُبْسُهٗ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، ایسے کپڑوں کی تجارت کرنے کا بیان جس کا پہننا مردوں اور عورتوں کو مکروہ ہے، حدیث نمبر ۲۱۰۵۔ بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۵۸، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ آمِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ فِی السَّمَاءِ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور اس وقت فرشتے آسمان میں کہیں تو جس کی آمین ان سے مل گئی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے، حدیث نمبر ۳۲۲۴۔

﴿نبی اور امتی کی نیند میں فرق﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ کے یہاں سویا ہوا تھا جب کچھ رات گزر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے، ایک پرانی مشک رکھی ہوئی تھی آپ نے اس سے ہلکا وضو فرمایا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لیے آپ کے بائیں طرف آ کر کھڑا ہو گیا، حضور نے مجھے اپنے داہنے طرف کھڑا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا آپ نے نفل نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد کروٹ کے بل لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ حضور کی ناک سے آواز آنے لگی جب مؤذن نے آ کر نماز فجر کی اطلاع دی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے ساتھ نماز کے لیے تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اس حال میں کہ آپ نے دوبارہ وضو نہیں کیا۔

ایک راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت عمرو سے کہا کہ لوگ یہ کہتے ہیں۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهٗ وَ لَايَنَامُ قَلْبُهٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن آپ کا دل بیدار رہتا ہے۔

حضرت عمرو نے کہا کہ میں نے حضرت عُبید بن عُمیر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ انبیا کا خواب بھی وحی الٰہی ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى۔ (پ۲۳ع۷صافات۱۰۲)

اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تُو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔

بخاری شریف جلداول،صفحہ۲۵، كِتَابُ الْوُضُوْءِ، بَابُ التَّخْفِيْفِ فِي الْوُضُوْءِ، وضو میں تخفیف کرنے کا بیان، حدیث نمبر۱۳۸۔

فائدہ: مذکورہ آیت سے یہ استدلال کرنا مقصود ہے کہ انبیا کا خواب بھی وحی الٰہی ہے ورنہ ان کا خواب اگر ہمارے خوابوں کی طرح ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ اپنے بیٹے کو اپنا خواب بتاتے اور نہ ہی انہیں قربان کرتے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیا کی نیند ناقض وضو نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواب کیسا ہوتا تھا مندرجہ ذیل روایت سے اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا اچھے خوابوں سے ہوئی۔ فَكَانَ لَايَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَآءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔

جو خواب بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھتے اس کی تعبیر صبح روشن کی طرح ظاہر ہوتی۔

بخاری شریف جلداول،صفحہ۲، كِتَابُ الْوَحْيِ، بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کب اور کیسے ہوا؟ حدیث نمبر۳۔

بخاری شریف جلددوم صفحہ۷۳۹، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ، حدیث نمبر۴۹۵۳۔

حضور کے خواب کی تصدیق

حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گیا اور ان سے کہا کیا آپ کھجور کے باغ میں نہیں چلیں گے تا کہ ہم آپ سے کچھ بات کریں؟ تو وہ کھجور کے باغ میں تشریف لے گئے میں نے اُن سے عرض کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شبِ قدر کے بارے میں جو سنا ہے وہ ہم سے بیان فرمائیں؟ حضرت ابوسعید خدری نے یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا اور ہم لوگوں نے بھی حضور کے ساتھ اعتکاف کیا تھا حضرت جبرئیل امین حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ جسے آپ طلب کر رہے ہیں وہ آپ کے آگے ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیچ کے عشرہ میں پھر اعتکاف کیا اور ہم لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اعتکاف میں شریک ہوئے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! جسے آپ طلب کر رہے ہیں وہ حضور کے آگے ہے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا آپ نے فرمایا جس نے اللہ کے رسول کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ پھر سے اعتکاف کرے کیونکہ مجھے شبِ قدر دکھائی گئی ہے اور میں بھول گیا اور وہ رمضان المبارک کے اخیر کے دس دنوں کی طاق راتوں میں ہے اور میں نے دیکھا گویا میں کیچڑ اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد کی چھت کھجور کے شاخ کی تھی اور اس وقت ہم آسمان میں کچھ نہیں دیکھ رہے تھے کہ اچانک بادل کا ایک ٹکڑا آیا اور ہم پر بارش برسائی گئی اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی یہاں تک کہ میں نے کیچڑ اور پانی کا اثر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی اور ناک پر دیکھا یہ حضور کے خواب کی تصدیق تھی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۱۱، کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ السُّجُوْدِ عَلَی الْاَنْفِ وَ السُّجُوْدِ عَلَی الطِّیْنِ، ناک پر اور مٹی پر سجدہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۸۱۳۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

فائدہ: اعتکاف عکف سے بنا ہے جس کا معنی ہے ٹھہرنا، اصطلاح شریعت میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں نفل، سنت، واجب، نفل یعنی کسی بھی وقت بہ نیت اعتکاف مسجد میں قیام کرنا اگر چہ تھوڑی دیر کے لیے ہو، اعتکاف سنت جیسے رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرنا، اعتکاف واجب جیسے اعتکاف کی منت مان کر مسجد میں ٹھہرنا، اعتکاف واجب اور اعتکاف سنت کے لیے روزہ شرط ہے۔

حضور کا کمال احتیاط

حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے یہ بتایا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے مسجد میں گئیں اور حضور اس وقت رمضان المبارک کے اخیر عشرہ کے اعتکاف میں تھے تھوڑی دیر تک گفتگو ہوئی پھر جب وہ واپس جانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ چلے تا کہ انھیں چھوڑ آئیں۔

جب وہ مسجد کے دروازے باب ام سلمہ کے پاس پہنچیں تو اس وقت قبیلہ انصار کے دو نوجوانوں کا وہاں سے گذر ہوا، ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا، حضور نے ان دونوں سے فرمایا ذرا ٹھہرو اور سنو یہ میری اہلیہ صفیہ بنت حی ہیں، یعنی جس خاتون سے میں گفتگو کر رہا ہوں وہ کوئی اجنبی عورت نہیں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ بات انھیں بڑی شاق گذری، ان دونوں نے کہا سبحان اللہ، یا رسول اللہ! (یعنی جب ہم کسی اور کے حق میں بدگمانی نہیں کرتے ہیں تو آپ کے حق میں بدگمانی کیسے کر سکتے ہیں؟)

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک شیطان انسان کے بدن میں خون کی نالیوں میں دوڑتا پھرتا ہے۔ **وَاِنِّیْ خَشِيْتُ اَنْ يَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِكُمَا شَيْئًا۔**

اور بے شک میں ڈرا کہ کہیں شیطان تمہارے دلوں میں کچھ وسوسہ نہ ڈال دے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۷۲، کِتَابُ الصَّوْمِ، بَابُ هَلْ يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ لِحَوَائِجِهٖ اِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، کیا اعتکاف کرنے والا ضرورت کے وقت مسجد کے دروازے تک آسکتا ہے؟ حدیث نمبر ۲۰۳۵۔

فائدہ: شیطان کسی کے دل میں بھی کسی کے متعلق وسوسہ ڈال سکتا ہے مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو شکوک و شبہات کا نشانہ نہ بننے دے اگر کوئی نا مناسب بات اپنے متعلق سنے تو جہاں تک ہو سکے اس کی صفائی پیش کرے یہ نہیں کہ جب ہم ٹھیک ہیں تو دوسروں کے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ چھوٹی سی وضاحت سے بڑے بڑے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔

کچھ نہ کہنے سے چلا جاتا ہے اعجازِ سخن   ظلم سہنے سے بھی ظالم کو مدد ملتی ہے

فائدہ: حیا ایمان کا ایک حصہ ہے شرم و حیا انسان کا ایک فطری جذبہ ہے جو مرد و عورت کو بے حیائی سے روکتا ہے اور آدمی حیا کے سبب بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے، بے حیائی شیطان کا کام ہے اور شیطان لوگوں کو بے حیائی کی طرف آمادہ کرتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ۔ (پ۲ ع۵ البقرہ ۱۶۹)

وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا، اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں۔

پانچواں باب

عظمتِ مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا

بشارت عیسیٰ

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ۔ (پ۲۸ ع۹ سورۃ الصف ۶)

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرئیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اوران رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام احمد ہے۔

گل مست شد از بوئے تو، بلبل فدائے روئے تو ، سنبل نثار موئے تو ، طوطی بیادت نغمہ خواں

حضرت جبیر بن مُطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا بے شک میرے کتنے ہی نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو میرے قدموں میں اکٹھا کیا جائے گا اور میں سب سے آخری نبی ہوں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۲۷، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ، حدیث نمبر ۴۸۹۶۔

میری طرح کون ہے؟

ترے وصف کا کرے حق ادا، یہ کہاں کسی کی مجال ہے ، کوئی جان لے تری رفعتیں، یہ تو ایک امر محال ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو صوم وصال رکھنے سے منع فرمایا مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی تو صوم وصال رکھتے ہیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّكُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَ یَسْقِیْنِیْ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے میرے جیسا کون ہے؟ بے شک مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے اس کے باوجود جب کچھ لوگوں نے وصال کا روزہ رکھنا شروع کیا تو آپ نے بھی ان کے ساتھ وصال کا روزہ رکھنا شروع کر دیا (کئی دن ایسا ہوا) پھر آپ نے ایک دن اور ملایا ہی تھا کہ اسی درمیان چاند نظر آ گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاند دیر سے نظر آتا تو میں کتنے ہی دن ملاتا جاتا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۱۱، کِتَابُ الْحُدُوْدِ، بَابُ كَمِ التَّعْزِیْرُ وَ الْاَدَبُ تعزیر اور ادب کے لیے سزا کی مقدار کیا ہو؟ اس کا بیان، حدیث نمبر ۶۸۵۱۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پ۳۰ر سورۃ الضحیٰ ۵)

اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

حضرت عروہ روایت کرتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہے کہ مجھے اُن عورتوں پر غیرت آتی تھی جو خود کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کرتیں اور میں کہتی کیا عورت بھی خود کو ہبہ کرتی ہے؟ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِيْ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْكَ۔

پیچھے ہٹاؤ اُن میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارہ کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں۔(پ۲۲رع۳رالاحزاب۵۱)

قُلْتُ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ فِيْ هَوَاكَ۔ میں نے عرض کیا میں نہیں دیکھتی ہوں آپ کے رب کو مگر یہ کہ آپ کا رب آپ کی مرضی پوری کرنے میں جلدی و شتابی فرماتا ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۰۶، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ ،بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ ،حدیث نمبر ۴۷۸۸۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد

خواہش پر قبلہ بدل لینے کا حکم

جس جگہ آپ کا نقش کفِ پا ہوتا ہے اس پہ لکھا ہوا منزل کا پتہ ہوتا ہے
اتنا محبوب ہے اللہ کو اپنا محبوب وہ اگر چاہیں تو قبلہ بھی نیا ہوتا ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو حضور) سولہ یا سترہ ماہ تک خانہ کعبہ کے بجائے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے (جو اہل کتاب کا قبلہ تھا) لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ بات پسند تھی کہ آپ خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ حَيْثُ مَاكُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَه۔ (پ۲،البقرہ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے، آپ ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانوں تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فوراً اپنا چہرہ کعبہ کی طرف پھیر لیا اور آپ کی اتباع میں صحابہ بھی کعبہ کی طرف مڑ گئے۔

بخاری شریف، جلداول، صفحہ۵۷، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ التَّوَجُّہُ نَحْوَ الْقِبْلَۃِ قبلہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۹۔
بخاری شریف، جلددوم، صفحہ۶۴۴، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی، سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ مِنَ النَّاسِ، حدیث نمبر ۴۴۸۶۔

سوئے اقصیٰ عبادت میں تھے مصطفیٰ — دل میں خواہش تھی کعبہ ہو قبلہ میرا
دے دیا رب نے تحویل قبلہ کا حکم — دیکھ کر آپ کے دل کی چاہت کا رخ

فائدہ: مسجد حرام وہ مسجد ہے جو مکہ میں واقع ہے اور جس کے درمیان خانہ کعبہ ہے اسی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے حدود حرم میں کسی کو مارنا، تکلیف پہنچانا وہاں کا گھاس کاٹنا حرام ہے۔

اتباع صحابہ

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔(پ۱۸ع۱۳/سورۃ النور ۵۶)
اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔

نبی کے حکم کا جو احترام کرتے ہیں — خود اپنی زیست کو وہ شاد کام کرتے ہیں
شکیل کتنی مقدس ہے زندگی ان کی — جو ذکرِ سرورِ عالم مدام کرتے ہیں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی جو تبدیل قبلہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے وہ باہر گئے اور کسی ایسی جگہ سے گذرے جہاں کچھ لوگ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے کہا میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ یعنی خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی ہے، اتنا سنتے ہی وہ لوگ اسی حالت میں خانہ کعبہ کی طرف گھوم گئے پھر یہ ہوا کہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے زمانے میں جو صحابہ انتقال کر گئے تھے ان کے رشتہ داروں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے وہ رشتہ دار جو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کے دوران انتقال کر چکے ہیں کیا ان کی نمازیں ضائع ہو چکی ہیں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ بتایا گیا ان کی پڑھی ہوئی نمازوں پر انھیں پورا پورا اجر وثواب ملے گا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔(پ۲ع۱/البقرہ ۱۴۳)
اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان رحم کرنے والا ہے۔

بخاری شریف، جلداول، صفحہ۵۷، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ التَّوَجُّہِ نَحْوَ الْقِبْلَۃِ قبلہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۹
بخاری شریف، جلددوم، صفحہ۶۴۴، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی، سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ مِنَ النَّاسِ، حدیث نمبر ۴۴۸۶۔

﴿مسجد قبا کے نمازیوں نے قبلہ بدلا﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ مسجد قبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے رخ ملک شام کی طرف تھے کہ اسی درمیان ایک آنے والے آئے اور انھوں نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رات میں قرآن نازل کیا گیا ہے اور حضور کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں خانہ کعبہ کی جانب منھ کریں اس لیے تم لوگ خانہ کعبہ کی طرف منھ کرلو اس بات کو سن کر سارے نمازی کعبہ کی طرف پھر گئے ۔

بخاری شریف، جلداول، صفحہ۵۸، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ ،بَابُ مَاجَاءَ فِي الْقِبْلَةِ ،قبلہ کا بیان ،حدیث نمبر ۴۰۳ ۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۶۴۵ ،کِتَابُ التَّفْسِيرِ ،بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ،وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ ،حدیث نمبر ۴۴۸۸ ۔

فائدہ : قبلہ بدلنے کا حکم نماز عصر میں ہوا تھا چونکہ قبا مدینہ منورہ سے تین میل کی دوری پر ہے اس لیے وہاں دوسرے دن نمازِ فجر میں تحویل قبلہ کی خبر پہنچی ۔

﴿قبلہ کی تبدیلی قرآن کی روشنی میں﴾

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے تو آپ سولہ یا سترہ مہینہ تک بیت المقدس کی طرف منھ کر کے نماز پڑھتے رہے بیت المقدس کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنے کا جو حکم ہوا تھا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہودی جب مسلمانوں کو اپنے قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوا دیکھیں گے تو خوش ہوں گے اور یہ سمجھیں گے کہ مسلمان بھی ہماری طرح ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں ان کے پاس بھی ہماری طرح آسمانی کتاب ہے اس طرح وہ خوش دلی اور اطمینان قلب کے ساتھ اسلام کی طرف مائل ہوں گے ۔

لیکن یہودیوں نے اس نرمی ورعایت کا غلط مطلب نکالا اور کہنے لگے قسم خدا کی، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کا قبلہ کدھر ہے اس لیے یہ لوگ بیت المقدس کی طرف منھ کر کے نماز پڑھتے ہیں جو ہمارا قبلہ ہے اور ہمارے مذہب کی مخالفت بھی کرتے ہیں ۔

ادھر حکم خداوندی کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ضرور پڑھ رہے تھے لیکن حضور کی دلی خواہش یہی تھی کہ خانہ کعبہ جسے ان کے جدامجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے تعمیر کیا ہے وہ امت مسلمہ کا قبلہ بنایا جائے پھر جب حضور کو یہ معلوم ہوا کہ یہودی کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اپنا قبلہ معلوم نہیں ہے اور مسلمان یہودیوں کے قبلہ کے محتاج ہیں تو اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دل میں قبلہ کی تبدیلی کی خواہش اور بڑھ گئی اسی مقصد کے تحت آپ نماز کے دوران آسمان کی طرف دیکھا کرتے، اور وحی الٰہی کے انتظار میں ہوتے اللہ تعالیٰ نے اس دیکھنے کی کیفیت اور آپ کی خواہش کی تکمیل کے وعدہ کو قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا ہے ۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منھ کرنا ۔

رب کریم نے فرمایا "قَدْ نَرٰی" "ہم دیکھ رہے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے دیکھ لیا، اس سے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کا اظہار مقصود ہے کہ محبوب تمہارے رخ انور کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ایسی چیز نہیں ہے کہ اس کو گذرا ہوا واقعہ بنا کر پیش کیا جائے بلکہ چشم قدرت اب بھی اس روح پرور منظر کا مشاہدہ کر رہی ہے۔
فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم   خدا چاہتا ہے رضائے محمد

جنگ بدر سے دو ماہ پہلے کا یہ واقعہ ہے ظہر یا عصر کا وقت تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد بنی سلمہ میں بیت المقدس کی طرف رخ کر کے صحابہ کو عصر کی نماز پڑھا رہے تھے دو رکعت نماز ہو چکی تھی اسی وقت خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنے کا یہ حکم نازل ہوا۔
فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ آپ ابھی اپنا منھ پھیر دو مسجد حرام کی طرف، وَحَیْثُ مَاکُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ۔ اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منھ اسی کی طرف کرو۔ (پ۲ البقرہ۱۴۴)

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا   تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

تحویل قبلہ کی حکمت

زباں سے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل   دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

تحویل قبلہ کی ایک حکمت یہ بھی تھی کہ مومن کون ہیں؟ اور منافق کون ہیں؟ دونوں کے درمیان فرق و امتیاز ہو جائے کیونکہ مدینہ منورہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو دل میں کفر و نفاق چھپائے رہتے تھے اور مسلمانوں کے سامنے خود کو مسلمان ظاہر کرتے تھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔
وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قَالُوْا آمَنَّا اور جب ایمان والوں سے ملیں کہیں ہم ایمان لائے۔ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِھِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَکُمْ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس اکیلے ہوں تو کہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَۃَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْھَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ وَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْہِ وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَۃً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ۔
اور اے محبوب تم جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ (قبلہ کی تبدیلی) بڑی بھاری تھی مگر ان پر (نہیں) جنہیں اللہ نے ہدایت سے نوازا۔
فائدہ: رب کا یہ فرمانا دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے؟ اس سے رب کا دیکھنا مقصود نہیں ورنہ خدا کے لیے نقص و عیب لازم آئے گا جو محال ہے رب کی شان "اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ" ہے۔

اس آیت کا اصل مفہوم یہ ہے کہ نبی دیکھ لیں اور ساتھ میں مسلمان بھی دیکھ لیں کہ رسول کی اتباع کرنے والے کون ہیں؟ اور نا فرمانی کرنے والے کون ہیں؟ مومن کون ہیں؟ منافق کون ہیں؟ وفادار کون ہیں؟ غدار کون ہیں؟ جو منافق ہیں وہ الگ ہو جائیں جاں نثار اور وفادار صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہ جائیں۔

بمصطفیٰ برساں خویش کہ دین ہمہ اوست　　　اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

﴿قبلہ کی تبدیلی پر اعتراض کیوں؟﴾

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ۔

وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اترے تمہارے رب کے پاس سے۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (پ ا ع ۱۳ البقرہ ۱۰۵)

اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

ان یہودیوں کی بھی عجیب عادت تھی جب تک مسلمان بیت المقدس کو قبلہ بنائے رہے تو یہ کہا کہ ان کو اپنا قبلہ معلوم نہیں اور جب قبلہ بدل گیا تو اب قبلہ کے بدلنے پر لعن طعن کرتے ہیں اور اپنی کم عقلی کے سبب یہ سمجھتے ہیں کہ بیت المقدس کی سمت میں کوئی ذاتی خصوصیت ہے جس کی بنیاد پر اسے قبلہ بنایا گیا تھا ہے دوسرا سمت ایسی اہمیت کا حامل نہیں اس لیے بیت المقدس کے علاوہ کوئی اور سمت قبلہ نہیں بن سکتا لیکن یہودیوں کا یہ سوچنا غلط تھا کیونکہ سمت ہونے میں پورب، پچھم، اتر، دکھن، اوپر، نیچے سب برابر ہیں اگر بیت المقدس عبادت کی جہت بنی رہی تو وہ صرف اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبلہ مقرر کیا اور وہ قادر مطلق ہے جس سمت کو چاہے قبلہ بنادے کسی کو اعتراض کا کیا حق ہے؟ وہ لوگ جو اتنی آسان سی بات بھی نہیں سمجھ سکتے وہ نادان اور بے وقوف نہیں تو اور کیا ہیں؟ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا۔

اب کہیں گے بے وقوف لوگ، کس نے پھیر دیا مسلمانوں کو، ان کے اس قبلہ سے جس پر تھے۔

قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (پارہ نمبر ۲ سورہ البقرہ آیت نمبر ۱۴۲)

تم فرمادو پورب پچھم سب اللہ ہی کا ہے جسے چاہے سیدھی راہ چلائے۔

فائدہ: قبلہ اس جہت یا طرف کو کہتے ہیں جس کی طرف منھ کرکے نماز پڑھی جاتی ہے جیسے خانہ کعبہ یا اس کی جہت۔ ذُو الْقِبْلَتَيْنِ یعنی دو قبلوں والا ہونا صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے اور حضور کے طفیل خانہ کعبہ اور بیت المقدس کی طرف منھ کرکے نماز پڑھنا یہ صرف امت محمدیہ کی فضیلت ہے جیسا کہ توریت وانجیل اور دیگر آسمانی صحائف میں بتایا گیا ہے۔

تفسیر بحر العلوم ۱/ ۳سمرقندی ۳۷۵ھ، معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ھ، تفسیر مدارک ۷۱۰ھ، تفسیر حسینی، خزائن العرفان، ضیاء القرآن۔

﴿حضور کے فیصلے پر چوں چرا کیوں؟﴾

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔

پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو

ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۔ (پ ۵ ع ۵ النساء ۵۹) یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بتایا کہ ایک انصاری کے ساتھ ان کا جھگڑا ہو گیا اور وہ انصاری غزوۂ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے یہ جھگڑا ایک ایسے نہر کے متعلق ہوا جس سے دونوں حضرات اپنے کھجور کے باغ کو سینچا کرتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا اے زبیر! تم اپنی زمین سیراب کرنے کے بعد باقی پانی اپنے پڑوسی کے لیئے چھوڑ دیا کرو۔

اس فیصلہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو اپنے پڑوسی پر بھلائی و احسان کرنے کی ہدایت دی تھی مگر انصاری سمجھ نہ سکے اور انھوں اس فیصلہ کو لائق استحسان نہ سمجھا بلکہ اپنے خلاف سمجھا اور اسی ناراضگی میں ان کی زبان سے یہ بات نکل گئی یا رسول اللہ! وہ آپ کے پھوپھی زاد ہیں۔ (یعنی اسی لیئے حضرت زبیر کے حق میں یہ فیصلہ دیا ہے)

یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا آپ نے حضرت زبیر سے فرمایا۔

اَسْقِ یَا زُبَیْرُ ثُمَّ اَحْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى یَرْجِعَ اِلَى الْجِدَارِ۔

اے زبیر! تم اپنا کھیت سینچو اور اس وقت تک پانی نہ چھوڑو جب تک کھیت کی دیواروں تک پانی بھر نہ جائے۔

یعنی پہلے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کو پڑوسی کے ساتھ احسان کا حکم فرمایا مگر جب اس کی قدر نہیں کی گئی اور حضور کو ناراض کر دیا گیا تو آپ نے حضرت زبیر کو اپنا پورا حق لینے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قسم خدا کی، میرا گمان ہے یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ۔

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں

ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ (پ ۵ ع ۶ / النساء ۶۵)

پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

بخاری شریف جلد اول / صفحہ ۳۱۷ / كِتَابُ الْمُسَاقَاتِ / بَابُ سَكْرِ الْاَنْهَارِ / نہر کا پانی روکنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۳۵۹، ۲۳۶۰۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۷۳، كِتَابُ الصُّلْحِ، بَابُ اِذَا اَشَارَ الْاِمَامُ بِالصُّلْحِ، جب امام صلح کا اشارہ کرے، حدیث نمبر ۲۷۰۸۔

﴿جان سے زیادہ محبوب کون؟﴾

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے ———— اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے حضور نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری جان کے سوا آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر!

لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ۔

قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے اس وقت تک کوئی بات نہیں بنے گی جب تک کہ میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم، اب آپ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اب بات بنی ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۸۱، کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابُ کَیْفَ کَانَ یَمِیْنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح قسم کھاتے تھے، حدیث نمبر ۶۶۳۲۔

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ ———— ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ———— ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسلمانوں کا تعلق کیسا ہونا چاہیے قرآن و حدیث نے یوں رہنمائی کی ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ۔ (پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب ۶) یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے زیادہ مالک ہیں

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ، بال بچے اور دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۷، کِتَابُ الْاِیْمَانِ، بَابُ حُبُّ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاِیْمَانِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا ایک حصہ ہے، حدیث نمبر ۱۵۔

دل کا رشتہ جو مدینے سے ملا لیتے ہیں ———— اپنے قدموں میں وہ دنیا کو جھکا لیتے ہیں
پھول تو پھول ہے ارباب محبت تو شکیل ———— خار طیبہ کو بھی آنکھوں سے لگا لیتے ہیں

حضور کی محبت جانِ ایمان اور بخشش کا سامان

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ۔
اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ۔
يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (پ۳ع۱۲، آل عمران ۳۱)
اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حق نے ان سے محبت کی تعلیم دی　　اس محبت پہ ایماں کی تکمیل کی
خود خدا نے انہیں پورے قران میں　　بے محبت کہیں بھی پکارا نہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد سے نکل رہا تھا کہ جنگل کے رہنے والوں میں سے ایک آدمی (حضرت ذوالخویصرہ) مسجد کے دروازے پر ملے اور عرض کیا۔
مَتَى السَّاعَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تجھ پر افسوس ہے تو نے قیامت کے لیے کون سی تیاری کی ہے؟
وہ آدمی کچھ دیر تک خاموش رہے پھر عرض کیا۔
مَا اَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيْرِ صَلَاةٍ وَ لَا صَوْمٍ وَ لَا صَدَقَةٍ وَلٰكِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ۔
یا رسول اللہ! میں نے قیامت کے لیے بہت زیادہ نماز، روزہ، اور صدقہ تو جمع نہیں کیے ہیں لیکن یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔
حضور نے فرمایا ''اِنَّكَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ'' بے شک تم اُن کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت کرتے ہو
فَقُلْنَا وَ نَحْنُ كَذٰلِكَ؟ تو ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہمارا بھی یہی حال ہونا ہے؟
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں، اس جواب کو سن کر ہم سب کو اس دن بے حد خوشی ہوئی۔
بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۱۰، کِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ مَاجَاءَ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ، حدیث نمبر ۶۱۶۷، ۶۱۷۱۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۵۹، کِتَابُ الْاَحْكَامِ، بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي الطَّرِيْقِ، راہ چلتے فیصلہ کرنے اور فتویٰ دینے کا بیان، حدیث نمبر ۷۱۵۳۔

عمل کی میرے اساس کیا ہے　　بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت　　میرا تو ایک آسرا یہی ہے

میں بروں میں لاکھ برا سہی مگر اُن سے ہے میرا واسطہ　　میری لاج رکھ لے میرے خدا یہ تیرے حبیب کی بات ہے

﴿حجرۂ نبوت کا ادب واحترام﴾

جبینِ عرشِ بریں پر لکھا ہے نام تیرا بلند تر ہے تصور سے بھی مقام تیرا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو لوگوں کو ولیمہ کی دعوت میں بلایا کھانے کے لیے گوشت اور روٹی کا انتظام کیا گیا تھا لوگ آتے رہے اور کھانا کھا کر جاتے رہے جب سارے لوگ کھانا کھا چکے تو کچھ لوگ وہاں ایسے بیٹھ گئے اور آپس میں گفتگو میں مصروف ہو گئے گویا ان کے جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ صورت حال دیکھی تو آپ باہر جانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ دوسرے لوگ بھی نکل پڑے لیکن تین افراد پھر بھی وہاں بیٹھے رہ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سے نکل کرام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں تشریف لے گئے حضور نے ان سے فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ اے اہل بیت! تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت نازل ہو۔

ام المومنین نے جواب دیا وَ عَلَیْکَ اَلسَّلَامُ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ ،یا رسول اللہ! آپ پر بھی سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو یا رسول اللہ! آپ نے اپنی زوجہ محترمہ کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو اُن میں برکت عطا فرمائے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باری باری اپنے گھر والوں سے ملاقات کرتے ہیں سب کو سلامتی و رحمت کی دعائیں دیتے ہیں اور سلامتی و مبارکبادی وصول کر کے جب دوبارہ اندر تشریف لاتے ہیں تو دیکھا کہ وہ تینوں افراد ابھی تک گھر میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔

وَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَدِیْدَ الْحَیَاءِ فَخَرَجَ مُنْطَلِقًا نَحْوَ حُجْرَۃِ عَائِشَۃَ ۔

اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت زیادہ شرمیلے تھے اس لیئے آپ نے ان لوگوں سے کچھ کہا نہیں اور پھر باہر نکل گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے باہر ٹہلنے لگے۔

مجھے یاد نہیں کہ میں نے خود حضور کو بتایا یا کسی اور نے آکر یہ بتایا کہ وہ تینوں حضرات اٹھ کر جا چکے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واپس آئے اور ابھی آپ نے ایک قدم مبارک کو حجرہ کے اندر رکھا تھا اور دوسرا قدم باہر ہی تھا کہ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰہُ۔

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اجازت نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لیئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔

وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ۔

ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھانا کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ

بے شک اس میں نبی کو تکلیف ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔

اور جب تم ان سے برتنے (ضرورت) کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر مانگو۔(پ۲۲ع۴ ۱۳/الاحزاب ۵۳)

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۰۶، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ، حدیث نمبر ۴۷۹۳۔

﴿بارگاہ نبوت کا ادب واحترام﴾

نہ کہیں سے دور ہیں منزلیں نہ کوئی قریب کی بات ہے
جسے چاہیں اس کو نوازدیں یہ در حبیب کی بات ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا ہے جو ثابت بن قیس کی خبر لے کر آئے؟ ایک صحابی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهٗ یارسول اللہ! میں آپ کو ان کی خبر لا کر دوں گا۔

حضرت سعد، حضرت ثابت بن قیس کے یہاں گئے دیکھا کہ وہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں انہوں نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا بہت برا حال ہے ہائے افسوس، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اونچی کر بیٹھا تھا جس کے سبب میرے تمام اعمال ضائع ہو چکے ہوں گے اور جہنمیوں میں میرا شمار ہو گیا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قاصد حضرت سعد واپس لوٹے اور حضرت ثابت بن قیس نے جو کچھ کہا تھا وہ سب حضور کو بتادیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنْ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

ثابت بن قیس کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ تم جہنمی نہیں ہو بلکہ جنتیوں میں سے ہو۔

چنانچہ پھر دوبارہ حضرت سعد اس بشارت عظمیٰ کو لے کر ان کے پاس گئے اور ان کو جنتی ہونے کا مژدہ سنایا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۰، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، باب نمبر حدیث نمبر ۳۶۱۳۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۱۸، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ، حدیث نمبر ۴۸۴۶۔

میں تو لائق نہ تھا حضوری کے، رحمتوں نے بلالیا مجھ کو
اس کی رحمت نے دستگیری کی، گر رہا تھا اٹھالیا مجھ کو

﴿مذکورہ واقعہ قرآن کی روشنی میں﴾

وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ۔ (پ ۶ ع ۷ رالمآئدہ۱۲) اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اُن کی تعظیم کرو۔

مدحتِ محبوب میں آیاتِ قرآں کا نزول ‏ ‏ ‏ ‏ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو عظمتِ نعتِ رسول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثقل سماعت یعنی اونچا سننے کا مرض تھا اور خود ان کی آواز بھی اونچی تھی جب وہ بات کرتے تو ان کی آواز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے بلند ہو جایا کرتی تھی اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے

وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (پ ۲۶ ر ع ۱۳ را لحجرات ۲)

اس آیت میں مسلمانوں کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب واحترام ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا اور حضور سے گفتگو کرنے کا یہ طریقہ بتایا گیا کہ، جب بھی حضور کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو پست آواز میں کرو یہی دربار رسالت کا ادب واحترام ہے، خبردار تمہاری آواز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر ‏ ‏ ‏ ‏ نفس گم کردہ می آید، جنید و بایزید ایں جا

اے ایمان والو! اس بات کو معمولی نہ سمجھو یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ اس پر زندگی بھر کی طاعتوں، نیکیوں اور حسنات کے مقبول و نامقبول ہونے کا انحصار ہے، بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب واحترام کے بجالانے میں اگر تم نے ذرا سی بھی غفلت برتی یا کوتاہی اور لاپرواہی سے کام لیا تو تمہارے سارے اعمال حسنہ نماز، روزے، زکوٰۃ، حج، ہجرت، جہاد اور سارے اچھے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

اک ذرا سا ارتفاعِ صوت پر تیرے حضور ‏ ‏ ‏ ‏ بارگاہِ حق سے حکمِ احترام آ ہی گیا

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں جا کر روز و شب روتے رہے اور یہ کہنے لگے ہائے افسوس، میرے حق میں آیت نازل ہوگئی، میرے سارے اعمال حسنہ برباد ہو گئے اور میں تو جہنمی ہو گیا جب کئی دنوں تک وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے تو نبی رحمت عالم نے ان کے پڑوسی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ثابت بن قیس کا حال دریافت کیا۔

حضرت سعد، حضرت ثابت بن قیس کے گھر گئے اور حضور کی بارگاہ میں نہ آنے کا سبب پوچھا حضرت ثابت بن قیس نے کہا کہ میری آواز اللہ کے رسول کی آواز سے بلند ہو جاتی تھی اس لیے میرے حق میں قرآن کی یہ آیت نازل ہو گئی ہے میں تو اب جہنمی ہو گیا اب میں کون سا منھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤں؟

حضرت سعد نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ثابت بن قیس کے حالات سے آگاہ کیا تو حضور نے فرمایا اے سعد جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ وہ جہنمی نہیں ہیں بلکہ جنتی ہیں۔

ڈر تھا کہ عصیاں کی سزا، اب ہوگی یا روزِ جزا — دی اُن کی رحمت نے صدا، یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ جو پہلے ہی سے ادب واحترام کے پیکر تھے اب وہ مزید محتاط ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ حال ہو گیا کہ جب حضور سے گفتگو فرماتے تو انتہائی پست آواز سے کرتے اور جب کوئی وفد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے مدینہ منورہ آتا تو حضرت ابوبکر صدیق ایک خاص آدمی کو اس وفد کے پاس روانہ کرتے جو انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے آداب بتاتا اور آپ کی بارگاہ میں ہر طرح سے ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی انھیں تلقین کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کے اس فعل کو پسند کیا اور مندرجہ ذیل آیت نازل فرما کر اپنی پسندیدگی، ان سب کی مغفرت اور ان کے متقی ہونے کا اعلان فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ (پ۲۸ رع۱۳ االحجرات ۳)

وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیئے پرکھ لیا ہے، ان کے لیئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

تفسیر بحر العلوم از سمرقندی ۵ ۲۷ ھ۔ معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ ھ تفسیر مدارک ۷۱۰ ھ تفسیر مظہری۔ خزائن العرفان۔ ضیاء القرآن۔

اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبی ہے — آنکھوں کے بل چلنا بھی یہاں بے ادبی ہے

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں — ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں

تو ہی سرورِ ہر دوجہاں ہے شہا — ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

﴿کھجور کا تنا کیوں رو پڑا؟﴾

اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ۔ (پ۲۲،ع۱۵،فاطر۲۲) بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا ایک لڑکا بڑھئی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے لیے کوئی ایسی چیز بنوادوں جس پر آپ بیٹھا کریں؟

حضور نے فرمایا اگر تمہاری خواہش ہے تو بنوالو چنانچہ آپ کے لیے منبر تیار کیا گیا، جب جمعہ کا دن آیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے اس منبر پر بیٹھے تو کھجور کے درخت کا وہ تنا رونے لگا جس پر ٹیک لگا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دیا کرتے تھے قریب تھا کہ وہ پھٹ جاتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیچے اترے اور اس تنہ کو پکڑ کر سینے سے لگایا تو وہ تنا اس بچے کی طرح رونے لگا جسے چپ کرایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ چپ ہو گیا حضور نے فرمایا یہ اس لیے رو رہا تھا کہ اس کے پاس جو ذکر ہوتا تھا وہ اسے سنتا تھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ۲۸۱، کِتَابُ الْبُيُوْعِ، بَابُ النَّجَّارِ، بڑھئی کا بیان، حدیث نمبر ۲۰۹۵۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ۱۲۵، کِتَابُ الْجُمُعَةِ، بَابُ الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ، منبر پر خطبہ پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۹۱۸۔

﴿حضور کی مسجد کا احترام﴾

آواز کوئی اب بھی نکلتی نہیں اونچی　　تعظیم کراتی ہے یہ قدرت تیرے در کی

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری میں نے مڑ کر ادھر دیکھا تو وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے انہوں نے ایک طرف اشارہ کر کے مجھ سے فرمایا جاؤ اور دونوں کو بلا کر لاؤ، میں ان دونوں کو لے کر حضرت عمر کے پاس آیا تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ کس قبیلے کے ہو؟ انہوں نے بتایا ہم لوگ طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمر نے فرمایا۔

لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا۔

اگر تم لوگ اس شہر یعنی شہر مدینہ طیبہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا۔

تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ۶۷، کِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ، مسجد میں آواز بلند کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۷۰۔

آج بھی اونچی نہیں ہوتی ہیں آوازیں یہاں　　احترامِ مصطفیٰ کا یہ قرینہ دیکھیے

﴿نماز چھوڑ کر جانے کا حکم﴾

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے — اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا چونکہ میں نماز پڑھ رہا تھا اس لیے میں حضور کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اِنِّیْ کُنْتُ اُصَلِّیْ میں نماز پڑھنے میں مصروف تھا اس لیئے حاضر نہ ہو سکا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان معلوم نہیں ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ۔

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے۔ (پ۹ع۱۷ الانفال ۲۴)

حضور نے مجھ سے فرمایا اس سے پہلے کہ تم مسجد سے باہر جاؤ کیا میں تمہیں ایک ایسی سورت نہ بتادوں جو قرآن پاک کی تمام سورتوں کی سردار ہے؟ آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو میں نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! کیا آپ نے مجھ سے یہ نہیں فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی سورت بتاؤں گا جو قرآن کریم کی تمام سورتوں کی سردار ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سورہ "اَلْحَمْدُ" شریف (یعنی سورہ فاتحہ) ہے اور یہی سبع مثانی یعنی سات آیتوں والی سورہ ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کی گئی ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۴۳، کتاب التفسیر، بَابُ مَا جَاءَ فِیْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ، سورۂ فاتحہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۷۴، ۴۷۰۳۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں — اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے
محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی — خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

فائدہ: اگر کوئی آدمی فرض نماز بھی پڑھ رہا ہو اور اس درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلائیں تو نماز چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہونا واجب ہے جیسا کہ مذکورہ آیت سے معلوم ہوا۔

فائدہ: اگر کوئی آدمی نفل نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی ماں اسے پکارے تو اس پر واجب ہے کہ اپنی نفل نماز توڑ کر ماں کی خدمت میں حاضر ہو البتہ یہ حکم باپ کے لیے نہیں ہے جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے۔

حضور کو راعنا نہ کہو

لَاتَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔(پ۱۰ع۱۴ التوبہ۶۶)

وَمَارَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔ (پ۱۲ع۱۰ سورہ ہود ۱۲۳) اور تمہارا رب تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب صحابہ کو کچھ تعلیم فرماتے تھے تو صحابہ اگر کسی بات کو سمجھ نہ پاتے تو وہ یوں عرض کرتے ''رَاعِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ '' یا رسول اللہ! ہماری رعایت فرمائیں یعنی دوبارہ سمجھادیں یا ہم کو معنی و مفہوم کو سمجھنے کا موقع دیں۔

لیکن یہودیوں کی زبان میں لفظ رَاعِنَا کا استعمال توہین کے لیے یا بددعا کے لیے بھی ہوتا تھا اور یہودی اسی معنی کو سامنے رکھتے ہوئے توہین یا بدعا کی نیت سے حضور کی خدمت میں رَاعِنَا کہا کرتے اور آپس میں ہنسا کرتے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو یہودی کی لغت اور زبان سے واقف تھے انہوں نے جب یہودیوں کو راعِنَا کہتے سنا تو ان سے کہا تم پر اللہ کی لعنت ہو، اے یہودیو! اب اگر میں نے کسی کو راعنا کہتے سن لیا تو اُس کی گردن اڑادوں گا، یہودیوں نے کہا آپ ہم پر کیوں برہم ہوتے ہیں؟ مسلمان بھی تو رَاعِنَا کہتے ہیں۔

اس بات کو سن کر حضرت سعد بن معاذ کو بڑا غم ہوا اور وہ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہودیوں سے کی ہوئی باتوں سے آگاہ کیا اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں مسلمانوں کو رَاعِنَا کہنے سے منع کیا گیا اور اس معنی کا دوسرا لفظ اُنْظُرْنَا کہنے کا حکم دیا گیا اور یہ تنبیہ بھی کی گئی کہ پہلے ہی سے پوری توجہ کے ساتھ سنو تا کہ اُنْظُرْنَا کہنے کی ضرورت بھی نہ پڑے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیئے دردناک عذاب ہے۔(پ۱ع۱۳ البقرہ ۱۰۴)

معالم التنزیل از امام بغوی ۱۲۹؍۱ تفسیر مدارک ۱۷؍۱ تفسیر مظہری، خزائن العرفان، ضیاء القرآن۔

فائدہ: اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ وہ لفظ جس میں توہین کا شائبہ بھی ہو اس لفظ کو نبیوں اور رسولوں کے حق میں استعمال کرنا منع ہے اور ''وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ '' سے یہ معلوم ہوا کہ انبیا کی توہین کرنا کفر ہے جس کی سزا دائمی دردناک عذاب ہے۔

سرورِ دوعالم کی شان میں ہو گستاخی کلمہ پڑھنے والوں کو، کیسے یہ گوارہ ہے؟
کل تمہیں یقیں ہوگا، طرزِ نو کے دیوانو اسوۂ محمد ہی، آخری سہارا ہے

گستاخ رسول بے دین ہیں

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔

بے شک جوایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول کو، اُن پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیئے ذلت کا عذاب تیار کررکھا ہے۔(پ۲۲ع۴ ۱۴الاحزاب ۵۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھے اور اس وقت آپ مال غنیمت تقسیم فرمارہے تھے اسی درمیان قبیلہ بنوتمیم کا ذوالخویصرہ نامی ایک آدمی آیا اور کہنے لگا ،اے اللہ کے رسول! انصاف سے کام لو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو ایسی صورت میں تو نا کام ونامراد رہ جائے گا حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یارسول اللہ! اِئْذَنْ لِیْ فِیْہِ فَاَضْرِبُ عُنُقَہٗ۔ آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑادوں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جانے دو کیوں کہ اس کے اور بھی ساتھی ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے آگے حقیر سمجھو گے، یہ لوگ قرآن بہت پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ۔

یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۹، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّۃِ فِی الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۱۰۔

ہر ایک گوشہ دوعالم کا چھان آیا ہے ہے کہاں مَلَک نے مگر آپ جیسا پایا ہے
رسولِ پاک ہیں بے مثل و بے مثال بشر مماثلت کا جنوں سر پہ کیوں سمایا ہے

فائدہ: مذکورہ آیت میں یہ ہے ''اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ'' بے شک وہ لوگ جو تکلیف دیتے ہیں اللہ کو۔

تکلیف کا احساس تو انسان کرتا ہے اس لیے کہ حواس خمسہ ظاہرہ قوت شامہ، لامسہ، ذائقہ، باصرہ اور سامعہ یعنی سونگھنے، چھونے، چکھنے، دیکھنے اور سننے کی قوت انسان کے ساتھ ہے جس سے انسان سردی، گرمی اور رنج وغم کا احساس کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی ذات ہر احساس سے پاک ہے اور اس کو کوئی اذیت دے بھی نہیں سکتا لیکن باری تعالیٰ نے اذیت اور تکلیف کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جو رسول کو ایذا دیتے ہیں گویا وہ اللہ تعالیٰ کو تکلیف دیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اذیت کو اپنی اذیت سے تعبیر فرمایا ہے اور حضور کی شان محبوبیت کا اظہار بھی فرمایا ہے تا کہ کوئی اس قدر قبیح اور گھناؤنے کام کی طرف مائل نہ ہو۔

﴾ولید بن مغیرہ کا انجام﴿

خدا گواہ کہ وہ لوگ گھٹ گئے خود ہی   جنہوں نے عظمتِ سرکار کو گھٹایا ہے

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ وَدُّوْا لَوْتُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ۔

تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا، وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ۔

اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتے پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گنہگار، درشت خو، اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا ہے۔

اَنْ كَانَ ذَامَالٍ وَّ بَنِيْنَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ۔

اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں، کہتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ،قریب ہے کہ ہم اس کی تھوتنی پر داغ دیں گے۔(پ۲۹ ع۳ر القلم ۱۶ تا ۸)

مذکورہ آیتیں ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں یہ عرب کا ایک مالدار اور کثیر الاولاد آدمی تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلام کی دعوت دیتے تو وہ آپ کا مذاق اڑاتا اور مجنوں کہتا اور جب قرآن پاک کی آیتیں سنتا تو کہتا یہ خدا کا کلام نہیں ہے، پہلے لوگوں کے قصے اور کہانیاں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں اس کے دس عیبوں کو بیان کیا ہے اور اس کا ایک پوشیدہ عیب یہ بھی بیان فرمایا کہ وہ جس کا بیٹا کہلاتا ہے اصل میں وہ آدمی اس کا باپ نہیں ہے۔

(۱) اَلْمُكَذِّبِيْنَ بہت جھٹلانے والا (۲) حَلَّافٍ بڑی قسمیں کھانے والا (۳) مَهِيْنٍ ذلیل (۴) هَمَّازٍ بہت طعنے دینے والا (۵) مَشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ چغلی کرنے والا (۶) مَنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ بھلائی سے بہت روکنے والا (۷) مُعْتَدٍ حد سے بڑھنے والا (۸) اَثِيْمٍ گنہگار (۹) عُتُلٍّ درشت خو، بدمزاج (۱۰) زَنِيْمٍ جس کی اصل میں خطا ہے۔

ولید بن مغیرہ نے جب ان آیتوں کو سنا تو غیظ و غضب سے تلملا اٹھا فوراً اپنی ماں کے پاس پہنچا اور کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرے دس عیب گنوائے ہیں ان میں سے نو کو میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات "میرے اصل میں خطا ہونے کی" اس کا حال مجھے معلوم نہیں ہے مجھے بتاؤ کہ سچ کیا ہے؟ اور اصل واقعہ کیا ہے؟

ولید بن مغیرہ کی ماں نے کہا اے بیٹے تیرا باپ نامرد تھا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اس کے مرنے کے بعد دوسرے لوگ اس کے مال کے حق دار ہو جائیں گے اس لیے میں نے اپنے پاس ایک چرواہے کو بلا لیا تھا تو اسی چرواہے کا لڑکا ہے۔

تفسیر الکشف والبیان از ثعلبی ۴۲۷ھ معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ھ تفسیر نسفی ۷۱۰ھ تفسیر مظہری خزائن العرفان ضیاء القرآن۔

فائدہ: ولید بن مغیرہ نے حضور کو مجنوں کہا تھا اور قرآن کی آیتوں کا مذاق اڑایا تھا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اس کے دس عیبوں کو بیان فرما دیا جس سے وہ دنیا میں بھی ذلیل و رسوا ہوا اور آخرت کے دائمی عذاب کا حق دار بھی۔

﴿اہانتِ رسول کا انجام﴾

خاموشی سے دیتا ہے وہ ظالم کو سزائیں　　اللہ کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نصرانی آدمی مسلمان ہوا، اس نے سور بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ لیا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کتابت یعنی لکھنے کا کام انجام دینے لگا مگر کچھ دنوں بعد وہ مرتد ہوگیا اور پھر سے نصرانی بن گیا (معاذ اللہ) وہ لوگوں سے کہا کرتا تھا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تو وہی جانتے ہیں جو میں نے ان کے لیے لکھ دیا تھا جب وہ مرگیا تو اس کے آدمیوں نے اس کو زمین میں دفن کر دیا۔

فَاَصْبَحَ وَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْاَرْضَ فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَ اَصْحَابِهٖ۔

لیکن جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ زمین نے اس کی لاش کو باہر پھینک دیا ہے اس کے آدمیوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کا کام ہے۔

یہ آدمی جب ان کے پاس سے بھاگ آیا تو انھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کو ادھیڑ دیا اور اس کی لاش کو باہر پھینک دیا ان لوگوں نے اب پھر سے اس نصرانی کے لیے گڈھا کھودا اور جہاں تک ہوسکا خوب گہرا کھودا اور اس کو دفن کر دیا لیکن صبح کو دیکھا تو زمین نے پھر اس کی لاش کو باہر پھینک دیا تھا۔

فَقَالُوْا هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَ اَصْحَابِهٖ نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ فَاَلْقَوْهُ۔

اب پھر ان لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کا کام ہے انھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کو ادھیڑ دیا اور اس کی لاش کو باہر پھینک دیا کیونکہ یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا تھا۔

پھر سے انھوں نے اس کے لیے گڈھا کھودا اور جتنا گہرا کھود سکتے تھے اتنا گہرا کھودا اور دفن کر دیا لیکن صبح کو دیکھا تو زمین نے پھر اس کی لاش کو باہر پھینک دیا تھا۔ فَعَلِمُوْا اَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَاَلْقَوْهُ۔

اب ان لوگوں نے جانا یہ کام انسانوں کی طرف سے نہیں ہے تو انہوں نے بھی اس کی لاش کو پھینک دیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۱، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، حدیث نمبر ۳۶۱۷۔

آپ کرتے رہے دشمنوں کو بھی معاف　　خود خدا نے لیا انتقام آپ کا

فائدہ: اسلام قبول کرنے کے بعد پھر مذہب اسلام سے پھر جانے سے آدمی مرتد کہلاتا ہے جو شرعاً بڑا جرم ہے، مرتد کے سارے اچھے اعمال برباد کر دیے جاتے ہیں اور دنیاوی اعتبار سے اسلامی حکومت میں اس کی سزا قتل ہے اور آخرت میں ہمیشہ کے لیئے سخت عذاب ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

اور تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے پھر کافر ہو کر مرے تو ان کے سارے اعمال اکارت گئے دنیا اور آخرت میں

وَاُولٰئِکَ اَصْحَابُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ۔ (پ۲ ع۱۱ البقرہ ۲۱۷)

اور وہ دوزخ والے ہیں انہیں اسی میں ہمیشہ رہنا ہے۔

فائدہ: مذکورہ روایت سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ،قدرت، اختیار اور ذات و صفات کو ہدفِ تنقید بنانے والا اللہ کے غضب کو دعوت دیتا ہے اگر دنیا میں وہ عذاب الٰہی سے بچ بھی گیا تو آخرت میں ان گستاخانِ رسول کے لیے دردناک عذاب ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس لیے بھیجا کہ ان پر ایمان لایا جائے اور ان کی تعظیم و توقیر کی جائے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ۔

بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور ڈر سناتا ،تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ وَتُسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا۔ (پ۲۶ ع۹ الفتح ۹،۸)

اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

﴿ابولہب کا انجام﴾

کس طرح رکھتے ہو اللہ کی رحمت سے امید
اس کے محبوب کی جب تم نے اہانت کی ہے
کیسے بچ پائے گا وہ نارِ جہنم سے شکیلؔ
جس نے فرمانِ رسالت سے بغاوت کی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ۔ اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ (پ۱۹ ع۱۵ الشعراء ۲۱۴)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر نکلے اور وادیٔ بطحا کی جانب چل پڑے یہاں تک کہ آپ کوہِ صفا پر جا چڑھے اور عرب کے دستور کے مطابق وہاں سے پکارنا شروع کیا ''یَا صَبَاحَا'' اے لوگو مدد کے لیئے دوڑو'' یَا صَبَاحَا '' اے لوگو مدد کے لیے دوڑو۔

لوگوں نے کہا یہ کون ہے جو مدد کی آواز لگا رہا ہے پھر قریش کے لوگ آپ کے آس پاس آکر جمع ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے لوگو! یہ بتاؤ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ دشمن کے سوار اس پہاڑ سے نکل کر تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو کیا تم مجھے سچا جانو گے؟

لوگ کہنے لگے کیوں نہیں ،ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم لوگوں کو جہنم کے اس سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں جو تمہارے سامنے موجود ہے۔

اس بات کو سن کر ابولہب نے کہا: تَبًّا لَّکَ مَا جَمَعْتَنَا اِلَّا لِھٰذَا تیرے لیئے ہلاکت ہو کیا تم نے ہمیں اسی بات کے لیئے جمع کیا تھا؟ پھر جب ابولہب اٹھ گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ۔

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ، اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۔(پ۳۰ع۳۶سورہ لہب)

اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۴۳، کتاب التفسیر، باب تبت یدا ابی لھب، حدیث نمبر ۴۹۷۱، ۴۹۷۲، ۴۹۷۳۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۰۲، کتاب التفسیر، باب قول اللہ تعالیٰ، وانذر عشیرتک الاقربین، حدیث نمبر ۴۷۷۰۔

فائدہ: ابولہب کا اصل نام عبدالعزیٰ ہے چونکہ یہ بہت گورا اور خوبصورت آدمی تھا اس لیے ابولہب کی کنیت سے مشہور تھا یہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنا چچا تھا ابولہب نے جب یہ پہلی آیت سنی "تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ" تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ، تو وہ کہنے لگا جو کچھ میرے بھتیجے نے کہا ہے اگر یہ سچ ہے تو میں اپنی جان بچانے کے لیے اپنے مال اور اولاد کو فدیہ کر دوں گا تو اس کے یہ کہنے پر یہ دوسری آیت نازل ہوئی "مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ" اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا۔

سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَاَتُهٗ۔ اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی بیوی

ابولہب کی بیوی ام جمیل بنت حرب حضرت ابوسفیان بن حرب کی بہن تھی یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت زیادہ بغض وعداوت رکھتی تھی اگر چہ ایک بڑے اور مالدار گھرانے سے اس کا تعلق تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے اس قدر عناد ودشمنی تھی کہ خود جنگل جا کر کانٹا چنتی، اس کو اپنے سر پر اٹھا کر لاتی اور مسلمانوں کے راستے میں ڈال دیا کرتی تا کہ انہیں تکلیف ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی تکلیف اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اپنے اس کام میں کسی کی مدد نہیں لیتی تھی لیکن کہتے ہیں کہ "چاہ کن را چاہ در پیش" جو دوسروں کے لیے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اسی گڑھے میں گرتا ہے، ایک دن جبکہ ابولہب کی بیوی ام جمیل جنگل سے کانٹوں کو باندھ کر اپنے سر پر رکھے لا رہی تھی تو کچھ دیر آرام کرنے کے لیے کسی جگہ تھکاوٹ کی وجہ سے ایک پتھر پر بیٹھ گئی اسی درمیان ایک فرشتہ آیا اور اس نے بحکم الٰہی پیچھے سے رسی کو کھینچا تو رسی سے اس کے گلے میں پھانس لگ گئی اور وہ مر گئی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۔ (پ۳۰ع۳۶)

لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔

معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶، تفسیر مدارک ۱۰۷، خزائن العرفان، ضیاء القرآن۔

﴿گستاخانِ رسول کا انجام﴾

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۔

تو اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۔

بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفایت کرتے ہیں جو اللہ کے ساتھ دوسرا معبود ٹھہراتے ہیں تو اب عنقریب وہ جان جائیں گے۔(پ۱۴ع۶ر النحل ۹۴،۹۵،۹۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے ابوجہل اور اس کے کچھ ساتھی بھی وہاں بیٹھے تھے ان میں سے ایک دوسرے کو کہنے لگے تم میں سے کون ہے جو فلاں قبیلے میں جائے اور وہاں سے ذبح کی ہوئی اونٹنی کی اوجھڑی لاکر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی پشت پر ڈال دے جب وہ سجدہ کریں، یہ سن کران میں جو سب سے زیادہ بد بخت انسان تھا، اٹھا، اور اوجھڑی اٹھا کر لے آیا اور دیکھتا رہا، حضور جب سجدے میں گئے تو اس بد بخت نے آپ کی پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان اس اوجھڑی کو رکھ دیا میں دیکھ رہا تھا مگر افسوس میں کچھ کر نہیں سکتا تھا اے کاش مجھے ان سے لڑنے کی طاقت ہوتی۔

وہ سب اس طرح ہنس رہے تھے کہ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے ہی کی حالت میں پڑے تھے، بھاری بوجھ ہونے کے سبب اپنا سر نہ اٹھا سکے تھے یہاں تک کہ جب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور اس گندگی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت مبارک سے ہٹایا تو حضور نے اپنا سر اٹھایا پھر آپ نے تین مرتبہ دعا فرمائی ’’ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ‘‘ اے اللہ! قریش کو اپنی گرفت میں لے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کے لیے بددعا کی تو یہ ان لوگوں پر بڑا گراں گذرا کیونکہ ان کا یہ اعتقاد تھا اس شہر میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے پھر حضور نے نام لے لے کر دعا فرمائی ’’ اے اللہ ابوجہل کو ہلاک کر‘‘ اور عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ بن ربیعہ کو، ولید بن عتبہ کو، امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن معیط کو ہلاک کردے اور حضور نے ساتویں کو بھی گنا مگر مجھے یاد نہ رہا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعٰى فِي الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جن لوگوں کا نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیا تھا ان سب (کی لاشوں) کو میں نے (جنگ بدر میں) بدر کے کنواں میں پڑا ہوا پایا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۷ ر کتاب الوضوء باب اِذَا اُلْقِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْمُصَلِّيْ قَذَرٌ اَوْ جِيْفَةٌ جب نمازی کی پیٹھ پر نجاست یا مردار ڈال دیا جائے، حدیث نمبر ۲۴۰۔

فائدہ: مشرکین مکہ کا یہ اعتقاد تھا کہ خانۂ کعبہ میں کی ہوئی دعا مقبول ہوتی ہے اس لیے وہ سب خوفزدہ ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تین بار دعا کی تکرار اس کے مقبول ہونے میں مؤثر ہے اور ضرورۃً ظالم و جابر آدمی کے لیے بد دعا کی جا سکتی ہے۔

فائدہ: انبیا پر ہر قسم کی آزمائش، دکھ درد اور بیماری آ سکتی ہے تا کہ اُن کی شانِ عبودیت اور شانِ بشریت ظاہر ہو اور کوئی اُن کے معجزات کو دیکھ کر فتنے میں نہ پڑ جائے کہ معاذ اللہ یہ خدا تو نہیں ہیں اور یہ بھی کہ ان کی امت کو یہ تعلیم دینا ہے کہ دکھ مصیبت پر صبر کرنا نبیوں اور رسولوں کی سنت ہے۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیر تک سجدے میں رہنا اور سر کو سجدے سے نہ اٹھانا ہو سکتا ہے کہ بوجھ کی زیادتی کے سبب ہو جیسا کہ روایت سے ظاہر ہے اور بعض شارحین نے لکھا بھی ہے لیکن ایک بہترین توضیح یہ ہے جو صاحب نزہۃ القاری شرح بخاری نے لکھا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ''سر اقدس کا سجدے سے نہ اٹھانا اس لیے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ چاہا کہ اس خاص عبودیت میں جو ظلم ہوا ہے اسے دیر تک خدا کے حضور پیش کیے رہیں تا کہ اس کی رحمت کی توجہ زیادہ سے زیادہ ہو، حدیث میں فرمایا گیا ''بندہ سب سے زیادہ اپنے رب کے قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے'' گویا کہ قربِ خاص کے وقت آپ زبانِ حال سے یہ استدعا کر رہے ہیں کہ دشمنوں کی یہ حرکت صرف میری ہی نہیں تیری بارگاہِ اقدس کی بھی اہانت ہے اختیار تجھے ہے انھیں ڈھیل دے یا سزا دے (نزھۃ القاری شرح بخاری)

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کا یہ نتیجہ نکلا کہ کچھ ہی دنوں کے بعد ۲ھ مطابق ۶۲۲ء میں مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر غزوۂ بدر کا وقوع ہوا اور اس جنگ میں ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور امیہ بن خلف وغیرہ سارے لوگ مارے گئے۔

گستاخ رسول کی پہچان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے وہ قرآن پاک پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ اِلٰى فُوْقِهٖ۔

اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے اور پھر وہ دین میں واپس نہیں آئیں گے جب تک کہ تیر اپنی جگہ واپس نہ لوٹ آئے۔ **قِيْلَ مَا سِيْمَاهُم ؟** حضور سے عرض کیا گیا ان لوگوں کی پہچان کیا ہے؟

قَالَ سِيْمَاهُم التَّحْلِيْقُ اَوْ قَالَ التَّسْبِيْدُ

حضور نے فرمایا ان لوگوں کی نشانی سر مونڈانا ہے یا آپ نے یہ فرمایا کہ ان کی نشانی سر منڈائے رکھنا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۱۲۸، کِتَابُ التَّوْحِيْد، بَابُ قِرَاءَتِ الْفَاجِرِ، باب نمبر حدیث نمبر ۷۵۶۲۔

فائدہ: یعنی جس طرح کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا اسی طرح یہ لوگ بھی دوبارہ ایمان نہیں لانے والے

چھٹا باب

رحمت مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا

امتیوں پر رحمت

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔(پ۱۷ع۷/۱۰۶) اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے

دو جہانوں کی رحمت بنا کر انہیں اے ریاض حق نے بھیجا بڑی شان سے
حشر میں دے کے اُن کو شفاعت کا حق عاصیوں کا بڑا آسرا کر دیا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آدھی رات کو نکلے اور مسجد میں (نفل) نماز پڑھنے لگے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنا شروع کر دیا، صبح کو اس نماز کا خوب چرچا ہوا۔

دوسری رات جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو اس سے زیادہ لوگ آ گئے اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے اور آج کی نماز کا بھی خوب چرچا ہوا اور تیسری رات اتنی کثیر تعداد میں لوگ شریک ہوئے کہ مسجد میں جگہ کی قلت محسوس ہونے لگی۔

جب چوتھی رات ہوئی تو لوگ انتظار کرتے رہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف نہ لائے یہاں تک کہ حضور جب فجر کی نماز ادا کرنے کے لیے تشریف لے گئے تو نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا۔

فَاِنَّہٗ لَمْ یَخْفَ عَلَیَّ مَکَانُکُمْ لٰکِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْکُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْھَا۔

تمہاری آمد کا مجھے علم تھا مگر میں اس لیے نہیں آیا کہ کہیں یہ رات کی نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور تم اسے ادا نہ کر سکو۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲۶، کتاب الجمعۃ باب مَنْ قَالَ فِی الْخُطْبَۃِ بَعْدَ الثَّنَاءِ اَمَّا بَعْدُ خطبہ میں ثنا کے بعد امّا بعد کہنے کا بیان، حدیث نمبر ۹۲۴۔

فائدہ: یہ اللہ کے رسول کی مہربانی و رحمت ہے کہ آپ اس خیال سے حجرہ سے باہر نہ آئے کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ ہو جائے اور آپ کی امت مشقت میں پڑ جائے۔

فائدہ: صحابہ کو نماز کتنی پیاری تھی کہ پوری رات نماز کا انتظار کرتے رہے اور ان کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کس قدر ادب و احترام تھا کہ رات بھر انتظار کرتے رہے لیکن کسی نے حضور کے دروازے پر دستک نہیں دیا

﴿شانِ رحمت﴾

میرے سرکار پہ اہل طائف ظلم کی انتہا کر رہے ہیں — رحمت دوجہاں مصطفیٰ ہیں اُن کے حق میں دعا کر رہے ہیں

فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۔ (پ۲۵ع۵رشوریٰ۴۰)

تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ پر جنگ احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن گذرا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری قوم کے لوگوں سے بڑی سخت تکلیف پہنچی ہے میرے لیے سب سے سخت دن یوم عقبہ کا تھا جب میں نے خود کو عبد یا لیل بن عبد کلال پر پیش کیا تھا یعنی اس کے پاس اسلام کی دعوت لے کر گیا تھا لیکن اس نے میری کوئی بات نہیں مانی تھی میں طائف سے جب واپس آ رہا تھا تو حیرانی و پریشانی کے آثار میرے چہرے سے عیاں تھے۔

جب میں ان کے ظلم وستم سہتے ہوئے کسی طرح قرن الثعالب تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تو میرے ہواس بحال ہوئے اور میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن ہے میں نے اس کے اندر جبریل امین کو دیکھا جبریل امین نے مجھے پکارا اور کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم سے آپ کی گفتگو اور ان کے جواب کو سن لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں ملک الجبال کو بھیجا ہے آپ ان کافروں کے متعلق جو چاہیں حکم فرمائیں۔

پہاڑ کے فرشتے نے مجھے سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے اگر آپ حکم دیں تو میں اخشبین پہاڑ کو اٹھا کر اُن لوگوں کے اوپر رکھ دوں؟

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں سے کچھ ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

بخاری شریف جلد اول رصفحہ ۴۵۸ رکتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ ربَابُ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ آمِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ فِي السَّمَآءِ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ، جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور اس وقت فرشتے آسمان میں کہیں تو جس کی آمین ان سے مل گئی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے، حدیث نمبر ۳۲۳۱۔

جن سے نہ اذیت کے سوا کچھ بھی ملا ہے — ان کو بھی وہ رحمت کی دعا بانٹ رہے ہیں
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی — کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

عذاب میں تاخیر

یہاں وہ ہیں جنہیں سب رحمتِ کونین کہتے ہیں کرم لحہ بہ لحہ ہے مدینہ پھر مدینہ ہے

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔(پ ۱۷ ع ۷/۱۰۶)
اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے یہ کہا۔
اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِئْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ
اے اللہ! اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا۔
ابو جہل کے اس کہنے پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی۔
وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ۔
اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔(پ ۹ ع ۱۸/۱۷ الانفال ۳۳/۳۲)

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۷۲، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ، حدیث نمبر ۴۶۴۸، ۴۶۴۹۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے جن ہو یا انسان، مسلمان ہو یا کافر آپ کی رحمت سب کے لیے عام ہے مسلمانوں کے لیے تو آپ دنیا اور آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لیے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت ان کے عذاب میں تاخیر ہوئی ہے۔

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

وارث مال کا حقدار، میں قرض کا ذمہ دار

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ جس کی جان کا میں دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ مالک نہ رہوں اگر تم لوگ چاہو تو یہ آیت پڑھ لو
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔(پ ۲۱ ع ۱۷ سورۃ الاحزاب ۶)
نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے زیادہ مالک ہے۔
پس اگر کوئی مسلمان مال چھوڑے تو اس مال کے وارث اس کے رشتہ دار ہوں گے لیکن اگر اس پر قرض ہے یا کسی کا مال ضائع ہو گیا ہے تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا ذمہ دار ہوں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۰۵، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی، اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ، حدیث نمبر ۴۷۸۱۔

﴿حضور کی بردباری﴾

جمالِ ذکرِ محمد ہے ہوبہو قرآں میرے رسول کا اندازِ گفتگو قرآں
ہے اُن کے نور کی خیرات رحمتوں کی سبیل وہ حرف حرف ہے طٰہٰ وہ ہوبہو قرآں

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (پ۴ع۵آل عمران۱۳۴)

اور غصہ پینے والے اور لوگوں کو درگذر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی اونٹ پر سوار آیا، اس نے اپنے اونٹ کو مسجد میں بٹھایا اور باندھ دیا پھر بولا آپ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کون ہیں؟ جبکہ حضور تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ ہم نے بتایا کہ وہ تکیہ لگائے خوبصورت جسم والے جو بیٹھے ہیں وہی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، اس نے کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے! حضور نے فرمایا کہو میں سن رہا ہوں، اس نے کہا میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور پوچھنے میں کچھ سختی کروں گا آپ برا تو نہیں مانیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو تمہارے جی میں آئے، اس نے کہا، آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کی قسم ہے کیا اللہ تعالیٰ نے واقعی آپ کو سب کی طرف مبعوث فرمایا ہے؟ حضور نے فرمایا جی ہاں، پھر اس نے کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے دن رات میں پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اس نے پھر کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ آپ مالداروں سے صدقہ لیں اور اسے ہمارے محتاجوں میں بانٹ دیں؟ حضور نے فرمایا ہاں اور اس بات پر خدا شاہد ہے اب وہ بولا میں اس پر ایمان لایا جو آپ لائے ہیں، میں اپنی قوم کا فرستادہ ہوں میری قوم میرے پیچھے آرہی ہے میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور میرا تعلق قبیلہ اسد بن بکر سے ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۴، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ الْقِرَاءَةِ وَالْعَرْضِ عَلَى الْمُحَدِّثِ محدث کے سامنے حدیث پڑھنے اور حدیث پیش کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۳۔

فائدہ: حضرت ضمام بن ثعلبہ چونکہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور آداب نبوت و رسالت سے واقف نہیں تھے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لے کر پوچھا تھا حضور کا نام لے کر پکارنا منع ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا۔ (پ۱۸ع۱۵ ۱۸النور۶۳)

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

فائدہ: حضرت ضمام بن ثعلبہ کا یہ کہنا کہ، میں آپ سے سوال کرنے میں کچھ سختی کروں گا، اس سے یہ آزمائش مقصود تھی کہ کوئی بادشاہ اس انداز گفتگو کو برداشت نہیں کرے گا اگر آپ بادشاہ ہوں گے تو غصہ کریں گے اور نبی و رسول صبر و تحمل والے ہوتے ہیں اگر آپ رسول ہیں تو یقیناً صبر و تحمل سے کام لیں گے اور خفا نہیں ہوں گے (نزھۃ القاری شرح بخاری)

﴿برائی کا بدلہ بھلائی﴾

اِدھر جفاؤں کے کانٹے بچھائے جاتے ہیں ——— اُدھر رسولِ خدا مسکرائے جاتے ہیں

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِيْمٌ۔وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ۔ (۲۴ع ۱۹حم سجدہ ۳۴،۳۵)

اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گے اے سننے والے! برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو، اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا اور اس وقت آپ چوڑے حاشیے والی ایک نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے راستے میں ایک اعرابی ملا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چادر کو اس زور سے کھینچا کہ اس چادر کی رگڑ سے آپ کی گردن میں پڑنے والا نشان مجھ کو نظر آنے لگا، پھر وہ اعرابی کہنے لگا، آپ کے پاس جو اللہ کا مال ہے مجھے اس میں سے کچھ عطا فرمائیں۔

فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهٗ بِعَطَاءٍ۔

اب حضور نے اس کی طرف توجہ فرمائی پھر مسکرائے اور اسے مال دینے کا حکم فرمایا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۴۶، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَا كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِی الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوْبُهُمْ، لوگوں کے تالیف قلب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مال عطا کرنا، حدیث نمبر ۳۱۴۹۔

﴿یہ کیسی دعا؟﴾

جو آفتاب رسالت نہ جلوہ گر ہوتا ——— تو ضوفگن نہ کبھی صبح زندگی ہوتی
بھٹکتا پھرتا نہ جانے کہاں کہاں انساں ——— نصیب اس کو جو تیری نہ رہبری ہوتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت طفیل بن عمر دوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! قبیلہ دوس کے لوگوں نے نافرمانی کی ہے اور ان لوگوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لیے آپ ان کی ہلاکت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَاْتِ بِهِمْ اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت فرما اور انہیں دائرۂ اسلام میں داخل فرما۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۱۱، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ بِالْهُدٰی لِيَتَاَلَّفَهُمْ، مشرکین کی ہدایت کے لیے دعا کرنا تا کہ ان لوگوں کا رجحان اسلام کی طرف ہو، حدیث نمبر ۲۹۳۷۔

﴿حضور کا عفو و کرم﴾

پھرے زمانے کے چار جانب نگار یکتا تمہیں کو دیکھا
حسین دیکھے جمیل دیکھے بس ایک تم سا تمہیں کو دیکھا

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ (پ۹ ع۱۴ ۱۳/الاعراف ۱۹۹)

اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو۔

فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ۔ (پ۲۵ ع۵ شوریٰ ۴۰)

تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ سے غابہ کی جانب جارہا تھا جب غابہ کی پہاڑی پر پہنچا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک غلام ملا میں نے اس سے کہا تیری خرابی ہو تو یہاں کیسے آگیا؟ اس نے جواب دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنی پکڑ لی گئی ہے، میں نے پوچھا کس نے پکڑی ہے؟ اس نے بتایا قبیلہ غطفان اور فزارہ کے آدمی پکڑ کر لے گئے ہیں۔

یہ سن کر میں نے تین مرتبہ ''یَاصَبَاحَاهُ'' اے لوگو! مدد کے لیے دوڑو'' یَاصَبَاحَاهُ'' اے لوگو! مدد کے لیے دوڑو یہ کہہ کر بہت تیز آواز میں پکارا تا کہ مدینہ منورہ کے ہر گوشہ کے لوگ سن لیں پھر میں نے اونٹ لے جانے والوں کی طرف دوڑ لگا دیا اور ان لوگوں کو جا پکڑا۔

میں ان کی طرف تیر پھینکتا رہا اور کہتا رہا میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج تم کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے ابھی تک وہ اس اونٹنی کا دودھ بھی نہیں پی سکے تھے کہ میں نے ان سے وہ اونٹنی چھین لی اور اسے لے کر واپس لوٹا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ لوگ پیاسے تھے لیکن اس اونٹنی کا دودھ پینے سے پہلے ہی میں نے ان سے یہ اونٹنی چھین لی یا رسول اللہ! اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کی گرفتاری کے لیے کسی کو ان کے پیچھے روانہ فرمادیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

يَا ابْنَ الْاَكْوَعِ مَلَكْتَ فَاَسْجِعْ۔

اے ابن اکوع! تو ان پر غالب آگیا یہ کافی ہے اب انہیں معاف کردو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۲۷، كِتَابُ الْجِهَاد، بَابُ مَنْ رَاَى الْعَدُوَّ فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَاصَبَاحَاهُ دشمن کو دیکھ کر لوگوں خبردار کرنے کے لیے بلند آواز سے یَاصَبَاحَاهُ کہنا، حدیث نمبر ۳۰۴۱۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

﴿قاتل کو معاف کردیا﴾

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (پ٦ ع٧/المائدہ١٣)
تو اُنھیں معاف کردو اور اُن سے درگزر کرو بے شک احسان والے اللہ کو محبوب ہیں۔

گئے دارِ فانی سے سرکار ایسے — جفاؤں کے بدلے وفا کرتے کرتے
ریاضؔ اُن کی سیرت پہ ہر دم نظر رکھ — گزر دوسروں کا بھلا کرتے کرتے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کے لیے سفر پہ نکلے ہوئے تھے حضور نے جب واپسی کا ارادہ کیا اور وہاں سے روانہ ہوئے تو ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ واپس چل پڑے۔ دوپہر کے وقت ہم لوگ ایک ایسے جنگل سے گذرے جس میں گھنے درخت تھے حضور وہاں ٹھہر گئے اور دوسرے لوگ بھی درختوں کے سائے میں اِدھر اُدھر بکھر گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور اپنی تلوار کو اسی درخت کے ساتھ لٹکا دیا ابھی ہم لوگ تھوڑی ہی دیر سوئے تھے کہ اچانک حضور نے ہمیں طلب فرمایا ہم نے دیکھا آپ کے پاس ایک اعرابی موجود ہے آپ نے فرمایا جب میں سو رہا تھا تو اس نے میری تلوار کو مجھی پر تان لیا تھا میں بیدار ہوا تو میری تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور یہ مجھ سے پوچھ رہا تھا۔ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ ؟ اب کون تمہیں مجھ سے بچائے گا؟

فَقُلْتُ اللّٰهُ ثَلَاثًا۔ میں نے تین مرتبہ جواب دیا اللہ تعالیٰ۔ (فوراً اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی)

وَ لَمْ يُعَاقِبْهُ وَ جَلَسَ۔ لیکن حضور نے اس اعرابی سے کوئی بدلہ یا انتقام نہیں لیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ٤٠٧، کتاب الجہاد، باب مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ، سفر میں قیلولہ کے وقت تلوار درخت سے لٹکانے کا بیان، حدیث نمبر ٢٩١٠۔

گر گئی ہاتھ سے ان کے تلوار بھی — اور کرنا پڑا حق کا اقرار بھی
سنگ دل تک ذہنوں پہ کچھ اس طرح — نورِ احمد پڑا آئینہ ہو گئے

فائدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔**

اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے، اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا، اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے، بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ٦ ع١٤/المائدہ٦٧)

یعنی آپ بلا خوف و خطر تبلیغ کا فریضہ انجام دیں کفار و مشرکین، منافقین اور یہود و نصاریٰ میں سے کوئی بھی آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ خود آپ کا نگہبان ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے صحابہ رات میں حضور کی نگہبانی کرتے لیکن جب یہ آیت اتری تو رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہرہ داروں کو یہ کہہ کر ہٹا دیا کہ اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہے مجھے اب کسی پہرے دار کی ضرورت نہیں۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا جائے گا
خدا کا نور بجھا ہے نہ بجھ سکے گا کبھی　　بجھانے والے ہزار بجھ گئے بجھا نہ سکے

﴿حضور کی پہرہ داری﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی جنگی سفر میں بیدار رہے تھے جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا۔

لَیْتَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِیْ صَالِحًا یَحْرُسُنِی اللَّیْلَۃَ۔

اے کاش آج کی رات میرا کوئی نیک ساتھ میری پہرہ داری کرتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ہتھیاروں کی آواز سنی تو آپ نے دریافت فرمایا کون ہے؟

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں سعد ہوں اور آپ کی پہرہ داری کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں ان کی بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سو گئے۔

بخاری شریف جداول صفحہ ۴۰۴، کِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّیَرِ، بَابُ الْحِرَاسَةِ فِی الْغَزْوِ، میدان جہاد میں پہرہ داری کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۸۸۵۔

﴿بیٹے کی موت پر بہتے ہوئے آنسو﴾

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو　　ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کر و بیاں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت ابو یوسف لوہار کے گھر گئے جو حضور کے فرزند حضرت ابراہیم کی رضاعی والدہ کا گھر تھا حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں پرورش پا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو لے کر سونگھا اور پیار کیا وہ اس وقت دم توڑ رہے تھے حضور کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ بولے یا رسول اللہ! آپ رو رہے ہیں؟ حضور نے فرمایا اے عوف کے بیٹے! یہ تو رحمت و شفقت کے آنسو ہیں، پھر آپ نے فرمایا۔

اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاهِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ آنکھیں اشکبار ہیں، دل غمزدہ ہے مگر زبان سے ہم وہی کہیں گے جس سے ہمارا رب راضی ہے اور اے ابراہیم! بے شک ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔

بخاری شریف جداول صفحہ ۱۷۴، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا بِکَ لَمَحْزُوْنُوْنَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول مبارک کہ بے شک ہم تمہاری جدائی میں غمگین ہیں، باب نمبر ۸۲۶ حدیث نمبر ۱۳۰۳۔

نواسے کی محبت

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

قل لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (پ۲۵ ع۴ ۱۳ الشوریٰ ۲۳)

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ واپس لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہوا آپ سیدہ فاطمہ زہرا کے گھر کے صحن میں آ کر بیٹھے پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا ننھا بچہ کہاں ہے؟ ننھا بچہ کہاں ہے؟ حسن بن علی کو بلاؤ سیدہ فاطمہ نے انھیں تھوڑی دیر روک رکھا میں نے گمان کیا کہ وہ انہیں ہار پہنا رہی ہیں یا نہلا رہی ہیں اتنے میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دوڑتے ہوئے آئے اور حضور کی گردن سے لپٹ گئے ان کی گردن میں ایک قسم کا ہار پڑا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سینے سے لگایا بوسہ دیا اور فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔

وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهٗ۔ اور اس سے بھی محبت فرما جو ان سے محبت کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن کے متعلق یہ فرمایا ہے اس وقت سے مجھے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ کوئی پیارا نہیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۴، کِتَابُ اللِّبَاس، بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْيَان، بچوں کو ہار پہنانے کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۸۴۔

آیت عنوان کا سبب نزول

کرم خدا نے کیا بے شمار دنیا پر — حضور آئے تو آئی بہار دنیا پر

وہی ہیں اول و آخر بصورتِ نعمت — خدا نے اُن کو دیا ہے اتار دنیا پر

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہوئے تو انصاریوں نے دیکھا کہ حضور کے مصارف بہت زیادہ ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور کے احسانات کو یاد کر کے بہت سارا مال جمع کیا اور اس کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہی کی بدولت ہمیں ایمان ملا، قرآن ملا، آپ ہی کے طفیل ہمیں ہدایت نصیب ہوئی ہے اور گمراہی سے نجات ملی ہے ہم لوگ یہ مال جمع کر کے بطور نذر لائے ہیں آپ اسے قبول فرما کر ہماری عزت افزائی فرمائیں، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ تمام مال واپس کر دیا۔

قل لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (پ۲۵ع۴/الشوریٰ۲۳)

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

فائدہ: قرآن پاک کی اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب شخصیتوں کا احترام کرنا مسلمانوں پر لازم وضروری ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم خدا کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھ کو اپنے رشتہ داروں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقربا زیادہ محبوب ہیں۔ (رواہ البخاری، جلد دوم)۔

﴿نواسے کی موت پر بہتے ہوئے آنسو﴾

اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ (پ۲ع۳/البقرہ۱۵۶)

جب ان پر کوئی مصیبت پہنچی تو بولے بے شک ہم اللہ کے لیئے ہیں اور بے شک ہم کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ان کی ایک صاحبزادی نے یہ اطلاع بھیجی کہ میرا ایک لڑکا موت کے قریب ہے آپ میرے یہاں تشریف لائیں، حضور نے جواب میں سلام بھیجا اور کہلا بھیجا بے شک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دے رکھا ہے اور ہر چیز کے لیئے اس کی بارگاہ میں ایک میعاد مقرر ہے اس لیئے صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔

آپ کی صاحبزادی نے پھر ایک مرتبہ قسم دے کر بھیجا کہ حضور ضرور تشریف لائیں، اب حضور اٹھے اور حضرت سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، اُبی ابن کعب، زید بن ثابت اور بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچے وہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا حضور نے اسے گود میں لیا وہ دم توڑ رہا تھا اور حضور کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یا رسول اللہ! یہ کیا؟ آپ رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔

هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءُ۔

یہ شفقت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں ہی پر رحم فرماتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۷۱، کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعذب المیت ببعض بکاء اهله علیه اذا کان النوح من سنته، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد پاک کہ مردے کو اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے اگر رونا ان کی رسم ورواج ہو۔ حدیث نمبر ۱۲۸۴۔

فائدہ: اللہ کے فضل وکرم سے مسلمان کی تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا جاتا ہے، مصیبت کے وقت میں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا رحمت الٰہی کا سبب ہوتا ہے۔

فائدہ: بغیر چیخ وپکار کے رونا منع نہیں بلکہ محمود ہے البتہ چیخ چلا کر رونا، سر پیٹنا، سینہ کوٹنا، گریبان اور بدن کے کپڑے پھاڑنا، نوحہ کرنا، گالوں پر تھپڑ مارنا حرام وممنوع ہے۔

ساتواں باب

اللہ کے رسول کا اختیار

تمہارے منھ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی　　　جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ۔

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو، اور جس سے منع فرمائیں باز رہو، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (پ ۲۸ ع ۴ الحشر ۷)

حرم پاک کی گھاس کاٹنے کی اجازت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے نہ مجھ سے پہلے کسی کے لیئے حلال ہوا اور نہ کسی کے لیے کبھی حلال ہوگا اور میرے لیے بھی صرف تھوڑی دیر کے لیئے دن کے تھوڑے حصے میں جائز کیا گیا اور اب نہ اس کی گھاس کاٹی جائے گی اور نہ درخت، اور نہ ہی اس کا شکار بھڑکایا جائے گا اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی صرف اعلان کرنے والے کے لیے اس کا اٹھانا جائز ہوگا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے یا رسول اللہ! اذخر گھاس کو ہمارے سُناروں اور قبروں کے لیئے جائز قرار دے دیں، حضور نے فرمایا اچھا اذخر کے علاوہ، یعنی اذخر کو اپنی ضرورت کے لیے کاٹ سکتے ہو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۷۹، کتاب الجنائز، باب الاذخر والحشیش فی القبر قبر میں اذخر اور گھاس بچھانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۳۹۔

مِلک خدا کی بانٹتا میں ہوں فرمانِ رحمتِ عالم ہے　　　کیسے کہوں مختار نہیں وہ کوئی مجھے سمجھائے تو

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صاحب اختیار بنا کر بھیجا ہے آپ جس چیز کو چاہیں حلال فرمادیں اور جس چیز کو چاہیں حرام قرار دیں قرآن کریم سے مزید رہنمائی ملتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔

اور انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا۔ (پ ۹ ع ۹ الاعراف ۱۵۷)

جس کو چاہا حرم بنادیا

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔
اورانہیں بھلائی کا حکم دے گااور برائی سے منع فرمائے گااور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گااور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا۔(پ۹ع۹ رالاعراف ۱۵۷)

بخدا خدائے کریم نے تجھے اختیار ہے یہ دیا جسے کہہ دے تو وہ حلال ہے، جسے کہہ دے تو وہ حرام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف جانکلا تاکہ میں آپ کی خدمت کرتا رہوں جب حضور خیبر سے لوٹے اور آپ کو احد پہاڑ نظر آیا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس محبت رکھتے ہیں پھر حضور نے مدینہ منورہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحَرِّمُ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيْمِ اِبْرَاهِيْمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا

اے اللہ! میں اس کی دونوں پہاڑیوں والی جگہ کو حرم بناتا ہوں جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا اے اللہ! ہمیں ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما۔

بخاری شریف جلداول رصفحہ ۴۰۴، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِي الْغَزْوِ، جہاد میں خدمت کرنے کی فضیلت، حدیث نمبر ۲۸۸۹۔

زمین کے خزانوں کی کنجیاں

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن نکلے تو شہداءِ اُحد پر آپ نے اس انداز سے دعا فرمائی جیسے میت پر دعا کی جاتی ہے پھر منبر کی طرف آئے اور فرمایا خدا کی قسم، میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئیں اور قسم خدا کی میں اپنے بعد یہ نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم دنیا میں مصروف نہ ہو جاؤ۔

بخاری شریف جلداول صفحہ ۱۷۹، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ، شہید پر نماز جنازہ پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۴۴۔

فائدہ:(۱) اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب داں نبی بنایا ہے جبھی تو آپ حوض کوثر کا مشاہدہ فرمارہے ہیں اور صحابہ کو اس کے متعلق بتارہے ہیں۔

فائدہ:(۲) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرحومین کی قبروں پہ جاکر ان کے لیے دعائے مغفرت کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے

﴿ہاتھ کے اشارے بادل برسادیا﴾

نہیں ہے بے بس ومجبور، ہے قرآن خود شاہد　　نبی لے کر جہاں میں، ہر طرح کا اختیار آیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک سال قحط پڑ گیا اور اس وقت جبکہ حضور جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے ایک دیہاتی آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلَکَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِیَالُ فَادْعُ لَنَا۔

یا رسول اللہ! مال تباہ ہو گئے، اہل وعیال بھوکے ہیں آپ اللہ عزوجل سے ہمارے لیے دعا فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھا دیئے۔

راوی کہتے ہیں اس وقت ہم آسمان پر بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا بھی نہیں دیکھ رہے تھے قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابھی اپنے ہاتھ نیچے بھی نہیں کیے تھے کہ پہاڑوں کی طرف سے بادل اٹھا اور حضور ابھی منبر پر ہی تھے کہ میں نے بارش کا پانی حضور کی داڑھی سے ٹپکتے دیکھا، یہاں تک کہ اس روز دن بھر بارش ہوتی رہی اور اس کے بعد دوسرے دن بھی لگاتار بارش ہوتی رہی اور تیسرے دن بھی، یہاں تک کہ اگلے جمعہ تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔

پھر وہی دیہاتی یا کوئی اور صحابی جمعہ کے دن خطبہ کے وقت کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارش کی کثرت سے مکانات گر گئے، مال مویشی ڈوب گئے اللہ تعالیٰ سے ہمارے حق میں دعا فرمادیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا فَمَا یُشِیْرُ بِیَدِہٖ اِلٰی نَاحِیَۃٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ ۔

اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہمارے اوپر نہ برسا حضور اپنے ہاتھ سے جس طرف اشارہ فرماتے بادل پھٹ جاتا۔

اور مدینہ گول حوض کے مانند ہو گیا اور وادی قنات ایک ماہ تک بہتی رہی جس طرف سے جو بھی آیا کثرت سے بارش ہونے کی خبر دی۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲۷، کتاب الجمعۃ، باب الاستسقاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لیے دعا کرنا، حدیث نمبر ۹۳۳۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۶، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام "اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۸۲۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا　　بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

آ گیا محفل میں تیری جب بھی کوئی تشنہ لب　　ابر رحمت جھوم اٹھا گردش میں جام آ ہی گیا

﴿جسے چاہیں اس کو نواز دیں﴾

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ۔
اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں۔
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (پ۵ع۶/النساء۶۴)
اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو جس کو درِ سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو
آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا حضور نے فرمایا کیا ہوا؟ عرض کیا میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کرلیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جس کو آزاد کرسکو؟ اس نے عرض کیا نہیں، حضور نے دریافت فرمایا کیا تم مسلسل دو ماہ روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا مجھے دو ماہ روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں ہے، پھر حضور نے فرمایا کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا مجھے یہ بھی میسر نہیں ہے۔

اب تھوڑی دیر تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے توقف فرمایا ہم لوگ بھی خاموش بیٹھے رہے، اسی درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ٹوکرا کھجور پیش کیا حضور نے فرمایا سائل کہاں ہے؟

انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں، حضور نے فرمایا اس کھجور کو لے جاؤ اور صدقہ کردو، اس نے عرض کیا یہ کھجور اس کو دینا ہے جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے؟ یا رسول اللہ! مدینہ کے دونوں سنگلاخ میدانوں کے درمیان میرے اہل وعیال سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے میں کس کو دوں؟

فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی بَدَتْ اَنْيَابُهُ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَکَ۔

اس بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ سامنے کے دانت دکھائی پڑنے لگے پھر حضور نے ارشاد فرمایا جاؤ اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۵۹/کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان، حدیث نمبر ۱۹۳۶۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۹۹/کتاب الادب/باب التبسم والضحک مسکرانے اور ہنسنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۰۸۷۔

تیرے قدموں میں آنا میرا کام تھا میری بگڑی بنانا تیرا کام ہے
ٹھوکریں کھاکے گرنا میرا کام تھا ہر قدم پہ اٹھانا تیرا کام ہے

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ اختیار ہے کہ جس حکم میں چاہیں ردو و بدل کر دیں، جس کے لیےجو چاہیں جائز کر دیں آپ نے اپنے اختیار سے صاحبِ کفارہ کا کفارہ خود ان کے لیے جائز کر دیا۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت اور ان کی ادائیں کس قدر محبوب ہیں کہ احادیث کی شکل میں حضور کے مسکرانے اور ہنسنے کی کیفیت کو بھی محفوظ فرما دیا ہے جیسا کہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا۔

یا یہ کہنا درست ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت وسوانح کو قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے یہاں تک کہ حضور کے دیکھنے کی کیفیت کو قرآن پاک میں بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منھ کرنا (پ۲ ع۱۷ البقرہ ۱۴۴)

ایسے ہی صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے، بیٹھنے، چلنے، مسکرانے اور ہنسنے کے انداز کو احادیث کی شکل میں جمع فرمایا ہے تا کہ سنتِ الٰہیہ کی تکمیل ہو سکے، حضور کی جامع و مانع سیرت وسوانح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے اور عالم اسلام کے مسلمان حضور کی سیرت کے مطابق خود کو ڈھالنے کی کوشش کریں۔

﴿کم عمر بکری کی قربانی﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم الاضحیٰ میں یعنی بقرعید کے دن خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا جس نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی اور ہماری قربانی کی طرح قربانی دی تو اس کی قربانی صحیح ہوئی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی تو وہ گوشت کی بکری ہوئی یعنی اس کا مقصد صرف گوشت حاصل کرنا ہوا نہ کہ قربانی؟

اس بات کو سن کر حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے تو عیدگاہ جانے سے پہلے ہی قربانی کر ڈالی ہے میں نے یہ خیال کیا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے اس لیے میں نے قربانی میں جلدی کی اور قربانی کے گوشت کو میں نے خود کھایا اور اپنے اہل وعیال اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیری بکری گوشت کی بکری ہے، حضرت ابو بردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جو ایک سال سے کم کا ہے لیکن وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے، کیا اس کی قربانی میری طرف سے کافی ہوگا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ ہاں، لیکن تمہارے بعد پھر کسی دوسرے کے لیئے جائز نہ ہوگا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۳۲، کِتَابُ الْعِيْدَيْنِ، بَابُ كَلَامِ الْاِمَامِ وَالنَّاسِ فِي الْخُطْبَةِ الْعِيْدِ وَاِذَا سُئِلَ الْاِمَامُ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ يَخْطُبُ، عید کے خطبہ میں امام اور مقتدیوں کا گفتگو کرنا اور امام کے خطبہ کے درمیان کچھ پوچھنے کا بیان، حدیث نمبر ۹۸۳۔

آٹھواں باب

حضور کی دعاؤں کی برکت

لعاب دہن کی برکت

مِلک خدا کی بانٹتا میں ہوں فرمانِ رحمتِ عالم ہے کیسے کہوں مختار نہیں وہ کوئی مجھے سمجھائے تو

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم لوگ خندق کھود رہے تھے تو ایک سخت پتھر نکل آیا لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! خندق میں بہت بڑا پتھر نکل آیا ہے حضور نے فرمایا چلو میں خود خندق میں اترتا ہوں حضور کھڑے ہوئے اس وقت آپ کا حال یہ تھا کہ آپ کے شکم مبارک سے پتھر بندھے ہوئے تھے اور ہمارا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا ہم نے بھی تین دنوں سے کچھ کھایا نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسے ہی اس پتھر پر کدال چلایا پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت دی جائے؟

فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْصًا شَدِيْدًا

گھر جا کر میں نے اپنی اہلیہ سے کہا یہ بتاؤ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟ آج میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں دیکھا ہے جو میرے لیے ناقابل برداشت ہے۔

اس نے ایک بوری نکالی جس میں تھوڑے سے جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے بکری کا بچہ ذبح کر دیا اور گوشت کی بوٹی بنا کر ہانڈی میں ڈال دیا میری بیوی نے جو پیسا اور گوشت کی ہانڈی پکنے کے لیئے رکھ دیا جب کھانا پکنے کے قریب ہوا اور میں حضور کو بلانے کی غرض سے نکلنے لگا تو میری بیوی نے مجھ سے کہا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے سامنے شرمندہ مت کرنا یعنی زیادہ آدمیوں کو کھانے کے لیئے مت بلا لینا۔

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرگوشی کے انداز میں عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے آپ ایک دو صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر میرے گھر چلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کتنا کھانا پکایا ہے؟ میں نے بتا دیا کہ ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا ہے حضور نے فرمایا یہ تو کافی ہے اور بہت اچھا کھانا ہے آپ نے فرمایا جاؤ اور جا کر اپنی

بیوی سے کہہ دو کہ وہ ہانڈی نہ اتاریں اور تنور سے روٹیاں نہ نکالیں جب تک کہ میں خود نہ آ جاؤں۔

فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا اے خندق والو! جابر نے تمہارے لیے ضیافت کا اہتمام کیا ہے لہٰذا آؤ جابر کے گھر چلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار و مہاجرین کے ساتھ تشریف لے آئے آپ لوگوں کے آگے آگے تھے میری بیوی نے گھبرا کر مجھ سے کہا کہ آپ نے تو میرے ساتھ وہی بات کر دی جس کا مجھے خدشہ تھا میں نے اس سے کہا کہ میں نے حضور سے ویسے ہی عرض کیا جیسا کہ تم نے مجھ سے کہا تھا۔

فَبَصَقَ فِيْهِ وَ بَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيْهِ وَ بَارَكَ۔

حضور نے آٹے میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر ہانڈی میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا کسی ایک روٹی پکانے والی کو اور بلا لو تا کہ وہ میرے سامنے روٹیاں پکائے اور ہانڈی سے گوشت نکال کر دیتی جائے پھر حضور نے صحابہ سے فرمایا اندر چلو اور شور غل نہ کرو پھر روٹیاں توڑ کر ان پر گوشت ڈالا اور صحابہ کو کھانے کا اشارہ کیا۔ جب بھی ہانڈی سے گوشت نکالا جاتا یا تنور سے روٹیاں نکالی جاتیں تو اسے فوراً ڈھک دیا جاتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روٹیاں توڑ کر صحابہ کو دیتے رہے اور وہ سب کھاتے رہے۔

جب سارے لوگ کھانا کھا چکے تو حضور نے فرمایا اے جابر! اب تم بھی کھا لو اور جن لوگوں کے گھر کھانا بھجوانا ہے ان کے یہاں کھانا بھجوا دو کیونکہ آج کل لوگوں کو بھوک نے بہت ستایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کھانا کھانے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی قسم خدا کی، سب نے کھانا کھا لیا اور شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا، ہانڈی میں ابھی تک اتنا گوشت موجود تھا جتنا پکنے کے لیے رکھا گیا تھا اور ہمارا آٹا بھی اسی مقدار میں موجود تھا جتنا کہ روٹی پکانے سے پہلے تھا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۸۸، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابِ ،غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۰۲،۴۱۰۳۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن میں کتنی خیر و برکت رکھی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر لعاب دہن کی برکت سے سوکھا کنواں پانی سے بھر گیا، جنگ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنکھ کا مرض دور ہو گیا اور اس واقعہ میں روٹی اور گوشت میں اتنا اضافہ ہوا کہ چند آدمیوں کے کھانے کو ایک ہزار آدمیوں نے کھا لیا، آپ کے حکم سے پڑوسیوں کو بھی بھیجا گیا پھر بھی کھانا بچ گیا۔

کون ہے جو ہر کسی کا مونس و غمخوار ہے وہ محمد مصطفیٰ جن کو سبھی سے پیار ہے

جب زادراہ ختم ہوگیا

در کھلے اُن کے جود و سخا کے ——— فیض جاری ہیں لطف و عطا کے
آئیں دربار میں مصطفیٰ کے ——— جو بھی غم کے ستائے ہوئے ہیں

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں کا زادِراہ ختم ہوگیا اور لوگ کھانے سے محتاج ہوگئے پریشانی کے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی حضور نے صحابہ کو اونٹ ذبح کرکے کھانے کی اجازت دے دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے سارا ماجرہ کہہ سنایا، حضرت عمر فاروق نے کہا اونٹوں کے ذبح ہونے کے بعد گزر بسر کیسے ہوگی؟ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ اپنا اونٹ ذبح کرنے کے بعد اپنا گذارہ کس طرح کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے کہو وہ اپنا بچا کھچا توشہ، کھانا لے کر آئیں چنانچہ ایک دسترخوان بچھا دیا گیا اور سب لوگوں نے اپنا توشہ لاکر اس دسترخوان پر رکھ دیا۔

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس توشہ پر دعائے برکت کی۔

پھر لوگوں کو اپنا برتن لے کر بلایا، لوگ آئے اور مٹھیاں بھر بھر کر لینا شروع کیا یہاں تک کہ جب سب لوگ توشہ لے کر فارغ ہوگئے۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۳۸، کِتَابُ الشَّرِكَةِ رِبَابُ الشَّرِكَةِ فِي الطَّعَامِ، کھانے میں شرکت کا بیان، حدیث نمبر ۲۳۸۴۔

فائدہ: مذکورہ حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دسترخوان پر رکھے ہوئے ہر قسم کے کھانے پر کھڑے ہو کر دعائے خیر و برکت کی اور اس کو صحابہ کے درمیان تقسیم فرمایا فاتحہ میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کھانا، شیرنی، مٹھائی اور پھل وغیرہ رکھ کر قرآن پاک کی آیتیں اور دعائیں پڑھی جاتی ہیں پھر اسے لوگوں کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے حضور کے فعل کے مطابق بنام فاتحہ جو کام کیا جاتا ہے اسے سنت کہیں گے نہ کہ بدعت؟ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیئے۔

﴿بابرکت دعوت﴾

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا
انہیں جانا انہیں مانا، نہ رکھا غیر سے کام للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ حضرت اُمِ سُلیم سے جا کر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز میں کچھ کمزوری محسوس کی ہے میں سمجھتا ہوں آپ بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انھوں نے کہا ہاں ہے اور جو کی چند روٹیاں نکال کر اپنی اوڑھنی میں لپیٹا اور مجھے دے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس روانہ کیا جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو مسجد میں صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے پایا میں آپ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا حضور نے مجھ سے فرمایا کیا ابوطلحہ نے تجھے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو لے کر روانہ ہوئے میں بھی اُن کے آگے آگے چلا یہاں تک کہ میں حضرت ابوطلحہ کے پاس پہنچ گیا اور اُن کو بتا دیا کہ حضور اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے فرمایا، اے ام سلیم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم اُن سب کو کھلا سکیں حضرت ام سلیم نے کہا اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے۔
حضرت ابوطلحہ گھر سے نکلے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کیا اور آپ کو اپنے ساتھ لیکر گھر میں داخل ہوئے، حضور نے حضرت ام سلیم سے فرمایا جو کچھ کھانا تمہارے پاس موجود ہے حاضر کرو۔

حضرت ام سلیم نے وہی روٹیاں لا کر رکھ دیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا روٹیاں توڑی گئیں حضرت اُمِ سلیم نے روٹی کے ٹکڑوں پر گھی انڈیلا گویا یہی سالن تھا۔

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّقُوْلَ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کھانا پر پڑھا جو کچھ اللہ نے چاہا۔

ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَۃٍ فَاَذِنَ لَھُمْ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَۃٍ فَاَذِنَ لَھُمْ فَاَکَلُوْا حَتّٰی شَبِعُوْا۔ پھر حضور نے ارشاد فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کی اجازت دو، دس آدمی بلائے گئے سب لوگوں نے پیٹ بھر کھایا اور واپس ہوئے۔

ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَۃٍ فَاَکَلَ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ حَتّٰی شَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلاً۔

پھر حضور نے فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلاؤ دس آدمی بلائے گئے اور وہ سب بھی کھانا کھا کر واپس ہوئے اس طرح ستر یا اسی صحابہ کرام نے آسودہ ہو کر کھالیا۔

بخاری شریف رجلداول، صفحہ ۵۰۵، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۸۔
بخاری شریف جلددوم، صفحہ ۹۸۹، کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابُ اِذَا حَلَفَ اَنْ لَا یَاْتَدِمَ فَاَکَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ، جب قسم کھائی کہ سالن نہیں کھاؤں گا پھر کھجور سے روٹی کھائی، حدیث نمبر ۶۶۸۸۔

فائدہ: حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب داں ہونے کا کتنا اعتماد و یقین تھا کہ فرماتی ہیں ”اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے“ اور اپنے شوہر کو اطمینان دلاتی ہیں کہ اے ابوطلحہ! آپ فکرمند نہ ہوں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا ہے ہم آپ کے کھانے کا انتظام کرتے ہیں اور صحابہ کو حضور نے دعوت دی ہے حضور خود ان کا انتظام فرمائیں گے اور جیسا انھوں نے اعتماد رکھا اللہ کے فضل سے ویسا ہی نتیجہ سامنے آیا

فائدہ: اس حدیث سے بھی کھانا سامنے رکھ کر قرآن کی آیتیں اور دعا پڑھنے اور اس طعام کو تقسیم کرنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے اور یہی کام بنام فاتحہ مسلمان کیا کرتے ہیں تو فاتحہ کرنا بدعت کیسے ہوا؟

﴾بابرکت حلوہ﴿

نہ ان کے جیسا سخی ہے کوئی نہ ان کے جیسا غنی ہے کوئی — وہ بے نواؤں کو ہر جگہ سے نوازتے ہیں بلا بلا کر
ہے ان کو امت سے پیار کتنا کرم ہے رحمت شعار کتنا — ہمارے جرموں کو دھو رہے ہیں حضور آنسو بہا بہا کر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ حضرت ام سلیم نے فرمایا اس موقع پر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کچھ تحفہ بھیجنا چاہیے میں نے ان سے کہا بھیج دیں، والدہ صاحبہ نے کھجور، گھی اور پنیر ملا کر ایک ہانڈی میں حلوہ بنایا اور مجھ کو دے کر حضور کے پاس روانہ کیا اس حلوہ کو لے کر جب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اس کو رکھ دو پھر آپ نے مجھے حکم دیا، جاؤ اور کچھ لوگوں کو بلا کر لاؤ آپ نے ان سب کا نام بھی بتا دیا اور فرمایا جو بھی تم کو ملے اس کو بلا لینا حضور کے فرمان کے مطابق میں لوگوں کو دعوت دینے چلا گیا اور جب میں واپس لوٹا تو میں نے دیکھا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔

فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰی تِلْکَ الْحَیْسَۃِ وَتَکَلَّمَ بِھَا مَاشَآءَ اللّٰہُ ثُمَّ جَعَلَ یَدْعُوْا عَشَرَۃً عَشَرَۃً یَّاْکُلُوْنَ مِنْہُ۔

پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس حلوہ پر رکھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے اس حلوہ پر پڑھا پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں سے فرماتے اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو اور چاہیئے کے ہر آدمی اپنے قریب سے کھائے، برتن کے درمیان میں ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ سب لوگوں نے اس میں سے کھالیا۔

بخاری شریف جلددوم صفحہ ۷۷۵/۷۷۶، کِتَابُ النِّکَاحِ، بَابُ الْھَدِیَّۃِ لِلْعَرُوْسِ، دلہن کے لیے تحفہ بھیجنا، حدیث نمبر ۵۱۶۳۔

﴿غور وفکر کرنے کا مقام﴾

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ (پ۱۸ع۱۲ سورۃ النور۴۴) بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو۔
حضور کی دعاؤں کی برکت کا پہلا واقعہ حدیث نمبر ۴۱۰۲/۴۱۰۳۔ کے مطابق حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں کھانے پر، دوسرا واقعہ حدیث نمبر ۲۴۸۴۔ کے مطابق سفر کے دوران ہر قسم کے کھانے پر، تیسرا واقعہ حدیث نمبر ۸/۶۶۸۸ ۳۵۷۸۔ اور چوتھا واقعہ حدیث نمبر ۵۱۶۳۔ کے مطابق حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں ایک مرتبہ روٹی پر اور دوسری مرتبہ حلوہ پر، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے خیر و برکت پڑھا ہے پھر اس کو صحابہ کے درمیان کبھی تقسیم کیا ہے اور کبھی بٹھا کر کھلایا ہے اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ کھانا، مٹھائی، پھل وغیرہ سامنے رکھ کر قرآن کریم، دعا اور درود شریف پڑھنا اور اس کا کھانا دوسروں کو کھلانا جائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور باعثِ خیر و برکت ہے۔

اور یہی وہ صورت ہے جس کو مسلمانوں نے بنام فاتحہ ہمیشہ جاری رکھا ہے اس پر بدعت اور نا جائز ہونے کا حکم لگانا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

علاوہ ازیں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ اِنْ کُنْتُمْ بِاٰیٰتِہٖ مُؤْمِنِیْنَ وَمَا لَکُمْ اَلَّا تَاْکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَقَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ۔

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا۔ (پارہ۸، الانعام ۱۱۸/۱۱۹)

فائدہ: اس کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مسلمان گیارھویں، بارھویں، دسواں، بیسواں چالیسواں، برسی، محفل میلاد، جلسہ و جلوس اور فاتحہ جو کرتے ہیں وہ عقیدہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ یہ ان کی عقیدت ہے، اسلاف کا طریقہ کار ہے کہ وہ جس سے پیار و محبت کرتے ہیں یا جس سے عقیدت رکھتے ہیں اپنے ملک و علاقہ کے رسم و رواج کے مطابق ان کے نام فاتحہ خوانی اور دوسری قسم کی جائز محفلیں منعقد کرتے ہیں یہ صرف ان کی عقیدت ہے۔

عقیدہ اور عقیدت میں بہت فرق ہے عقیدہ کا تعلق ضروریات دین سے ہے جیسے خدا کے ایک ہونے کا عقیدہ رکھنا، دنیا سے اٹھائے جانے کا عقیدہ رکھنا، حساب و کتاب، جنت و دوزخ کے حق ہونے کا عقیدہ اور اللہ کے رسول کی رسالت کا عقیدہ اور عقیدہ کا مسئلہ ایسا ہے جس کا ماننا ایمان ہے اور نہ ماننا یا انکار کھلا کفر ہے۔

مسلمانوں کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ عقیدت ہے کہ وہ آپ کے نام سے محفل میلاد یا فاتحہ خوانی اور جلسہ و جلوس کی محفل سجاتے ہیں تو یہ ان کی عقیدت ہوئی نہ کہ اس کا عقیدہ: جس کا تعلق ضروریات دین سے ہے۔

دن تاریخ مقرر کرنا کیسا ہے؟

اب رہا سوال میلاد، فاتحہ، جلسہ، کانفرنس، ایصال ثواب اور شادی وغیرہ کے لیے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟ تو جس کام کے لیے شریعت نے تاریخ، دن، وقت متعین کر دیا جیسے نماز، روزہ، حج، وغیرہ اس کو وقت سے پہلے یا بعد میں بطور ادا کرنا جائز نہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً۔

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے (پ ۵ ع ۱۲ار النساء ۱۰۳)

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ۔ اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے (پ ۲ ع ۷ار البقرہ ۱۸۳)

اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ۔ گنتی کے دن ہیں۔ (پ ۲ ع ۷ار البقرہ ۱۸۴)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّمَا یَذْبَحُ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ فَقَدْ تَمَّ نُسُکُہٗ وَاَصَابَ سُنَّۃَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا اُس نے اپنی ذات کے لیے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اُس کی قربانی ہو گئی۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۳۲، کِتَابُ الْاَضَاحِیْ، بَابُ سُنَّۃِ الْاُضْحِیَۃِ، حدیث نمبر ۵۵۴۶۔

لیکن وہ کام جس کے لیے شریعت کی طرف سے کوئی خاص وقت مقرر نہیں، اس میں بندوں کو اختیار ہے جب بھی کریں گے جائز ہوگا جیسے رب العالمین کا فرمان ہے۔ اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ۔ (پ ۲۱ ع ۱ار العنکبوت ۴۵)

اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔

اس آیت میں تلاوت حکم تو ہے لیکن تلاوت قرآن کے لیے تاریخ، دن، وقت، متعین نہیں تو جب بھی تلاوت ہوگی جائز ہوگی اور حکم الٰہی کی تعمیل ہوگی۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کیا کرو۔ (پارہ ۲۲، الاحزاب ۵۶)

درود شریف پڑھنے کا حکم تو ہے مگر نہ وقت کی تعین کی گئی ہے اور نہ پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ بیان ہوا تو جب بھی جس انداز سے درود و سلام پڑھا جائے درست ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دینی اور مذہبی تعلیم سیکھنے اور سکھانے کا حکم فرمایا۔

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ۔ (پ ۱۱ ع ۴ار التوبہ ۱۲۲)

اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

لیکن طریقہ تعلیم، وقت، جگہ، نصاب اور کتاب متعین نہیں لہٰذا جو بھی وقت، طریقہ، نصاب، کتاب، مقرر کرلیں درست ہے۔

اسی طرح دینی و مذہبی مجالس، ایصالِ ثواب، شادی بیاہ، وغیرہ ان سب کاموں میں سہولت کے لیے تاریخ، دن، اور وقت متعین کرنا جائز و مستحسن ہے، خود اللہ تعالیٰ نے مخصوص کاموں کے لیے مخصوص دنوں اور مہینوں کا انتخاب فرمایا ہے جیسے نزول قرآن، روزہ اور شب قدر کے لیے ماہ رمضان کا انتخاب ہوا، آسمان و زمین، دنیا، جنت دوزخ کی تخلیق، حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق، توبہ کی قبولیت، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرئیل کی فرعون سے رہائی اور فرعون کی ہلاکت کے لیے ماہ محرم یوم عاشورہ کا انتخاب ہوا۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کو وعظ و نصیحت کے لیے ہفتہ میں ایک دن کا انتخاب فرمایا۔

(۲) حضور کی سنت کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعود صرف جمعرات کے دن وعظ و نصیحت کرتے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر کے لیے جمعرات کا دن پسند فرماتے، (۴) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد قباء میں جانے کے لیے ہفتہ کا دن منتخب فرمایا اور صحابہ نے بھی اسی سنت کو اپنا معمول بنایا۔

(۱) بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۱، کتاب العلم، حدیث نمبر ۱۰۱ (۲) بخاری شریف جلد اول، کتاب الجہاد، حدیث نمبر ۷۰ (۳) بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۱۴، کتاب الجہاد، حدیث نمبر ۲۹۵۰ (۴) بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۵۹، کتاب فضل الصلاۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، حدیث نمبر ۱۰۱۔

ان سب سے بھی یہ معلوم ہوا کہ کسی جائز کام کے لیے دن اور تاریخ کا انتخاب اور اُس مقررہ دن میں اس کام کو انجام دینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کا بھی طریقہ ہے۔

فائدہ: محفل میلاد، جلسہ اور فاتحہ خوانی کے موقع پر، مٹھائی، پھل وغیرہ کے انتظام کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ بچے اور بڑے مذہبی کاموں کی طرف راغب ہوں اور اس کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کا دن آنے سے بہت خوش ہوتے تھے خوشی کی وجہ یہ ہوتی تھی کہ ہماری قوم میں ایک ضعیفہ تھیں جو بضاعہ نامی کھجور کے باغ کی طرف کسی کو بھیجتیں اور وہاں سے چقندر کی جڑیں منگوا کر ہانڈی میں پکاتیں اور اس میں جو پیس کر ڈالتیں۔

جب ہم لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس لوٹتے تو اُس ضعیفہ کو جا کر سلام کرتے تو وہ وہی پکی ہوئی چیز کھانے کے لیے ہمارے سامنے رکھتیں اسی وجہ سے جمعہ کا دن آنے سے ہم بہت خوش ہوتے تھے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲۸، کِتَابُ الْجُمُعَةِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ اللہ عزوجل کے اس قول کا بیان، پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔ (پارہ ۲۸، ع ۱۲، الجمعۃ ۱۰)، حدیث نمبر ۹۳۹۔ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۳، كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ تَسْلِيْمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ، مردوں کا سلام کرنا عورتوں کو اور عورتوں کا سلام کرنا مردوں کو حدیث نمبر ۶۲۴۸۔

حضرت انس مالدار ہو گئے

خلق کے حاکم ہو تم ، رزق کے قاسم ہو تم تم سے ملا جو ملا ، تم پہ کروروں درود

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے انھوں نے حضور کی خدمت میں کھجور اور گھی پیش کیا حضور نے فرمایا گھی اور کھجور کو برتن میں رہنے دو میں روزے سے ہوں ، پھر آپ گھر کے ایک کونے میں کھڑے ہو کر صرف نفل نماز ادا کی اور حضرت ام سلیم اور گھر کے دوسرے افراد کے لیے آپ نے دعا فرمائی۔

حضرت ام سلیم بولیں یا رسول اللہ! آپ نے صرف میرے لیے دعا کی ؟حضور نے فرمایا اور کس کے لیے کرتا ؟ حضرت ام سلیم نے عرض کیا اپنے خادم انس کے لیے بھی دعا فرمادیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیئے دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَ بَارِكْ لَهٗ ،اے اللہ اسے مال اور اولاد بخش اور اسے برکت عطا فرما۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں اور مجھ سے میری بیٹی اُمینہ نے بتایا کہ حجاج کے بصرہ آنے کے وقت تک میری نسل میں سے ایک سو بیس سے زیادہ بچے دفن ہو چکے تھے

بخاری شریف جلد اول ،صفحہ ۲۶۶، کِتَابُ الصِّیَامِ ،مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ یُفْطِرْ عِنْدَهُمْ ،کسی کے گھر جانا اور اس کے یہاں روزہ نہ توڑنا ، حدیث نمبر ۱۹۸۲۔

حضرت ام خالد کی عمر بڑھ گئی

حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے والد صاحب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ، میں اس وقت زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سنہ سنہ ، یعنی بہت خوب ہے ، بہت خوب ہے ، پھر میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد گرامی مجھے ڈانٹنے لگے حضور نے فرمایا اسے کھیلنے دو پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے دعا دیا اور فرمایا ، اپنا لباس پرانا کرو اور اس کو پھاڑ ، اپنا لباس پرانا کرو اور اس کو پھاڑ ، یعنی تو لمبی عمر پائے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ حضرت ام خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لمبی عمر کا لوگوں میں چرچا ہوتا تھا۔

بخاری شریف جلد اول ،صفحہ ۴۳۲، کِتَابُ الْجِهَادِ ،بَابُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَالرَّطَانَةِ ،فارسی یا عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں گفتگو کرنے کا بیان ، حدیث نمبر ۳۰۷۱۔

عکاشہ جنتی ہوگئے

کچھ ایسے صحابی ہیں شہنشاہِ امم کے پروانۂ جنت جنہیں دنیا میں ملا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کا ایک ایسا گروہ جنت میں داخل ہوگا جن کے چہرے چودھویں شب کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کی تعداد ستر ہزار ہوگی،، حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چادر اٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمادے۔

قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ۔ حضور نے یہ دعا فرمائی، اے اللہ! عکاشہ کو اس جنتی گروہ میں شامل فرمادے۔

انصار میں سے ایک اور آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمادے۔

فَقَالَ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۶۸، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ، ستر ہزار مسلمانوں کا جنت میں بغیر حساب وکتاب داخل ہونا، حدیث نمبر ۱۵۴۲۔

بابرکت تاجر کی صحبت باعث برکت

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (پ۱۱ع۲ سورۃ توبہ ۱۰۳)

اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

مانگیں گے مانگے جائیں گے، منہ مانگی پائیں گے سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ حضرت زینب بنت حمید انھیں لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اسے بیعت فرمالیں۔

فَقَالَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَ دَعَا لَهُ۔

حضور نے فرمایا یہ ابھی کمسن ہے پھر آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔

اس دعا کی برکت سے وہ اپنے ہر کام میں برکت پاتے جب وہ غلہ خریدنے کو بازار جاتے اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما راستے میں مل جاتے تو وہ دونوں حضرات کہتے کہ اپنی خرید و فروخت میں ہمیں بھی شریک کرلو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمہارے لیے برکت کی دعا کی تھی پس یہ انھیں اپنی تجارت میں شریک کرلیتے تو اکثر اوقات وہ دونوں اونٹ بھر بھر کے غلہ نفع کما کر اپنے گھروں کو بھیجتے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۳۰، کِتَابُ الشَّرِکَةِ فِی الطَّعَامِ، بَابُ الشَّرِکَةِ فِی الطَّعَامِ وَغَیْرِهٖ، کھانا اور دوسری چیزوں میں شرکت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۵۰۱، ۲۵۰۲۔

نواں باب

نبیوں اور رسولوں کے آثار وتبرکات

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔
بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانوں سے ہے۔ (پ۲ رع۳ ۱۱ البقرہ ۱۵۸)
وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ (پارہ ۱۷ ع ۱۱ الحج ۳۲)
اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔
وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ۔ (پارہ ۱۷ ع ۱۱ الحج ۳۰)
اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔

جن چیزوں سے حق و باطل کی پہچان ہوتی ہے اس کو شعائر الٰہی کہتے ہیں قرآن نے صفا و مروہ، ارکان حج و عمرہ، خانہ کعبہ وغیرہ کو شعائر الٰہی، پرہیز گاری کی علامت قرار دیا اور ان سب کی تعظیم و احترام کرنے کا بھی حکم دیا اس لیے کہ ان کا تعلق اللہ کے محبوب بندوں سے ہے اور جس طرح شئ محبوب ہوتی ہے اسی طرح اُس سے منسوب چیزیں بھی پیاری ہوتی ہیں تو معلوم ہوا کہ نسبت سے شے ممتاز ہو جاتی ہے اسی طرح انبیا و اولیا کے آثار و تبرکات بھی محترم ہیں اُن کا احترام ضروری ہے بے حرمتی اور بد اعتقادی موجب گمراہی و ضلالت ہے۔

مقام ابراہیم

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی، میں نے کہا یا رسول اللہ! اے کاش مقام ابراہیم کو ہم اپنا مصلیٰ بناتے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى (پارہ ۱، البقرہ ۱۲۵) اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۸، کِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِبْلَةِ، قبلہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۲۔

فائدہ: **مقام ابراہیم** وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کے نشان ہیں آپ نے اسی پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی خانہ کعبہ کی دیوار جب اونچی ہوگئی تو وہ پتھر کسی وائر، کرنٹ، سوئچ اور ریموٹ کنٹرول کے بغیر آپ کو لے کر لفٹ کی طرح اوپر جاتا اور نیچے آتا اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی عزت افزائی کے لیے اس پتھر کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا دیا تا کہ صبح قیامت تک ان کا ایثار و اخلاص اور قدموں کے نشان بطور یادگار قائم رہے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو مقبولیت ہے اس کا بھی اظہار ہوتا رہے۔

فائدہ: دور حاضر کا لفٹ: موجودہ دور کی سائنسی ترقی ہے لیکن اس کا تصور قرآن نے بہت پہلے دیا کہ ایسی کوئی چیز ہو سکتی ہے جس کے ذریعہ آدمی کسی حرکت کے بغیر اوپر جا سکتا ہے اور نیچے آ سکتا ہے۔

فائدہ: اس قدیم لفٹ اور دور جدید کے لفٹ میں فرق یہ ہے کہ دنیا کا بے جان لفٹ کرنٹ سے چلتا ہے ریموٹ یا بجلی کے بٹن سے کنٹرول ہوتا ہے اور اللہ کے نبی کا لفٹ ان کے قدم کو پا کر حرکت میں آتا تھا اور ان کے ارادے سے کنٹرول ہوتا تھا۔

﴿بابرکت قمیص﴾

وَقَالَ يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ۔ (پارہ۱۳، یوسف ۸۴)

اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب معلوم ہوا کہ ان کی جدائی کے غم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی جا چکی تو آپ نے اپنا کرتا بھائی کو دیا اور فرمایا۔ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ۔

اور جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں اُن کے باپ نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ۔ بیٹے بولے خدا کی قسم، آپ اپنی اُسی پرانی خود رفتگی میں ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں آپ کی قوت شامہ یعنی سونگھنے کی قوت کا یہ عالم کہ سینکڑوں میل کی دوری سے اپنے بیٹے کے بدن کی خوشبو کو محسوس کر لیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہماری قوت شامہ اور نبیوں، رسولوں اور اللہ کے محبوب بندوں کی قوت شامہ میں امتیازی فرق ہے۔

فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا۔

پھر جب خوشی سنانے والا آیا اُس نے وہ کرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اُسی وقت اُن کی آنکھیں پھر آئیں۔

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (پارہ۱۳، یوسف ۹۳، ۹۴، ۹۵)

کہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ قمیص بھی دوسری قمیصوں کی طرح کپڑے کی بنی ہوئی تھی مگر جب اس کی نسبت پیغمبر سے ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت افزائی کے لیے اس کپڑے میں ایسی تاثیر پیدا کر دی جس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی گئی ہوئی بینائی واپس آ گئی اس سے معلوم ہوا کہ آثار و تبرکات سے حاجت روائی ہوتی ہے اور رب کی مشیت سے آنکھوں کی گئی ہوئی بینائی واپس ملتی ہے۔

﴿تابوت سکینہ﴾

جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے اپنی قوم کو مذہب حق کی دعوت دی اور انھیں راہ حق میں جہاد کرنے کا حکم دیا تو آپ کی قوم بنی اسرائیل نے جہاد کرنے سے پہلے ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فرمائش کی حضرت شموئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے طالوت کو بادشاہ بنایا اور اُس کے بادشاہت کی نشانی تابوتِ سکینہ بتایا قرآن پاک نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْبَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكاً۔

اوران سے اُن کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔(پارہ۲،البقرہ ۲۴۷)

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ آيَةَ مُلْكِهٖ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَآلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (پ۲،البقرہ ۲۴۸)

اوراُن سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس تابوت، جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی، اٹھالائیں گے اس تابوت کو فرشتے، بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے، اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

تابوتِ سکینہ تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا لکڑی کا ایک صندوق تھا، جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، ان کی نعلین تھوڑا سا مَن، توریت کی تختیوں کے چند ٹکڑے اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگ کے موقع پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے اس صندوق سے قوم بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین ملتی تھی آپ کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں ہمیشہ رہا

جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی تو وہ اس تابوت کو سامنے رکھ کر دعائیں کرتے اور کامیاب ہوتے، جنگ کے دوران اس تابوت کے واسطے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کیا کرتے تو وہ اپنے دشمنوں پر فتح پاتے۔

جب بنی اسرئیل کی حالت خراب ہوئی اور ان کی بدعملی بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر قوم عمالقہ کو مسلط کردیا جو ان سے اس تابت سکینہ کو چھین کرلے گئے لیکن وہ اس کا احترام نہ کرسکے اور نجاست کی جگہ پر رکھنے اور اس کی بے حرمتی کے سبب قسم قسم کے امراض میں گرفتار ہوئے اور بہت سے لوگ مر گئے جس سے ان کو یقین ہوگیا کہ یہ ساری مصیبتیں اس تابوت کی بے حرمتی کے سبب ہے اس لیے انھوں نے اس تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر چھوڑ دیا، فرشتے اس کو بنی اسرئیل کے سامنے طالوت کے پاس لے آئے، بنی اسرئیل اس تابوت کو دیکھ خوش ہوگئے، طالوت کو اپنا بادشاہ مان لیا کیونکہ اسی تابوت کا آنا طالوت کی باشاہت کی نشانی قراردی گئی تھی اور اب وہ جہاد کے لیے بھی تیار ہوگئے اس لیے کہ اس تابوت کی موجودگی سے انہیں اپنی فتح و کامیابی کا یقین ہوگیا۔

حضور کے آثار وتبرکات

مدینہ ہوگیا اور اب زیارت گاہِ عالم ہے　　بہت راس آئی یثرب کو میرے سرکار کی نسبت
اِسی نسبت کی نسبت سے شرف کے فیصلے ہوں گے　　نبھائی کس نے کتنی آپ کے دربار کی نسبت

صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار وتبرکات اور حضور سے منسوب چیزوں کا بڑا احترام کیا ہے اس کو باعث برکت سمجھا ہے، اس سے فائدہ حاصل کیا ہے اور جس کو جو بھی ملا اس کو محفوظ رکھا ہے موجودہ دور میں حضور کے آثار وتبرکات کی حفاظت امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

حضور کا خوشبودار پسینہ

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلادیے ہیں　　جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیے ہیں
انھیں کی بو مایۂ سمن ہے انھیں کا جلوہ چمن چمن ہے　　انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

﴿۱﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے جاتے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک چمڑے کا بستر بچھادیا کرتیں جس پر سرکار آرام فرمایا کرتے۔

فَاِذَا نَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَتْ مِنْ عَرَقِہٖ وَشَعْرِہٖ فَجَمَعَتْہُ فِیْ قَارُوْرَۃٍ ثُمَّ جَمَعَتْہُ فِیْ سُکٍّ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیند سے سوجاتے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کے جسم اطہر کا گرا ہوا پسینہ اور حضور کے موئے مبارک کو ایک شیشی میں جمع کر لیتیں اور اس کو خوشبو میں ملا کر رکھتیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے یہ وصیت کی کہ ان کے کفن پر وہی خوشبو لگائی جائے جس خوشبو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک اور پسینہ شریف جمع ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ان کے کفن پر وہی خوشبو لگائی گئی۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۹، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَھُمْ، حدیث نمبر ۶۲۸۱۔

واللہ جو مل جائے تیرے گل کا پسینہ　　مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

فائدہ: حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں۔

﴿موئے مبارک ایک قیمتی اثاثہ﴾

میرے معبود کو پیارے میرے سرکار کے گیسو — عروجِ حسن سے آگے میرے سرکار کے گیسو
نہ گھنگرالے نہ بالکل سیدھے وہ گیسو خمیدہ تھے — گھنے اور رنگ میں کالے، میرے سرکار کے گیسو
نکل آتی بنا کنگھی کیے ایک مانگ زلفوں میں — کچھ ایسے بیچ سے بٹتے میرے سرکار کے گیسو

﴿۲﴾ حضرت ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جس کو ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یا اُن کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے تو حضرت عبیدہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک میرے پاس ہونا یہ مجھے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۹، کِتَابُ الْوُضُوءِ، بَابُ الْمَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهٖ شَعَرُ الْاِنْسَانِ، اس پانی کا بیان جس سے آدمی بال کو دھوئے، حدیث نمبر ۱۷۰۔

﴿پہلی خوراک لعاب دہن﴾

﴿۳﴾ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ جب میرے بیٹے عبداللہ بن زبیر کی پیدائش ہوئی تو میں ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے اپنے بیٹے کو حضور کی گود میں رکھ دیا آپ نے ایک چھوہارا منگا کر چبایا اور عبداللہ بن زبیر کے منھ میں ڈال دیا اس طرح پہلی وہ چیز جو میرے بیٹے کے منھ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۵۵، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، خانہ کعبہ کی تعمیر کا بیان، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۹۔

﴿موئے مبارک کی تقسیم﴾

﴿۴﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک کے بال شریف کو ترشوایا تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے وہ شخص تھے جنھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو حاصل کیا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۹، کِتَابُ الْوُضُوءِ، بَابُ الْمَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهٖ شَعَرُ الْاِنْسَانِ، اس پانی کا بیان جس سے آدمی بال کو دھوئے، حدیث نمبر ۱۷۱۔

نبی گیسو ترشواتے صحابہ لیتے ہاتھوں میں — زمیں پر گرنے کب پاتے میرے سرکار کے گیسو
میرے آقا نے سجدوں میں زمیں کو بھی نوازا تھا — زمیں نے بارہا چومے میرے سرکار کے گیسو

﴿موئے مبارک کی زیارت﴾

﴿۵﴾حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی اس پر خضاب کا اثر تھا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۵، کِتَابُ اللِّبَاس، بَابُ مَایُذْکَرُ فِی الْمَشِیْب، بوڑھاپے کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۹۷۔

﴿موئے مبارک میں شفا ہے﴾

گھماتیں ام سلمہ پانی میں موئے مبارک کو　　مریضوں کو شفا دیتے میرے سرکار کے گیسو

﴿۶﴾حضرت عثمان بن عبداللہ بن مَوہب فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے گھر والوں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک پیالہ پانی دے کر بھیجا حضرت اسرائیل نے تین انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ یہ چھوٹا سا چاندی کا پیالہ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی بیماری ہوتی تو وہ اپنے پانی کا برتن ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیتا تاکہ موئے مبارک کا پانی مریض کو شفا کے لیے پلایا جائے حضرت عثمان بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اُس برتن میں جھانک کر دیکھا تو مجھے سرخ رنگ کے چند بال دکھائی دیے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۵، کِتَابُ اللِّبَاس، بَابُ مَایُذْکَرُ فِی الْمَشِیْب، بوڑھاپے کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۹۶۔

﴿بابرکت غسالہ﴾

یَاصَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ　　مِنْ وَجْهِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نَوَّرَ الْقَمَرْ
لَایُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ　　بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

﴿۷﴾حضرت ابوجُحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ چمڑے کے سُرخ قبے میں تشریف فرما تھے، میں نے دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایک برتن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وضو کا استعمال کیا ہوا پانی یعنی ماءِ غسالہ لے کر آئے تو صحابہ اُس پانی کی طرف دوڑ پڑے تو جس کو اس میں سے کچھ حاصل ہوا اُس نے اپنے چہرے بدن پر مل لیا اور جو پانی حاصل نہ کرسکا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لیا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۱، کِتَابُ اللِّبَاس، بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَاءِ مِنْ اَدَمٍ چمڑے کے سُرخ قبے کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۵۹۔

ہو پسینہ کہ آپ دہن آپ کا　　جاں نثار اپنے چہروں پہ ملتے رہے

﴿کفن کے لیے اپنا تہبند دیا﴾

رسولِ پاک سے جس کو بھی ہوگئی نسبت ہم اس کا ذکر بصد احترام کرتے ہیں

﴿۸﴾حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم ان کی صاحبزادی مرحومہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دے رہی تھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ پانی اور بیری سے غسل دواور اگر ضرورت سمجھوتو اس سے زیادہ بھی نہلاسکتی ہوالبتہ جب آخری مرتبہ غسل دیناتو کافور ملالینااور جب تم نہلاکر فارغ ہوجانا تو مجھے خبر دینا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب ہم حضرت سیدہ زینب کو غسل دے چکیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوخبردیا تو آپ نے اپنا تہبند شریف ہماری طرف پھینک دیا اور ارشادفرمایا'' اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ ''اس تہبند کومرحومہ زینب کے جسم پر لپیٹ دینا۔

بخاری شریف جلداول،صفحہ۱۶۷،کِتَابُ الْجَنَائِزِ،بَابُ مَايُسْتَحَبُّ اَنْ يُغْسَلَ وِتْرًا،میت کوطاق مرتبہ غسل دینے کابیان،حدیث نمبر۱۲۵۴۔

فائدہ:اس حدیث سے معلوم ہوا(۱) میت کوغسل دیتے وقت پہلے اس کووضوکرایاجائے لیکن کلی کرانا اور ناک میں پانی ڈالنامنع ہےاس لیے کہ منھ اور ناک سے پانی نکالنا امر دشوار ہے(۲) مردے کو بیری کے پانی سے غسل دیا جائے اور اخیر میں کافور ملے ہوئے پانی سے طاق بار غسل دیا جائے جو تین بار سے کم نہ ہوزیادہ کی کوئی حدنہیں (۳) عورتوں کے بال کو پیچھے کردیاجائے(۴) بزرگوں کے لباس کو تبرک کے طور پر کفن میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

﴿حضور کے نماز پڑھنے کی جگہ﴾

﴿۹﴾حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی دادی نے کچھ ایسی چیز کھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلایا جو خاص کرانھوں نے حضور ہی کے لیے بنایا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماچکے تو آپ نے فرمایا اٹھو میں تمہارے لیے کسی جگہ نماز پڑھ دوں۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ گھر میں ایک چٹائی رکھی ہوئی تھی جو کثرت استعمال کے سبب کالی ہوچکی تھی میں نے اس چٹائی کو پانی سے دھودیا آپ اس چٹائی پر کھڑے ہوئے میرے ساتھ ایک یتیم بچہ بھی تھا ہم دونوں نے حضور کے پیچھے صف بنالی اور وہ بوڑھی ماں ہمارے پیچھے کھڑی ہوگئیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برکت کے لیے ہم لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی پھر آپ واپس تشریف لے گئے۔

بخاری شریف جلداول،صفحہ۵۵،کِتَابُ الصَّلٰوةِ،بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْحَصِيْرِ چٹائی پرنماز پڑھنے کابیان،حدیث نمبر۳۸۰۔

﴿حضور کے تہبند کو کفن بنانے کی وصیت﴾

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی دوری قبول وعرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

﴿۱۰﴾ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نہایت خوبصورت حاشیہ دار چادر اپنے ہاتھوں سے بُن کر پیش کیا آپ کو اس وقت اس چادر کی شدید ضرورت تھی آپ نے اس چادر کو قبول فرمالیا اور اس کو تہبند کے طور پہ پہنے ہوئے ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے ،حضرت عبدالرحمن ابن عوف یا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دونوں میں سے کسی ایک نے اس چادر کی بڑی تعریف کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ چادر مجھے عنایت فرمادیں ،حضور نے انھیں وہ تہبند عطا فرمادیا۔

صحابہ کرام نے انہیں اس بات پر ملامت کی کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اس ازار کے علاوہ کوئی دوسرا تہبند نہیں تھا اور آپ جانتے ہیں کہ حضور کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرماتے ہیں پھر آپ نے حضور کا تہبند کیوں مانگ لیا؟ **قَالَ اِنِّیْ وَاللّٰهِ مَاسَأَلْتُهٗ لِاَلْبَسَهَا اِنَّمَا سَأَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ كَفَنِیْ۔**

انہوں نے کہا قسم خدا کی، میں نے اس تہبند کو پہننے کے لیے نہیں مانگا ہے بلکہ اس لیے لیا ہے کہ میں اس تہبند میں کفن دیا جاؤں۔

قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهٗ،حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں آخر کار وہ صحابی اسی تہبند میں کفنائے گئے۔

بخاری شریف جلد اول ،صفحہ ۱۷۰، کِتَابُ الْجَنَائِزِ ،بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنا کفن تیار کرنے کا بیان ،حدیث نمبر ۱۲۷۷۔

ہم بھکاری وہ کریم ، اُن کا خدا اُن سے فزوں اور نا کہنا نہیں ، عادت رسول اللہ کی

﴿نماز پڑھنے کی جگہ کو مصلیٰ بنانا﴾

﴿۱۱﴾ حضرت یزید ابن عبید فرماتے ہیں کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مسجد نبوی میں حاضر ہوتا تھا تو وہ خاص کر اُس ستون کے پاس نماز پڑھا کرتے جہاں **مصحف** یعنی قرآن شریف رکھا رہتا تھا ایک دن میں نے اُن سے پوچھا کہ اے ابو مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ کوشش کر کے قصداً اُس ستون کے پاس نماز پڑھا کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

قَالَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَحَرَّی الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا۔

تو انھوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قصداً اُس ستون کے پاس نماز پڑھتے دیکھا ہے یعنی اسی لیے میں بھی اس مقام پر نماز پڑھتا ہوں تا کہ میں حضور کی سنت ادا کرسکوں۔

بخاری شریف ،جلد اول صفحہ ۷۱، کِتَابُ الصَّلٰوةِ ،بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَی الْاُسْطُوَانَةِ ،ستون کی آڑ میں نماز پڑھنے کا بیان ،حدیث نمبر ۵۰۲۔

﴿مسجد بیت﴾

﴿۱۲﴾حضرت محمود ربیع بن انصاری فرماتے ہیں کہ عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اصحاب بدر میں سے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یارسول اللہ! میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں اب میری بینائی کچھ کمزور ہوگئی ہے جب بارش ہوتی ہے تو میرے گھر اور مسجد کے درمیان کا نالہ بہنے لگتا ہے اس لیے میں ان کی مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے نہیں جا سکتا۔

یارسول اللہ! میری خواہش یہ ہے کہ آپ میرے گھر آ کر کسی ایک جگہ نماز پڑھ دیں تو میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لیے خاص کرلوں؟

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عنقریب میں ایسا کروں گا۔

اگلی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میرے گھر آئے اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی، میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اندر تشریف لائیں، حضور گھر کے اندر داخل ہوئے مگر بیٹھے نہیں اور فرمایا۔ اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ مِنْ بَیْتِکَ ؟

یہ بتاؤ تم اپنے گھر میں کون سی جگہ پسند کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھ دوں؟

میں نے گھر کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کیا تو آپ نماز کے لیئے کھڑے ہو گئے اور اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر نماز شروع کردی، ہم لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھ لیا آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور سلام پھیر دیا۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے حلیم تیار کر رکھا تھا اس لیے آپ کو کچھ دیر کے لیے روک لیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۶۰، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الْبُيُوْتِ، گھروں میں نماز پڑھنے کی جگہ بنانے کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۵۔

فائدہ: (۱) صحابیِ رسول نے ایک مخصوص مقام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز پڑھوایا اور اب اس مقام کو چونکہ حضور سے نسبت ہوگئی تو انہوں نے نماز پڑھنے کے لیے اس کو مخصوص کرلیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ نے حضور سے منسوب چیزوں کا ہمیشہ تعظیم و احترام کیا ہے اور اسے باعث خیر و برکت سمجھا ہے۔

فائدہ: (۲) حضور کے فعل سے یہ معلوم ہوا کہ آپ نے اس کو پسند فرمایا ورنہ آپ یہ ضرور فرماتے کہ گھر کے کسی بھی پاک جگہ پر تم نماز پڑھ سکتے ہو مجھے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔

فائدہ: (۳) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان اپنے گھروں میں کوئی خاص جگہ مقرر کرلیں جہاں گھر کے لوگ نماز پڑھا کریں۔

فائدہ: (۴) کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے گھر والوں کو سلام کرنا اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت

طلب کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، قرآن نے بھی یہی تعلیم دی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا۔

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو۔

وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ (پ۱۸ع۱۰ ۱۸النور۲۷)

اور ان کے رہنے والوں پر سلام نہ کرلو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم دھیان دو۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً۔

پھر جب کسی کے گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو، ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ (پ۱۸ع۱۴ ۱۸النور۶۱)

اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں کہ تمہیں سمجھ ہو۔

حضور کا نعلین پاک

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

(۱۳) حضرت عیسیٰ بن طہمان فرماتے ہیں: خَرَجَ اِلَيْنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ: هٰذِهٖ نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو نعلین شریف ہمارے پاس لے کر آئے ہر ایک نعل شریف میں دو تسمے تھے تو حضرت ثابت بنانی نے فرمایا یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل مبارک ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۶۷ "كِتَابُ اللِّبَاسِ ، بَابُ قِبَالَانِ فِيْ نَعْلٍ " ایک نعل میں دو تسموں کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۵۷۔

یہ حقیقت ہے نہیں کچھ بھی حقیقت میری صدقہ نعلین مبارک کا ہے عزت میری

حضور کا تہبند شریف

(۱۴) عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَّاِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَيْنِ۔

حضرت ابو بردہ روایت فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انہیں دونوں کپڑوں میں وصال ہوا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۶۵ "كِتَابُ اللِّبَاسِ بَابُ الْاَكْسِيَةِ وَالْخَمَائِصِ ، حدیث نمبر ۵۸۱۸۔

﴿جنگی نیزہ﴾

﴿۱۵﴾ حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ بدر میں عبیدہ بن سعید کو اس حال میں دیکھا کہ اس کا پورا بدن لوہے کے لباس میں چھپا ہوا تھا صرف اس کی آنکھ نظر آرہی تھی اس کی کنیت ابوذات الکرش تھی میدان جنگ میں نکل کر وہ فخریہ کہنے لگا ,,میں ابوذات الکرش ہوں کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے،،؟ حضرت زبیر نے آکر اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ میں ایسا نیزہ مارا کہ وہ فوراً مر گیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوذات الکرش کے بدن پر پیر رکھ کر بڑی مشکل سے اس نیزہ کو نکالا اس نیزہ کا کنارہ ٹیڑھا ہو گیا تھا جنگ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نیزہ کو طلب فرمایا تو والد گرامی نے اس نیزہ کو بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا پھر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو آپ نے وہ نیزہ واپس لے لیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طلب کرنے پر انھیں دے دیا اور جب حضرت ابوبکر صدیق کا وصال ہوا تو وہ نیزہ پھر ان کے پاس آگیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ بنے تو انھوں نے بھی اس نیزہ کو اپنے پاس منگوالیا اور اسے اپنی حفاظت میں رکھا، جب خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کا انتقال ہو گیا تو وہ نیزہ پھر والد گرامی کو واپس مل گیا پھر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس نیزہ کو طلب کر کے اپنے پاس رکھا، خلیفہ سوم کے وصال کے بعد وہ وہ نیزہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے پاس رہا اور اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک وہ نیزہ آپ ہی کے پاس رہا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۷۰، کتاب المَغَازِی، بَابُ شُهُوْدِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا، غزوۂ بدر میں فرشتوں کی آمد کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۰۰۔

فائدہ: (۱) جس جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود شرکت کی ہو اسے غزوہ کہتے ہیں۔

فائدہ: (۲) جس جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود شرکت نہ کی ہو بلکہ کسی صحابی کو سپہ سالار بنا کر مسلمانوں کو جنگ کے لیے روانہ کیا ہو اسے سریہ کہتے ہیں۔

فائدہ: (۳) حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نیزہ کو جنگ بدر میں حاصل کیا تھا اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پاس رکھ کر یادگار بنا دیا اس لیے حضور کے وصال فرمانے کے بعد خلفائے راشدین بھی برابر اس نیزہ کی حفاظت کرتے رہے۔

حضور کا دیا ہوا تبرک

(۱۶) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پینے کے لیے کچھ (دودھ) پیش کیا گیا اس وقت آپ کے داہنے طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف ایک بوڑھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس کو نوش فرمالیا تو اس لڑکے سے دریافت فرمایا کیا تم اس بات کی اجازت دیتے ہو کہ اس کو تمہارے بجائے میں اس بوڑھے آدمی کو دے دوں؟ اس لڑکے نے عرض کیا

وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! لَا أُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْکَ اَحَدًا۔

خدا کی قسم، یا رسول اللہ! وہ چیز جو آپ کی طرف سے مجھے ملے میں کسی اور کو اس پر فوقیت نہیں دے سکتا۔

راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دودھ کا پیالہ اس لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۴۰، کِتَابُ الْاَشْرِبَۃِ، بَابُ ھَلْ یَسْتَاْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ یَمِیْنِہٖ فِی الشُّرْبِ لِیُعْطِیَ الْاَکْبَرَ، دائیں آدمی کی اجازت لے کر بائیں والوں کو پلانے کا بیان، حدیث نمبر ۵۶۲۰۔

بابرکت پیالہ اور مُصَلّٰی

(۱۷) حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ آیا تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے ملاقات کیا اور فرمایا آپ میرے ساتھ میرے گھر چلیں۔

فَاَسْقِیْکَ فِیْ قَدْحٍ شَرِبَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدٍ صَلّٰی فِیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

میں آپ کو اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوش فرمایا ہے اور آپ اس مقام پر نماز بھی پڑھ لیں گے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔

میں ان کے ساتھ گیا تو انھوں نے مجھ کو ستو پلایا، کھجور کھلایا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ پر نماز بھی پڑھی۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۹۱، کِتَابُ الْاِعْتِصَامِ، بَابُ مَا ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ان اوصاف کا بیان جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق بیان کیا گیا ہے، حدیث نمبر ۷۳۴۲۔

فائدہ: مذکورہ سترہ حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ صحابہ نے ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات کا احترام کیا ہے، اس کو باعث برکت اور باعث شفا سمجھا ہے، اس سے فائدہ حاصل کیا ہے، دوسروں کو فائدہ پہنچایا ہے اور جس کو جو بھی ملا اس نے اس کو محفوظ رکھا ہے اس لیے موجودہ دور میں بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار و تبرکات کا احترام اور اس کی حفاظت امت مسلمہ کی ایک اہم ذمہ داری ہے اور صحابہ کرام کی سنت ہے۔

دسواں باب

غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کوانسان نہ تو آنکھ سے دیکھ سکے اور نہ ہی کان، ناک، سے محسوس کر سکے اور نہ ہی بغیر دلیل کے عقل میں آسکے، یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ علم غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس خمسہ ظاہرہ سے معلوم نہ کر سکیں۔

علم غیب کا عقیدہ قرآن کی روشنی میں؟

علم غیب کے متعلق مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ عزوجل عالم بالذات ہے اس کے بتائے بغیر کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا، اللہ تعالٰی کے سوا کسی دوسرے کا عالم بالذات ہونا محال اور ناممکن ہے، کسی ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی غیر خدا کے لیے ماننا کفر ہے، اگر ابتدائے عالم سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے انسان، جن اور فرشتوں کے علوم کو جمع کرلیا جائے پھر بھی ان کو علوم باری تعالٰی سے کوئی نسبت نہ ہوگی اس لیے کہ باری تعالٰی کا علم ذاتی ہے، لامحدود ہے اور مخلوق کا علم اللہ تعالٰی کے عطا کرنے سے عطائی ہے جو محدود ہے ارشاد باری تعالٰی ہے۔

﴿۱﴾ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (پ۲۰ ع۱ النمل ۶۵)

تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔

﴿۲﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ۔ (پ۷ ع۱۳ الانعام ۵۹)

اور اسی کے پاس ہے کنجیاں غیب کی انھیں وہی جانتا ہے۔

علم غیب کے متعلق مسلمانوں کو یہ عقیدہ بھی رکھنا چاہیے کہ انبیاے کرام، رسولان عظام، محبوبان بارگاہ اور فرشتوں کو جو غیب کا علم حاصل ہوتا ہے وہ اللہ تعالٰی کی عطا سے ہے، اللہ تعالٰی نے انھیں کثرت سے غیب کا علم دیا ہے اس کا ماننا بھی ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے چنانچہ اللہ تعالٰی نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

﴿۳﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ (پارہ ۴ ع۸ آل عمران ۱۷۹)

اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمھیں غیب کا علم دے، ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیز گاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی نے اپنے منتخب رسولوں کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔

﴿۴﴾ اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ۔(پارہ ۳۰ ع ۲۱/العلق ۴/۵)
جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔

﴿۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پارہ ۲۹ ع ۱۲/الجن ۲۵)
غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔
اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔

﴿۶﴾ وَکَذٰلِکَ نُرِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ۔(پ ۷ ع ۱۵/انعام ۷۶)
اور اسی طرح ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے
اس آیت سے معلوم ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زمین و آسمان کی بادشاہت دکھائی گئی بقدرت خداوندی کے جو اسرار و رموز تھے وہ آپ پر ظاہر کیے گئے اور آپ نے کائنات کے عجائب و غرائب کا مشاہدہ فرمایا۔

﴿۷﴾ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗٓ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّ عِلْمًا وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۔(پارہ ۱۲ ع ۱۳/یوسف ۲۲)
اور جب اپنی پوری قوت کو پہنچا ہم نے اسے حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو۔
اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو علم، دین کی سمجھ، خوابوں کی تعبیر، چیزوں کی حقیقت کا علم اور حکمت عطا فرمایا

﴿۸﴾ وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَاُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۔ (پ ۱۹ ع ۱۷/النمل ۱۶) اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز سے ہم کو عطا ہوا بے شک یہی ظاہر فضل ہے۔
یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبی بنایا، علم و حکمت عطا فرمایا، جنات، انسان، شیطان، پرندے، چوپائے اور درندے سب پر حکومت عطا فرمائی اور ہر ایک کی زبان کی بولی سکھائی۔

﴿۹﴾ وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ۔(پارہ ۳۰ سورہ تکویر ۲۴) اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔
اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے جبھی تو آپ لوگوں کو غیب کی خبریں دیتے ہیں اور غیب کی خبریں دینے میں بخالت نہیں فرماتے۔

﴿۱۰﴾ ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ۔ (پارہ ۱۳ ع ۵/یوسف ۱۰۲)
یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔
اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاے کرام کے پاس وحی الٰہی کی صورت میں غیب کی خبریں آتی ہیں۔

﴿۱۱﴾ تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَآ اِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُھَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا۔ (پارہ ۱۲ ع ۴/سورہ ھود ۴۹) یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔
مذکورہ گیارہ آیتیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاے کرام کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علم غیب

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نے جب اپنی نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تو لوگوں نے درخواست کی کہ اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو کوئی معجزہ دکھایئے، آپ ہمیں ایک چمگاڈر پیدا کر کے دکھائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی سے چمگاڈر کی صورت بنائی پھر اس میں پھونک ماری تو وہ اڑنے لگی۔

آپ کے دور میں فن طب کا عروج تھا فن طب کے ماہرین ہر طرح کی علاج کے ماہر تھے لیکن برص کا علاج کرنے سے سب عاجز تھے، نابینا کو بینا بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ قدرت دی تھی کہ آپ دعا فرماتے اور مریض پر ہاتھ پھیر دیتے تو انہیں شفا ہو جاتی، اندھے لوگوں کی بینائی لوٹ آتی، اسی طرح آپ یہ بھی بتادیتے کہ لوگوں نے اپنے گھروں میں کیا کھایا ہے اور کیا جمع کیا ہے؟ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔

وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (پارہ ۳، آل عمران ۴۹)

فائدہ: کھانا گھروں میں کھایا گیا ہے مال گھروں میں جمع کیا گیا ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود نہیں ہیں مگر آپ ان باتوں کی خبر دے رہے ہیں یقیناً یہ علم غیب ہے۔

فائدہ: آیت مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو با اختیار بنایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس کی دی ہوئی قوت سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں، مریضوں کو شفا دیتے ہیں نابینا کو بینا کر دیتے ہیں اس طرح کی بہت سی مثالیں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔

یہ اور بات ہے کہ فاعلِ حقیقی اصل میں اللہ تعالیٰ ہے حقیقی طور پہ زندگی و موت دینے والا، بینا کرنے والا اور شفا دینے والا وہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ جہاں اپنی نعمتیں بندوں کو بغیر کسی وسیلہ اور سبب کے عطا فرماتا ہے وہیں اپنے محبوب بندوں کے وسیلے سے بھی عطا فرماتا ہے اور جس کے وسیلے سے عطا فرماتا ہے اسے با اختیار بناتا ہے اس لیے مجازاً فاعل کی نسبت انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی طرف ہے۔

غیر نبی کو غیب کا علم؟

اللہ تعالیٰ کی جانب سے غیر نبی کو بھی غیب کا علم ہوتا ہے لیکن وحی الٰہی کی صورت میں نہیں بلکہ الہام کی صورت میں، کیونکہ وحی الٰہی نبیوں اور رسولوں کے ساتھ خاص ہے اور نبیوں اور رسولوں کو جو علم حاصل ہوتا ہے وہ یقینی ہوتا ہے انبیاء و مرسلین کے علاوہ دوسروں کو جو غیب کا علم ہوتا ہے مندرجہ ذیل آیت اس پر دلالت کر رہی ہے۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى اُمِّ مُوْسٰى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ (پ۲۰ ع۴ القصص ۷)

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو الہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا، پھر جب تجھے اس سے اندیشہ ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور نہ ڈر اور نہ غم کر بے شک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

اس واقعہ کا پس منظر یہ ہے کہ فرعون بادشاہ کو جب نجومیوں نے اس کے خواب کی یہ تعبیر بتائی کہ اس کی سلطنت میں بنی اسرائیل کا ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو اس کی سلطنت کے زوال کا سبب بنے گا تو اس نے ملک میں یہ حکم نافذ کردیا کہ پیدا ہونے والا ہر بچہ قتل کردیا جائے، اس کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل کے بچے مارے جانے لگے۔

فرعونی حکم کے دوران جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ خوفزدہ تھیں کہ کہیں پڑوس کا کوئی آدمی مخبری نہ کردے اور آپ قتل کردیے جائیں آپ اسی فکر میں حیران تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ الہام فرمایا جو مذکورہ آیت سے معلوم ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو جو غیب کا علم دیا وہ کچھ اس طرح ہیں۔

(۱) غم اور فکر کے سبب دودھ خشک ہوسکتا ہے غم کی کوئی بات نہیں بے فکر ہوکر دودھ پلائیں اس کا علم دیا۔

(۲) دریا میں ڈالنے کے باوجود بچہ زندہ رہے گا اس کا علم دیا۔

(۳) دریا میں بہائے جانے کے باوجود یہ بچہ پھر سے ان کے گود میں آئے گا اس کا علم دیا۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوکر اپنی رسالت کا اعلان فرمائیں گے اس کا علم دیا۔

دریائے نیل سے ماں کی گود تک

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام یوحانذ ہے آپ لاوی بن یعقوب کی نسل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے خواب میں یا فرشتے کے ذریعے یا ان کے دل میں ڈال کر مذکورہ باتوں کا الہام فرمایا چنانچہ وہ تین ماہ تک حضرت موسیٰ کو دودھ پلاتی رہیں اور جب آپ کو فرعون کی طرف سے اندیشہ ہوا تو ایک خاص صندوق جو اسی مقصد کے تحت بنایا گیا تھا اس میں اپنے بیٹے کو رکھ کر رات کے وقت دریائے نیل میں بہادیا مشیت الٰہی کے مطابق صبح کو دریائے نیل کے

کنارے سے جب صندوق برآمد ہوا تو فرعون کے پاس کھولا گیا اس میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام برآمد ہوئے۔

فرعون نے جب ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اس کی بی بی حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو انبیا کی نسل سے تھیں، بہت نیک اور رحم دل خاتون تھیں انہوں نے فرعون سے کہا یہ بچہ سال بھر سے زیادہ کا معلوم ہوتا ہے اور تم نے اس سال پیدا ہونے والے بنی اسرائیل کے بچوں کو مارنے کا حکم دیا ہے اس کے علاوہ یہ کہ بچہ دریا میں پتہ نہیں کس سرزمین سے بہتا ہوا آیا ہے یہ بنی اسرائیل کا بچہ نہیں ہے جس کو تم قتل کرنا چاہتے ہو۔

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔

اور فرعون کی بی بی نے کہا یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرو شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے۔ (پ ۲۰ ع ۴ ر القصص ۹)

حضرت بی بی آسیہ کے سمجھانے پر فرعون ان کے قتل سے باز رہا اور ان کو دودھ پلانے کے لیے بہت سی دائیاں بلائی گئیں لیکن آپ کسی کا دودھ اپنے منھ میں نہیں لے رہے تھے چونکہ مشیت الٰہی یہی تھی۔

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ۔ اور ہم نے پہلے ہی سب دائیاں اس پر حرام کر دی تھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن حضرت مریم جو اپنی والدہ کے حکم سے چھپ کر اس صندوق کی نگہبانی کر رہی تھیں وہ بھی اس جگہ پہنچی ہوئی تھیں انہوں نے موقع غنیمت جانا اور اپنی طرف سے دایا لا کر دینے کی پیش کی۔

فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ۔

تو بولی کیا میں تمہیں بتادوں ایسے گھر والے کہ تمہارے اس بچے کو پال دیں اور وہ اس کے خیر خواہ ہیں۔

چنانچہ وہ ان کی خواہش کے مطابق اپنی والدہ کو لے کر آ گئیں حضرت موسیٰ فرعون کی گود میں دودھ کے لیے رورہے تھے جیسے ہی آپ کو اپنی والدہ کے جسم کی خوشبو ملی آپ چپ ہو گئے اور اپنی والدہ کا دودھ پینے لگے۔

فرعون نے پوچھا تو اس بچہ کی کون ہے؟ اس نے تیرے سوا کسی کے دودھ کو منھ کیوں نہ لگایا؟

انہوں نے کہا میں ایک عورت ہوں، پاک صاف رہتی ہوں، میرا دودھ خوشگوار ہے، جسم خوشبودار ہے، اس لیے جن بچوں کے مزاج میں نفاست ہوتی ہے وہ اور عورتوں کا دودھ نہیں لیتے ہیں میرا دودھ پی لیتے ہیں۔

فرعون نے بچہ ان کے حوالے کر دیا اور اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پھر سے اپنی والدہ کی گود میں پہنچ گئے

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

تو ہم نے اسے اس کی ماں کی طرف پھیرا کہ ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور غم نہ کھائے اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (پ ۲۰ ع ۴ ر القصص ۱۲/۱۳)

تفسیر کبیر ر از امام طبرانی ۳۶۰ھ، الکشف والبیان ر از ثعلبی ۴۲۷ھ، معالم التنزیل ر از امام بغوی ۵۱۶ھ، خزائن العرفان، ضیاء القرآن۔

﴿حدیث جبریل﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک آدمی حاضرِ بارگاہ ہوئے، وہ عمدہ سفید لباس پہنے ہوئے تھے اُن کے بال گہرے سیاہ تھے، اُن کے چہرے سے سفر کے نشان ظاہر نہ تھے لیکن حاضرین میں سے کوئی بھی اُن سے واقف نہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آکر وہ اس طرح بیٹھے کہ حضور کے گھٹنے سے اپنا گھٹنا ملالیا، آپ کے رانوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور عرض کرنے لگے۔

یَامُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ ؟ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! مجھے اسلام کی باتیں بتائیں؟

قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔

حضور نے ارشاد فرمایا اسلام یہ ہے کہ اس بات کی شہادت دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور بشرطِ استطاعت خانہ کعبہ کا حج کرو۔

قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْأَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ یہ سن کر اُس آنے والے مہمان نے کہا آپ نے درست فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر ہمیں تعجب ہوا کہ خود سوال بھی کرتے ہیں اور جواب ملنے پر اس کی تصدیق بھی کرتے ہیں۔

قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِيْمَانِ ؟ مہمان سائل نے دوسرا سوال کیا کہ آپ ایمان کے بارے میں بتائیں؟

قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ۔

حضور نے فرمایا تم اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتابوں، رسولوں اور روزِ قیامت پر ایمان رکھو اور تقدیر کی اچھائی اور برائی پر بھی ایمان رکھو۔

قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ ؟ سائل نے پھر کہا کہ آپ نے درست فرمایا اس کے بعد اس نے پھر ایک سوال کیا کہ آپ احسان کے بارے میں خبر دیں؟

قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس انداز سے عبادت کرو گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو لیکن اگر یہ منزل حاصل نہ ہو تو عبادت کا یہ تصور ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہو۔

فائدہ: احسان کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جب عبادت کرے تو عبادت کے وقت یہ خیال دل میں جمائے کہ گویا وہ اللہ تعالےٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ خیال دل میں جمائے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے اور ہمارے ظاہر و باطن کو دیکھ رہا ہے ایسا کرنے سے عبادت کے فرائض و واجبات، شرائط و آداب اور سنن و مستحبات میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

﴿حدیث جبریل کی دوسری روایت﴾

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک آدمی آئے اور عرض کیا۔ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِیْمَانُ ؟ یارسول اللہ! ایمان کیا ہے؟

قَالَ اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَ لِقَائِہٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ۔

حضور نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں، اور اس سے ملاقات اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان رکھو۔

قَالَ مَا الْاِسْلَامُ ؟ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ وَ لَا تُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ وَتُؤَدِّیَ الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ۔

اس نے پھر عرض کیا اسلام کیا ہے؟ حضور نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور نماز قائم کرو اور جو زکوۃ فرض ہے اسے ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔

قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْاِحْسَانُ ؟ یارسول اللہ! احسان کیا ہے؟

قَالَ اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔

حضور نے فرمایا اللہ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ کر سکو تو یہ تصور کرو کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہو۔

قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ ؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟

قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَ لٰکِنْ سَاُحَدِّثُکَ عَنْ اَشْرَاطِھَا۔

حضور نے فرمایا جس سے یہ سوال کیا گیا ہے وہ سوال کرنے والے سے اس کے متعلق زیادہ نہیں جانتا ہے لیکن میں تمہیں قیامت کی کچھ نشانیاں بتا دیتا ہوں۔

جب باندی اپنے آقا کو جننے لگے تو سمجھو یہ قیامت کی نشانی ہے، جب کم ظرف آدمی لوگوں کا سردار بننے لگے تو سمجھو یہ قیامت کی نشانی ہے اور پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَافِی الْاَرْحَامِ

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، اور اتارتا ہے مینھ، اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔

وَمَاتَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَّمَاتَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی، اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی، بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔ (پ۲۱ ع۱۳ لقمان ۳۴)

پھر وہ آدمی چلے گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلا کر لاؤ، کچھ لوگ اسے بلانے گئے لیکن وہ

نظر نہ آئے تو حضور نے فرمایا وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھانے کے لیے آئے تھے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۷۰۴، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بابُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، حدیث نمبر ۴۷۷۷۔
بخاری شریف جلد اول صفحہ۱۲، کِتَابُ الْاِیْمَانِ، بابُ سُؤَالِ جِبْرِیْلَ النَّبِیَّ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عَنِ الْاِیْمَانِ وَ الْاِحْسَانِ، حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایمان اور احسان کے متعلق سوال کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۰۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ۷۰۴، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ، حدیث نمبر ۴۷۷۷۔

﴿ایک شبہ کا جواب﴾

اِنَّ اللّٰـہَ عِنْـدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَافِی الْاَرْحَامِ وَمَاتَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَاتَکْسِبُ غَدًا وَّمَاتَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ۔ (پ۲۱،ع۱۳،لقمان۳۴)

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، اور اتارتا ہے مینھ، اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے، اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی، اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی، بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

کچھ لوگ مذکورہ آیت سے اس بات پر اس استدلال کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب جاننے والا نہیں اور خاص کر ان امور خمسہ کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاصل نہیں لیکن کیا یہ کہنا یا ایسا استدلال کرنا درست ہے؟۔

مذکورہ آیت جنگل کے باشندوں میں سے ایک آدمی حارث بن عمر یا ولید بن عمر اور ایک روایت کے مطابق براء بن مالک کے حق میں نازل ہوئی جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا تھا کہ قیامت کب آئے گی؟، میں نے کھیت میں بیج بویا ہے بارش کب ہوگی؟، میری بیوی حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا؟، کل گذشتہ میں نے جو کیا ہے وہ تو مجھے معلوم ہے آپ یہ بتائیں میں آئندہ کل کیا کروں گا؟ یہ جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا لیکن مجھے یہ بتائیں میں کہاں مروں گا؟ جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ پر یوں بیان فرمایا ہے۔

قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّاتُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا۔

تم فرماؤ میں نہیں جانتا آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا میرا رب اسے کچھ وقفہ دے گا۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَایُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ۔ (پارہ۲۹،ع۱۲،الجن۲۵،۲۶)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

حارث بن عمر یا ولید بن عمر کے ان سوالوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جس میں یہ بتایا کہ ان پانچ چیزوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے یہ وہ امور خمسہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کر لیا ہے کسی کو ان باتوں کی اطلاع کامل نہیں دیتا جس ان حقائق اعلیٰ درجہ یقین کے ساتھ حاصل ہوا اور بغیر اس کے بتائے کوئی فرشتہ، نبی یا رسول نہیں جان سکتا اور اللہ تعالیٰ نے "اِنَّ اللّٰـہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ" بے شک اللہ جاننے والا بتانے

والا ہے" فرما کر یہ اشارہ دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور نبیوں میں سے جس کو چاہتا ہے اطلاع کامل اور کشف تام عطا فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لیے معجزہ ہوتا ہے۔

اسی طرح فرشتوں میں سے جس کو چاہتا ہے ان امور غیبیہ کا علم عطا فرماتا ہے جبھی تو حضرت جبریل امین نے حضرت بی بی مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر دی اور یہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہوا۔

قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔ (پ۱۶ ع۵ مریم۱۹)

بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

ایسے ہی اولیا اور اپنے محبوب بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے ان امور غیبیہ کا علم عطا فرماتا ہے لیکن انبیا کی طرح انہیں کشف تام حاصل نہیں ہوتا بلکہ ان کا علم انبیا کے فیوض و برکات کے سبب ہوتا ہے۔

اس آیت سے نبیوں، رسولوں فرشتوں اور اولیا کے علم غیب کی نفی مقصود نہیں بلکہ ان کاہنوں اور نجومیوں کے علم کی تردید اور نفی مقصود ہے جو علم نجوم کے سہارے ان چیزوں کے علم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں یا ان لوگوں کی تردید کرنا مقصود ہے جو باری تعالیٰ کی عطا کے بغیر علم غیب کا دعویٰ رکھتے ہیں۔

ورنہ اس کو کیا کہیں گے کہ قرآن نے فرمایا کہ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ (پ۲۱ ع۱۳ لقمان۳۴)

یعنی بے شک اللہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔

حالانکہ یہ مشاہدے کی بات ہے کہ میڈیکل سائنس، سونوگرافی اکسیرے کے ذریعہ صرف تین ماہ کے بعد ہی بتادے رہی ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکی ہے یا لڑکا ہے۔

اب اس مشاہدے کو سامنے رکھتے ہوئے یہی تو کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے سونوگرافی کو جنس کے جاننے کا ایک ذریعہ بنادیا ہے اس لیئے پیدائش سے پہلے ہی بچے کا جنس معلوم ہو جارہا ہے تو اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں، رسولوں، فرشتوں اور اپنے محبوب بندوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے اور وہ لوگوں کو ضرورت کے مطابق بتایا کرتے ہیں کہ کون کب انتقال کرے گا؟ پیٹ میں بچہ ہے یا بچی؟ قسمت میں لڑکا لڑکی ہے یا نہیں وغیرہ۔

تمام باتوں کا خلاصہ اس طور پہ کرسکتے ہیں کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے نبیوں اور رسولوں کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطور معجزہ عطا ہوتا ہے اس کا عقیدہ رکھنا اور اس کو ماننا مسلمانوں کے لیے ضروریات دین سے ہے جس کا انکار کرنا کھلا کفر ہوگا اس لیے کہ ایسی صورت میں انبیا کے علم غیب پر دلالت کرنے والی آیتوں کا کھلا انکار ہوگا۔ ولیوں کو بطور کرامت جو غیب کا علم حاصل ہوتا ہے وہ الہام باری تعالیٰ سے یا انبیا کے فیوض و برکات سے ہوتا ہے ان کا علم نبیوں اور رسولوں کے علم کی طرح قوی نہیں ہوتا بلکہ وہ انبیا کے علم کا ہی پرتو ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

فائدہ: کاہن وہ لوگ ہیں جو شیاطین کے بتانے سے لوگوں کے حالات بتائے یا علم نجوم کے ذریعے یا جسم کے خدوخال، تل اور ہاتھوں کی لکیر دیکھ کر گذشتہ یا آئندہ کی کوئی خبر دے اس کو کاہن کہتے ہیں۔

حضور کا علم غیب قرآن کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ غیب کا علم عطا کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم حاصل ہے جیسا کہ معلوم ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی عطا سے ہر چیز کا علم دیا ہے اور کتنا دیا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿۱﴾ تِلْکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَآ اِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا۔

(پارہ۱۲،سورہ ھود ۴۹)

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔

﴿۲﴾ وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ (پارہ۳۰،سورہ تکویر ۲۴) اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

یعنی آپ لوگوں کو غیب کی خبریں بتایا کرتے ہیں، غیب کی خبر دینے میں بخالت نہیں کرتے اور کسی چیز کے بتانے کے لیے اس کا علم ہونا ضروری ہے اس لیے ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

﴿۳﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ (پارہ۲۰، ع۲ النمل ۷۵)

اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

قرآن پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ نازل ہوا تو یقیناً آپ کو آسمان و زمین کے غیوبات کا علم ہے۔

﴿۴﴾ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔ (پ۵،النساء ۱۱۳)

اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

﴿۵﴾ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ۔

(پارہ۱۴،النحل ۸۹)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔

قرآن پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ نازل ہوا تو یقیناً آپ کو آسمان و زمین کے غیوبات کا علم ہے۔

﴿۶﴾ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ۔ (پ۵،النساء ۱۱۳) ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

یعنی جملہ علوم اور تمام چیزوں کا علم قرآن پاک میں ہے اور قرآن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ نازل ہوا تو یقیناً آپ کو ہر چیز کا علم عطا کیا گیا ہے۔

﴿حضور کا علم غیب حدیث کی روشنی میں﴾

﴿عذاب قبر کا مشاہدہ﴾

﴿۱﴾ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے دو آدمیوں کی قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جارہا تھا، حضور نے فرمایا ان دونوں کو کسی بڑے گناہ کے سبب عذاب نہیں دیا جارہا ہے ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی تر شاخ لی اور اس کو دو ٹکڑے کیا اور ہر ایک کی قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا۔

فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذا فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ یعنی تر کھجور کی شاخ کا ٹکڑا قبر پر کیوں رکھ دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے امید ہے جب تک یہ شاخیں سوکھیں گی نہیں ان دونوں کا عذاب ہلکا ہوگا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۲، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ، قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۶۱۔

فائدہ: قبر میں عذاب ہو رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا، عذاب کا سبب کیا ہے؟ جان لیا، ہری شاخ رکھنے سے عذاب میں کمی ہوگی یہ بھی بتادیا یہ سب غیب کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور کو عطا فرمایا۔

فائدہ: قبر پر ہری شاخ رکھنے سے عذاب قبر میں کمی ہونے کا سبب یہ ہے کہ شاخ جب تک تر رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے اس کو بتا کر اور عملی طور پہ دکھا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا اسی حدیث کے سبب مسلمان اپنے مُردوں کی قبروں پر ہری ٹہنیاں، پھول اور پتیاں رکھتے ہیں تا کہ ان کے ذکر کے سبب میت کے عذاب میں کمی آئے اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زندوں کا عمل مردوں کو نفع دیتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز کے علاوہ بھی بدن اور کپڑا پاک رکھنا چاہیے قرآن پاک سے بھی یہی تعلیم ملتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔ (پ۲ع۱۲ البقرہ۲۲۲)

بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے صاف ستھروں کو۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے، دوزخ کے عذاب سے زندگی اور موت کے فتنے سے اور مسیح دجال کے فتنے سے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۴، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ، مردہ لوٹ کر جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے حدیث نمبر ۱۳۷۷۔

﴿جنتی اور جہنمی ہونے کا علم﴾

سرِ عرش پر ہے تیری گذر دلِ فرش پر ہے تری نظر ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ ہے عیاں نہیں

﴿۲﴾ حضرت امام زہری فرماتے ہیں مجھ کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کا تذکرہ فرمایا آپ نے فرمایا قیامت آنے سے پہلے کئی بڑی باتیں ہوں گی پھر فرمایا

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْئَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْئَلْ عَنْہُ۔ جس کو جس چیز کے متعلق پوچھنا ہو پوچھ لے۔

فَوَاللّٰہِ لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِہٖ مَادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا۔

قسم خدا کی جب تک میں اس جگہ رہوں گا تم جس چیز کے متعلق بھی دریافت کرو گے میں اس کے متعلق بتا دوں گا

حضرت انس فرماتے ہیں کہ بہت سے صحابہ ان باتوں کو سن کر رونے لگے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے "سَلُوْنِیْ" تم لوگ مجھ سے پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ حضور نے فرمایا دوزخ میں۔ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کون ہیں؟ حضور نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے۔ "سَلُوْنِیْ، سَلُوْنِیْ"

تم لوگ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو؟ تم لوگ جو پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو؟

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں گھٹنے کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں حضرت عمر کی بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

ثم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْجَنَّۃُ وَ النَّارُ آنِفًا فِیْ عُرْضِ ھٰذَا الْحَائِطِ وَ اَنَا اُصَلِّیْ فَلَمْ اَرَ کَالْیَوْمِ فِی الْخَیْرِ وَ الشَّرِّ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک میرے سامنے ابھی جنت اور جہنم کو اس دیوار میں پیش کیا گیا اس وقت جب کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو آج کے دن کی طرح کسی دن میں نے خیر و شر نہیں دیکھا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۱۰۸۳، کتاب الاعتصام،باب مایکرہ من کثرۃ السوال، کثرت سوال ناپسندیدہ ہے، حدیث نمبر ۷۲۹۴۔

فائدہ: کسی انسان کا جنتی یا جہنمی ہونا غیب کا علم ہے اور کون کس کا بیٹا ہے اس کا علم اس کی ماں کو ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم دیا گیا ہے اس لیے آپ ان باتوں کی خبر دے رہے ہیں۔

دوزخی ہونے کا علم

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا　　اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

(۴۳) حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر میں اصحاب رسول اور مشرکوں کے درمیان مقابلہ ہورہا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی فوج کا معائنہ فرمارہے تھے۔

اصحاب رسول میں سے قُز مان نام کا ایک آدمی مشرکین سے جنگ کررہا تھا اور مسلمانوں کی طرف سے بڑی بہادری سے لڑ رہا تھا وہ کسی بھی بھاگتے ہوئے مشرک کو زندہ نہ چھوڑتا تھا بلکہ تعاقب کرکے اسے اپنی تلوار سے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا ایک صحابی نے کہا آج اس کے برابر ہم سے کوئی جنگ نہ لڑ سکا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قُز مان کو دیکھا تو فرمایا'' اَمَا اِنَّهُ مِنْ اَهْلِ النَّارِ '' سنو! وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔

حضور کی اس بات کو سن کر مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا اب تو میں اس کے ساتھ ہی رہوں گا۔

ان کا بیان ہے کہ میں اس کے پیچھے ہولیا، برابر اس کے ساتھ رہا اور اس کو دیکھتا رہا، وہ جہاں کھڑا ہوتا میں بھی اسی جگہ کھڑا ہوجاتا، جب وہ دوڑتا تو میں بھی اس کے ساتھ دوڑنے لگتا یہاں تک کہ وہ آدمی بہت زخمی ہوگیا، تکلیف کی شدت برداشت نہ کرسکا تو فوری موت کا طالب ہوا، اس نے اپنی تلوار کی نوک کو سینے کے درمیان رکھا اور اس پر اپنے بدن کا اتنا وزن ڈال دیا کہ تلوار دونوں مونڈھے کے درمیان سے باہر نکل آئی جس سے اس شخص کی موت ہوگئی۔

وہ صحابی جواُن کے ساتھ ساتھ تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

اَشْهَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ یا رسول اللہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا بات کیا ہے؟ اس نے بتایا یا رسول اللہ! آپ نے ابھی ابھی فلاں شخص کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ دوزخی ہے لوگوں کو یہ بات بڑی تعجب خیز معلوم ہوئی تھی میں نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ میں تم لوگوں اس کی حقیقت سے مطلع کروں گا اور پھر میں اسی کے ساتھ رہا، وہ آدمی شدید زخمی ہوگیا تھا اس نے اپنی تلوار کی نوک کو سینے پر رکھ کر اپنے بدن کا پورا بوجھ ڈال دیا، تلوار اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان سے باہر نکل آئی جس سے اس کی موت ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِیْمَا یَبْدُوْا لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ۔

کچھ لوگ ایسا کام کرتے ہیں جو لوگوں کو دیکھنے میں جنتی کام معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ جہنمی ہوتا ہے۔

وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِیْمَا یَبْدُوْا لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

اور کچھ لوگ ایسا کام کرتے ہیں جو لوگوں کی نگاہ میں جہنمی معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِخَوَاتِیْمِهَا اور بے شک اعمال میں خاتمہ کا اعتبار ہوتا ہے۔

بخاری شریف جلداول صفحہ۴۰۶، کتاب الجھاد، باب لَایَقُوْلُ فُلَانٌ شَهِیْدٌ، ہر کسی کو شہید مت کہو، حدیث نمبر ۲۸۹۸۔

بخاری شریف جلددوم صفحہ۹۶۱، کتاب الرِّقَاقِ، بابُ الْاَعْمَالِ بِالْخَوَاتِیْمِ، اعمال میں خاتمہ کا اعتبار ہوتا ہے، حدیث نمبر ۶۴۹۳۔

فائدہ: مذکورہ واقعہ میں صحابہ نے سمجھا کہ یہ آدمی بڑا مجاہد ہے لیکن غیب داں نبی نے بتایا کہ یہ شخص جہنمی ہے اور جیسا بتایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوا کہ وہ آدمی خودکشی کر کے حرام موت کا شکار ہوا جس کا بدلہ جہنم ہے۔

یا خدا جسم میں جب تک کہ میری جان رہے — تجھ پہ صدقے تیرے محبوب پہ قربان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے کہ امیر — نزع کے وقت سلامت میرا ایمان رہے
جب دمِ واپسی ہو یا اللہ لب پہ جاری ہو — لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـه

﴿خودکشی حرام ہے﴾

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ۔ (پ۲ ع۸/البقرہ ۱۹۵) اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔

گرچہ مُردن از مقدر است ولے — تو مَرو در دہانِ اژدہا
اگر چہ موت امر مقدر ہے لیکن تو خود — اژدہوں اور سانپوں کے منھ میں نہ جا

آدمی آفت و مصیبت سے فرار حاصل کرنے کے لیے کبھی خود کو ہلاک کر لیتا ہے جس کو خودکشی کہتے ہیں۔

خودکشی کرنے کے مقصد سے آگ میں کودنا، پانی میں ڈوبنا، زہر کھانا، گلے میں پھندا لگانا، عمارتوں سے کودنا، چلتی گاڑی سے چھلانگ لگانا، چلتی ٹرین، بس، موٹر وغیرہ کے آگے جان بوجھ کر آجانا، خود کو بندوق کی گولی مارنا یعنی ہر وہ صورت جس میں جان جانے کا قوی امکان ہو اس کا کرنا حرام ہے اور عذاب کا باعث ہے۔

دنیا کا عذاب تو یہ ہے کہ خودکشی کرنے والا جب موت کی سختی میں گرفتار ہوتا ہے تو یہ آرزو کرتا ہے کہ اے کاش کسی طرح بچ جاتا تو پھر کبھی ایسی بھیانک غلطی نہ کرتا اور آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو زخم آگیا اس نے بے قرار ہو کر خود کو مار ڈالا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے خود فیصلہ کر کے میرے حکم پر سبقت کی ہے اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کر دی۔

بخاری شریف جلداول صفحہ۱۸۲، کتاب الجَنَائِز، بابُ مَاجَاءَ فِی قَاتِلِ النَّفْسِ، حدیث نمبر ۱۳۶۴۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو خود کو پہاڑ سے گرا کر مار ڈالے گا تو وہ ہمیشہ خود کو جہنم کی آگ میں گراتا رہے گا جو خود کو زہر چاٹ کر ہلاک کرے گا تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اس زہر کو چاٹتا رہے گا اور جو شخص اپنے آپ کو لوہے سے ہلاک کرے گا تو یہ لوہا اس کے ہاتھ میں رہے گا اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ اس لوہا کو اپنے پیٹ میں بھونکتا رہے گا۔

بخاری شریف جلددوم، صفحہ۸۶۰، کتاب الطِّب، بابُ شُرْبِ السُّمِّ، زہر پینے کا بیان، حدیث نمبر ۵۵۷۸۔

﴿حضرت عمار بن یاسر کی شہادت کی خبر﴾

مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے جبرئیل　　　جبرئیل ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے پروردگار

﴿۴﴾ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے اور اپنے بیٹے علی سے کہا چلو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں۔

ہم لوگ پہنچے تو دیکھا حضرت ابو سعید خدری اپنا باغ ٹھیک کر رہے ہیں انھوں نے اپنی چادر اٹھائی اور اسے اوڑھ کر ہم لوگوں سے گفتگو کرنے لگے مسجد نبوی کی تعمیر کا تذکرہ آیا تو کہنے لگے کہ ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور حضرت عمار دو دو اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا ,,عمار پر ایک کڑا وقت آئے گا انھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا یہ اُن لوگوں کو جنت کی طرف بلاتے ہوں گے اور وہ انھیں دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت عمار کہا کرتے تھے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ۔ میں فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۶۴، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ بَابُ التَّعَاوُنِ فِیْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ، مسجد کی تعمیر میں تعاون کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۷۔

﴿حضرت حارثہ فردوس اعلیٰ میں ہیں﴾

آسی شہید ناز ہوں مردہ نہ جانیے　　　مر کر ملی ہے زندگی جاوداں مجھے

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر　　　اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

﴿۵﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت حارثہ بن سراقہ کی والدہ محترمہ حضرت ام ربیع بنت براء، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا نبی اللہ! مجھے میرے بیٹے حارثہ کا حال بتائیں جو جنگ بدر میں نامعلوم آدمی کے پھینکے ہوئے تیر کا زخم کھا کر مارے گئے تھے؟ اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر سے کام لوں گی اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو میں دل کھول کر اس پر گریہ وزاری کروں گی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یَا اُمَّ حَارِثَۃَ اِنَّھَا جِنَانٌ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ اِبْنَکَ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰی۔

اے ام حارثہ! وہ جنت کے باغوں میں ہے اور بے شک تیرے فرزند نے فردوس اعلیٰ میں جگہ پائی ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۹۴، کِتَابُ الْجِھَادِ، بَابُ مَنْ اَتَاہُ سَھْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَہٗ، نامعلوم آدمی کا تیر لگنے سے مر جانا، حدیث نمبر ۲۸۰۹۔

حاصل ہمیں جنت کے نظارے نہیں ہوتے　　　ہم چاہنے والے جو تمہارے نہیں ہوتے

﴿پوشیدہ خط﴾

﴿۹﴾ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر بن عوام اور ابو مرثد غنوی کو ایک خط لانے کے لیے روانہ کیا اس وقت ہم لوگ بہت اچھے گھوڑسوار تھے حضور نے ارشاد فرمایا تم لوگ روضہ خاخ تک جاؤ وہاں ایک مشرکہ عورت ملے گی اس عورت کے پاس مشرکوں کے نام لکھا ہوا حاطب بن بلتعہ کا خط ہے جسے لے کر وہ مشرکینِ مکہ کی طرف جا رہی ہے۔

ہم تینوں آدمی چلے اور ہم لوگوں نے اس عورت کو اُسی جگہ پالیا جس جگہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ عورت ایک اونٹ پر سوار جا رہی تھی ہم نے اس عورت سے کہا وہ خط ہمیں دے دو جو تمہارے پاس ہے؟ اس نے کہا میرے پاس تو کوئی خط نہیں ہے ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھالیا اور اس کے پالان وغیرہ کی تلاشی لی لیکن ہمیں ایسی کوئی چیز نہ ملی میرے دونوں ساتھیوں نے کہا ہمیں تو اس کے پاس کوئی چیز نظر نہیں آتی۔

میں نے کہا میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غلط بیانی نہیں کی ہے قسم ہے اس ذات کی، جس کی قسم کھائی جاتی ہے تم خود ہی خط نکال کر دو، ورنہ میں تمہارے کپڑے کے اندر بھی تلاشی لوں گا؟ جب اس نے میری طرف سے سختی دیکھی تو اپنے نیفے سے خط نکال کر دے دیا اور اس خط کو لے کر ہم واپس چل پڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب! مکہ کے مشرکین کے پاس پوشیدہ طور پر خط بھیجنے کی وجہ کیا تھی؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کے سوا کوئی بات نہیں ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں اور نہ میں بدلا ہوں اور نہ ہی مجھ میں کسی طرح کی تبدیلی آئی ہے چونکہ آپ کے اصحاب میں سے میرا کوئی رشتہ دار مکہ میں نہیں ہے جو میرے جان و مال کی حفاظت کر سکے اس لیے میرا یہ ارادہ ہوا کہ میں مکہ والوں پر کچھ احسان کر دوں تا کہ اللہ تعالیٰ میری جان و مال کو لوٹنے سے انہیں روکے رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اس نے سچی بات کہی ہے ان سے اچھی بات کے سوا کچھ نہ کہنا حضرت علی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں؟۔

فَقَالَ یَاعُمَرُ وَمَایُدْرِیْکَ لَعَلَّ اللّٰہَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃَ۔

حضور نے فرمایا، اے عمر! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے حالات پر مطلع ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ جو چاہو کرو تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کو سن کر رو پڑے اور عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۲۵، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بابُ مَنْ نَظَرَ فِی کِتَابٍ، حدیث نمبر ۶۲۵۹۔

﴿جنگ کا مشاہدہ﴾

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان　　کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

﴿۷﴾ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر، اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کوئی خبر آنے سے پہلے ہی ان لوگوں کی شہادت کے متعلق لوگوں کو بتادیا تھا چنانچہ آپ نے فرمایا۔

اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا عَبْدُاللّٰہِ بْنِ رُوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ۔

پہلے زید نے جھنڈا سنبھالا لیکن وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا تو وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔

وَاِنَّ عَیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ اَخَذَھَا خَالِدُ بْنُ وَلِیْدٍ مِنْ غَیْرِ اِمْرَۃٍ فَفُتِحَ لَہٗ۔

اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر حضور نے فرمایا اب اللہ کے تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید نے بغیر امیر بنائے خود سے جھنڈا سنبھال لیا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو کافروں پر فتح دے دی ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۶۷، کتاب الجنائز، باب الرَّجُلِ یَنْعٰی اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ بِنَفْسِہٖ، میت کی خبر میت کے وارثوں کو سنانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۲۴۶۔

فائدہ: یہ جنگ موتہ کا واقعہ ہے جو جمادی الاولیٰ سن ۸ھ میں مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور ملکِ شام میں بیت المقدس کے قریب ہو رہی تھی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھے اور اپنے اصحاب کے سامنے جنگ موتہ کے حالات کو اس انداز سے بیان فرما رہے تھے اور یکے بعد دیگرے شہید ہونے والوں کا نام بتا رہے تھے گویا آپ اپنی نگاہوں سے جنگ کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

اس واقعہ سے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی یہ دیکھے کہ مسلمانوں کا اجتماعی یا انفرادی نقصان ہو رہا ہو اور اس کے پاس یہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ اس کو درست کر سکتا ہے اور اپنی خداداد صلاحیت سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے تو وہ کسی انتخاب کے بغیر ذمہ داری کو اپنے ہاتھوں میں لے سکتا ہے۔

فائدہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا کے ایک عظیم سپہ سالار ہیں، انھوں نے کبھی شکست نہیں کھائی، اپنی حکمت عملی اور شجاعت و جواں مردی سے روم جیسی عظیم سلطنت کو شکست فاش دی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں "سیف اللہ" کا لقب دیا حضرت خالد بن ولید فرماتے ہیں کہ اس جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں میرے ہاتھ میں صرف ایک بڑی سی یمنی تلوار ہی صحیح و سالم رہ سکی تھی۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

﴿ نگاہِ نبوت ﴾

﴿۸﴾ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آشوبِ چشم کے سبب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے، دل میں کہنے لگے میں حضور کو چھوڑ کر رہ جاؤں ایسا نہیں ہوسکتا چنانچہ حضرت علی بھی نکل پڑے اور بہت تیزی سے سفر طے کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آ ملے۔

جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرادیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،، بے شک کل صبح یہ جھنڈا میں اس شخص کو دوں گا یہ جھنڈا کل ایسا شخص حاصل کرے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں خیبر کی فتح عطا فرمائے گا،،۔

صحابہ پوری رات اس حسرت میں رہے کہ دیکھیے صبح کے وقت کس خوش نصیب کو جھنڈا ملتا ہے جب صبح ہوئی تو ہر ایک صحابی یہی آرزو لیے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اے کاش، اسلامی جھنڈا اسے مل جائے۔

فَقَالَ اَیْنَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ ؟ حضور نے ارشاد فرمایا علی ابن ابو طالب کہاں ہیں؟

راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو یہ امید نہ تھی کہ حضرت علی آجائیں گے لیکن صبح کو دیکھتے ہیں کہ حضرت علی موجود ہیں

فَقَالُوْا یَشْتَکِیْ عَیْنَیْہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔

قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَیْہِ ،حضور نے فرمایا انھیں بلا کر لاؤ۔

فَاْتُوْنِیْ بِہٖ فَلَمَّا جَآءَ بَصَقَ فِیْ عَیْنَیْہِ فَدَعَا لَہٗ فَبَرَأَ حَتّٰی کَاَنْ لَمْ یَکُنْ بِہٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاہُ الرَّایَۃَ۔

حضرت علی کو آپ کی خدمت میں لایا گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگا دیا اور اُن کے لیے دعا فرمائی پھر تو وہ ایسے تندرست ہو گئے جیسے انھیں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی اور آپ نے جھنڈا اُن کے حوالے کردیا۔ فَقَالَ عَلِیٌّ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! اُقَاتِلُھُمْ حَتّٰی یَکُوْنُوْا مِثْلَنَا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اُس وقت تک ان لوگوں سے لڑتا رہوں گا جب تک کہ وہ سب ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا: اطمینان وسکون سے جاؤ جب اُن کے مقام پر پہنچ جاؤ تو انھیں اسلام کی طرف مائل کرو اور اللہ تعالیٰ کا فریضہ جو اُن پر فرض ہے وہ انھیں بتاؤ۔

فَوَاللّٰہِ لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ۔

قسم خدا کی، اگر تمہاری کوشش سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرمادے تو وہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو سرداری کا جھنڈا دیا اور اللہ نے اُن کے ہاتھوں خیبر فتح کرا دیا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۲۵، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۰۱، ۳۷۰۲۔

فائدہ: اس روایت سے جہاں اللہ و رسول کی بارگاہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے کہ آپ نے رات ہی میں صحابہ کو بتا دیا کہ کل خیبر کا قلعہ فتح ہوگا اور حضرت علی فاتحِ خیبر ہوں گے۔

خشوع خضوع کا مشاہدہ

اور کوئی غیب کیا، تم سے نہاں ہو بھلا ۔۔۔ جب نہ خدا ہی چھپا، تم پہ کروروں درود

﴿۹﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میرا منھ قبلہ کی طرف ہے۔

وَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا خُشُوْعُكُمْ وَاِنِّيْ لَاَرَاكُمْ وَرَآءَ ظَهْرِيْ۔

قسم خدا کی تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے اور میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۲، کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ الْخُشُوْعِ فِي الصَّلٰوةِ، نماز میں خشوع کا بیان، حدیث نمبر ۷۴۱۔

فائدہ: خشوع و خضوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کے دلی کیفیت کو بھی دیکھ رہے ہیں جبھی تو آپ نے ارشاد فرمایا، تمہارا خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے۔

مستقبل پیشِ نظر

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال ۔۔۔ دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

﴿۱۰﴾ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے پاس قالین کہاں سے آئے؟ حضور نے ارشاد فرمایا، اَمَا اِنَّهٗ سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْاَنْمَاطُ یاد رکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔

پس آج میں جو اپنی بیوی سے یہ کہتا ہوں کہ ذرا اپنے قالین کو مجھ سے دور ہی رکھا کرو تو وہ جواب دیتی ہیں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس قالین ہوں گے اُن کی اس کی بات کو سن کر میں خاموش ہو جاتا ہوں۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۱۱، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۳۱۔

﴿بنتِ ملحان کا سمندری سفر﴾

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔(پارہ ۱۱، التوبہ ۱۰۳)
اوران کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعاان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

﴿۱۱﴾ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ام حرام بنت ملحان کے مکان پر آئے تو ٹیک لگا کر سو گئے پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔

حضرت ام حرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت کے ایک گروہ کو دیکھ کر تعجب ہوا جو سمندر پر اس طرح سواری کر کے سفر کر رہے ہیں جیسے بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھتے ہیں، انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمادے، حضور نے دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ اے اللہ! اِن کو اُس گروہ میں شامل فرمادے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سو گئے اور پھر آپ ہنستے ہوئے بیدار ہوئے حضرت ام حرام بنت ملحان نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ! کس بات نے آپ کو ہنسایا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے کی طرح بتایا کہ مجھے اپنی امت کے اس گروہ کو دیکھ کر حیرت ہوئی جو سمندر پر اس طرح سفر کریں گے جیسے بادشاہ اپنی تخت پر بیٹھتے ہیں ،ام حرام بنت ملحان نے پھر گذارش کی، یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس گروہ میں شامل فرمادے ،تو حضور نے فرمایا تمہارا شمار تو پہلے گروہ میں ہو چکا ہے نہ کہ دوسرے میں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ام حرام بنت ملحان نے حضرت عبادہ بن صامت سے نکاح کر لیا اور وہ قرظہ کی بیٹی کے ساتھ جہاد میں بحری سفر میں نکلیں، جب وہاں سے واپس لوٹیں تو اپنی سواری کے جانور سے گر پڑیں جس سے آپ کا وصال ہو گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۰۳، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ غَزْوَةِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ، بحری فوج میں عورتوں کی شرکت کا بیان، حدیث نمبر ۲۸۷۷، ۲۸۷۸۔
بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۲۹، كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ مَنْ زَارَ قَوْماً فَقَالَ عِنْدَهُمْ، حدیث نمبر ۶۲۸۲، ۶۲۸۳۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سمندری مسافر ہونا معلوم ہوتا ہے وہیں حضور کے علم غیب کا بھی شعور ہوتا ہے، آپ نے برسوں پہلے یہ بتا دیا کہ ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب مسلمان مجاہدین کشتی پر بیٹھ کر سمندری سفر کریں گے اور جیسا حضور نے فرمایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوا اور صحابیہ کا یہ عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ حضور جو دعا فرمادیں گے وہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ضرور ہو گی۔

﴿غیب کا مشاہدہ﴾

سرِ عرش پر ہے تیری گذر، دلِ فرش پر ہے تری نظر — ملکوت و مُلک میں کوئی شی، نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

﴿۱۲﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگوں نے خیبر فتح کیا تو ہم لوگوں کو سونا چاندی نہیں ملا بلکہ گائے، اونٹ، سامان اور رباغ مالِ غنیمت میں حاصل ہوا خیبر کی فتح کے بعد ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وادی القریٰ میں پہنچے حضور کے ساتھ ایک حبشی غلام تھا جنکا نام مِدعَم تھا جسے بنی ضباب کے ایک شخص نے پیش کیا تھا وہ غلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کجاوہ کھول رہا تھا کہ اچانک اس کو ایک تیر آ لگا لوگوں نے کہا اسے شہادت مبارک ہو۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ الشَّمْلَۃَ الَّتِیْ اَصَابَھَا یَوْمَ خَیْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْھَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَیْہِ نَارًا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک وہ کمبل جسے اس نے فتح خیبر کے دن مالِ غنیمت تقسیم ہونے سے پہلے لے لیا تھا وہ آگ بن کر اس پر بھڑک رہا ہے۔

ایک دوسرے آدمی جنہوں نے ایک یا دو تسمے لیا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس کو (معمولی سی چیز) سمجھ کر لیا تھا حضور نے فرمایا ایک یا دو تسمے آگ کے ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۰۸، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ غَزْوَۃِ خَیْبَرَ غزوہ خیبر کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۳۴۔

﴿فتح کی پیشین گوئی﴾

کون ہے جو ہر کسی کا مونس و غمخوار ہے — وہ محمد مصطفیٰ جن کو سبھی سے پیار ہے
وہ ہیں مستقبل کا ایک شفاف و سچا آئینہ — آنے والے کل کا اُن کے ہاتھ میں اخبار ہے

﴿۱۳﴾ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ احزاب یعنی جنگ خندق کے موقع پر جب کافروں کی فوجیں نظر آئیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اب ہم ان لوگوں پر حملہ کیا کریں گے؟ یہ ہم پر چڑھائی نہیں کرسکیں گے اور ہم ان لوگوں کی طرف چل کر جائیں گے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۹۰، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ غَزْوَۃِ الْخَنْدَقِ وَھِیَ الْاَحْزَابُ غزوہ خندق یا غزوہ احزاب کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۱۰، ۴۱۱۱۔

فائدہ: غیب داں نبی نے جیسا فرمایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا کہ آندھی اور طوفان کی شکل میں مشرکوں پر ایسی آفت آئی کہ وہ سب بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے جنگ کیے بغیر فتح حاصل کرلیا اور مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لیے اطمینان و سکون سے چل کر گئے۔

﴿شہادت کا اشارہ﴾

﴿۱۴﴾ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے ہم سب رات کے وقت میں سفر کر رہے تھے اس سفر میں عرب کے ایک بڑے شاعر حضرت عامر بھی ہمارے ساتھ تھے ایک آدمی نے ان سے کہا اے عامر! آپ ہمیں اپنے اشعار کیوں نہیں سناتے؟ چنانچہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعار سنانے لگے۔

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا	وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
اے اللہ! اگر تو ہماری رشد و ہدایت نہ فرماتا	تو نہ ہم نماز پڑھتے ہوتے اور نہ زکوٰۃ دیتے
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا	وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
اے میرے پروردگا! ہمارے دلوں پر سکینہ نازل فرما	کافروں کے مقابلے میں ہم کو ثابت قدمی عطا فرما

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ شعر پڑھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ عامر بن اکوع ہیں حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

اس بات کو سن کر ہم میں سے ایک شخص (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنے لگے ان کے لیئے شہادت واجب ہوگئی، یا رسول اللہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کچھ دن اور ان سے ہم کو فائدہ اٹھانے دیتے۔

جب ہم لوگ خیبر پہنچے تو ہم نے یہودیوں کا محاصرہ کرلیا اس دوران زادِراہ کی کمی کے سبب بھوک نے ہمیں خوب تنگ کر رکھا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان پر فتح عطا فرمائی اور جب لوگوں نے اس دن کا شام کیا جس دن ہمیں خیبر پر فتح ملی تو بہت زیادہ آگ جلائی گئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز پر آگ جلائی جارہی ہے؟ لوگوں نے بتایا گوشت پکایا جارہا ہے، حضور نے دریافت فرمایا کس چیز کا گوشت ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ گھریلو گدھے کا گوشت ہے آپ نے فرمایا گوشت کو پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو، کسی آدمی نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم ایسا نہ کریں کہ گوشت کو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟ حضور نے فرمایا اچھا ایسا ہی کرو۔

جنگ خیبر میں جب مسلمانوں نے صف بندی کی تھی تو چونکہ حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار بہت چھوٹی تھی جنگ کے دوران انہوں نے ایک یہودی کے پنڈلی پر ایسی تلوار ماری تھی جو پلٹ کر خود ان کے گھٹنے پر آ لگی جس کے سبب وہ جاں بحق ہوگئے تھے۔

حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ جب میں واپس لوٹنے لگا تو مجھے افسردہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان،

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عامر کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھی یہ کہا ہے اس نے غلط کہا ہے اس کے لیے تو دوگنا اجر ہے۔ پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع کر کے فرمایا وہ راہ خدا میں جاں فشانی کرنے والا مرد تھا چلنے پھرنے والے اعرابی لوگوں میں ایسے جواں مرد کم ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۰۳، کِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، غزوہ خیبر کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۹۶۔

﴿حضرت عثمان وعمر کی شہادت کا اشارہ﴾

﴿۱۵﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اُحد پہاڑ پر چڑھے تو احد پہاڑ ہلنے لگا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کو ٹھوکر مار کر فرمایا۔

اُثْبُتْ اُحُدًا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ صِدِّيْقٌ وَنَبِيٌّ وَشَهِيْدَانِ۔

اے اُحد ٹھہر جا اس لیے کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۹، كِتَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت کا بیان، بَابُ فَضْلِ أَبِيْ بَكْرٍ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت، حدیث نمبر ۳۶۷۵۔

فائدہ: حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی دونوں شہید ہوئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے وصال سے برسوں پہلے ان دونوں حضرات کی شہادت کا اعلان فرما دیا اور جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوا یہ علم غیب ہی تو ہے۔

فائدہ: **اُحد** پہاڑ کی بڑی فضیلت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُحد ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

﴿قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کی خبر﴾

﴿۱۶﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ کُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے ضرور ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۱، کتاب الْمَنَاقِب، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِی الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۱۸۔

فائدہ: صحابہ کو قیصر و کسریٰ کی حکومت ختم ہونے کی خبر دینا اور اللہ عزوجل کی قسم کے ساتھ یہ فرمانا کہ ان کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کیے جائیں گے یہ سب غیب کی باتیں ہیں۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں نے بادشاہ قیصر روم اور بادشاہ کسریٰ ایران کے ملک کو فتح کر لیا تھا، مسلمان عزت، شہرت دولت اور شان و شوکت سے مالا مال ہو چکے تھے، بیشتر ممالک اسلامی حکومت کی ماتحتی میں آگئے تھے اور دنیا کے گوشے گوشے میں مذہب اسلام اور اس کے ماننے والوں کی ہیبت و شوکت بیٹھ گئی تھی۔

فائدہ: مذکورہ چھ آیتیں اور سولہ حدیثیں یہ سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار اور لامحدود غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

فائدہ: اگر کبھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سوال کے جواب میں خاموشی اختیار کی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں، کہ معاذ اللہ: آپ کو غیب کا علم نہیں، نبی کا معنی ہی ہے غیب کی خبریں دینے والا، آپ کی خاموشی کسی مطلب اور حکمت کی بنیاد پر ہوئی ہے جیسے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہار گم ہونے کے وقت کہ اس وقت آیت تیمم کا نزول ہونا تھا اگر سرکار بتا دیتے تو نہ صحابہ رکتے اور نہ آیت تیمم کا نزول ہوتا اور نہ مسلمانوں کو تیمم کی عظیم نعمت ملتی۔ یوں ہی ام المومنین پر تہمت کے وقت کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عظمت و تقدس کی یہ معراج ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت نازل فرما کر آپ کی عظمت اور براءت ظاہر فرمادی ورنہ اگر خود حضور اس براءت کا اظہار فرماتے تو گندی ذہنیت کے لوگ کہتے کہ شوہر تو اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہی بولتے ہیں۔

آیت براءت آنے میں تاخیر بھی اس لیے ہوئی تا کہ قیامت تک کے مسلمانوں کو یہ سبق ملے کہ کسی بھی فیصلہ یا نتیجہ پر پہنچنے سے پہلے چھان بین اور تفتیش کے ہر ممکن پہلو کو اختیار کر لیا جائے۔

گیارھواں باب

معجزہ

معجزہ، ارہاص، کرامت، استدراج کی تعریف

اَلْمُعْجِزَۃُ اَمْرٌ خَارِقٌ لِلْعَادَۃِ قُصِدَ بِہٖ اِظْہَارُ صِدْقِ مَنِ ادَّعٰی اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ (شرح تائد)

معجزہ: وہ امر خارق ہے جو خرق عادت کے طور پر ظاہر ہو جس کے ذریعہ اس شخص کا صدق ظاہر کرنا مقصود ہو جو اس بات کا دعویٰ کرے کہ وہ خدا کا پیغمبر ہے۔

یا آسان لفظوں میں یہ کہا جائے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نبوت کی تائید میں جو بات عادت کے خلاف اور مقصود کے مطابق ظاہر ہو اس کو **معجزہ** کہتے ہیں۔

ارہاص: انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے نبوت کے دعویٰ سے پہلے جو بات عادت کے خلاف ان کے ارادے کے مطابق ظاہر ہو اس کو **ارھاص** کہتے ہیں۔

استدراج: کسی کافر یا فاسق سے جو خرقِ عادت اس کے مقصود کے مطابق ظاہر ہو اس کو **استدراج** کہتے ہیں۔

فائدہ: استدراج اور معجزہ میں فرق یہ ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا کسی محالِ عادی کو اپنے دعویٰ کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا ورنہ سچے اور جھوٹے میں فرق نہیں رہے گا اور شریعت کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

البتہ جو خدائی کا دعویٰ کرنے والا ہو گا اس کا شعبدہ اس کے مقصد کے مطابق ظاہر ہو سکتا ہے چنانچہ قیامت کی آمد سے پہلے دجال لعین سے ایسے شعبدے ظاہر ہوں گے اور وہ خدائی کا دعویٰ کر کے لوگوں کو گمراہ کرے گا لیکن اس سے نظامِ شریعت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا اس لیئے کہ خدائی کا دعویٰ کرنے والا اگر مشرق سے لے کر مغرب تک کی جگہ کو ہزاروں عجائب و غرائب اور خرقِ عادت سے بھر دے تب بھی عقلِ سلیم اس کے خدائی کے دعویٰ پر ایمان نہیں لائے گی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے عصا کو پتھر پر مار کر پانی کا چشمہ جاری کرنا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْہُ اثْنَتَا عَشْرَۃَ عَیْنًا۔

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو فوراً اس سے بارہ چشمے نکل پڑے۔(پ ا ع ۷/البقرہ ٦٠)

﴿حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ﴾

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ۔ (پ ١٧ ع ٦ / الانبیاء ٨٠)

اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے بچائے تو کیا تم شکر کرو گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے دست مبارک کا یہ معجزہ تھا کہ لوہا آپ کے دست مبارک میں آ کر موم کی طرح یا گوندھے ہوئے آٹے کی طرح نرم ہو جاتا اور آپ بغیر ٹھونکے پیٹے اس سے جو چاہتے بنا لیتے اس کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ قوم بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے تو لوگوں کے حالات کو جاننے کے لیے آپ اس طرح نکلا کرتے کہ لوگ آپ کو پہچان نہ پاتے تھے آپ لوگوں سے پوچھا کرتے کہ داؤد کیسا آدمی ہے؟ سارے ہی لوگ آپ کے حسن انتظام کی تعریف کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دن ایک فرشتہ کو انسان کی صورت میں بھیجا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی عادت کے مطابق ان سے بھی یہی سوال کیا کہ داؤد کیسے آدمی ہیں؟ فرشتہ نے کہا کہ داؤد ہیں تو بہت اچھے آدمی لیکن اے کاش ان میں ایک خصلت نہ ہوتی تو بہتر ہوتا؟ آپ نے کہا بندۂ خدا وہ کون سی خصلت؟ فرشتہ نے کہا کہ وہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچ بیت المال سے لیتے ہیں۔

فرشتہ کی اس بات کو سن کر آپ کے دل میں خیال آیا کہ اگر آپ بیت المال سے وظیفہ نہ لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا آپ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ ان کے لیے کوئی ایسا سبب کر دے جس سے آپ اپنے بال بچوں کا خرچ پورا کر سکیں اور بیت المال یعنی شاہی خزانہ سے بے نیازی ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی، آپ کے لیے لوہے کو نرم کر دیا اور آپ کو زرہ بنانے کا علم دیا سب سے پہلے زرہ بنانے والے آپ ہی ہیں آپ روزانہ ایک زرہ بنایا کرتے اور اس کو فروخت کر کے اپنے اہل وعیال کا خرچ پورا کرتے اور فقراء ومساکین پر صدقہ بھی کیا کرتے۔

آپ کا ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو آپ کے ساتھ تسبیح کرنے کا حکم دیا چنانچہ جب آپ تسبیح کرتے تو پہاڑوں سے بھی تسبیح سنی جاتی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۔ (پ ٢٢ ع ٨ / سورہ سبا ١٠ / ١١)

اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو، اور ہم نے اس کے لیئے لوہا نرم کیا کہ وسیع زرہیں بنا اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ اور تم سب نیکی کرو بے شک تمہارے کام دیکھ رہا ہوں۔ (معالم التنزیل، خزائن العرفان، تفسیر مظہری،)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بہت پیاری اور حسین آواز بھی عطا فرمائی تھی آج بھی شعبۂ قرأت میں لحن داؤدی مشہور ومعروف ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو، جنوں کو، پرندوں کو، درندوں کو اور دوسری چیزوں کو آپ کے تابع کردیا اور ان کی بولی سکھادی، جن وانس، پرندے، چوپائے ودرندے سب پر آپ کی حکومت تھی، اور آپ دو ماہ کی مسافت کو ایک رات اور ایک دن میں طے کرلیا کرتے تھے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ وَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ۔ (پ۱۹ ع۱۷ سورۃ النمل ۱۶) اور سلیمان داؤد کا جانشین ہوا اور کہا اے لوگو ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی اور ہر چیز سے ہم کو عطا ہوا بے شک یہی ظاہر فضل ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ۔ (پ۲۲ ع۸ سورہ سبا ۱۲)

اور سلیمان کے بس میں ہوا کردی اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینے کی راہ اور ہم نے اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہایا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نابینا کی بینائی واپس لے آنا، مردہ زندہ کرنا، سفید داغ والوں کا شفا دینا۔

وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف، یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ (پارہ ۳ ع ۱۳ آل عمران ۴۹)

فائدہ: متقی پرہیز گار صالح امتی سے جو خرق عادت ان کے مقصود کے مطابق ظاہر ہو اس کو **کرامت** کہتے ہیں۔

فائدہ: کرامت دکھانے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت کا پابند ہو ورنہ چاہے کوئی ہوا میں اڑتا ہو یا آسمان سے آگ برساتا ہو نہ اس کو ولی کہیں گے اور نہ ہی اس کے فعل کو کرامت کہیں گے۔

﴿کرامت کی مثال﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب شہر سبا کی ملکہ بلقیس کو مذہب حق قبول کرنے کی دعوت دی تو وہ آپ کی خدمت میں آنے سے پہلے سونے، چاندی اور ہیرے جواہرات سے مزین تخت کو اپنے محل میں چھپا دیا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا جو نبی نہیں بلکہ ولی تھے انہوں نے اس تخت کو پلک جھپکتے لا کر حاضر کر دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۔ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ۔ (پ۱۹ع۱۸،النمل ۳۸،۳۹)

سلیمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اُس کا تخت میرے پاس لے آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔ ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت بلقیس حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخواست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانتدار ہوں۔ (پ۱۹ع۱۸،سورۃ النمل ۳۹)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا اجلاس صبح سے دوپہر تک ہوتا تھا آپ نے درباریوں سے فرمایا میں تختِ بلقیس کو اس سے بھی جلد دیکھنا چاہتا ہوں کیا تم میں سے کوئی یہ کام کر سکتا ہے؟

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ۔ (پ۱۹ع۱۸،سورۃ النمل ۴۰)

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔

﴿کرامت کی ایک اور مثال﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت بی بی مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھجور کے سوکھے درخت کو ہلایا تو سوکھے درخت سے پکی کھجوریں گرنے لگیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا۔ بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ (پ۱۶ع۵،سورہ مریم ۲۵،۲۶،۲۷)

حضور کا معجزہ

سراپا معجزہ ہے، عقل انسانی سے برتر ہے محمد مصطفےٰ شہکارِ تخلیقاتِ داور ہے

چاند شق ہو گیا

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کہ ہیں وہ نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ مکہ والوں نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں اپنی نبوت کی کوئی نشانی دکھائیں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھایا یہاں تک کہ لوگوں نے حرا پہاڑ کو چاند کے ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۶، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ اِنْشِقَاقِ الْقَمَرِ، چاند کو ٹکڑے کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۶۸۔

ماہِ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفےٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اُس وقت ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے۔

فَقَالَ اَشْهَدُوْا وَ ذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ۔

حضور نے اس وقت ارشاد فرمایا تم لوگ گواہ ہو جاؤ اور چاند کا ایک ٹکڑا پہاڑ کی طرف چلا گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۶، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ اِنْشِقَاقِ الْقَمَرِ، چاند کو ٹکڑے کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۶۹۔

کبھی کلمہ پڑھنے لگے حجر، کبھی سینہ چاک کرے قمر کبھی شمس بدلے رخِ سفر، یہ میرے نبی کا کمال ہے

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ عہدِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں چاند شق ہو گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۶، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ اِنْشِقَاقِ الْقَمَرِ، چاند کو ٹکڑے کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۷۰۔

صاحبِ رجعتِ شمس و شق القمر نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

﴿ایک بکری کی کلیجی اور ایک سوتیس آدمی﴾

رسولِ پاک جو چاہیں تو کیا نہیں ہوتا　　خدا کے فضل سے عاجز نہیں ہیں نادانو !

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سوتیس آدمی ایک سفر میں رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ھَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنْکُمْ طَعَامٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانا موجود ہے؟

ایک آدمی کے پاس ایک صاع کے قریب آٹا تھا اسے گوندھا گیا پھر ایک دراز قد، بکھرے بالوں والا ایک مشرک آدمی اپنی بکریوں کا ریوڑ ہانکتا ہوا آ گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو ایک بکری ہدیہ دینے یا بیچنے کے لیے فرمایا تو اس نے بیچنا منظور کیا آپ نے اس سے ایک بکری خرید لی جب اس بکری کو (ذبح کر کے گوشت) بنایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے کلیجی بھوننے کا حکم فرمایا۔

قسم خدا کی، ایک سوتیس افراد میں سے ایک آدمی بھی ایسا نہ بچا جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلیجی نہ دیا ہو جو لوگ حاضر تھے ان سب کو ان کا حصہ دیا گیا اور جو غیر حاضر تھے ان کے لیے بکری کا سر رکھ دیا گیا پھر اس گوشت کو دو برتنوں میں ڈال دیا گیا اور سب لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا لیکن اس کے باوجود بھی گوشت بچ گیا جس کو ہم نے اپنے اونٹ پر لا دلیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۵۶، کتاب الھبہ، بَابُ قُبُوْلِ الْھَدِیَّۃِ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مشرکوں سے ہدیہ قبول کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۶۱۸۔

﴿نورانی چراغ﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دو صحابی حضرت اُسید بن حضیر اور حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک اندھیری رات میں حضور کی بارگاہ سے اپنے گھروں کو واپس جانے لگے تو ان دونوں حضرات کے آگے آگے ایک نور چراغ کی طرح روشن ہو گیا جب وہ دونوں اپنے اپنے گھروں کے لیے راستے میں جدا ہوئے تو وہ نور کا چراغ ان میں سے ہر ایک ساتھ ہو گیا یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ گئے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۱، کتاب المناقب، باب سُؤَالِ الْمُشْرِکِیْنَ۔ مشرکین کے سوال کرنے کا بیان کہ انہیں کوئی نشانی دکھائیں، حدیث نمبر ۳۶۳۹

فائدہ: روشنی کی صورت یہ ہوئی کہ ان دونوں حضرات کے ہاتھ میں عصا تھا ان میں سے ایک عصا اتنا روشن ہو گیا کہ کہ دونوں نے راستہ طے کر لیا پھر جب دونوں الگ ہوئے تو دوسرے کا عصا بھی روشن ہو گیا اور اس طرح دونوں صحابی اپنے عصا کی روشنی میں اپنے گھر پہنچ گئے۔(نزھۃ القاری شرح بخاری)

﴿سوکھا کنواں پانی سے بھر گیا﴾

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حُدَیبیہ میں تقریباً چودہ سو آدمی تھے حدیبیہ ایک کنواں کا نام ہے ہم لوگوں نے اُس کنواں کا سارا پانی نکال لیا تھا یہاں تک کہ جب کچھ بھی پانی اُس کنواں میں باقی نہ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنواں کی مینڈھ پر تشریف لائے آپ نے تھوڑا سا پانی منگوایا اور اس میں کلی کیا اور کلی کیا ہوا پانی کنواں میں ڈال دیا ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں گذری کہ کنواں پانی سے بھر گیا اور ہم لوگوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور ہمارے اونٹ بھی خوب سیراب ہو کر لوٹے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۵، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۷۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۹۸، کِتَابُ الْمَغَازِي بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ غزوہ حدیبیہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۵۱، ۴۱۵۰۔

﴿برتن پانی کا چشمہ بن گیا﴾

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غمخواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نماز کا وقت ہوا تو جن لوگوں کے گھر مسجد سے قریب تھے وہ سب وضو کرنے چلے گئے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک پتھر کا برتن پیش کیا گیا جس میں تھوڑا سا پانی تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس برتن میں ڈال دیا لیکن برتن چھوٹا ہونے کی وجہ سے ہاتھ کھلتا نہ تھا اس لیے حضور نے انگلیوں کو ملا کر برتن میں ڈالا تو پانی ابل پڑا اور اس برتن سے ابلنے والے پانی سے سارے صحابہ نے وضو کر لیا۔

راوی فرماتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کتنے لوگ اس وقت حاضر تھے جنھوں نے اس بابرکت پانی سے وضو کیا؟ تو حضرت انس نے بتایا وضو کرنے والے کل اسی آدمی تھے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۵، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان حدیث نمبر ۳۵۷۵۔

میرے کریم سے گر، قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیے ہیں، دُربے بہا دیے ہیں

﴿چشمہ ابل پڑا﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے پانی بالکل ختم ہو چکا تھا جس کی وجہ سے صحابہ کافی پریشان تھے کچھ لوگوں نے آکر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صورت حال کو بیان کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا جاؤ بچا ہوا کچھ پانی تلاش کر کے لاؤ۔

صحابہ ایک برتن لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے جس میں بہت تھوڑا سا پانی تھا حضور نے اپنا مبارک ہاتھ اس برتن میں ڈال دیا اور فرمایا "برکت والے پانی کی طرف آؤ اور یہ برکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے"۔

فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَآءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بے شک میں نے دیکھا پانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابل رہا ہے۔ **وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔**

اور ہم لوگ آپ کے کھانے سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنتے تھے۔

بخاری شریف، جلد اول صفحہ ۵۰۵، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۹۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر	ندیاں پنج آب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے	ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

﴿چھوٹا سا برتن اور تین سو آدمی کا وضو کرنا﴾

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں ۔۔۔ انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پانی کا ایک برتن پیش کیا گیا اس وقت آپ زوراء کے مقام پر تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے برتن کے اندر اپنا دست مبارک رکھ دیا تو آپ کے انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے اور اس ابلتے ہوئے پانی سے سب لوگوں نے وضو کر لیا۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ پوچھا کہ اس وقت اس پانی کو استعمال کرنے والے آپ لوگ کتنے آدمی تھے؟ حضرت انس نے بتایا اس وقت ہماری تعداد تین سو یا تین سو کے قریب تھی۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۴، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۲۔

﴿دست اقدس کی برکت﴾

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں
لَا وَرَبِّ الْعَرْش جس کو جو ملا اُن سے ملا بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

حضرت عمران بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ تبوک کے سفر میں ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم لوگ رات بھر چلتے رہے، یہاں تک کہ رات کے اخیر حصے میں ہمارا قیام ہوا، سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے سب کے سب گہری نیند سو گئے اور ایسا سوئے کہ سورج کی گرمی نے ہمیں جگایا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاگنے والوں میں چوتھے آدمی تھے ہم لوگوں کا یہ معمول تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آرام فرماتے تو آپ کو اس وقت تک بیدار نہیں کیا جاتا جب تک کہ آپ خود جاگ نہ جائیں اس لیے کہ معلوم نہیں حضور کو خواب میں کیا امور پیش ہیں حضرت عمر بن خطاب چونکہ بہت بہادر اور جری آدمی تھے۔

فَكَبَّرَ وَ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ فَمَازَالَ يُكَبِّرُ وَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتّٰى اِسْتَيْقَظَ بِصَوْتِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔ تو آپ نے تکبیر پکارنا شروع کیا اور تکبیر میں اپنی آواز کو خوب بلند کیا اور مسلسل بلند آواز سے تکبیر کہتے رہے یہاں تک کہ آپ کی آواز سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہو گئے۔

اب لوگوں نے اپنی حالتوں سے اور نماز فجر کے قضا ہونے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آگاہ کیا، حضور نے فرمایا کوئی حرج نہیں یہاں سے چلو، تھوڑی دور چلنے کے بعد آپ سواری سے اترے، پانی طلب کر کے وضو کیا، نماز کے لیئے اذان دی گئی تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی، جب حضور نماز سے فارغ ہوئے تو ایک صحابی کو سب سے الگ بیٹھے دیکھا، فرمایا تجھ کو سب کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ اس نے عرض کیا مجھے جنابت لاحق ہو گئی اور غسل کے لیے پانی نہیں ہے آپ نے فرمایا مٹی سے تیمم کر لیتا تو وہ تیرے لیے کافی ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہاں سے چل پڑے پھر جب لوگوں نے پیاس کی شکایت کی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک دوسرے صحابی کو حکم فرمایا کہ وہ پانی تلاش کر کے لائیں۔

وہ دونوں حضرات پانی کی تلاش میں نکل پڑے راستے میں ایک عورت کو دیکھا جو دو بڑا مشکیزہ پانی لٹکائے ہوئے اونٹ پر بیٹھی چلی جارہی تھی انھوں نے اس سے پوچھا پانی کہاں ملا؟

اس عورت نے بتایا کل اسی وقت میں پانی کے پاس موجود تھی ہمارے مرد سب پیچھے رہ گئے ہیں، انھوں نے کہا ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس چلو، عورت نے کہا وہی صابی جو نئے دین کے بانی کہلاتے ہیں ؟ کہا ہاں وہی جن کو تم یہ کہتی ہو دونوں حضرات اس عورت کو حضور کے پاس لے کر آئے اور اس کے ملنے کا قصہ بتایا۔

عورت کو اونٹ سے اتارا گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک برتن منگا کر دونوں مشکیزہ کا منھ کھول دیا

اور اعلان کروادیا، پانی خود بھی پیو اور جانوروں کو بھی پلاؤ، جسے غسل کرنے کی ضرورت تھی آپ نے اس کو بھی ایک برتن بھر کر دیا تا کہ وہ غسل کرلے وہ عورت حیران کھڑی دیکھ رہی تھی کہ یہ اس کے پانی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

راوی فرماتے ہیں۔ **وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ اُقْلِعَ عَنْهَا۔**

قسم خدا کی، جب پانی لینا بند کیا گیا تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ مشکیزہ پہلے سے بھی زیادہ بھرا ہوا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے کچھ سامان جمع کرو، لوگوں نے اس کے لیے ستو، آٹا، اور کھجور جمع کیا، اس کو ایک کپڑے میں باندھ کر اس عورت کو دے دیا، اور اس کو اونٹ پر سوار کر دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا ہم نے تمہارے پانی سے کچھ کم نہیں کیا ہاں اللہ ہی وہ ہے جس نے ہمیں پانی پلا دیا۔

وہ عورت اپنے گھر کو روانہ ہوئی اور بڑی تاخیر سے گھر پہنچی گھر والوں نے پوچھا اے فلانہ! تجھے کس چیز نے روکا تھا؟ عورت نے کہا ایک حیرت انگیز قصہ ہے مجھے دو آدمی ملے اور اور مجھے ان کی خدمت میں لے گئے جنھیں صابی کہا جاتا ہے اور انھوں نے ایسا ایسا کیا اس نے انگلی سے زمین و آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا قسم خدا کی! وہ زمین و آسمان کے درمیان سب سے بڑے جادوگر ہیں یا تو بے شک وہ اللہ کے برحق رسول ہیں۔

مسلمان (مجاہدین) اکثر اس عورت کے اردگرد کے کفار و مشرکین پر چھاپے مارتے لیکن یہ عورت جس محلے میں رہتی تھی اس محلہ کو چھوڑ دیتے تھے ایک دن اس عورت نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تم سب کو جان بوجھ کر چھوڑ دیا کرتے ہیں تو کیا اب تمھیں اسلام قبول کرنے کی طرف کچھ رغبت ہے؟ قوم کے لوگوں نے اس کی بات مان لی اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۹، کِتَابُ التَّيَمُّمِ، بَابُ الصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَاءِ، پاک مٹی مسلمان کے لیے پانی جیسا وضو کرنے کا کام دیتی ہے، حدیث نمبر ۳۴۴۔ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۵، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۱۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے کوئی بھلائی حاصل کیا جائے تو بدلے میں کچھ تحفہ بھی پیش کیا جائے اور یہ کہ کسی کی، کی ہوئی نیکی کو بھولنا نہیں چاہیے جیسا کہ صحابہ نے اس عورت سے ایک مرتبہ پانی لیا تھا اور اسی وجہ سے اس کے قبیلہ والوں پر حملہ کرنے سے گریز کرتے رہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس حسن اخلاق کی برکت سے اس عورت کے قبیلہ کے تمام افراد نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں کے برتن وغیرہ کا استعمال جائز ہے اور ان کے گھر کا کھانا پانی کھا پی سکتے ہیں جب تک کہ اس کے نجس ہونے یا حرام ہونے کا یقین نہ ہو۔

فائدہ: پوری جماعت کی نماز اگر قضا ہو جائے تو اذان اور جماعت دونوں سنت ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔

کھجوریں بٹتی رہیں پھر بھی کمی کچھ نہیں

ابھی اس پار ہے کشتی ابھی اُس پار ہوجائے بھنور کا خوف کیا نظرِ عنایت ہو اگر آقا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت عبداللہ بن عمر بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت قرض دار تھے جب غزوۂ احد میں وہ شہید ہوگئے تو قرض دینے والوں نے بہت سختی سے کام لیا اور مجھ سے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ **فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔**

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد طلب کی۔

اس خیال سے کہ اگر حضور ان سے میرے حق میں گفتگو کریں گے تو شاید وہ لوگ میرے والد صاحب کے قرض کا کچھ حصہ معاف کردیں گے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو بلایا اور قرض کی کچھ رقم معاف کردینے کے لیے کہا مگر انھوں نے کچھ معاف نہ کیا حضور نے مجھ سے فرمایا تم جاؤ اور اپنی کھجوروں کو چھانٹ کر سب کو الگ کرو عجوہ کھجور ایک طرف رکھو، عزق نامی ایک طرف، اور زید نامی کھجور دوسری طرف رکھو جب سب سارے کھجوروں کو الگ الگ کرلینا تو پھر مجھے بلالینا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا ہر قسم کے کھجور کو الگ الگ جمع کردیا اور آپ کے پاس اطلاع بھیج دی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور کھجوروں کے ڈھیر کے اوپر یا اس کے درمیان بیٹھ گئے اور دعائے برکت کی پھر مجھ سے فرمایا ان لوگوں کو ناپ کردیتے جاؤ۔

میں نے انھیں ناپ کر دینا شروع کیا یہاں تک کہ جتنا ان لوگوں کا قرض تھا سب کا سب ادا کردیا پھر بھی کھجوروں کے ڈھیروں میں کچھ کمی نہ ہوئی یوں معلوم ہو رہا تھا گویا اس میں سے کچھ بھی نہیں نکالی گئی۔

ثُمَّ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ جَالِسٌ فَاَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ۔

حضرت جابر فرماتے ہیں جب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ بیٹھے ہوئے تھے میں نے کھجور بانٹنے اور اس کے بچ رہنے کا واقعہ سنایا۔

اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے میں نے حضور کو جب ساری بات بتائی تو آپ نے حضرت سے عمر سے فرمایا اے عمر! جابر بن عبداللہ کی بات سنو۔

فَقَالَ اَلَا يَكُوْنُ ؟ قَدْ عَلِمْنَا اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۔

حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی موجودگی میں ایسا کیوں نہ ہو؟ ہم جانتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں قسم خدا کی! آپ ضرور اللہ کے رسول ہیں۔

بخاری شریف، جلد اول رصفحہ ۳۵۴ ر کِتَابُ الْهِبَةِ، بَابُ اِذَا وَهَبَ دَيْنًا عَلٰى رَجُلٍ رجب کوئی اپنا قرضہ کسی کو ہبہ کردے حدیث نمبر ۲۶۰۱۔

بخاری شریف جلد اول رصفحہ ۲۸۵، کِتَابُ الْبُيُوْعِ ،بَابُ الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ وَالْمُعْطِىْ، حدیث نمبر ۲۱۲۷۔

فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کہنا کہ ” **فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** “

میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد طلب کیا، اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور سے استعانت اور مدد طلب کرنا جائز ہے اور جس طرح ان کی ضرورت پوری ہوئی، سارا قرضہ اتر گیا اور کھجور جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا اسی طرح جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد کا طالب ہوگا اس کی بھی دنیا و آخرت کی ضرورت پوری ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قرض لینے والا اگر مجبور ہے تو اس کو قرض ادا کرنے میں کچھ مہلت دینی چاہیے یا قرض کا کچھ حصہ یا پورا معاف کر دینا چاہیے قرآن پاک سے بھی اسی کی تاکید و تعلیم ملتی ہے۔

وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ وَّاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک، اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لیے اور بھلا ہے اگر تم جانو۔ (پ۳ع۶ر البقرہ ۲۷۹)

﴿انگلیاں ہیں فیض پر﴾

حضرت سالم، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن جب پانی ختم ہو گیا اور صحابہ پیاس سے بے تاب ہوئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے کا ایک چھوٹا سا برتن رکھا ہوا تھا جس سے آپ وضو فرما رہے تھے، صحابہ کرام اس پانی کی طرف تیزی سے بڑھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے پاس پانی نہیں ہے کہ ہم وضو کریں یا پئیں مگر وہی پانی جو حضور کے سامنے برتن میں ہے راوی فرماتے ہیں۔

فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِى الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک کو پانی کے برتن میں ڈال دیا تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح پانی ابلنے لگا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کر لیا میں نے بھی اپنا پیٹ بھرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی کیونکہ میرے نزدیک یہ پانی متبرک تھا۔

حضرت سالم بن ابو الجعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ لوگ اس وقت کتنے آدمی تھے؟ انھوں نے بتایا۔

قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

ہم لوگ پندرہ سو کی تعداد میں تھے اگر ہم لوگوں کی تعداد ایک لاکھ بھی ہوتی تو وہ پانی ہم سب کے لیے کافی ہوتا

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۵، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۶۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۹۸، كِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ، غزوہ حدیبیہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۵۲۔

﴿ایک گلاس دودھ اور ستر اصحاب صُفّہ﴾

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر   جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بھوک کے سبب کبھی میں زمین پر پیٹ کے بل لیٹ جاتا تو کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا ایک دن مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی اور میں لوگوں کی عام گذرگاہ پر بیٹھا ہوا تھا۔

میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاتے ہوئے دیکھا تو ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کے متعلق پوچھا مقصد یہ تھا کہ اسی بہانے وہ میرے حالِ زار کو محسوس کر کے مجھے کھانا کھلادیں گے مگر ایسا نہ ہوا اور وہ میرے پاس سے گذر گئے پھر میرے پاس سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ہوا تو میں نے ان سے بھی قرآن کریم کی چند آیتیں سنانے کی خواہش کا اظہار کیا یہاں بھی مقصد یہی تھا کہ وہ مجھے کھانا کھلادیں مگر میری آرزو پوری نہ ہوئی اور حضرت عمر بن خطاب بھی میرے پاس سے گذر گئے۔

ثُمَّ مَرَّ بِیْ اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَ عَرَفَ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ مَافِیْ وَجْهِیْ ثُمَّ قَالَ یَااَبَاهِرٍ ! قُلْتُ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِلْحَقْ۔

اتنے میں میرے پاس حضرت ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا آپ نے میری دلی خواہش اور چہرے کی حالت کو جان لیا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، حضور نے فرمایا آ گے آؤ، میں آپ کے پیچھے رہا آپ اندر داخل ہوئے اور مجھے بھی اندر آنے کی اجازت دی میں گھر کے اندر داخل ہو گیا حضور نے ایک پیالے میں دودھ پایا تو فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا؟

گھر والوں نے جواب دیا فلاں نے بطور ہدیہ آپ کے لئے بھیجا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، حضور نے فرمایا اہل صُفّہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا کر لاؤ، یہ اہل صفہ اہل اسلام کے مہمان تھے جو اپنے اہل و عیال، مال و غلام سے دور تھے وہ کسی کے یہاں جاتے نہیں تھے۔

اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَیْهِمْ وَلَمْ یَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَیْئًا اِذَا اَتَتْهُ هَدِیَّةٌ اَرْسَلَ اِلَیْهِمْ وَاَصَابَ مِنْهَا وَ اَشْرَکَهُمْ فِیْهَا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقہ آتا تو آپ اُن کے لیے بھیج دیتے اور خود اس میں سے ذرا سا بھی تناول نہیں فرماتے تھے البتہ جب آپ کی خدمت میں ہدیہ یا تحفہ پیش کیا جاتا تو اس میں سے خود بھی تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی ساتھ کر لیتے تھے۔

میں نے اپنے دل میں سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سارے اصحاب صفہ کو بلایا ہے اتنے تھوڑے

سے دودھ میں سب کا کیا بنے گا؟ اگر یہ دودھ مجھے دے دیا جاتا اور میں اسے پی لیتا تو کچھ جان میں جان آجاتی حضور نے مجھے ان سب کو بلانے کا حکم دیا ہے جب سب لوگ پئیں گے تو مجھے غالب گمان ہے کہ یہ دودھ تو مجھ تک پہنچے گا بھی نہیں لیکن اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم ماننے بغیر کوئی چارہ بھی نہ تھا اس لیے میں گیا اور اہل صفہ کے تمام افراد کو بلا کر لے آیا وہ سب آئے اور اجازت طلب کر کے گھر کے اندر بیٹھ گئے۔

حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا یہ دودھ ان سب کو پلاؤ، میں نے پیالہ پکڑا اور ایک آدمی کو دے دیا اس نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور پیالہ مجھے واپس کر دیا پھر میں نے دوسرے کو دیا پھر تیسرے کو دیا اور اس طرح باری باری سب کو پلاتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک جا پہنچا سارے اصحاب صفہ اس دودھ کو پی کر شکم سیر ہو چکے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور کہا اے ابو ہریرہ! اب ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں اب تم بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو، میں بیٹھ گیا اور شکم سیر ہو کر دودھ پیا، حضور نے فرمایا کہ پھر پیو، میں نے پھر پیا آپ بار بار یہی فرماتے رہے کہ اور پیو، اور میں دودھ پیتا رہا یہاں تک کہ میں نے انکار کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اب مجھے کوئی گنجائش نظر نہیں آتی، حضور نے فرمایا پیالہ مجھے دو۔ **فَاَعْطَيْتُهُ الْقَدْحَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَ سَمّٰى وَ شَرِبَ الْفُضْلَةَ۔**

میں نے وہ پیالہ حضور کی خدمت میں پیش کر دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر اس بچے ہوئے دودھ کو نوش فرمالیا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۵۶، كِتَابُ الرِّقَاقِ ،بَابُ كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی زندگی کیسی گذرتی تھی۔ حدیث نمبر ۶۴۵۲۔

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا　　　تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

حضرت عمر سے دوسری ملاقات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ پھر دوبارہ میری ملاقات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے کہا اے عمر! یہ بات اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف سے اس ذات کی طرف پھیر دی جو اس کے آپ سے زیادہ حقدار تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری بھوک مٹانے کا انتظام فرمایا، خدا کی قسم، میں نے آپ سے قرآن کریم کی جو آیتیں پڑھ کر سنانے کے لیئے کہا تھا وہ مجھے بھی معلوم ہے میرا مقصد یہ تھا کہ آپ اسی بہانے میری طرف توجہ دیں گے اور میری بھوک کا خیال کر کے مجھے کھانا کھلا دیں گے۔

قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَكُوْنَ اَدْخَلْتُكَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لِيْ مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! خدا کی قسم، اگر میں تمہیں اپنے گھر میں مہمان بنا کر لے جاتا تو یہ بات مجھے سرخ اونٹوں کی دولت ملنے سے بھی زیادہ مرغوب ہوتی۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۰۹، کِتَابُ الْاَطْعِمَة، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَارَزَقْنٰکُمْ، اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، پاک چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں روزی دی، حدیث نمبر ۵۳۷۵۔

﴿اصحاب صفہ کی تعداد﴾

کیوں جناب بو ہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر　　جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

مذکورہ واقعہ کے عنوان اور شعر میں اصحاب صفہ کی تعداد جو ستر (۷۰) بتائی گئی ہے اور کچھ لوگوں نے مذکورہ شعر پر اعتراض بھی کیا ہے جیسا کہ صاحب نزہۃ القاری شرح بخاری نے بیان کیا ہے وہ مندرجہ ذیل روایت کے مطابق ہے اگر چہ اصحاب صفہ کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ سَبْعِیْنَ مِنْ اَصْحَابِ الصُّفَّةِ مَا مِنْهُمْ رَجُلٌ عَلَیْهِ رِدَاءٌ اِمَّا اِزَارٌ وَ اِمَّا کِسَاءٌ قَدْ رَبَطُوْا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ فَمِنْهَا مَایَبْلُغُ نِصْفَ السَّاقَیْنِ وَ مِنْهَا یَبْلُغُ الْکَعْبَیْنِ فَیَجْمَعُهُ بِیَدِهٖ کَرَاهِیَةَ اَنْ تُرٰی عَوْرَتُهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اصحاب صفہ میں سے ستر ایسے آدمیوں کو دیکھا ہے جن کے پاس چادر بھی موجود نہ تھی ان لوگوں کے پاس یا تو صرف کمبل تھے یا تہبند، جس کو یہ لوگ اپنی گردن سے باندھے ہوئے رہتے تھے اور یہ چادر اور کمبل کسی کے پنڈلیوں تک پہنچتا تھا اور کسی کے ٹخنوں تک پہنچتا تھا اور وہ اپنے ہاتھوں سے اس کو پکڑے رہا کرتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں ان کا ستر کھل نہ جائے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۶۳، کِتَابُ الصَّلٰوة، بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِی الْمَسْجِدِ، مسجد میں مردوں کے سونے کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۲۔

فائدہ: دودھ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے قرآن پاک میں اس کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔

اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے گوبر اور خون کے درمیان میں سے خالص دودھ، گلے سے آسانی سے اترنے والا ہے پینے والوں کے لیے۔ (۱۴ع۱۵/النحل ۶۶)

فائدہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی یہ ایک عظیم نشانی ہے کہ وہ دودھ دینے والے جانوروں کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان کی جگہ سے خالص دودھ پیدا فرماتا ہے جس کا پینا آسان ہے، تندرستی و صحت کا ضامن ہے اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ اس میں گوبر یا خون کی ہلکی سی رنگ و بو بھی نہیں ہوتی۔ (خزائن العرفان)

بارھواں باب

حکمِ تبلیغ اور شرارِ بولہبی

قریش کو دعوت اسلام

یہ دین مصطفیٰ ہے مٹایا نہ جائے گا — دنیا سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
خود زیر ہوتی جائیں گی منہ زور آندھیاں — ایسا گھنا درخت گرایا نہ جائے گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۔ اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ (پ۱۹ع۱۵، شعراء ۲۱۴)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر نکلے اور وادئ بطحا کی جانب چل پڑے یہاں تک کہ کوہِ صفا پر جا چڑھے اور عرب کے دستور کے مطابق وہاں سے پکارنا شروع کیا یَاصَبَاحَایَاصَبَاحَاہ مدد کے لیئے دوڑو، مدد کے لیئے دوڑو ۔

لوگوں نے کہا یہ کون ہے جو مدد کی آواز لگا رہا ہے پھر قریش کے لوگ آپ کے آس پاس آ کر جمع ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے لوگو! یہ بتاؤ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ دشمن کے سوار اس پہاڑ سے نکل کر تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں تو کیا تم مجھے سچا جانو گے؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں؟ ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم لوگوں کو جہنم کے اس سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں جو تمہارے سامنے موجود ہے، اس بات کو سن کر ابولہب نے کہا۔

تَبًّا لَّكَ مَاجَمَعْتَنَا اِلَّا لِهٰذَا تیرے لیے ہلاکت ہو، کیا تم نے ہمیں اسی کے لیئے جمع کیا تھا؟۔

جب ابولہب اٹھ گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی ۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۔ (پ۳۰ع۳۶)

تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ، اور وہ تباہ ہو ہی گیا، اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اس کی بیوی، لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا ۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۴۳، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ، حدیث نمبر ۱۷۳۹۔

عقیدۂ ختم نبوت

ہدایت کے لیے مانا ہزاروں انبیا آئے ۔۔۔ پئے تکمیلِ دین حق محمد مصطفےٰ آئے

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔(پارہ۲۲،سورہ الاحزاب۴۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس گھر کو بہت حسین اور خوبصورت بنایا مگر ایک کونے میں میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس مکان کے اردگرد گھومتے ہیں اور اس پر تعجب کرتے ہیں کہ اس خالی جگہ میں ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ، میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۰۱، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ خَاتِمِ النَّبِيِّيْنَ، خاتم النبیین کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۳۵۔

عقیدۂ ختم نبوت کی دوسری روایت

نبی بن کر امام آئے تھے اپنی اپنی امت کے ۔۔۔ مگر میرا نبی بن کر امام الانبیا آیا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر فرمادیا۔

حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ہمیں عورتوں اور بچوں کے درمیان چھوڑ کر جارہے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میری نسبت تمہارے ساتھ ویسے ہی ہے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

اِلَّا اَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ۔ مگر یہ کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۳۳، كِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ، غزوہ تبوک کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۱۶۔

فائدہ: نبوت و رسالت کسبی نہیں ہے کہ کوئی آدمی عبادت و ریاضت اور مجاہدے سے حاصل کر لے بلکہ یہ وہبی ہے جو فضل الٰہی سے ملتی ہے اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا نبوت و رسالت کے لیے منتخب فرمالیا اور جس کو منتخب فرمایا اس کو تمام تر خوبیوں سے مالا مال فرمادیا اور نبوت و رسالت کا سلسلہ خاتم النبیین والمرسلین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ختم فرمادیا جیسا کہ مذکورہ آیت اور حدیث کی دونوں روایتوں سے معلوم ہوا۔

فائدہ: نبی وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو خواہ وہ نئی شریعت لے کر آئے ہوں یا نئی شریعت لے کر نہ آئے ہوں ان کے لیے تبلیغ پر مامور ہونا ضروری نہیں۔

رسول وہ بشر ہیں جن کے پاس وحی الٰہی آتی ہو، نئی شریعت بھی لے کر آئے ہوں اور وہ تبلیغ پر مامور ہوں۔

فائدہ: نبی اور رسول میں عام خاص مطلق کی نسبت ہے یعنی جو رسول ہیں وہ نبی بھی ہیں لیکن نبی کے لیے رسول ہونا ضروری نہیں۔

ارکان اسلام کی تعلیم

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْکَبِیْرُ۔

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے ان کے لیئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ (پ ۳۰ ع ۱۰ ا البروج ۱۱)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ فرماتے ہیں کہ نجد کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے بال الجھے ہوئے تھے اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنائی دے رہی تھی لیکن اس کی بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی لیکن جب قریب ہوا تو پتہ چلا وہ اسلام کے بارے میں دریافت کر رہا ہے حضور نے فرمایا دن رات میں پانچ نمازیں تم پر فرض ہیں، اس نے پوچھا کیا اس سے زائد بھی مجھ پر فرض ہے؟ حضور نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم اپنی خوشی سے کچھ اور پڑھ لو پھر آپ نے انھیں رمضان کے روزوں کے بارے میں بتایا تو اس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ فرض ہے؟ حضور نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تم اپنی طرف سے کچھ اضافہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں زکوۃ کے بارے میں بتایا تو اس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ صدقہ اور خیرات واجب ہے؟ حضور نے فرمایا نہیں مگر یہ کہ تمہارا دل چاہے تو کچھ اپنی طرف سے بڑھا لو، ان باتوں کو سن کر وہ آدمی یہ کہتا ہوا چل دیا قسم خدا کی، نہ میں اس میں کچھ اضافہ کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ آدمی سچ کہہ رہا ہے تو اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۱، کِتَابُ الْاِیْمَانِ، بَابُ الزَّکوٰۃِ مِنَ الْاِسْلَامِ، زکوۃ ادا کرنا اسلام سے ہے، حدیث نمبر ۴۶۔

چرخ اسلام کے روشن مہ و اختر کی قسم　　شانِ صدیقی و فاروقی دلاور کی قسم
گریۂ دیدۂ عثمان کے گوہر کی قسم　　عظمتِ شیرِ خدا فاتح خیبر کی قسم
پیروی رہِ ملت ہے حیات ابدی　　اسوۂ احمدِ مرسل ہے نجاتِ ابدی

امت مسلمہ کی فضیلت

مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا۔

تمہارے باپ ابراہیم کا دین، اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا اگلی کتابوں میں اور اس قرآن میں (پ۱۷ ع۱۷ الحج ۷۸)

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔ (پ۳ ع۱۰ آل عمران ۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، تمہارا دنیا میں رہنا اگلی امتوں کے بہ نسبت ایسے ہی ہے جیسے عصر سے سورج ڈوبنے تک کا وقت ہے تو ریت والوں کو توریت دی گئی تو انہوں نے عمل کیا یہاں تک کہ جب دوپہر کا وقت ہوا تو وہ تھک گئے اُن لوگوں کو ایک ایک قیراط دیا گیا پھر انجیل والوں کو انجیل دیا گیا اور انہوں نے عصر تک کام کیا پھر جب وہ تھک گئے تو ان کو بھی ایک ایک قیراط دیا گیا پھر ہم کو قرآن پاک دیا گیا اور ہم نے سورج ڈوبنے تک کام کیا تو ہمیں دو دو قیراط دیا گیا تو ریت اور انجیل والے کہنے لگے اے ہمارے رب! تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط عطا فرمایا اور ہم لوگوں کو ایک ایک قیراط عطا کیا حالانکہ ہم لوگوں نے ان لوگوں سے زیادہ کام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تمہاری مزدوری میں کچھ کمی کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔

قَالَ فَهُوَ فَضْلِيْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَآءُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا فضل ہے جسے چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷۹، کِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ، بَابُ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ' جس نے سورج ڈوبنے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پائی وہ اپنی عصر کی نماز پوری کرلے، حدیث نمبر ۵۵۷۔

جنتی مسلمانوں کی تعداد؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس وقت جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چمڑے کے ایک خیمے کے ساتھ پیٹھ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا تم اس بات پر خوش ہو کہ اہل جنت کا چوتھائی حصہ تم ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔

حضور نے پھر فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ اہل جنت کا تہائی حصہ تم ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔

قَالَ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے بے شک مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کا نصف ہو گے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۸۳، کِتَابُ الْاَيْمَانِ وَ النُّذُوْرِ، بَابُ كَيْفَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قسم کھانے کی کیفیت کا بیان، حدیث نمبر ۶۶۴۳۔

﴿امت محمدیہ کی فضیلت﴾

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔

تم بہتر ہو اُن سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (پ۴ ع۳ ر آل عمران ۱۱۰)

شکیلؔ ارباب دانش اک نہ اک دن مان ہی لیں گے   کہ دین مصطفیٰ، دنیا کے ہر اک دیں سے بہتر ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرمائے گا کیا تم نے میرے احکام اپنی قوم تک پہنچا دیئے تھے؟

حضرت نوح جواب دیں گے ہاں میرے رب! میں نے تیرا پیغام اپنی قوم تک پہنچا دیا تھا پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا تم سب تک میرے احکام پہنچائے گئے؟ وہ جواب دیں گے نہیں ہمارے پاس کوئی پیغام نہیں پہنچا بلکہ ہمارے پاس تو کوئی نبی نہیں آئے۔ اب اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کیا تمہاری گواہی دینے والا کوئی ہے؟ وہ عرض کریں گے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت گواہ ہے پس یہ گواہی دیں گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے احکام الٰہی پہنچا دیے تھے اور یہی مطلب ہے اس ارشاد باری تعالیٰ کا۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل، کہ تم لوگوں پر گواہ ہو، اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ (پارہ ۲، ع۱ ، البقرہ ۱۴۳)

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۷۰، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ تعالی، ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ، اللہ تعالی کے اس قول کا بیان، اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، حدیث نمبر ۳۳۳۹۔ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۴۵، کتاب التفسیر، باب قول اللہ تعالی، وکذلک جعلنکم، حدیث نمبر ۴۴۸۷۔

فائدہ: اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ گذشتہ امت کے کفار کہیں گے امت محمدیہ گواہ کیسے بن سکتے ہیں؟ انھیں کیا معلوم؟ وہ تو ہمارے بعد دنیا میں آئے تھے، اب امت محمدیہ سے دریافت کیا جائے گا تم لوگوں کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضرت نوح اور دوسرے پیغمبروں نے احکام الٰہی پہنچا دیے ہیں؟ وہ عرض کریں گے یا اللہ! تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا ان کے ذریعہ ہم یقینی اور قطعی طور پر جانتے ہیں کہ انبیا نے تبلیغ کا فریضہ پورے طور پر ادا کر دیا ہے پھر جب حضور سے خود ان کی امت کے متعلق پوچھا جائے گا تو حضور ان کی تصدیق فرمائیں گے۔ **فائدہ:** حضرت نوح علیہ السلام چونکہ اپنی امت کے گناہوں پر کثرت سے روتے تھے اس لیے آپ کا لقب نوح پڑ گیا آپ کا اصل نام عبد الغفار یا عبد الجبار ہے۔ (حاصل مطالعہ)

﴿اطاعت وفرماں برداری کی تعلیم﴾

وہ جس کے فیض سے اب تک مشامِ جاں معطر ہے وہ خوشبوئے بدن ہے، نکہتِ زلفِ پیمبر ہے
جسے حق کی طلب ہو، دامنِ رحمت میں آجائے محمد حق نما ہے، حق نگر ہے، حق کا مظہر ہے

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ۔ (پ ۲۸ ع ۱۶/ سورۃ التغابن ۱۶)

تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے اور فرمان سنو اور حکم مانو اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اپنے بھلے کو۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کچھ فرشتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جبکہ حضور سو رہے تھے، ان میں سے ایک نے کہا یہ تو سوئے ہوئے ہیں، دوسرے فرشتے نے کہا

اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانُ۔ ان کی آنکھ سوتی ہے اور ان کا دل بیدار رہتا ہے۔

پھر کہا کہ ان صاحب کی جو مثال ہے آپ وہ مثال تو بتائیں دوسرے نے کہا ان کی مثال اس آدمی جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا، اس میں دسترخوان بچھایا اور بلانے والوں کو بھیجا کہ لوگوں کو بلا کر لائے تو جس نے ان کی دعوت قبول کر لی وہ گھر میں داخل ہوا اور دسترخون سے کھانا کھایا اور جس نے دعوت قبول نہیں کی، نہ وہ گھر میں داخل ہوا نہ دسترخوان سے کھانا کھا سکا۔ ایک نے ان میں سے کہا آپ نے جو مثال دی ہے اس کا مطلب بھی تو سمجھائیے تا کہ پوری بات سمجھ میں آجائے؟ دوسرے نے کہا مگر یہ تو سوئے ہوئے ہیں۔

دوسرے فرشتے نے کہا سوئے ہیں تو کیا ہوا؟ ان کی آنکھ سوتی ہے مگر ان کا دل بیدار رہتا ہے پھر اس نے سمجھایا کہ گھر سے مراد جنت ہے، بلانے والے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔

تو جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ۔

اور جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی۔

اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اچھے اور برے لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اچھے اور بروں کے درمیان خط امتیاز ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۸۱، كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ، بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سنت کی پیروی کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۸۱۔

نہ کوئی ایسا ہادی ہے، نہ کوئی ایسا رہبر ہے ہو جس کی رہنمائی حشر تک، میرا پیمبر ہے
شکیل ارباب دانش اک نہ اک دن مان ہی لیں گے کہ دینِ مصطفیٰ، دنیا کے ہر اک دیں سے بہتر ہے

حضرت ابوذر غفاری کا قبول اسلام

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے میں ہوں بندہ ترا
مجھے ان کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خلد کو جس کے صفا کی قسم

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔
بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (پ۱۱ع۵ التوبہ ۱۲۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنے اسلام لانے کا واقعہ سنایا انھوں نے یہ بتایا کہ میں قبیلہ غفار کا ایک فرد ہوں جب ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تو میں نے اپنے بھائی سے کہا تم سواری لے کر اس وادی کی طرف جاؤ اور اس شخصیت کے بارے میں معلومات حاصل کرو جو اپنے نبی ہونے اور اپنے پاس آسمانی خبروں کے آنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہاں جا کر ان کی بات سنو پھر مجھے ان کے حالات سے باخبر کرو۔

وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے ملاقات کر کے اور آپ کی گفتگو سن کر واپس لوٹا میں نے حضور کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا خدا کی قسم، میں نے ایسے آدمی کو دیکھا جو لوگوں کو بھلائی کرنے کا حکم دیتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں اور ان کے پاس جو کلام یعنی قرآن پاک ہے وہ کوئی شاعری نہیں ہے۔

میں نے اپنے بھائی سے کہا تمہارے اس بیان سے نہ مجھے تسلی ہوئی اور نہ ہی مجھے اطمینان قلب حاصل ہوا۔

تحقیق حال کے لیے اب میں خود توشہ اور عصا لے کر چل پڑا، جب مکہ مکرمہ پہنچا تو چونکہ وہاں کسی سے میری کوئی جان پہچان نہ تھی اور کسی سے کچھ پوچھنا مناسب نہ سمجھا اس لیے میں مسجد میں چلا گیا اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جستجو میں رہا یہاں تک کہ رات ہوگئی اور میں لیٹ گیا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے انھوں نے مجھے دیکھا تو سمجھ گئے کہ میں کوئی مسافر ہوں مگر صبح تک میری ان سے کوئی بات نہ ہوئی۔

دوسرے دن میں دن بھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منتظر رہا، میں آب زم زم پیتا رہا اور مسجد حرام میں حضور کا انتظار کرتا رہا۔ یہ دن بھی انتظار میں گذر گیا، شام کے وقت میں اپنے سونے کی جگہ آیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گذرے، فرمایا یہ آدمی مسافر معلوم ہوتا ہے، میں نے جواب دیا جی ہاں میں ایک مسافر ہوں، انھوں نے فرمایا میرے ساتھ گھر چلو، میں ان کے ساتھ چلا گیا لیکن نہ تو انھوں نے حضور کے متعلق کچھ بتایا اور نہ ہی میں نے ان سے کچھ دریافت کیا۔

جب صبح ہوئی تو میں مسجد حرام میں چلا گیا تاکہ کسی سے کچھ دریافت کروں لیکن مجھے کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کچھ بتا تا پھر دوبارہ میری ملاقات حضرت علی سے ہوئی، انھوں نے کہا شاید آپ ابھی اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکے ہیں آپ میرے ساتھ چلیں حضرت علی نے پوچھا آپ اس شہر میں کس مقصد کے تحت آئے ہیں؟ میں نے ان سے کہا میں آپ کو جو کچھ بتاؤں گا کیا آپ اس کو صیغۂ راز میں رکھیں گے؟

انھوں نے کہا ہاں، میں ایسا ہی کروں گا، میں نے انھیں بتایا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہاں کسی فرد نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا اگر یہی بات ہے تو آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے، میں خود ان کے پاس جارہا ہوں آپ بھی میرے ساتھ چلیں، راستے میں اگر میں آپ کے لیے کوئی خطرہ محسوس کروں گا تو میں اس انداز میں کھڑا ہو جاؤں گا گویا میں اپنا جوتا درست کررہا ہوں اور آپ مجھ سے آگے نکل جانا۔

حضرت علی جب روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا آپ ایک مکان میں داخل ہوئے اور میں بھی ان کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے مذہب اسلام سے آگاہ فرمائیں؟

حضور نے جب مجھے مذہب اسلام کے بارے میں بتایا تو میں اسی جگہ پر مسلمان ہو گیا حضور نے مجھ سے فرمایا۔

يَااَبَاذَرِّ اُكْتُمْ هٰذَا الْاَمْرَ وَارْجِعْ اِلٰى بَلَدِكَ فَاِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَاَقْبِلْ۔

اے ابوذر! اپنے اسلام قبول کرنے کی بات کو چھپاؤ اور اپنے شہر کو لوٹ جاؤ اور جب تمہارے پاس ہمارے غالب ہونے کی خبر پہنچے تو ہمارے پاس آجانا۔

فَقُلْتُ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ۔

میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تو چلا چلا کر لوگوں کے سامنے اس کلمہ حق کا اور اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کرتا رہوں گا۔

پھر وہ مسجد حرام کی طرف گئے، اہل قریش وہاں موجود تھے وہ بلند آواز سے کہنے لگے۔

يَامَعْشَرَ قُرَيْشٍ اِنِّىْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

اے قریشیو! میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

وہ سب کہنے لگے اس بے دین کی خبر لو پھر وہ کھڑے ہوئے اور مارنے لگے، ان لوگوں نے مجھے اتنا مارا کہ نیم جاں کر دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری مدد کو پہنچے اور مجھے چھڑا کر کہنے لگے تمہاری خرابی ہو کیا تم قبیلہ غفار کے فرد کو قتل کرتے ہو حالانکہ تمہاری تجارتی منڈی اور گذرگاہ قبیلہ غفار ہی ہے یہ سن کر ان لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۹۹، کتاب المناقب، باب قصۃ زمزم، آب زم زم کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۲۲۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۴، باب بنیان الکعبۃ، باب اسلام ابی ذر حضرت ابوذر غفاری کے اسلام قبول کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۶۱

پہنچو گے محمد کے وسیلے سے خدا تک | ہے قرب الٰہی کا فقط اک یہی زینہ
ہے جلوۂ محبوب بھی، محبوب خدا بھی | پھر رشکِ ارم کیوں نہ ہو گلزار مدینہ

﴿جنوں کا قبولِ اسلام﴾

قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَاﰳ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کو ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو خود ایمان لایا ہے اللہ اور اس کے کلام پر، اور تم پیروی کرو اُس کی تا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ ۔(پ۹ ع۱۰ ۱۱الاعراف ۱۵۸)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ بازارِ عکاظ کی طرف گئے ان دنوں شیاطین کا آسمان کی طرف جانے اور وہاں سے آسمانی خبریں لانے کا سلسلہ بند ہو چکا تھا اگر وہ آسمان کی طرف جاتے تو ان پر شعلوں کی مار پڑتی تھی۔

شیاطین جب اپنی قوم کے پاس پہنچے اور آسمان تک نہ پہنچنے اور اوپر سے شعلوں کی مار پڑنے کے متعلق بتایا تو قوم نے کہا کہ مشرق و مغرب کے ہر گوشے میں جاؤ اور دیکھو وہ کیا ہے جس کے سبب تمہارے آسمان تک جانے اور وہاں سے آسمانی خبروں کو لانے میں رکاوٹ بنی ہے؟

جب وہ تہامہ کی طرف آئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو اس وقت آپ نخلہ کے بازار عکاظ میں صحابہ کے ہمراہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے جب جنوں نے قرآن کریم سنا تو اس کو غور سے سنتے رہے پھر کہنے لگے قسم خدا کی، یہی ہے وہ جس نے تمہارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی ہے۔

پس وہاں سے لوٹ کر جب وہ اپنی قوم کے پاس آئے تو کہنے لگے اے ہماری قوم! ہم نے ایک عجب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اب ہم ہرگز اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ وحی نازل فرمائی اور جنوں کی بات آپ کو اس وحی کے ذریعہ بتا دی گئی۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْۤا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْۤ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَ لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا۔ (پ۲۹ ع۱ سورۃ الجن۱/۲)

تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم نے ایک عجب قرآن سنا، کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۰۶، کتاب الاذان، باب الجھر بقراءۃ الصلوۃ الفجر، نماز فجر میں بلند آواز سے قرات کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۷۷۳۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۳۲، کتاب التفسیر، باب قول اللہ تعالیٰ، قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ، حدیث نمبر ۴۹۲۱۔

فائدہ: مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ ہے جس کا نام نخلہ ہے۔

رحمت عالم پر ظلم و ستم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل اور اس کے کچھ ساتھی بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک دوسرے کو کہنے لگے تم میں سے کون ہے جو فلاں قبیلے میں جائے اور وہاں ذبح کی ہوئی اونٹنی کی اوجھڑی لاکر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی پشت پر ڈال دے جب وہ سجدہ کریں۔

یہ سن کران میں جو سب سے زیادہ بد بخت انسان تھا وہ اٹھا اور اس جگہ سے اوجھڑی اٹھا کر لے آیا اور دیکھتا رہا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو اس بد بخت نے حضور کی پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان اس اوجھڑی کو رکھ دیا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دیکھ رہا تھا مگر افسوس میں کچھ کر نہیں سکتا تھا اے کاش مجھے قوت ہوتی۔ وہ سب اس طرح ہنس رہے تھے کہ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے ہی کی حالت میں پڑے تھے بھاری بوجھ ہونے کے سبب اپنا سر نہ اٹھا سکے تھے یہاں تک کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں اور اس گندگی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پشت مبارک سے ہٹایا تو حضور نے اپنا سر اٹھایا پھر آپ نے تین مرتبہ بددعا کی۔

اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ۔ اے اللہ قریش کو اپنی گرفت میں لے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کے لیے بددعا کی تو یہ ان پر بڑا گراں گذرا کیونکہ ان کا یہ اعتقاد تھا اس شہر میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے پھر حضور نے نام لے لے کر دعا فرمائی، اے اللہ ابوجہل کو ہلاک کر، اور عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ بن ربیعہ کو، ولید بن عتبہ کو، امیہ بن خلف کو اور عقبہ بن معیط کو ہلاک کردے اور حضور نے ساتویں کو بھی گنا مگر مجھے یاد نہ رہا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعٰى فِي الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جن لوگوں کا نام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لیا تھا ان سب (کی لاشوں) کو میں نے (جنگ بدر میں) بدر کے کنواں میں پڑا (مرا) ہوا پایا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۷، کتاب الوضوء، باب اِذَا اُلْقِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْمُصَلِّيْ قَذَرٌ اَوْ جِيْفَةٌ، جب نمازی کی پیٹھ پر نجاست یا مردار ڈال دیا جائے، حدیث نمبر ۲۴۰۔

﴿اہل طائف کا ظلم﴾

سراپا معجزہ ہے، عقلِ انسانی سے برتر ہے — محمد مصطفیٰ، شہکارِ تخلیقاتِ داور ہے
زمانہ پیش کرسکتا نہیں، جس کی نظیر اب تک — وہ سیرت سرورِ دیں کی ہے، وہ خُلقِ پیمبر ہے

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ پر جنگ احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن گذرا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری قوم کے لوگوں سے بڑی سخت تکلیف پہنچی ہے میرے لیے سب سے سخت دن یوم عقبہ کا تھا جب میں نے خود کو عبد یا لیل بن عبد کلاں پر پیش کیا تھا یعنی اس کے پاس اسلام کی دعوت لے کر گیا تھا، اس نے میری کوئی بات نہیں مانی تھی، میں طائف سے جب واپس آرہا تھا تو حیرانی و پریشانی کے آثار میرے چہرے سے عیاں تھے جب میں ان کے ظلم وستم کو سہتے ہوئے قرن الثعالب تک پہنچنے میں کامیاب ہوا اور میرے ہوش وحواس بحال ہوئے، میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن ہے۔

میں نے اس کے اندر حضرت جبریل امین کو دیکھا، جبریل امین نے مجھے پکارا اور کہا بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم سے آپ کی گفتگو اور ان کے جواب کو سن لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں ملک الجبال کو بھیجا ہے آپ ان کافروں کے متعلق جو چاہیں حکم فرمائیں۔

ملک الجبال نے مجھے سلام کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے اگر آپ حکم دیں تو میں اخشبین پہاڑ کو اٹھا کر اُن لوگوں کے اوپر رکھ دوں؟

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَرْجُوْا اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهٗ لَايُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسلوں میں سے کچھ ایسے لوگوں کو پیدا فرمائے گا جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۵۸، كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ آمِيْنَ وَالْمَلٰئِكَةُ فِي السَّمَاءِ فَوَافَقَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور اس وقت فرشتے آسمان میں کہیں تو جس کی آمین ان سے مل گئی تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے، حدیث نمبر ۱۳۲۳۔

اسے بھی بخش دیا جس نے ظلم ڈھایا ہے — اسے بھی پیار کیا جس نے دل دُکھایا ہے

﴿عقبہ بن معیط کا ظلم وستم﴾

حضرت عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ مجھے یہ بتائیں کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے سخت سلوک کیا کیا تھا؟

تو انہوں نے یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن خانہ کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے تو عقبہ بن معیط آگے آیا اور حضور کو دوش مبارک سے پکڑ لیا اور اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈال کر پوری قوت سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گلا مبارک گھوٹنے لگا اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور عقبہ کو کندھے سے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور ہٹایا اور فرمایا۔

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ۔

کیا تم ایک آدمی کو اس بات پر مارے ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے لائے۔ (پ۲۴ ع۸ /سورۃ المؤمن ۲۸)

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۱۱، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِ، حدیث نمبر ۴۸۱۵۔

﴿دینی آزمائش﴾

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۔ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی اور بے شک ہم نے اُن سے اگلوں کو جانچا۔ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ۔

تو ضرور اللہ سچوں کو دیکھے گا اور ضرور جھوٹوں کو دیکھے گا۔ (پ۲۰ ع۱۳ /العنکبوت ۱/۲/۳)

طغرائے امتیاز ہے خود ابتلائے دوست ۔۔۔ اُس کے بڑے نصیب جسے آزمائے دوست

آزمائش ہے نشانِ بندگانِ محترم ۔۔۔ جانچ ہوتی ہے اسی کی جس پہ ہوتا ہے کرم

حضرت خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی چادر پر ٹیک لگائے ہوئے خانہ کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے اسی درمیان ہم لوگوں نے حضور سے شکایت کی اور یہ عرض کیا آپ ہمارے لیے مدد کی دعا کیوں نہیں فرماتے، حضور ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں فرماتے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہیں پکڑ کر زمین میں گڑھا کھودا جاتا، اس گڑھے میں انہیں بٹھایا جاتا، آرہ لا کر ان کے سروں پر چلایا جاتا اور ان کو دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا یا پھر تیز لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت اور ہڈیوں کو چیر ڈالا جاتا تھا پھر بھی ان سب کو ان کے دین سے ہٹا نہیں پاتے تھے۔

وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرُ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ اِلٰى حَضَرَمَوْتَ لَا يَخَافُ اِلَّا اللّٰهَ۔

خدا کی قسم، یہ دین مکمل ہو کر رہے گا یہاں تک کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک چلا جائے گا اور اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا مگر اللہ تعالیٰ کا۔ وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِهٖ وَ لٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔

اور بھیڑیے سے اپنی بکریوں پر خوف کرے گا لیکن تم لوگ جلد بازی سے کام لے رہے ہو۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۲۷، کِتَابُ الْاِكْرَاه، بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ عَلَى الْكُفْرِ، اس شخص کا بیان جو کلمہ کفر کہنے کے بجائے مار کھانا، قتل ہونا اور توہین برداشت کرنا گوارہ کرے، حدیث نمبر ۶۹۴۳۔

فائدہ: یعنی مذہب اسلام کا پرچم ہر طرف لہرا کر رہے گا اور اسلامی تعلیمات کا یہ اثر ہوگا کہ آدمی کو راستے میں لٹیروں، چور ڈاکوؤں یا کافروں کا خوف نہیں ہوگا صرف اللہ کا خوف ہوگا یا اس بات کا خوف ہوگا کہ میری بکریوں کو بھیڑیا نا کھا جائے۔

﴿جھوٹے نبیوں کی پیشین گوئی﴾

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے۔

نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ (پارہ۵، سورۃ النساء۱۱۵)

ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مسیلمہ کذاب آیا اور کہنے لگا میں اپنی قوم کے بہت سے لوگوں اپنے ساتھ لے کر آیا ہوں اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مجھے اپنا جانشین مقرر کر دیں تو میں اور میری قوم کے لوگ ان کی پیروی کرنے کے لیے تیار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس آئے اس وقت آپ کے دست اقدس میں ایک چھوٹی سی لکڑی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھ سے اس لکڑی کے برابر بھی کوئی چیز مانگو گے تو میں تمہیں نہیں دوں گا میں تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے تجاوز نہیں کر سکتا اگر تم نے اسلام سے پیٹھ پھیری تو اللہ تعالیٰ تمہیں تباہ و برباد کر دے گا اور میں دیکھتا ہوں کہ جس شخص کا حال مجھے خواب میں دکھایا گیا وہ تم ہو میں سویا ہوا تھا تو میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے انہیں دیکھ کر مجھے فکر لاحق ہوگئی تو خواب ہی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی اور یہ بتایا گیا کہ ان پر پھونک مارو جب میں نے ان پر پھونک ماری تو وہ اڑ گئے پس میں نے اس خواب کی تعبیر دو کذاب ٹھہرائے جو میرے بعد نکلیں گے یعنی ان میں سے ایک عنسی اسود ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۱، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۲۰۔

﴿مسیلمہ کذّاب کی موت﴾

حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور مسیلمہ کذاب اپنی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوا نکلا تو میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی مسلمانوں کے ساتھ اس سے لڑنے کے لیے نکلوں گا اگر میں مسیلمہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہوا تو شاید یہ میری طرف سے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا کفارہ ہو سکے۔ چنانچہ میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلا میں نے دیکھا کہ ایک آدمی دیوار کی آڑ میں کھڑا ہے میں نے جان لیا کہ یہی مسیلمہ کذاب ہے، میں نے اپنا وہی نیزہ سنبھالا (جس سے حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا) اور اس کو پھینک کر مسیلمہ کے چھاتی پر ایسا مارا کہ نیزہ اس کے کندھوں سے پار نکل گیا اسی درمیان کچھ انصاریوں نے بھی اس پر حملہ کر دیا پھر میں نے اس کے سر پر تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ جہنم رسید ہو گیا۔

ایک باندی جو اپنے مکان کے چھت پہ کھڑی یہ جنگی تماشہ دیکھ رہی تھی وہ چلا کر کہنے لگی اے امیر المومنین! آپ کو مبارک ہو، ایک کالے غلام (حضرت وحشی) نے مسیلمہ کو مار ڈالا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۸۳، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ قَتْلِ حَمْزَۃَ، حضرت امیر حمزہ کی شہادت کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۷۲۔
مَنَاقِب، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّۃِ فِی الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۲۰۔

فائدہ: مسیلمہ کذاب یمن اور یمامہ کے علاقے کا رہنے والا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ حیات میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا بعد میں جب اس کا ظلم و ستم بڑھ گیا اور اس نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے ایک زبردست جنگجو بھی تیار کر لیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس کی سرکوبی کے لیے پہلے حضرت عکرمہ بن ابو جہل کی سپہ سالاری میں مسلمانوں کا فوجی دستہ روانہ کیا اور ان کی مدد کے لیے ان کے پیچھے ایک دوسرا فوجی دستہ روانہ کیا لیکن ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے حملہ کر دینے کی وجہ سے مسلمانوں کو شکست ہو گئی پھر حضرت صدیق اکبر نے تیرہ ہزار آدمیوں پر مشتمل مہاجرین و انصار کا ایک لشکر ترتیب دے کر اس کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سپہ سالاری میں روانہ کیا۔

مسلمانوں پر مسیلمہ کے چالیس ہزار کے لشکر جرار کا حملہ نہایت سخت تھا لیکن مسلمانوں نے انتہائی صبر و استقلال کے ساتھ اس حملہ کو روکا اور جب بھوکے شیروں کی طرح دشمنوں پر حملہ آور ہوئے تو دشمنوں کو راہِ فرار کے علاوہ کچھ نہ سوجھا، مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا۔

فائدہ: نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں میں اسود عنسی، طلیحہ بن خویلد، مختار ثقفی، ایک عورت سجاح بنت سجاح کا نام سرفہرست ہے جس میں سے سجاح بنت حارث توبہ کر کے مسلمان ہو گئی تھی اور ہمارے نزدیکی دور میں مرزا غلام قادیانی کا نام آتا ہے جس نے ۱۹۰۰ھ کے شروع میں نبوت کا دعویٰ کیا۔

تیرھواں باب

راہِ حق میں ہجرت

ہجرت کی کچھ تفصیل

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ۔
وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ۔
اور وہی مراد کو پہنچے اُن کا رب انہیں خوشخبری سناتا ہے اپنی رحمت اور اپنی رضا کی اور اُن باغوں کی جن میں انہیں دائمی نعمت ہے۔ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ (پ۱۰ع۹ التوبہ ۲۰،۲۱،۲۲)
ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں گے بے شک اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے۔

فائدہ: ہجرت کا لغوی معنی ہے چھوڑنا، اصطلاح شریعت میں اپنے دین و مذہب کو بچانے کی غرض سے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کو ہجرت کہتے ہیں اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت عطا ابن ابی رباح فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبید بن عمیر کے ساتھ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ہجرت کا حکم دریافت کیا تو ام المومنین نے فرمایا اس سے پہلے مسلمانوں کو اپنا دین و مذہب بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگنا پڑتا تھا ڈر یہ تھا کہ کہیں وہ فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں لیکن آج اللہ تعالی نے اسلام کو ایسا غالب کر دیا ہے کہ جو جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔ (رواہ البخاری فی کتاب المناقب)

۶۱۰ء میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اعلان نبوت کے بعد آپ اپنے اصحاب کے ساتھ تیرہ سال تک کفار مکہ کے ظلم و ستم کو سہتے رہے پھر آپ نے مسلمانوں سے فرمایا ''مجھے خواب میں تمہاری ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے وہ ایک شور یلی کھاری زمین ہے جو دو سنگستانوں یعنی دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے وہاں کھجور کے درخت کثرت سے ہیں وہی تمہاری ہجرت گاہ ہے''۔ (رواہ البخاری)

حضور نے جب یہ بات صحابہ کو بتا دیا تو صحابہ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا شروع کر دیا مکہ سے مدینہ کا درمیانی فاصلہ تقریباً ۴۰۰ کلومیٹر ہے پھر ۱ھ مطابق ۶۲۲ء میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ ہجرت کی غرض سے مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئے۔

﴿مدینہ منورہ کی فضیلت﴾

کہیں نہ دیکھا زمانے بھر میں جو کچھ مدینے میں آ کے دیکھا
تجلیوں کا لگا ہے میلہ جدھر نگاہیں اٹھا کے دیکھا

حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت سفیان بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ سواری کا جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل اور اپنے پیروکاروں کو لاد کر لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیئے بہتر ہے اگر وہ لوگ جانتے اور شام فتح ہوگا تو کچھ لوگ سواری کا جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے اہل اور اپنے پیروکاروں کو لاد کر لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ لوگ علم رکھتے اور عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ سواری کا جانور ہانکتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور اپنے پیروکاروں کو لاد کر لے جائیں گے۔

وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔ حالانکہ مدینہ ان کے لیئے بہتر ہے اگر وہ لوگ جانتے۔

بخاری شریف جلداول،صفحہ ۲۵۲، كِتَابُ فَضَائِلِ الْمَدِيْنَةِ ،بَابُ مَنْ رَغِبَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ ،حدیث نمبر ۱۸۷۵۔

فائدہ: مدینہ کا پرانا نام یثرب تھا لیکن یثرب کہنا منع ہے، مدینہ کا لغوی معنی بڑی آبادی یعنی شہر ہیں لیکن جب صرف مدینہ بولا جائے تو اس سے دارالاسلام، مدینۃ الرسول یعنی مدینہ منورہ مراد ہوتا ہے۔

﴿مہاجرین کی پہلی جماعت﴾

وہ دیکھو دیکھو سنہری جالی اِدھر سوالی اُدھر سوالی
قریب سے جو بھی ان کے گذرا حضور نے مسکرا کے دیکھا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مہاجرین میں سے مدینہ منورہ میں ہمارے پاس سب سے پہلے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن مکتوم آئے یہ دونوں حضرات یہاں کے لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیا کرتے تھے پھر حضرت بلال، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عمار بن یاسر آئے ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور وہ اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیس اصحاب کو لے کر آئے تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تو میں نے اہل مدینہ کو اس سے پہلے کبھی اتنی خوشی مناتے نہیں دیکھا جتنی خوشی وہ حضور کی آمد پر آج منا رہے تھے یہاں تک کہ باندیاں اور رخادمائیں بھی یہی کہہ رہی تھیں۔

قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

بخاری شریف جلداول،صفحہ ۵۵۸، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ ،بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ الْمَدِيْنَةَ ،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ میں آنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۲۵ ـ جلد دوم، صفحہ ۷۳۶، کتاب التفسیر، حدیث نمبر ۴۹۴۱۔

کشتی والے مہاجرین

جس در پہ غلاموں کے حالات بدلتے ہیں　　آؤ اُسی آقا کے دربار میں چلتے ہیں
وہ جو آقائے ہرزمانہ ہے ہم نے رہبر اسی کو مانا ہے　　غم کے مارو چلو مدینے چلیں بے ٹھکانوں کا جو ٹھکانہ ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمیں یہ خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما چکے ہیں تو اس وقت ہم لوگ یمن میں تھے وہاں سے ہم لوگ مدینہ منورہ کا قصد بنا کر نکل پڑے ہم قافلے والوں کی تعداد بچاس یا باون افراد کی تھی اور ان سب کا تعلق میری ہی قوم سے تھا ہم لوگ ایک کشتی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو کشتی نے ہمیں نجاشی بادشاہ کے ملک حبشہ میں پہنچا دیا وہاں ہمیں حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے اور ہم انھیں کے ساتھ رہنے لگے پھر ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ خیبر کو فتح کر چکے تھے۔

ہم سب کو دیکھ کر مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہ کہنے لگے کہ ہم لوگ ان کشتی والے لوگوں پر سبقت لے گئے ہیں اسی دوران حضرت اسما بنت عمیس جو ہمارے ساتھ کشتی میں آئی تھیں وہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ گئے حضرت عمر نے حضرت اسما کو دیکھ کر پوچھا یہ کون ہیں؟ ام المومنین حضرت حفصہ نے جواب دیا یہ اسماء بنت عمیس ہیں۔

حضرت عمر نے فرمایا نجاشی بادشاہ کے ملک حبشہ کی طرف بحری سفر کرنے والی خاتون یہی ہیں؟ حضرت اسما نے جواب دیا ہاں میں وہی سمندری سفر کرنے والی خاتون ہوں، حضرت عمر کہنے لگے ہجرت کرنے میں ہم آپ لوگوں سے سبقت لے گئے ہیں پس ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دوسروں کے بہ نسبت زیادہ قریب ہیں۔

حضرت اسما نے ناراض ہو کر کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم، آپ حضرات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اس حال میں تھے کہ حضور آپ کے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے، بے خبر لوگوں کو نصیحت فرماتے تھے جبکہ ہم لوگ دوسرے ملک یا دور دراز علاقہ حبشہ میں تھے اور یہ ساری تکلیفیں اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لیے اٹھائی جا رہی تھیں خدا کی قسم، میں اس وقت تک نہ کھاؤں گی اور نہ پیوں گی جب تک کہ میں اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہ کر دوں اور آپ سے میں اس کی حقیقت معلوم نہ کر لوں جو آپ نے مجھ سے کہا ہے۔

حضرت اسما نے کہا خدا کی قسم، نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ کوئی بات بدلوں گی اور نہ اس پر کچھ اضافہ کروں گی ہم لوگوں کو یہ بات کہہ کر اذیت پہنچائی جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تشریف لے آئے تو حضرت اسما بنت عمیس نے حضور کی بارگاہ میں وہ سب کچھ بیان کر دیا جو حضرت عمر فاروق نے ان سے کہا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَيْسَ بِاَحَقُّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهُ وَلاَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَكُمْ اَنْتُمْ اَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ۔
تم سے زیادہ اور کوئی میرے قریب نہیں ان کی اور ان کے دوسرے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو! تمہارے لیے تو دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔

حضرت اسما بنت عمیس فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور دوسرے کشتی والے ساتھیوں کو دیکھا کہ گروہ در گروہ میرے پاس آتے تھے اور اس حدیث کو سننے کی فرمائش کرتے تھے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی " اے کشتی والو! تمہارے لیے تو دو ہجرتوں کا ثواب ہے " سے بڑھ کر ان کے نزدیک دنیا کی کوئی چیز فرحت بخش اور عظیم نہیں تھی اور حضرت ابوموسیٰ اشعری تو اس حدیث کو مجھ سے بار بار سنا کرتے تھے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۰۸، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، غزوہ خیبر کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۳۰، ۴۲۳۱۔

اجالے دیتی ہے بجھتے ہوئے چراغوں کو
جہاں جہاں بھی حدیث رسول جاتی ہے
وہ خودکشی کے صلیبوں پہ جھول جاتی ہے
جو قوم اُن کی ہدایت کو بھول جاتی ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے رہنے والے قبیلہ **اشعر** کے ایک فرد تھے اس لیے آپ کو **اشعری** کہا جاتا ہے ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور جب کفار و مشرکین کے ظلم وستم سے عاجز ہوئے تو آپ حبشہ ہجرت کر گئے پھر غزوۂ خیبر کے موقع پر مدینہ منورہ واپس ہوئے آپ بڑے متقی، عالم اور مفتی تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں یمن کے علاقوں کا حاکم بنایا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بصرہ اور کوفہ کا گورنر بنایا تھا آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معتمد خاص تھے، ملک فارس کا مشہور شہر آپ ہی نے فتح کیا تھا عمر کے اخیر حصہ میں مکہ میں آکر رہنے لگے اور یہیں تریسٹھ سال کی عمر میں وصال کر گئے۔

(نزہۃ القاری شرح بخاری)

﴿صدیق اکبر کا ارادۂ ہجرت﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو مذہب اسلام پر پایا اور کوئی دن ایسا نہ گذرتا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح وشام ہمارے یہاں تشریف نہ لاتے ہوں ابتدائے اسلام میں جب مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم وستم ڈھایا جانے لگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کر کے نکل پڑے جب برک غماد پہنچے تو وہاں قارہ کے سردار ابن دغنہ سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا اے ابوبکر! کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ حضرت ابوبکر نے بتایا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔

ابن دغنہ نے کہا تمہارے جیسا آدمی نہ نکلے گا اور نہ نکالا جائے گا، تم ناداروں کو کما کر کھلاتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، مجبوروں کا سہارا بنتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، حق پسند لوگوں کی مصیبت کے وقت مدد کرتے ہو، تم کیسے نکل سکتے ہو؟ میں تمہارا پڑوسی ہوں اور تمہیں امان دیتا ہوں تم اپنے شہر میں رہو اور اپنے رب کی عبادت کرو۔

ابن دغنہ حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے ساتھ لے کر کفار قریش کے سرداروں کے پاس آیا اور کہا، ابوبکر جیسا آدمی نہ نکلے گا اور نہ نکالا جائے گا تم لوگ ایک ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کو کما کر کھلاتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، مجبوروں کا سہارا بنتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے، مصیبت کے وقت حق پسند لوگوں کی مدد کرتا ہے۔

اہل قریش نے ابن دغنہ کے امان کو تسلیم کرلیا البتہ ابن دغنہ سے کہا ابوبکر سے یہ کہہ دو کہ وہ اپنے گھر کے اندر عبادت کیا کریں، نماز پڑھا کریں مگر اعلانیہ نماز وغیرہ پڑھ کر ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں ہمیں خوف ہوتا ہے کہ کہیں ہمارے بچے اور عورتیں فتنوں میں نہ پڑ جائیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۱، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ ، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۵۔

﴿آنسوؤں کی لڑی﴾

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ۔

اور جب سنتے ہیں وہ جو رسول کی طرف اترا (قرآن) تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لیئے کہ وہ حق کو پہچان گئے۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ (پ ۷ ع ۱، المائدہ ۸۳)

کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے تو ہمیں حق کے گواہوں میں لکھ لے۔

اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اپنے گھر میں عبادت کرتے، قرآن پڑھتے، اور نماز پڑھتے پھر حضرت ابوبکر نے اپنے گھر کے صحن ہی میں مسجد بنالی۔

وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ وَهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ۔ حضرت ابوبکر جب اس مسجد میں عبادت کرتے تو مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے ان کے آس پاس جمع ہو جاتے اور حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ عبادت کے طریقے کو دیکھتے۔

وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ وَأَفْزَعَ۔

اور چونکہ حضرت ابوبکر صدیق بہت نرم دل انسان تھے اس لیے جب وہ قرآن کی تلاوت کرتے تو خوب رویا کرتے۔

اس بات سے کفار قریش کے سردار گھبرا گئے اور ابن دغنہ کو بلا کر کہا ہم نے ابوبکر کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں عبادت کیا کریں گے مگر انھوں نے صحن میں مسجد بنالی ہے اور اب اعلانیہ نماز پڑھتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں جس سے ہماری عورتوں اور بچوں کے بہکنے کا خطرہ ہو گیا ہے اس لیے تم ابوبکر کے پاس جاؤ اور یہ کہدو کہ یا تو وہ اعلانیہ نماز اور قرآن پڑھنا بند کریں یا تمہاری امان تمہیں لوٹا دیں ہم لوگ تمہاری طرف سے دیے ہوئے امان کو توڑنا پسند نہیں کرتے۔ ابن دغنہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوبکر آپ جانتے ہیں میں نے آپ کو کس شرط پر امان دی تھی یا تو آپ اپنے گھر کے اندر عبادت کیا کرو یا تو ہماری امان ہمیں لوٹا دو تا کہ عرب کے لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ میں نے ایک آدمی کو امان دی تھی اور اس امان کو توڑ دیا گیا۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا میں تمہاری امان رد کرتا ہوں اور خدا کی امان پر میں راضی ہوں۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ ہی میں تھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ دکھائی گئی ہے وہ ایک شوریلی کھاری زمین ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان ہے اور وہاں کھجوروں کے درخت کثرت سے پائے جاتے ہیں جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتا دیا تو صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا شروع کیا بلکہ جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے وہ بھی مدینہ منورہ لوٹ آئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۱، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۵۔

فائدہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں خوفِ خداوندی کیسا سچا جذبہ تھا کہ آپ جب بھی قرآن کی تلاوت کرتے تو رویا کرتے، آپ کی طرح مسلمانوں کو بھی اپنے دلوں میں خوفِ خداوندی بسانے اور تلاوتِ قرآن کا پابند بنے رہنے کی ضرورت ہے، بندہ جب احساس ندامت کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں آنسو بہاتا ہے تو رب کریم کی رحمت اس کی جانب متوجہ ہو جاتی ہے اور بندہ بخشش و انعام سے نوازا جاتا ہے۔

عصیاں کو مرے نامۂ اعمال سے دھوتی — احساسِ ندامت سے کبھی آنکھ جو روتی
ہوتا جو شکیلؔ اس کو زبوں حالی کا احساس — یہ قوم کبھی اس طرح غفلت میں نہ سوتی

﴿اللہ کے رسول کی ہجرت﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی تیاری شروع کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی رکے رہو مجھے امید ہے جلد ہی مجھے ہجرت کرنے کی اجازت ملے گی حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو بھی ہجرت کی اجازت ملے گی، حضور نے فرمایا ہاں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفاقت کے لیے حضرت ابوبکر رک گئے، سواری کے لیے ان کے پاس جو دو اونٹنیاں تھیں انھیں چار ماہ تک ببول کے پتے کھلاتے رہے، ایک دن خلاف معمول دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، خدا کی قسم، اس وقت جو آپ تشریف لائے ہیں تو ضرور کوئی خاص بات ہے؟ حضور اندر داخل ہوئے اور ارشاد فرمایا اپنے پاس سے سب کو ہٹا دو۔ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّمَا ھُمْ اَھْلُکَ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ تو آپ کے اپنے گھر والے ہیں۔

حضور نے فرمایا مجھے ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی ہے، حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیا مجھے ساتھ چلنے کی اجازت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

قَالَ اَبُوْبَکْرٍ فَخُذْ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِحْدٰی رَاحِلَتَیَّ ھَاتَیْنِ۔

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میری ان دونوں اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی قیمت ادا کروں گا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۵۱، بَابُ بُنْیَانِ الْکَعْبَۃِ ،بَابُ ھِجْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۵۔

﴿ذات نطاقین﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت جلدی میں جو کچھ ہو سکا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے زاد راہ تیار کیا حضرت اسماء فرماتی ہیں اس وقت مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے میں توشہ اور پانی کا مشکیزہ باندھ سکوں، میں نے اپنے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق سے عرض کیا۔

وَاللّٰہِ مَا اَجِدُ شَیْئًا اَرْبِطُ بِہٖ اِلَّا نِطَاقِیْ۔

خدا کی قسم، توشہ باندھنے کے لیے مجھے اپنی کمر بند کے علاوہ کوئی دوسری چیز نہیں مل رہی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اسی کو پھاڑ لو اور اس کے دو حصے کرلو ایک سے توشہ باندھ دو اور دوسرے حصہ سے مشکیزہ کا منھ باندھ دو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اسی لیئے میرا نام ذات نطاقین یعنی دو کمر بند والی پڑ گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۱۸، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ، جہاد میں زادراہ لے جانے کا بیان، حدیث نمبر ۲۹۷۹۔

﴿ کاشانۂ اقدس کا محاصرہ ﴾

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ۔

اگر تم رسول کریم کی مدد نہ کرو گے تو (کیا ہوا) بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے، جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ۔

جب اپنے رفیق سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔

وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔ (پ۱۰ ع۱۲ ا سورۂ توبہ ۴۰)

اور ان فرمائی ان کی ایسے لشکروں سے جنھیں تم نے نہ دیکھا، اور کر دیا کافروں کی بات کو سر نگوں اور اللہ کی بات ہی ہمیشہ سر بلند ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

مذکورہ آیت پاک میں ہجرت کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہجرت کے وقت اپنے محبوب کی مدد کی ہے وہ اب بھی اس کا ناصر و مددگار ہے۔

مکہ کے کافروں نے جب یہ دیکھ لیا کہ مسلسل تیرہ سال تک ہزارہا ظلم و ستم کے بعد بھی مذہب اسلام اور اس کے ماننے والوں پر ہم قابو نہیں پاسکے اور اسلام کو پھیلنے سے روک نہیں سکے تو ان لوگوں نے اپنی مجلس شوریٰ میں یہ فیصلہ کرلیا کہ آج رات تمام قبیلوں کے ایک ایک جوان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کریں گے اور جب آپ باہر نکلیں گے تو سب مل کر یکبارگی حملہ کر کے انھیں قتل کر دیں گے اس طرح مذہب اسلام کا فتنہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا اور چونکہ اس قتل میں ہر قبیلے کا ایک جوان شامل ہوگا اس لیے قبیلہ بنی ہاشم کے لوگ اتنے سارے قبیلے والوں سے لڑائی کرنے کی جرأت نہیں کریں گے بلکہ خون بہا لینے پر آمادہ ہو جائیں گے اور خون بہا کی جو رقم دینے کی ضرورت پڑے گی وہ سب مل کر آسانی سے دے دیں گے۔

حضرت جبریل امین نے آکر حضور کو کفار و مشرکین کی سازش سے آگاہ کیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا کہ حضرت صدیق اکبر کو لے کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جائیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اُن کے بستر پر سو جائیں اور لوگوں کی جو امانتیں رکھی ہوئی ہیں صبح کو انھیں دے کر مدینہ منورہ چلے آئیں۔

﴿ خانۂ صدیق سے غارِ ثور تک ﴾

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب گھر سے باہر نکلے تو آپ نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک جمِ غفیر ہے جو قتل کا ارادہ کر کے گھر کا محاصرہ کیے ہوئے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سورہ یٰسین شریف کی ابتدائی چند آیتوں کو پڑھا اور محاصرہ کرنے والوں پر دم کر دیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں پر ایسی غنودگی طاری ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے سامنے سے گذرتے چلے گئے مگر انھیں حضور کے گذرنے کا کچھ احساس نہ ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے مکان پر پہنچے اور ان کو ساتھ لے کر ہجرت کے ارادے سے نکل پڑے اور غار ثور میں قیام کرنے کی غرض سے جبل ثور تک پہنچے۔

غار ثور کا منھ بڑا تنگ تھا صرف لیٹ کر ہی اندر جا سکتے تھے، حضور نے غار ثور میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے مجھے اندر جانے دیں، حضور نے فرمایا اے ابوبکر ایسا کیوں؟

حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اس ویران غار میں درندے، سانپ، بچھو، کیڑے مکوڑے ہو سکتے ہیں اگر ان کی طرف سے کچھ ہوا تو ان کا حملہ صرف مجھی پر ہوگا میرے آقا آپ تو محفوظ رہیں گے چنانچہ حضرت صدیق اکبر پہلے خود غار کے اندر گئے اور اس کے اندر سے کنکر پتھر، گرد و غبار اور ہر اس چیز کو باہر نکال دیا جس سے حضور کو تکلیف ہو سکتی تھی پھر حضور کو غار کے اندر بلایا۔

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا	ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا
رسول و انبیاء کے بعد جو افضل ہے عالم سے	یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

﴿ غارِ ثور اور یارِ غار ﴾

ادھر اہل مکہ کے جوان جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باہر نکلنے کا انتظار کرتے کرتے تھک گئے تو حضور کے حجرہ میں داخل ہوئے بستر پر حضرت علی کو پایا تو ان سے پوچھا اے علی! محمد بن عبداللہ کہاں گئے؟ حضرت علی نے فرمایا مجھے نہیں معلوم کہ آپ یہاں سے کہاں گئے ہیں؟

دوسرے دن مکہ والوں نے نشان قدم کے ماہر کھوجی کرز بن علقمہ کو اجرت پر ساتھ لیا اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق کی تلاش میں نکل پڑے اور دونوں حضرات کے نشان قدم کو دیکھتے ہوئے جبل ثور تک پہنچ گئے۔ کھوجی نے کہا ان دونوں کے نشان قدم یہاں پر آ کر ختم ہو گئے ہیں اور یہیں پر ان کا سفر بھی ختم ہوا ہے لیکن اب مجھے یہ نہیں معلوم ہو رہا ہے کہ وہ لوگ یہاں سے داہنے طرف گئے ہیں یا بائیں طرف گئے ہیں یا پہاڑ کے اوپر چڑھے ہیں مجھے یہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر وہ یہاں سے گئے تو کہاں گئے؟

تلاش کرنے کی غرض سے جب وہ لوگ اوپر چڑھے اور غار ثور کے سامنے پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے انھیں دیکھ لیا ان کے پیر تک نیچے سے نظر آ رہے تھے حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ان لوگوں میں سے کوئی ایک آدمی بھی جھک کر اپنے پیروں کی طرف دیکھ لے تو وہ ضرور ہمیں پا لے گا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، مجھے اپنی کوئی فکر نہیں ہے میرے آقا اگر مجھے قتل کیا گیا تو صرف ایک فرد کا قتل ہوگا اور اگر آپ کو کچھ ہوا تو پوری امت کا قتل ہوگا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَا اَبَابَكْرٍ مَاظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

اے ابوبکر ان دونوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے، غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے یعنی جب ہمارے ساتھ ہمارا خدا ہے تو یہ کفار ہمارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔

﴿صدیق اکبر پر سکینہ کا نزول﴾

اللہ تعالیٰ نے اس وقت اطمینان وسکون کی ایک خاص کیفیت اپنے پیارے رسول پر نازل فرمائی اور آپ کے طفیل یہ حضرت ابوبکر صدیق تک پہنچی، ان کی ہر قسم کی پریشانی دور ہوگئی قرآن کریم نے جسے یوں بیان کیا ہے۔

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ۔ تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔

بلکہ بعض مفسرین کے قول کے مطابق یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق پر سکینہ نازل فرمایا اس لیے کہ حضور کی ذات بابرکات پر تو دائمی سکون طاری تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو ایک چھوٹا سا پودا دیا اور فرمایا اسے غار کے منہ پر رکھ دو، حضرت ابوبکر نے ایسا ہی کیا مشیت الٰہی کے مطابق کبوتروں نے غار کے دروازے پر انڈے دے دیے، مکڑی نے آکر جالے تن دیے۔

پل بھر میں جالا تن دیا مکڑی نے ثور پر   اللہ کر رہا تھا حفاظت رسول کی

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَعْمِ اَبْصَارَهُمْ عَنَّا۔ اے اللہ ان کے نگاہوں کو ہم سے اندھا کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسا ہی کر دیا وہ لوگ غار کے اردگرد پھرتے رہے لیکن ان میں سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکا اور جب غار کے دروازہ پر درخت کا پودا، مکڑی کا جالا اور کبوتر کا انڈا دیکھا تو انھیں یقین ہو گیا کہ یہاں کوئی نہیں ہے اگر کوئی آدمی اس غار کے اندر گیا ہوتا تو یہ درخت کا پودا، کبوتر کے انڈے اور مکڑی کا جالا اپنی جگہ صحیح سلامت نہ رہتا وہ لوگ پہاڑ سے اتر گئے اور اپنی منزل کی طرف ناکام ونامراد واپس لوٹ گئے ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کر دینے کی جو سازش رچی تھی وہ اس میں پوری طرح ناکام ہو چکے تھے۔

اور ان کو ناکام ہونا بھی تھا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی حفاظت کی ذمہ داری خود اپنے ذمہ کرم میں لے رکھا

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔
اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے، بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ ۶ ع ۱۴ ار المائدہ ۶۷)

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن — پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
خدا کا نور بجھا ہے نہ بجھ سکے گا کبھی — بجھانے والے ہزار بجھ گئے بجھا نہ سکے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ متواتر تین دنوں تک غار ثور میں قیام فرمایا تا کہ تلاش کرنے والے لوگ جب اپنی تلاش سے تھک جائیں اور آگے کا راستہ مامون ومحفوظ ہو جائے تو آگے کا سفر کیا جائے

تفسیر التفسیر الکبیر ار از امام طبرانی ۳۶۰ھ، الکشف والبیان ار از ثعلبی ۴۲۷ھ، معالم التنزیل ار از امام بغوی ۵۱۶ھ، تفسیر مدارک ار از نسفی ر ۷۱۰، تفسیر اللباب فی علوم الکتاب ار از ابن عادل ۸۸۰ھ، کنز الایمان، خزائن العرفان، ضیاء القرآن، تفسیر حسینی۔

صدیق اکبر کے گھر والوں کا ایثار

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں عبداللہ بن ابوبکر ان دنوں ایک ہوشیار اور سمجھدار نوجوان تھے یہ رات کے وقت غار ثور کی طرف نکل جاتے اور پوری رات وہیں رہتے اور قریش کے دن بھر کی سرگرمیوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگاہ کرتے پھر علی الصباح مکہ میں قریش کے پاس پہنچ جاتے اور ایسا ظاہر کرتے گویا انہوں نے اپنی یہ رات قریش کے درمیان گذاری ہے۔

حضرت صدیق اکبر کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اپنی بکریوں کو غار ثور کے قریب ہی چرایا کرتا تھا جب رات کا اندھیرا چھاجاتا تو بکریوں کو ان کے پاس لے آتا اور وہ دونوں بکریوں کا دودھ پی کر آرام سے رات گذارتے غار ثور میں قیام کے دوران عامر بن فہیرہ مسلسل تین دنوں تک علی الصباح بکریوں کو ہانک کر لاتا رہا اور دودھ پلاتا رہا۔

حضرت صدیق اکبر نے راستہ جاننے والے ایک تجربہ کار آدمی کو مقرر کر کے اس وعدہ کے ساتھ اپنی سواریوں کو اس کے حوالے کیا تھا کہ تین راتوں کے بعد وہ ان سواریوں کو غار ثور پر لے آئے جب وہ وعدہ کے مطابق سواریوں کو لے کر پہنچ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ ساحل کے ساتھ لگ کر روانہ ہوئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۲، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۵۔

﴿غارِ ثور سے روانگی﴾

حضرت براء بن عازب روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے والد حضرت عازب کے پاس ان کے گھر میں آئے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا، انھوں نے والد صاحب سے کہا کہ آپ اپنے بیٹے براء سے کہیے کہ وہ کجاوہ کو اٹھا کر میرے ساتھ لے چلے، حضرت عازب نے ان سے کہا پہلے آپ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کا واقعہ سنادیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے ہجرت کا یہ واقعہ سنایا۔

لوگ ہماری تلاش وجستجو میں تھے اس لیے ہم غار سے رات کے وقت نکلے اور ایک رات ایک دن برابر چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر کا وقت ہوگیا تو ہمیں ایک بڑا سا سایہ دار پتھر نظر آیا جہاں دھوپ نہیں تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سونے کے لیے ایک پوستین بچھادیا جو میرے پاس موجود تھی۔

وَقُلْتُ نَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ لَكَ مَاحَوْلَكَ۔

اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ یہاں آرام فرمائیں میں آپ کے اردگرد کا خیال رکھوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پوستین پر سو گئے اور میں پہرہ دیتا رہا اسی عرصہ میں ایک چرواہا کو میں نے دیکھا جو سامنے سے اپنی بکریوں کو لے کر ہماری طرف چلا آرہا تھا شاید ہماری طرح اس کو بھی پتھر کے سائے کی ضرورت تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تو کس کا غلام ہے؟ اس نے کہا میں فلاں آدمی کا غلام ہوں، میں نے پوچھا کیا تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں دودھ ہے، میں نے پوچھا کیا تو دودھ دوہ سکتا ہے؟ اس نے کہا ہاں ،اس نے ریوڑ سے ایک بکری پکڑ لیا میں نے اس سے کہا بکری کے تھن کو تو صاف کرلو۔

اس نے ایک برتن میں دودھ نکال کر مجھے دیا، میں نے اپنے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے پانی کا ایک چھاگل رکھ لیا تھا جس میں پانی تھا اور میں نے اس چھاگل کا منھ کپڑے سے باندھ رکھا تھا، میں نے اس میں سے دودھ میں تھوڑا سا پانی ڈالا جس سے وہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا میں نے اس وقت حضور کو جگانا مناسب نہ سمجھا لیکن قریب گیا تو دیکھا کہ آپ بیدار ہیں میں نے عرض کیا۔

اَشْرِبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ۔

یا رسول اللہ! آپ اسے نوش فرمائیں، حضور نے اس میں سے اتنا پیا کہ میری طبیعت خوش ہوگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلرَّحِيْلِ قُلْتُ بَلٰى فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ۔ کیا ابھی چلنے کا وقت نہیں ہوا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں اب چلنے کا وقت ہوگیا ہے پس ہم دن ڈھلنے کے بعد وہاں سے کوچ کر گئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۰، باب عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، حدیث نمبر ۳۶۱۵۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابو بکر سے آگے آگے چل رہے تھے ان کی مثال اس ضعیف شیخ جیسی تھی کہ جس کو سب جانتے ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت اس نوجوان جیسی تھی جس کو زیادہ لوگ نہ جانتے ہوں پس جو آدمی بھی راستے میں ملتا وہ حضور کے بارے میں ضرور پوچھتا کہ یہ آپ کے آگے کون ہیں؟

حضرت ابو بکر صدیق یہ جواب دیتے کہ یہ مجھے راستہ بتانے والے ہیں اور اپنے اس قول سے ان کی مراد یہ ہوتی تھی کہ حضور بھلائی کا راستہ بتانے والے ہیں لیکن پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ یہ زمینی راستہ بتانے والے ہیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۴، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۱۱۔

﴿سراقہ کا تعاقب﴾

سراقہ بن مالک بن جُعشم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق کے متعلق یہ اعلان کر رہے تھے جو انہیں قتل کرے گا یا گرفتار کر کے لائے گا تو اس کو ہر ایک کے بدلے سو اونٹ انعام ملیں گے، میں اپنی قوم کی مجلس میں ابھی بیٹھا ہی ہوا تھا کہ ایک آدمی آگے بڑھا اور کہنے لگا اے سراقہ! میں نے ابھی ابھی کچھ لوگوں کو ساحل پر دیکھا ہے اور میرا خیال ہے وہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی ہیں۔

سراقہ کہتے ہیں میں سمجھ گیا یقیناً یہ وہی ہیں لیکن میں نے اس سے کہا یہ وہ نہیں ہیں میں نے بھی انہیں دیکھا ہے، وہ فلاں اور فلاں ہیں ابھی ابھی ہمارے سامنے سے گئے ہیں میں نے ایسا اس لیے کہا تا کہ مجھ سے پہلے کوئی چلا نہ جائے اس گفتگو کے بعد میں تھوڑی دیر مجلس میں بیٹھا رہا پھر وہاں سے اٹھا اور گھر پہنچ کر میں نے اپنی خادمہ سے کہا کہ وہ میرا گھوڑا لے کر جائے اور فلاں ٹیلے کے پاس میرا انتظار کرے میں اپنے گھر کے پیچھے کی طرف سے نکلا اور نیزے کے پھل سے زمین پر لکیر کھینچتے ہوئے اور اوپر کے سرے کو جھکائے ہوئے آگے بڑھتا گیا، گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور اپنے منزل مقصود تک پہنچنے کی غرض سے گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا اور بہت جلد ہی میں ان کے نزدیک جا پہنچا لیکن افسوس اسی وقت میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں اس کی پیٹھ سے گر پڑا۔

میں نے کھڑے ہو کر ترکش میں ہاتھ ڈالا اور تیروں سے فال نکالی کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق کا کچھ بگاڑ سکوں گا یا نہیں لیکن فال میری مرضی کے خلاف نکلا۔

فال کی پرواہ نہ کرتے ہوئے میں پھر گھوڑے پر سوار ہو گیا، جب میں ان کے نزدیک ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تلاوت فرمانے کی آواز سنی اس وقت آپ کسی طرف دیکھ نہیں رہے تھے جبکہ ابو بکر کی نگاہیں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں انھوں نے جب ایک سوار کو اپنی طرف آتے دیکھا تو حضور سے فرمایا۔

يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ هٰذا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا، یا رسول اللہ! یہ گھوڑسوار ہماری تلاش میں نزدیک آپہنچا ہے۔

فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری طرف توجہ فرمائی اور دعا کی اے اللہ! اسے گرادے فوراً میرا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا اور میں گھوڑے سے گر پڑا۔

میں نے اپنے گھوڑے کو ڈانٹا لیکن وہ اپنی ٹانگوں کو نکال نہ سکا جب وہ اپنی ٹانگوں کے پھنسی ہونے کے باوجود سیدھا کھڑا ہوا تو دھواں کی مانند آسمان تک ایک گردسی اڑتی چلی گئی میں نے تیروں سے پھر فال نکالا اس دفعہ بھی فال میری مرضی کے خلاف نکلا اور اس حادثہ سے میں سمجھ گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین عنقریب غالب ہوکر رہے گا اس لیے میں نے ان سے امان مانگی اور عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا فرمادیں اب میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا میرے امان مانگنے اور دعا کے طالب ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹھہر گئے، میں گھوڑے پر سوار ہوکر ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی قوم نے آپ دونوں کی گرفتاری یا قتل کرنے پر سوسو اونٹ مقرر کیے ہیں۔

مکہ والوں نے آپ کے خلاف جتنے منصوبے بنائے تھے وہ سب میں نے آپ کو بتادیا، میرے پاس کھانے پینے کا جو سامان تھا میں نے وہ بھی پیش کردیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ بھی نہ لیا اور نہ ہی مجھ کو کچھ کہا سوائے اس کے کہ ہم لوگوں کے متعلق کسی کو کچھ نہ بتانا اور ہماری جانب کسی کو آنے مت دینا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے ایک امان نامہ تحریر کردی جائے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عامر بن فہیرہ کو لکھنے کا حکم فرمایا تو اس نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر میرے لیے امان لکھ دی اور آپ وہاں سے روانہ ہوگئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سراقہ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دشمن بن کر آیا تھا اور شام کو آپ کا دلی خیرخواہ بن کر واپس گیا۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۵۵۴، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ ،بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۶، حدیث نمبر ۳۹۱۱۔

حضرت زبیر سے ملاقات

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے روانہ ہوئے تو راستے میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی وہ مسلمانوں کے قافلے کے ساتھ ملک شام سے تجارت کرکے واپس آرہے تھے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہننے کے لیے سفید کپڑے پیش کیا۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۵۵۴، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ ،بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۶۔

﴿مدینہ کے باشندوں کا شوقِ دیدار﴾

نگاہیں رہ میں بچھادو کہ آپ آئے ہیں ‏ ‏ ‏ دلوں کو فرش بنادو کہ آپ آئے ہیں
طلوعِ مہرِ رسالت ہے آج باطل کے ‏ ‏ ‏ سبھی چراغ بجھادو کہ آپ آئے ہیں

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روانہ ہونے کا علم ہو چکا تھا وہ سب روزانہ صبح کے وقت آپ کا استقبال کرنے کے لیے مقام حرہ تک آتے اور آپ کی آمد کے منتظر ہوتے جب دوپہر کے وقت گرمی تیز ہو جاتی تو اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاتے۔

ایک دن جب کہ مدینہ منورہ کے باشندے آپ کا شدید انتظار کر کے اپنے گھروں کو واپس جا چکے تھے کسی ضرورت سے ایک یہودی کسی ٹیلے پر چڑھا تو اس نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی چلے آرہے ہیں، سفید کپڑے پہننے کے سبب بالکل صاف نظر آرہے ہیں وہ یہودی بے اختیار چلا پڑا اے گروہ عرب! تم جس کا انتظار کر رہے تھے دیکھو وہ آگئے مسلمانوں نے فوراً اپنے ہتھیار لیے اور حضور کے استقبال کے لیے نکل پڑے اور مقام حرہ کے پیچھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بڑھ کر استقبال کیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں حضور کی آمد ہوئی اس وقت مدینہ منورہ میں ہر طرف یہی آواز گونج رہی تھی" جَآءَ نَبِیُّ اللّٰہِ "اللہ کے نبی تشریف لے آئے" جَآءَ نَبِیُّ اللّٰہِ "اللہ کے نبی تشریف لے آئے۔ بچے، بڑے، بوڑھے لوگ اونچے اونچے مقامات پر چڑھ کر حضور کی آمد کو دیکھتے اور پھر پکار اٹھتے۔" جَآءَ نَبِیُّ اللّٰہِ "اللہ کے نبی تشریف لے آئے" جَآءَ نَبِیُّ اللّٰہِ "اللہ کے نبی تشریف لے آئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۲،۵۵۱، بَابُ بُنْیَانِ الْکَعْبَۃِ، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۱۱، حدیث نمبر ۳۹۰۶۔

ہواؤں میں جذبات ہیں مرحبا کے ‏ ‏ ‏ فضاؤں میں نغمات صلِ علیٰ کے
درودوں کے گجرے سلاموں کے تحفے ‏ ‏ ‏ غلامو سجاؤ حضور آگئے ہیں
انوکھا نرالا وہ ذیشان آیا ‏ ‏ ‏ وہ سارے رسولوں کا سلطان آیا
نبی کے گداؤ سب ایک دوسرے کو ‏ ‏ ‏ گلے سے لگاؤ حضور آگئے ہیں

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں میں نے اہل مدینہ کو اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا جتنی خوشی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے انہیں حاصل ہوئی تھی یہاں تک کہ گھروں کی باندیاں اور خادمائیں بھی کہہ رہی تھیں قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف لے آئے

انسانیت کے مونس و غمخوار آگئے ‏ ‏ ‏ بے آسرو کے واسطے سرکار آگئے
آزادیاں دلانے غلاموں کو قید سے ‏ ‏ ‏ آقائے دوجہاں شہِ ابرار آگئے

فلک کے نظارو زمیں کی بہارو — خوشی سب مناؤ حضور آگئے ہیں
اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو — خبر یہ سناؤ حضور آگئے ہیں

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا — مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر — خورشید رسالت طلوع ہوگیا
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا — مَا دَعَىٰ لِلّٰهِ دَاعِىْ
ہم پر اللہ کا شکر واجب ہے — جب تک داعی اللہ کی طرف بلاتا رہے
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا — جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ
آپ ہمارے درمیان جوحکم لے کر آئے — اس کی اطاعت لازم و ضروری ہے

فائدہ: ثنیات الوداع کے معنی ہیں رخصت کی گھاٹیاں: مدینہ کے باشندے جب کسی کو مکہ کی طرف روانہ کرتے تو ان گھاٹیوں تک جا کر اس کو الوداعی سلام کہہ کر واپس ہوتے اسی لیے اس کا نام ثنیات الوداع مشہور ہوگیا۔

﴿عارضی قیام اور مسجد قبا کی تعمیر﴾

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وہ ربیع الاول کا مہینہ اور دن دوشنبہ کا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے آپ مدینہ منورہ کے بالائی حصہ میں قبیلہ بنی عمر بن عوف میں اترے اور چپ چاپ بیٹھ گئے، لیکن حضرت ابوبکر صدیق کھڑے رہے، قبیلہ انصار میں سے جو بھی آتا جس نے حضور کو دیکھا نہیں تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق کو سلام کرتا جب دھوپ تیز ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے اوپر چادر تان کر سایہ کیے رکھا تو اب لوگوں نے پہچانا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ ہیں، یہیں پہ مسجد قبا کی بنیاد رکھی گئی اور اسی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز ادا کرتے رہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۵، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۶۔

فائدہ: مسجد قبا کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قرآن سے آیت دیں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہفتہ میں ایک مرتبہ مسجد قبا ضرور جاتے اور صحابہ بھی اس عمل کو سنت سمجھ کر دہراتے رہے جس کی تائید بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۵۹، رکِتَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلٰوةِ، بَابُ مَسْجِدِ قُبَاءٍ، مسجد قباء کا بیان، کے حدیث پاک سے ہوتی ہے۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْ مَسْجِدِ قُبَاءَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهٗ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہفتہ یعنی سنیچر کے دن پیدل ہو یا سواری پر مسجد قبا تشریف لے جایا کرتے اور حضرت عبداللہ بن عمر بھی حضور کی طرح ہر ہفتہ مسجد قبا جایا کرتے۔

حضرت ابوایوب انصاری کے مکان پر قیام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (۱۴) چودہ دنوں تک یا (۲۴) چوبیس دنوں تک بنی عمر بن عوف میں قیام فرمایا پھر آپ نے بنونجار کے لوگوں کو بلا بھیجا بنی نجار کے لوگ تلواریں لگائے ہوئے آئے گویا میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سواری پر جلوہ افروز ہیں حضور کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق کی سواری ہے اور آپ کے چاروں طرف بنی نجار کے افراد ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب یہاں سے روانہ ہوئے تو دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ چل پڑے اور اس جگہ پہنچے جہاں آج مدینہ منورہ میں مسجد نبوی ہے اور جس میں آج مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اونٹنی بیٹھ گئی حضور نے فرمایا۔
اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ہماری منزل یہی ہوگی آپ نے اپنا سامان حضرت ابوایوب انصاری کے صحن میں اتار دیا۔
بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۵، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ ،بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۱۱۔

فائدہ: قبیلہ بنونجار کا تلواریں باندھ کر آنا صرف اظہار خوشی، مکمل اظہار وفاداری اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شایانِ شان استقبال کرنا مقصود تھا۔

حضرت ابوایوب انصاری

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میزبانی کی سعادت حاصل ہوئی آپ مدینہ منورہ کے مشہور اور معزز قبیلہ بنی نجار کے چشم و چراغ ہیں، اجلہ صحابہ اور بدری صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے، مسلمانوں کا لشکر جب قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لیے روانہ ہوا تو آپ نے بھی اس میں شرکت کی لیکن عین لڑائی کے وقت آپ بیمار ہوئے اور وصال فرما گئے۔
آپ کے لیئے قسطنطنیہ کے فصیل کے نیچے قبر کھودی گئی اور رات کے وقت آپ وہیں دفن کردیئے گئے آج بھی ان کا مزار پُر انوار وہاں موجود ہے آپ کے مزار کی یہ کرامت ہے کہ جب بارش نہیں ہوتی تو ان کے مزار پر حاضر ہو کر دعا کرنے سے بارش ہو جاتی ہے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

فائدہ: ہندوستان میں لکھنؤ کے فرنگی محل کا خانوادہ جن کی مذہبی اور علمی خدمات کو ہندوستانی مسلمان فراموش نہیں کرسکتی یہ سب حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

﴿مسجد نبوی کی تعمیر﴾

جب مسجدِ نبوی کے مینار نظر آئے　　اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے　　جس وقت محمد کا دربار نظر آئے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری کے مکان پر قیام فرمایا آپ کو یہ بات پسند تھی کہ جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لیا جائے ضرورت پر آپ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیا کرتے، جب آپ نے مسجد بنانے کا حکم فرمایا تو پہلے قبیلہ بنی نجار کے لوگوں کو بلایا، جب وہ حاضر ہو گئے تو فرمایا اے بنونجار اتم لوگ اپنا یہ باغ مجھے فروخت کر دو اور اس کی قیمت لے لو۔

قَالُوْا لَا وَاللّٰہِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَہٗ اِلَّا اِلَی اللّٰہِ۔ ان لوگوں نے عرض کیا نہیں قسم خدا کی، ہم اس زمین کے بدلے کوئی قیمت نہیں لیں گے ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر کے طلبگار رہیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۶۱، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ ،بَابُ ھَلْ تُنْبَشُ قُبُوْرُ مُشْرِکِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَیُتَّخَذُ مَکَانُھَا مَسَاجِدَ ،کیا زمانۂ جاہلیت کے مشرکوں کی قبروں کو کھودا جا سکتا ہے اور اس جگہ مسجدیں بنائی جا سکتی ہیں، حدیث نمبر ۴۲۸۔

ایک دوسری روایت میں یوں ہے کہ ان لوگوں نے کہا۔

لَا بَلْ نَھَبُہٗ لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَبٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ یَّقْبَلَہٗ مِنْھُمَا ھِبَۃً حَتّٰی اِبْتَاعَہٗ مِنْھُمَا۔

یارسول اللہ! ہم آپ سے اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیں گے ہم اس جگہ کو ہبہ کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جگہ کو مفت لینے سے انکار کر دیا اور انھیں اس جگہ کی قیمت ادا کر دی۔

فائدہ: چونکہ یہ باغ اسعد بن زارہ کے سہل اور سہیل نامی دو یتیم بچوں کی تھی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو تحفہ کے طور پر لینا پسند نہ فرمایا اور اس کی قیمت ادا کر دی۔

فائدہ: اصطلاحِ شریعت میں زمین کا وہ حصہ جو نماز اور عبادت کے لیئے مسلمان وقف کر دیں اس کو مسجد کہتے ہیں

فائدہ: مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے مسجد کے لیے زمین وقف کرنے اور مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کی بڑی فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ ۔ (پ۱۰ ع۹ سورۃ التوبہ ۱۸)

اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی مسجد بنائے اور اس مسجد کے بنانے سے صرف اللہ کی رضا مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے مثل اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۴، کِتَابُ ،بَابُ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا، مسجد بنانے کا بیان، حدیث نمبر ۴۵۰۔

﴿دورانِ تعمیر حمد و ثنا﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس باغ میں مشرکین کی قبریں تھیں، کچھ حصہ کھنڈر تھا اور کچھ حصوں میں کھجور کے درخت تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مشرکین کے قبروں کے متعلق حکم دیا تو وہ ادھیڑ دی گئیں، کھنڈرات برابر کر دیے گئے، کھجور کے درخت کاٹ ڈالے گئے اور ان درختوں کو مسجد سے قبلہ کی جانب ایک قطار میں گاڑ دی گئیں اور دروازے کی جگہ پر پتھر لگا دیے گئے سب لوگ مل کر پتھر ڈھوتے تھے اور رجز یا اشعار پڑھتے جاتے تھے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَۃ	فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ
اے اللہ اجر ہے تو آخرت کا اجر ہے	پس مہاجرین و انصار پر رحم فرما
اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃ	فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ
اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے	اے اللہ مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرما

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۶۱، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ ھَلْ تُنْبَشُ قُبُوْرُ مُشْرِکِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَ یُتَّخَذُ مَکَانُھَا مَسَاجِدَ، کیا زمانۂ جاہلیت کے مشرکوں کی قبروں کو کھودا جا سکتا ہے اور اس جگہ مسجدیں بنائی جا سکتی ہیں، حدیث نمبر ۴۲۸۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۵، بَابُ بُنْیَانِ الْکَعْبَۃِ، بَابُ ھِجْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۰۶۔

﴿مسجدِ نبوی کی دیوار اور چھت﴾

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مسجدِ نبوی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور مسجدِ نبوی کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے کے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ نہیں فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر اس طرح کی کہ دیواریں کچی اینٹوں کی بنائی گئیں، چھت کھجور کی شاخوں کی بنائی گئیں اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے یعنی یہ تعمیر بھی عہدِ رسالت کی تعمیر جیسی تھی۔

لیکن حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر میں کافی تبدیلیاں کیں دیواریں نقش کی ہوئی پتھروں سے بنائی گئیں اور اس کے ستون نقش کیے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے اور مسجدِ نبوی کی چھت ساکھو کی لکڑی سے تعمیر کی گئی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۶۴، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ بُنْیَانِ الْمَسْجِدِ مسجد بنانے کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۶۔

مسجد نبوی کا احترام

تعظیم کراتی ہے یہ قدرت تیرے در کی　　آواز کوئی اب بھی نکلتی نہیں اونچی

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری میں نے مڑ کر ادھر دیکھا تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ایک طرف اشارہ کر کے مجھ سے فرمایا جاؤ اور دونوں کو بلا کر لاؤ، میں ان دونوں کو لے کر حضرت عمر فاروق کے پاس آیا۔

حضرت عمر نے ان سے دریافت فرمایا تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ کس قبیلے کے ہو؟ انہوں نے بتایا ہم لوگ طائف کے رہنے والے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا۔

اگر تم لوگ اس شہر یعنی شہر مدینہ طیبہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا دیتا۔

تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۷، کتاب الصلوٰۃ، بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ، مسجد میں آواز بلند کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۷۰۔

احترام مصطفیٰ کا یہ قرینہ دیکھیے　　آج بھی اونچی نہیں ہوتی ہیں آوازیں یہاں

قبیلہ انصار کا خلوص وایثار

کاش مل جائے مجھ کو یہ دولت، ساری دنیا کو اس پہ لٹا دوں　　جستجو مجھ کو دنیا کی کب ہے مجھ کو عشق نبی کی طلب ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ انصار کے لوگوں کو بلایا تا کہ ان کے نام بحرین کی جاگیریں لکھ دی جائیں قبیلہ انصار کے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم، انصار کے نام اس وقت تک کچھ نہ لکھا جائے جب تک آپ ہمارے قریشی بھائیوں کے نام بھی وہی سب کچھ نہ لکھ دیں جو آپ نے قبیلہ انصار کے لوگوں کے نام لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان کے نام بھی لکھ دیا جائے گا لیکن انصار اپنے اسی قول کو دہراتے رہے پھر حضور نے ان سے فرمایا یقینی طور پہ عنقریب میرے بعد تم لوگ اپنے حق میں کچھ نا روا ترجیح بھی دیکھو گے اس موقع پر تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم لوگ مجھ سے **حوض کوثر** پر ملاقات کرو۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۴۸، کتاب الجہاد، بَابُ مَا اَقْطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لوگوں کو بحرین کا مال عطا کرنا، حدیث نمبر ۳۱۶۳۔

﴿حوض کوثر کی فضیلت﴾

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

حوض کوثر ایک جنتی نہر کا نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ (سورۃ الکوثر۱) اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔

فائدہ:۔ خیر کثیر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حسن ظاہر، حسن باطن، عالی نسب، عزت و شرافت، کتاب و حکمت، نبوت و رسالت، امامت و شفاعت، فتح و نصرت، کثرت امت، مقام محمود، غلبۂ دین و کتاب اور **حوض کوثر** جیسی بے شمار نعمتیں اور فضیلتیں عطا کی ہیں اور انہیں میں سے ایک، حوض کوثر کی نعمت بھی ہے جس کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْکَوْثَرِ هُوَ الْخَیْرُ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ قَالَ اَبُوْبِشْرٍ قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ فَاِنَّ النَّاسَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ نَهَرٌ فِی الْجَنَّةِ؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ کوثر سے مراد خیر کثیر یعنی بے شمار وہ خوبیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خاص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے، حضرت ابو بشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر سے دریافت کیا لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ کوثر بہشت کا ایک نہر ہے؟

فَقَالَ سَعِیْدٌ اَلنَّهَرُ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ مِنَ الْخَیْرِ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِیَّاهُ۔

حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کہ بہشت میں جو نہر ہے وہ بھی اسی خیر کثیر میں داخل ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاص کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۴۲، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ، اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، حدیث نمبر ۴۹۶۶۔

حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قرآن پاک کی اس آیت "اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ" متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا یہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۴۲، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ، اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان۔ حدیث نمبر ۴۹۶۵۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک مہینہ کی راہ تک ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے اور اس کے پیالے آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں جو آدمی اس حوض سے پی لے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۷۴، کِتَابُ الْحَوْضِ، بَابُ، کا بیان، حدیث نمبر ۶۵۷۹۔

انصاریوں کی فضیلت

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۔(پ۱۰ع۶/الانفال۷۴)

اور جنھوں نے جگہ دی اور مدد کی، وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے اور انصار سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے۔ (رواہ البخاری فی کتاب الایمان)

فائدہ:انصار ناصر کی جمع ہے جس کا معنی ہے مددگار۔ مدینہ منورہ کے انصار زمانۂ جاہلیت میں بنوقیلہ کے نام سے جانے جاتے تھے، قیلہ اس ماں کو کہتے ہیں جس کی نسل سے دو مشہور قبیلے ہوں۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے **انصار** اہل مدینہ کا لقب ہوگیا، یہ لقب انھیں مکہ اور حبشہ سے ہجرت کرنے والے صحابہ کی خدمت اور ان کی مدد کرنے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے انصاریوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مذہب اسلام پر قربان ہونے کی جو بیعت کی اسے پورا کر کے دکھایا۔

انصار کے لوگوں نے مکہ اور حبشہ سے مدینہ پہنچنے والے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کی جس انداز سے مدد کی تھی دنیا کی تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی، مہاجرین کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیے، اپنی زمینوں اور باغوں میں ان کو حصہ دار بنایا، جن کے پاس ایک سے زائد بیویاں تھیں انھوں نے یہ پیش کش کیا کہ اگر وہ چاہیں تو وہ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں تا کہ عدت گذارنے کے بعد مہاجرین ان سے نکاح کرلیں، ایک موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار سے یہ دریافت کیا کہ اگر تمہاری مرضی ہوتو تمہارے وہ اموال باغات اور زمین جو تم نے مہاجرین کو دیا ہے وہ تمہیں لوٹا دیا جائے اور بنی نظیر کے مالوں کو مہاجرین کے درمیان تقسیم کردیا جائے؟

حضرت سعد بن زرارہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری خواہش یہ ہے کہ ہمارے مال ان کے پاس رہنے دیں اور بنی نضیر کے سارے مال بھی ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم کرادیں

قبیلہ انصار کے دوسرے لوگوں نے عرض کیا ''رَضِيْنَا وَسَلَّمْنَا۔'' یا رسول اللہ! حضرت سعد بن زرارہ اور حضرت سعد بن معاذ کی یہ تجویز ہم سب کو منظور ہے اور ہم اس بات پر خوش ہیں۔

اس ایثار واخلاص کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دل باغ باغ ہوگیا اور آپ نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ یا اللہ! انصار پر خصوصی رحمت نازل فرما۔

ایسی قلبی محبت اور ایثار واخلاص کی مثال دنیا کی تاریخ میں کوئی قوم پیش نہیں کرسکتی یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان غلاموں کی خصوصیت سے ہے جنہیں دنیا انصار کے نام سے جانتی و پہچانتی ہے یہ لوگ اپنی خدمات کی بنیاد پر قیامت تک کے لیے انصار کے نام سے مشہور ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے اس قبیلے کو ایسی فضیلت بخشی کہ

اپنے محبوب پیغمبر کی معیت انھیں عطا فرمائی یہاں تک کہ شہر مدینہ ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مسکن بنادیا۔

قبیلہ انصار کے حق میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ دعائیہ اشعار بہت مشہور ہیں جس کو امام بخاری نے اپنی کتاب جامع صحیح بخاری شریف میں لکھا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَةِ	فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ
اے اللہ اجر ہے تو آخرت کا اجر ہے	پس مہاجرین و انصار پر رحم فرما
اَللّٰهُمَّ لَاخَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةِ	فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ
اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے	اے اللہ مہاجرین اور انصار کی مغفرت فرما

معالم التنزیل از امام بغوی ۱۶ ص ۱۵ تفسیر مدارک ۱۰۷ ص تفسیر مظہری، خزائن العرفان، ضیاء القرآن، سید التفاسیر۔

اخوت کا رشتہ

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا۔

اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم میں دشمنی تھی اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے۔ (پ ۴ ع ۲ آل عمران ۱۰۳)

خلوص و پیار و صداقت وفا مدینے میں   یہ رحمتوں کا خزینہ ملا مدینے میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اخوت و بھائی چارگی قائم فرمادی تھی حضرت سعد نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں میں اپنے مال کو اپنے اور آپ کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کر لیتا ہوں، میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو آپ کو پسند آئے میں اس کو طلاق دیتا ہوں جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو آپ ان سے نکاح کر لینا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ آپ کے اہل و عیال اور مال و دولت میں برکت عطا فرمائے آپ مجھے صرف اپنے بازار کا پتہ بتادیں تا کہ میں وہاں کچھ کاروبار کر سکوں، انھوں نے بنی قینقاع کا بازار بتادیا، اس روز جب وہ بازار سے لوٹے تو منافع میں کچھ گھی اور پنیر لے کر آئے پھر اسی طرح اگلے روز بھی بازار گئے پھر کچھ ہی دن گذرے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی حضور نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے جسم پر زردی دیکھی تو آپ نے دریافت فرمایا کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے انصار کی ایک عورت سے شادی کر لی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ان سے پوچھا تم نے مہر میں کیا دیا؟ انہوں نے کہا گٹھلی کے برابر سونا یا سونا کی گٹھلی یعنی سونا کی ڈلی مہر میں دیا۔

اَوْلِمْ وَ لَوْ بِشَاةٍ حضور نے فرمایا تم ولیمہ بھی کرو اگر چہ ایک بکری سے ہی کیوں نہ ہو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۳۳، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت قائم کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۸۰، ۳۷۸۱۔

فائدہ: مال و دولت سے یہ کمال استغنا اور شان بے نیازی صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کا خاصہ ہے جن کے دلوں اور نگاہوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ پر جمال نے سیراب کر دیا تھا۔

(ضیاء القرآن)

﴿یہودی لڑکے کا قبولِ اسلام﴾

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۔

تو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے جو خود ایمان لایا ہے اللہ اور اس کے کلام پر، اور تم پیروی کرو اُس کی تا کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ (پ ۹ ع ۱۰ /الاعراف ۱۵۸)

بچ پاتے نہ ہم نارِ جہنم کے اثر سے — گر آپ کی رحمت کے اشارے نہیں ہوتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خادم تھا ایک مرتبہ جب وہ بہت بیمار تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی عیادت اور مزاج پرسی کو تشریف لائے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس یہودی لڑکے سے فرمایا اے لڑکے! اسلام قبول کرلو، اس نے قریب بیٹھے ہوئے اپنے باپ کی طرف دیکھا اس کے والد صاحب نے کہا ابو القاسم صاحب کی بات مان لو تو اس لڑکے نے اسلام قبول کرلیا۔

فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے باہر نکلے، اللہ کا شکر ہے جس نے اسے آگ سے نجات دی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۱، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَاتَ هَلْ يُصَلّٰى عَلَيْهِ، اگر بچہ اسلام قبول کرنے کے بعد انتقال کر جائے تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، حدیث نمبر ۱۳۵۶۔

مختصر سی میری کہانی ہے — جو بھی ہے اُن کی مہربانی ہے
جتنی سانسوں نے اُن کا نام لیا — بس وہی میری زندگانی ہے

﴿حضرت عبداللہ بن سلام کا قبولِ اسلام﴾

رات بھی اچھی لگی حسنِ سحر اچھا لگا — جس طرف دیکھا مدینے میں اُدھر اچھا لگا
خلد سے رضواں اگر آتے تو وہ کہتے یہی — مجھ کو جنت سے درِ خیر البشر اچھا لگا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن سلام کو یہ معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہو چکی ہے تو وہ حضور کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا میں آپ سے تین ایسی باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں جس کا علم نبی کے سوا کسی اور کو نہیں ہوتا۔

پہلا سوال یہ ہے کہ قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ دوسرا یہ کہ وہ کھانا کون سا ہے جس کو جنتی سب سے پہلے کھائیں گے؟ تیسرا سوال یہ ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ کبھی باپ کی شکل پر اور کبھی ماں کی شکل پر کیوں ہوتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل امین مجھے ابھی اس کا جواب بتا کر گئے ہیں۔

(۱) قیامت کی سب سے پہلی نشانی وہ آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائے گی۔

(۲) وہ کھانا جس کو اہل جنت سب سے پہلے کھائیں گے مچھلی کی کلیجی کا نچلا حصہ ہوگا۔

(۳) بچے کی مشابہت کا معاملہ یہ ہے کہ اگر مرد کا مادۂ منویہ غالب ہو جائے تو بچہ مرد کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کا مادۂ منویہ غالب ہو جائے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جواب سے حضرت عبداللہ بن سلام مطمئن ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں۔

جب آپ نے اسلام قبول کر لیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہودی جانتے اور مانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں، ان کے سردار کا بیٹا ہوں، ان میں سب سے زیادہ علم والا ہوں اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے کا بیٹا ہوں، پس آپ انھیں بلا کر میرے متعلق دریافت کریں کہ میں ان کے نزدیک کیسا ہوں اس سے پہلے کہ انھیں میرے اسلام قبول کرنے کا پتہ لگے یا رسول اللہ! یہودی ایک بہتان تراش قوم ہے اگر انھیں میرے اسلام قبول کرنے کا علم ہوگا تو وہ مجھ پر ایسا الزام عائد کریں گے جو حقیقت میں میرے اندر نہیں ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا جب وہ لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے اندر چھپ گئے حضور نے فرمایا اے گروہ یہود! اس خدا کی قسم، جس کے سوا کوئی معبود نہیں اس بات کو تم لوگ بخوبی جانتے ہو کہ میں واقعی اللہ کا رسول ہوں اور تمہارے پاس سچا دین لے کر آیا ہوں لہٰذا تم لوگ مسلمان ہو جاؤ۔

یہودیوں نے کہا کہ ہم اس مذہب کے بارے میں اتنی معلومات نہیں رکھتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ان لوگوں سے تین مرتبہ یہی سوال کیا اوران لوگوں نے ہر بار یہی جواب دیا کہ ہم اس مذہب کے بارے میں زیادہ کچھ نہیں جانتے۔

اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا یہ بتاؤ تمہارے درمیان عبداللہ بن سلام کیسے آدمی ہیں؟

یہودی کہنے لگے وہ تو ہمارے سردار ہیں، سردار کے بیٹے ہیں، وہ سب سے زیادہ علم والے اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے کے بیٹے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عبداللہ بن سلام مسلمان ہوجائیں تو تم کیا کرو گے؟ وہ کہنے لگے اللہ انھیں بچائے بھلا وہ کیوں اسلام قبول کریں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوبارہ ان سے دریافت فرمایا اگر عبداللہ بن سلام مذہب اسلام قبول کرلیں تو تم کیا کرو گے؟

انھوں نے پھر یہی کہا اللہ انھیں بچائے بھلا وہ کیوں اسلام قبول کریں گے؟ اس طرح تین مرتبہ حضور نے ان سے پوچھا اور تینوں مرتبہ یہودیوں نے یہی جواب دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن سلام باہر نکل آؤ، حضرت عبداللہ بن سلام یہودیوں کے پاس آئے اور یہودیوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے اے یہودیو!۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو، قسم ہے اس خدا کی، جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم اچھی طرح جانتے ہو کہ واقعی یہ اللہ کے رسول ہیں اور بے شک یہ سچا دین لے کر آئے ہیں۔

یہودی کہنے لگے تم جھوٹ بولتے ہو تم ہمارے درمیان بہت برے آدمی ہو اور پھر وہ لوگ ان پر لعن طعن کرنے لگے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ان سے اسی بات کا اندیشہ تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو باہر بھیج دیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴٦۸، كِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ، بَابُ خَلْقِ اٰدَمَ وَذُرِّيَّتِهٖ وقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً، حضرت آدم علیہ السلام اوران کی ذریت کی تخلیق کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، اور یاد کرو جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا بے شک میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں، پ ا ع ۴ البقرہ، حدیث نمبر ۳۳۲۹۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵٦، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۳۸۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ٦۴۳، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى، قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ، حدیث نمبر ۴۴۸۰۔

اسلام میں پورے طور پہ داخل ہو جاؤ

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہے۔(پ۳ ع۱۷ آل عمران ۸۵)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اپنے پرانے دین شریعت موسوی کے کچھ احکام پر عمل پیرا تھے مثلاً سنیچر کے دن کا احترام کرتے، شنبہ کے دن نہ شکار کرتے، نہ اونٹ کا دودھ پیتے، اور نہ اونٹ کا گوشت کھاتے تھے ان کا یہ خیال تھا کہ مذہب اسلام کے حکم کے مطابق سنیچر کے دن شکار کرنا، اونٹ کا دودھ پینا، یا اونٹ کا گوشت کھانا کوئی لازمی امر نہیں ہے بلکہ مباح ہے یعنی شنبہ کے دن ان کاموں کو کر بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی کر سکتے ہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ان سے بچنا ضروری ہے اس لیے اگر سنیچر کے دن ان کاموں کو میں نہ کروں تو مذہب اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہوگی اور شریعت موسوی پر عمل بھی ہو جائے گا۔

ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کیا یا رسول اللہ! توریت بھی تو خدا کی کتاب ہے کیا ہمیں اجازت ہے کہ رات کی نفل نمازوں میں ہم توریت پڑھا کریں؟ ایسے ہی موقع پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیت نازل فرمائی جس میں یہ بتادیا کہ اب قرآن نازل ہونے کے بعد توریت اور دیگر آسمانی کتابوں کے احکام منسوخ ہو چکے ہیں اب صرف مذہب اسلام کے احکام کی پیروی کی جائے گی مذہب اسلام سے ہٹ کر یا مذہب اسلام کے ساتھ اب کسی دوسری شریعت پر عمل کرنے کی اجازت نہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ۔

اے ایمان والو! اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں پر نہ چلو، بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔(پ۲ ر البقرہ ۲۰۸)

یعنی یہ شیطان ہے جو تمہارے دل میں یہ بات بٹھاتا ہے کہ تم لوگ سنیچر کے دن کا ایسے ہی احترام کرو جیسے شریعت موسوی کے ماننے کے دوران کیا کرتے تھے، تو شیطان کا تو کام ہی یہی ہے کہ وہ تمہیں برائی پر آمادہ کرے۔

فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔(پ۲ سورہ البقرہ ۲۰۹)

اور اگر تم اس کے بعد بھی پھسل گئے جب کہ تمہارے پاس روشن حکم آچکے تو جان لو کہ اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

یعنی اب واضح دلیلوں کے آنے کے باوجود بھی اگر تم مذہب اسلام کی راہ کے خلاف چلے تو جان لو بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے سے عاجز نہیں وہ زبردست حکمت والا ہے۔

تفسیر الکشف والبیان از ثعلبی ۴۲۷ھ معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ھ تفسیر مدارک ۷۱۰ھ خزائن العرفان بضیاء القرآن۔

﴿جنتی آدمی﴾

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ۔ (پ۱۴ع۴/الحجر۴۵،۴۶)

بے شک پرہیز گار باغوں اور چشموں میں (آباد) ہوں گے (انہیں حکم ملے گا) داخل ہو جاؤ سلامتی کے ساتھ بے خوف ہو کر۔

حضرت قیس بن عباد فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ اسی درمیان ایک آدمی مسجد کے اندر آئے ان کے چہرے پر خشوع و خضوع کے آثار نمایاں تھے ان کو دیکھ کر لوگ کہنے لگے۔

هٰذَا رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۔ یہ آنے والا آدمی اہل جنت سے ہے۔

آنے والے نے مسجد نبوی میں مختصر سی دو رکعت نماز پڑھی اور چلے گئے میں بھی اُن کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ میں نے ان سے کہا جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں نے آپ کے متعلق یہ کہا کہ ''یہ اہل جنت میں سے ہیں'' تو آپ کو جنتی کہنے کا سبب کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا خدا کی قسم، ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم کسی کے متعلق ایسی بات کہیں جس کا ہمیں علم نہ ہو اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ لوگوں نے ایسا کیوں کہا؟

میں نے عہد نبوی میں ایک خواب دیکھا تھا اور اس خواب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تھا خواب کچھ یوں تھا کہ میں ایک وسیع و عریض اور سرسبز و شاداب باغ کے اندر ہوں اس باغ میں لوہے کا ایک ستون ہے جس کا نچلا سرا زمین میں ہے اور اوپر والا سرا آسمان میں ہے اور اوپر والے حصے میں ایک کنڈی ہے مجھ سے کہا گیا اس ستون پر چڑھو، میں نے کہا میں اس پر کیسے چڑھ سکتا ہوں؟ پھر ایک غلام میرے پاس آیا اور اس نے پیچھے سے میرا کپڑا سمیٹا تو میں چڑھنے لگا یہاں تک کہ ستون کے اوپر والے حصے تک جا پہنچا اور میں نے کنڈے کو پکڑ لیا مجھ سے کہا گیا اسے مضبوطی سے پکڑنا جب میں بیدار ہوا تو وہ کنڈا اسی طرح میرے ہاتھ میں تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب میرے اس خواب کو سنا تو آپ نے فرمایا۔

تِلْکَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ وَذٰلِکَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْکَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰی فَاَنْتَ عَلَی الْاِسْلَامِ حَتّٰی تَمُوْتَ۔

وہ باغ تو اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ کنڈا اسلام کی مضبوط رسی ہے پس تم آخری وقت تک اسلام پر قائم رہو گے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۳۸، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ حضرت عبداللہ بن سلام کے ایمان لانے کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۱۳۔

فائدہ: یہ جنتی شخصیت کوئی اور نہیں تھی بلکہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات تھی۔

حضرت ثمامہ بن اُثال کا قبول اسلام

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔
تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم اُن کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔ (پارہ۴ ع۷ آل عمران ۱۵۹) تو تم انھیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو۔

جسے سن کے دشمن سنگ دل، کرے پیش تحفۂ جان و دل — وہ مرے نبی کا پیام ہے، وہ مرے نبی کا کلام ہے
کوئی کس طرح سے بیاں کرے کوئی کس طرح سے سمجھ سکے — کہ حدودِ عقل سے ماورا، مرے مصطفےٰ کا مقام ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی جانب بھیجے تھے اور یہ لوگ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ کر لائے جن کو ثمامہ بن اُثال کہا جاتا تھا لوگوں نے ان کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون میں باندھ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟
ثمامہ نے عرض کیا میرے پاس خیر ہے، اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی مجرم کو قتل کریں گے اور اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان ماننے والے پر احسان کریں گے اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو فرمائیے آپ کو کتنا مال چاہیے؟ حضور نے ان کو یونہی رہنے دیا۔

دوسرے دن پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا ہے تیرے پاس اے ثمامہ؟
انھوں نے عرض کیا میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے عرض کیا تھا اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان ماننے والے پر احسان کریں گے حضور نے ان کو پھر یونہی چھوڑ دیا جب تیسرا دن ہوا تو آپ نے پھر پوچھا کیا ہے تیرے پاس اے ثمامہ؟ انھوں نے عرض کیا میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے عرض کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اب فرمایا ثمامہ کو کھول دو، حضور کے حکم سے انھیں کھول دیا گیا ثمامہ بن اُثال مسجد سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کیا پھر مسجد میں آئے اور کلمہ شہادت پڑھ لیا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! قسم خدا کی! زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ مجھے ناپسندیدہ نہیں تھا اور اب آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ محبوب ہو گیا، بخدا! کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے ناپسند نہیں تھا

اب آپ کا دین سب دین سے زیادہ پسندیدہ ہوگیا، قسم خدا کی! آپ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر مجھے ناپسندیدہ نہیں تھا اور اب آپ کا شہر سارے شہروں سے زیادہ مجھے محبوب ہوگیا یا رسول اللہ! آپ کے سواروں نے جب مجھے پکڑا تھا اس وقت میں عمرہ کے ارادے سے نکلا تھا اب آپ میرے بارے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟

فَبَشَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَمَرَهٗ اَنْ يَّعْتَمِرَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں بشارت دی اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ عمرہ ادا کرآئیں۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ مکرمہ آئے تو ایک کہنے والے نے ان سے کہا اے ثمامہ؟ کیا تم صابی ہو گئے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں، میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان ہوا ہوں۔

وَاللّٰهِ لَا يَاْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَاْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

قسم خدا کی! تمہارے پاس یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی اجازت نہ دیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۲۷، ۶۲۸، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ وَفْدِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ حَدِیْثِ ثُمَامَةَ بْنِ اُثَالٍ، قبیلہ بنی حنیفہ اور حضرت ثمامہ بن اُثال کا بیان، حدیث نمبر ۴۳۷۲۔

حسنِ اخلاق کی شبنمی آنچ سے سنگدل موم بن کر پگھلتے رہے
اختیارِ نبوت کی تصدیق میں چاند سورج اشاروں پہ چلتے رہے

فائدہ: حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے آپ یمامہ کے رہنے والے قبیلہ بنی حنیفہ کے مالداروں میں سے ایک مالدار آدمی تھے جب اسلام قبول کرلیا اور عمرہ کرنے کے بعد اپنے وطن یمامہ پہنچے تو انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں میں یہ اعلان کردیا کہ اب یہاں سے غلہ لے کر کوئی مکہ نہ جائے۔

جب غلے کی قلت محسوس ہوئی تو مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ لکھ کر بھیجا کہ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں اور ثمامہ نے غلہ نہ لے جانے کا اعلان کر رکھا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ثمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ لکھ بھیجا کہ مکہ مکرمہ میں غلہ لے جانے سے مت روکو۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

﴿دارالاسلام کا پہلا بچہ﴾

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا۔
مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی ۔(پ۱۵ع۱۷،سورۃ الکہف ۴۶)

حضرت اسما بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے مکہ سے ہجرت کی اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر میرے شکم میں تھے اور میں پورے دنوں سے تھی مدینہ منورہ پہنچی تو قبا میں قیام ہوا اور وہیں بچے کی ولادت ہوئی، جب میں اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضور کے گود میں بچے کو رکھا تو آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی اور ایک کھجور چبا کر بچے کے منھ میں ڈال دیا۔
چنانچہ پہلی وہ چیز جو عبداللہ بن زبیر کے پیٹ میں سب سے پہلے گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن ہے، یہ پہلا بچہ تھا جو دارالاسلام میں پیدا ہوا اور اس کی پیدائش پر مسلمانوں نے بہت زیادہ خوشی ومسرت کا اظہار کیا زیادہ خوشی کی وجہ یہ تھی کہ عام طور پر یہ افواہ پھیلی ہوئی تھی کہ یہودیوں نے کچھ ایسا جادو کر دیا ہے جس کے سبب مسلمانوں کے یہاں کسی بچے کی ولادت نہیں ہوگی۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۲۲، كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ، بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ، بچہ کے نام رکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۴۶۹۔

﴿اولاد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے﴾

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے اپنی نعمت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے جسے جو چاہے عطا فرمائے کسی کو اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اولاد بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کو کیا دینا ہے اور نہیں دینا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَايَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَّيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ۔ (پ۲۵ع۵،سورہ شوریٰ ۴۹،۵۰)
اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت، پیدا کرتا ہے جو چاہے، جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے بے شک وہ علم وقدرت والا ہے۔
اس لیے اولاد نہ ہونے پر یا بیٹا نہ ہونے پر بیوی کو یا اس کے گھر والوں کو برا بھلا کہنا یا اس کو طعنہ دینا کر بیوی پر ظلم ڈھانا یا اس کو چھوڑ دینا سراسر ظلم وناانصافی ہے قانون قدرت سے بغاوت ہے اس سے بچیں۔
اگر ایسی کوئی غلطی ہوگئی ہو تو ان سے معافی مانگیں تا کہ قیامت کے دن حقوق العباد کے تحت گرفتار بلا نہ ہوں اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سچے دل سے توبہ واستغفار بھی کریں۔

بچے کی ولادت نہ ہونے پر دوسرے کو مورد الزام ٹھہرانا یا بچی کی ولادت پر غصہ کرنا یہ سب زمانہ جاہلیت کے کافروں اور مشرکوں کی عادت تھی بچی کی ولادت ہونے پر ان کے گھروں میں صفِ ماتم بچھ جاتی، باپ کا چہرہ غم کے مارے سیاہ پڑ جاتا کچھ قبائل کے لوگ تو اتنے ظالم اور سنگدل تھے کہ اگر ان کے گھروں میں بچیاں پیدا ہوتیں تو انہیں زندہ دفن کر دیا کرتے تھے جیسا کہ قرآن پاک نے فرمایا۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ۔ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَابُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَايَحْكُمُوْنَ ۔ (پ۱۴ع۱۴/۵۸/۵۹)

اُن میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منھ کالا رہتا ہے، اور وہ غصہ کھاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب، کیا اُسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اُسے مٹی میں دبا دے گا۔

لیکن زمانہ جاہلیت کے کافروں اور مشرکوں کے رسم و رواج کے خلاف مذہب اسلام نے عورتوں کا احترام کرنا سکھایا، بچیوں کی پرورش کا ثمرہ نیکی قرار دیا، کسی انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا اور ایک جان بچانے کو پوری نسل انسانیت کی جان بچانے سے تعبیر کیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا۔

جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔ (پ۶ ر۹ع/المائدہ ۳۲)

اور جس نے ایک جان کو جلا لیا اس نے گویا سب لوگوں کو جلا لیا۔

لیکن افسوس صد افسوس: آج بھی کچھ ایسے لوگ ہیں جو سونوگرافی اکسیرے سے یہ پتہ لگاتے ہیں کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، اگر لڑکی ہے تو اس کو ماں کے پیٹ میں ہی ختم کرا دیتے ہیں جو سراسر ظلم ہے، قانوناً اور شرعاً جرم ہے اور چند سکوں کی لالچ میں یہ کام کچھ ایسے ڈاکٹرز کیا کرتے ہیں جن کا کام لوگوں کی زندگی بچانا ہے دیکھا جائے تو موجودہ دور کے مہذب اور تعلیم یافتہ انسان دورِ جاہلیت کے گنوار اور ان پڑھ لوگوں سے کہیں زیادہ ذہنی و فکری پسماندگی اور اخلاقی بدعملی میں مبتلا ہیں بقول شاعر

سنا ہے پہلے زندہ بیٹیاں دفنا دی جاتی تھیں   اب مہلت نہیں ملتی انہیں دنیا میں آنے کی

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دھیان میں رکھنا چاہیے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْيُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّاتَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۔

اور اگر اللہ لوگوں کو اُن کے ظلم پر گرفت کرتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا لیکن انہیں ایک ٹھہرائے وعدے تک مہلت دیتا ہے۔ (پ۱۴ع۱۴/۶۰)

﴿شہر مدینہ اور اصحاب صُفّہ﴾

مخلوق کو خالق کا دیا بانٹ رہے ہیں مختار ہیں محبوب خدا بانٹ رہے ہیں
اوقات میں محدود نہیں اُن کا خزینہ رحمت کا کھلا در ہے صدا بانٹ رہے ہیں

حضرت مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ بھوک کے سبب کبھی میں زمین پر پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا تو کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا ایک دن مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی اور میں لوگوں کی عام گذرگاہ پر بیٹھا ہوا تھا میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاتے ہوئے دیکھا تو ان سے قرآن کریم کی ایک آیت کے متعلق پوچھا مقصد یہ تھا کہ اسی بہانے وہ میرے حال زار کو محسوس کر کے مجھے کھانا کھلا دیں گے مگر ایسا نہ ہوا اور وہ میرے پاس سے گذر گئے پھر میرے پاس سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ہوا تو میں نے ان سے بھی قرآن کریم کی چند آیتیں سنانے کی خواہش کا اظہار کیا یہاں بھی مقصد یہی تھا کہ وہ مجھے کھانا کھلا دیں گے مگر میری آرزو پوری نہ ہوئی۔

اتنے میں میرے پاس حضرت ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا آپ نے میری دلی خواہش اور چہرے کی حالت کو جان لیا حضور نے مجھ سے فرمایا۔

یَا اَبَا ھِرّ ! قُلْتُ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔

حضور نے فرمایا آ گے آؤ، میں آپ کے پیچھے رہا آپ اندر داخل ہوئے اور مجھے بھی اندر آنے کی اجازت دی میں گھر کے اندر داخل ہو گیا حضور نے ایک پیالے میں دودھ پایا تو فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے جواب دیا فلاں نے بطور ہدیہ آپ کے لیے بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، حضور نے فرمایا اہل صُفّہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا کر لاؤ۔ یہ اہل صُفّہ اہل اسلام کے مہمان تھے جو اپنے اہل و عیال، غلام اور مال سب سے دور تھے وہ کسی کے یہاں جاتے نہیں تھے۔

اِذَا اَتَتْہُ صَدَقَۃٌ بَعَثَ بِھِمْ اِلَیْھِمْ وَلَمْ یَتَنَاوَلْ مِنْھَا شَیْئًا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں صدقہ آتا تو آپ اس کو اصحاب صفہ کے لیے بھیج دیتے اور خود اس میں سے ذرا سا بھی تناول نہیں فرماتے۔

وَاِذَا اَتَتْہُ ھَدِیَّۃٌ اَرْسَلَ اِلَیْھِمْ وَاَصَابَ مِنْھَا وَاَشْرَکَھُمْ فِیْھَا۔

اور جب آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا جاتا تو اس میں سے خود بھی تناول فرماتے اور اصحاب صفہ کو بھی شریک کر لیتے

میں نے اپنے دل میں سوچا کہ حضور نے سارے اصحاب صفہ کو بلایا ہے اتنے تھوڑے سے دودھ میں سب کا کیا بنے گا؟ اگر یہ دودھ مجھے دے دیا جاتا اور میں اسے پی لیتا تو کچھ جان میں جان آجاتی لیکن حضور نے مجھے ان سب کو بلانے کا حکم دیا ہے جب یہ سب لوگ پئیں گے تو مجھے غالب گمان ہے کہ یہ دودھ تو مجھ تک پہنچے گا بھی نہیں لیکن اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم ماننے بغیر کوئی چارہ بھی نہ تھا اس لیے میں گیا اور اہل صفہ کے تمام افراد کو بلا کر لے آیا وہ سب آئے ، اجازت طلب کیا اور گھر کے اندر آ کر بیٹھ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، آپ نے مجھ سے فرمایا یہ دودھ ان سب کو پلاؤ، میں نے پیالہ پکڑا اور ایک آدمی کو دے دیا اس نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور پیالہ مجھے واپس کر دیا پھر میں نے دوسرے کو دیا پھر تیسرے کو دیا اور اس طرح باری باری سب کو پلاتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا سارے اصحاب صفہ اس دودھ کو پی کر شکم سیر ہو چکے تھے حضور نے اس دودھ کے پیالے کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ یَا اَبَا هِرٍّ ! حضور نے میری طرف دیکھا، مسکرائے اور فرمایا اے ابو ہریرہ!

قُلْتُ لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔

قَالَ بَقِیْتُ اَنَا وَ اَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ اب صرف ہم اور تم باقی رہ گئے ہیں میں نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا یا رسول اللہ۔

قَالَ اُقْعُدْ فَاشْرَبْ حضور نے فرمایا اب تم بیٹھ جاؤ اور دودھ پیو۔

میں بیٹھ گیا اور شکم سیر ہو کر دودھ پیا، حضور نے فرمایا کہ پھر پیو، میں نے پھر پیا، آپ بار بار یہی فرماتے رہے کہ اور پیو، اور پیو یہاں تک کہ میں نے انکار کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ!۔

لَا وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ مَااَجِدُ لَہٗ مَسْلَکًا۔

قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اب مجھے کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔

آپ نے فرمایا پیالہ مجھے دو چنانچہ میں نے وہ پیالہ حضور کی خدمت میں پیش کر دیا۔

فَحَمِدَ اللّٰہَ وَ سَمّٰی وَ شَرِبَ الْفُضْلَۃَ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر اس بچے ہوئے دودھ کو نوش فرمالیا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۵۵، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ کَیْفَ کَانَ عَیْشُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی زندگی کیسی گذرتی تھی، حدیث نمبر ۶۴۵۲۔

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جامِ شیر جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منھ پھر گیا

چودھواں باب

اسلامی لڑائیاں

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ نِ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔

اجازت دی گئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ اُن کی مدد کرنے پر ضرور قادر ہے وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی سی بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا۔ اور اللہ اگر آدمیوں میں ایک کو دوسرے سے دفع نہ فرماتا تو ضرور ڈھادی جاتیں خانقاہیں اور گرجا اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ کا بکثرت نام لیا جاتا ہے۔

وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔ اور بے شک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا بے شک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے۔ (پ ۱۷ ع ۱۳ سورۃ الحج ۳۹، ۴۰)

جنگ بدر کی کچھ تفصیل

نہتے تین سو تیرہ بشر ذوقِ شہادت میں — خدا کے نام پر نکلے محمد کی قیادت میں
نہ کثرت تھی نہ شوکت تھی نہ کچھ سامان رکھتے تھے — فقط ایمان رکھتے تھے فقط اخلاص رکھتے تھے

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ (پ ۴ ع ۴ آل عمران ۱۲۳)

اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو کہیں تم شکر گذار رہو۔

محاذِ عشق کا وہ کتنا حیرت خیز منظر تھا — ہزاروں کے مقابل تین سو تیرہ کا لشکر تھا
نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر — بھروسہ تھا تو ایک سادہ سی کالی کملی والے پر

مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کے راستے میں اسی میل کے فاصلے پر ایک مشہور جگہ واقع ہے جس کا نام بدر ہے جہاں ہر سال ایک بڑا میلہ لگتا تھا بدر نام کے ایک آدمی نے یہاں ایک کنواں کھدوایا تھا اس لیے اس کنواں کا نام بدر پڑ گیا پھر آگے چل کر اس جگہ کا نام بدر ہو گیا پھر ۱۷ رمضان سن ۲ ہجری مطابق ۶۲۴ عیسوی میں حق و باطل کے درمیان مقام بدر میں جو پہلا غزوہ ہوا اس غزوہ کا نام بھی جنگ بدر یا غزوۂ بدر پڑ گیا۔

اس جنگ میں صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور کفار ومشرکین ایک ہزار سے زائد کی تعداد میں تھے، لشکر اسلام کے پاس صرف بہتر اونٹ تھے اور کافروں کے پاس سات سو اونٹ تھے، صحابہ کے پاس صرف دو گھوڑے تھے ، کافروں کے پاس تین سو گھوڑے تھے اس کے باوجود تائیدالٰہی اور غیبی مدد سے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی ، مکہ کے کفار ومشرکین کو زبردست ہزیمت و شکست اٹھانی پڑی، اس جنگ میں صرف چودہ صحابہ شہید ہوئے تھے جبکہ قتل ہونے والے کفار ومشرکین کی تعداد ستر تھی اور گرفتار ہونے والے قیدیوں کی تعداد بھی ستر تھی ۔

جہادِ بدر کا دن عزت و اکرام کا دن تھا ۔ اطاعت کا ثمر تھا ضبط کے انعام کا دن تھا
شواہد میرے دعوے کے ہیں ارشاداتِ قرآنی ۔ کہ فتح بدر اک آیت ہے من آیاتِ ربانی

فائدہ: غزوہ اُس لڑائی کو کہتے ہیں جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت کی ہو۔

فائدہ: سریہ اُس لڑائی کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو سپہ سالار بنا کر مسلمانوں کو بھیجا ہو اور آپ نے خود اس جنگ میں شرکت نہ کی ہو۔

﴿صحابہ کی جاں نثاری﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مقداد بن اسود کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتا تو میں اسے دنیا کی ہر نعمت سے عزیز ترین سمجھتا اور وہ بات یہ ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافروں سے لڑنے کے لیے مسلمانوں کو بلا رہے تھے اس وقت حضرت مقداد بن اسود، حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ہرگز ایسی کوئی بات نہیں کہیں گے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم نے کہا تھا۔ **اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔**

اے موسیٰ تو آپ جایئے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ۔

بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے پروانہ وار لڑیں گے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت مقداد بن اسود کی ان باتوں کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵٦٤، كِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ، حدیث نمبر ۳۹۵۲ ۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ٦٦٣، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا، حدیث نمبر ۴٦۰۹ ۔

زمانہ کچھ کہے دیوانے اپنی جان دے دیں گے ۔ مگر دامن نہ چھوڑیں گے تمہارا یا رسول اللہ

﴿جنگ بدر سے پہلے حضور کی دعا﴾

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا بڑھی ناز سے جب دعائے محمد ﷺ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ بدر کے موقع پر ایک گول خیمے میں تھے اس دن آپ نے یہ دعا فرمائی۔

اے اللہ! میں تجھے تیرے حضور تیرا عہد اور تیرا وعدہ عرض کر رہا ہوں، اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔

اس دعا کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لیے یہ کافی ہے آپ نے اپنے رب سے دعا میں بہت مبالغہ فرما لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے آپ یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے۔

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔

اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھ پھیر دیں گے بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے اور قیامت نہایت کڑوی اور سخت کڑوی ہے۔ (پ ۲۷ ع ۱۰ / سورۃ القمر ۴۵ / ۴۶)

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۰۸، کتاب الجھاد، باب ماقیل فی درع النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم والقمیص فی الحرب، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زرہ کے متعلق جو کہا گیا اور جنگ میں کرتا پہننا، حدیث نمبر ۲۹۱۵۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۲۳، کتاب التفسیر، باب قول اللّٰہ تعالٰی، سیھزم الجمع، حدیث نمبر ۴۸۷۵۔

فائدہ: ابوجہل جنگ بدر میں کفار و مشرکین کا سپہ سالار تھا ابوجہل نے جب اپنے لوگوں سے یہ کہا کہ آج ہم سب مل کر مسلمانوں سے بدلہ اور انتقام لیں گے اس وقت مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح کی بشارت دی گئی اور کفار و مشرکین کے حق میں یہ بتایا گیا کہ انہیں اس جنگ میں شکست ہوگی اور جنگ بدر کی شکست اور اس کی تکلیف و اذیت کے بعد ان کے لیے آخرت کے عذاب کا وعدہ ہے اور قیامت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت سخت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زرہ پہن کر یہ آیت تلاوت فرمائی پھر حکم خداوندی کے مطابق مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور کفار و مشرکین کو شکست ہوئی۔

نورِ حق شمعِ الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون جس کا حامی ہو خدا اُس کو مٹا سکتا ہے کون

امیہ بن خلف کی ہلاکت کی خبر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امیہ بن خلف سے دوستی تھی امیہ جب مدینہ منورہ جاتا یا ملک شام کے سفر میں شہر مدینہ سے گذرتا تو اس وقت حضرت سعد بن معاذ کے یہاں قیام کیا کرتا اور حضرت سعد بن معاذ جب مکہ مکرمہ جاتے تو امیہ کے پاس قیام کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو حضرت سعد عمرہ کرنے گئے اور مکہ میں امیہ کے گھر قیام کیا حضرت سعد نے امیہ سے کہا مجھے تنہائی کا کوئی ایسا وقت بتانا جس میں بیت اللہ کا طواف کر سکوں؟ امیہ نے کہا جب لوگ غافل ہو جائیں گے تو دوپہر کے وقت جا کر ہم لوگ خانہ کعبہ کا طواف کریں گے، تو یہ اس کے ساتھ دوپہر کے وقت طواف کعبہ کرنے کو نکلے۔

حضرت سعد بن معاذ جس وقت خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اسی وقت ابو جہل آگیا اور کہنے لگا اے ابوصفوان! یہ تمہارے ساتھ کون ہے جو کعبہ کا طواف کر رہا ہے؟ امیہ جو ابوصفوان کے نام سے پکارا جاتا تھا اس نے جواب دیا یہ سعد بن معاذ ہیں مدینہ سے آئے ہوئے ہیں ابو جہل نے حضرت سعد سے کہا تم بڑے اطمینان سے خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہو حالانکہ تم لوگوں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دے رکھا ہے اور ان کی مدد اور اعانت کر رہے ہو۔

حضرت سعد نے کہا ہاں ہم نے ایسا کیا ہے، ابو جہل نے کہا خدا کی قسم، اگر تمہارے ساتھ ابوصفوان نہ ہوتا تو تم یہاں سے اپنے اہل و عیال کی جانب صحیح و سالم لوٹ کر نہ جاتے حضرت سعد نے کہا اگر تم مجھے خانہ کعبہ کی طواف سے روکو گے تو میں تمہاری ملک شام کی تجارت روک دوں گا جو تم مدینہ کے راستے سے کیا کرتے ہو۔

امیہ بن خلف نے حضرت سعد سے کہا اے سعد! ابوالحکم سے اونچی آواز میں بات نہ کرو، وہ اس وادی میں رہنے والوں کا سردار ہے، پھر ان دونوں میں خوب تکرار ہونے لگی، امیہ نے پھر کہا اے سعد! ابوالحکم سے اونچی آواز میں بات نہ کرو اور وہ انہی کو روکتا رہا اس کی اس حرکت سے حضرت سعد کو غصہ آگیا اور کہا اے امیہ! زیادہ حمایت نہ کرو بلکہ تم ہمارے درمیان سے ہٹ ہی جاؤ تو بہتر ہے۔

فَاِنِّیْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزْعَمُ اَنَّہٗ یَقَاتِلُکَ۔

میں نے محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ تمہیں قتل کریں گے۔

امیہ نے پوچھا کیا کہا وہ مجھے قتل کریں گے؟ فرمایا ہاں تجھی کو قتل کریں گے۔

وَاللّٰہِ مَا یَکْذِبُ مُحَمَّدٌ اِذَا حَدَّثَ۔

امیہ کہنے لگا خدا کی قسم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے۔

امیہ بہت زیادہ ڈر گیا وہ اپنی بیوی کے پاس بھاگا گیا اور کہنے لگا اے امِ صفوان! کیا تجھے معلوم ہے ہمارے یثربی بھائی سعد نے میرے متعلق کیا کہا ہے؟ اس نے کہا بتایئے تو سہی انھوں نے آپ کے متعلق کیا کہا؟

وہ کہتا ہے کہ اس نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے، میں نے ان سے پوچھا کیا مکہ میں؟ تو یہ جواب دیا کہ مجھے اور کچھ معلوم نہیں، امیہ کی بیوی بھی کہنے لگی۔

فَوَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ خدا کی قسم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جھوٹ نہیں بولتے۔

امیہ نے کہا خدا کی قسم، اب میں مکہ سے نہیں نکلوں گا جب جنگ بدر کا موقع آیا اور ابوجہل نے لوگوں سے یہ کہا کہ لڑائی کے لیے نکلو اور اپنے قافلے والوں کو بچاؤ اہل قریش جنگ بدر میں شرکت کرنے کے لیے آنے لگے لیکن امیہ نے نکلنا پسند نہ کیا اور اس نے قریش کی لشکر میں شامل نہ ہونے کا ارادہ کرلیا ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیہ! تم وادی کے سرداروں میں سے ہو جب تک لوگ تمہیں پیچھے رکا ہوا دیکھیں گے وہ بھی رکے رہیں گے اس لیے ایک دو دن کے لیے تو ہمارے ساتھ چلو، ابوجہل جب برابر اصرار کرتا رہا تو اس نے کہا اے ابوجہل! جب تم نے ہمیں مجبور کردیا ہے تو خدا کی قسم، میں ایک ایسا تیز رفتار اونٹ خریدوں گا جس کا مکہ میں کوئی جواب نہ ہو۔

امیہ نے اپنی بیوی سے کہا اے ام صفوان! میرے لیے سامانِ سفر تیار کرو، وہ کہنے لگی اے ابوصفوان! معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے یثربی (مدنی) بھائی کی بات بھول گئے ہیں؟ امیہ نے جواب دیا میں بھولا نہیں ہوں بس تھوڑی دور تک ان لوگوں کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ جب امیہ نکلا تو ہر منزل پر اپنے تیز رفتار اونٹ کو اپنے ساتھ ہی رکھا اور برابر ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ وہ میدان بدر میں جا پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے امیہ کو جنگ بدر میں قتل کروادیا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۱، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۳۲۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صداقت پر دشمن اسلام امیہ بن خلف اور اس کی بیوی کو بھی یقین تھا کہ حضور کبھی جھوٹ نہیں بولتے اور آپ جو کہہ دیتے ہیں وہ پورا ہو کر رہتا ہے یہی وجہ ہے کہ امیہ نے کہا ''خدا کی قسم، اب میں مکہ سے نہیں نکلوں گا'' لیکن اس کی قضا خود اس کو کھینچ کر میدان بدر میں لے گئی اور وہ ہلاک کردیا گیا۔

تمہارے منھ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی ۔۔۔ جو دن کو کہہ دیا شب تو رات ہو کے رہی

امیہ بن خلف کی ہلاکت کیسے ہوئی؟

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے امیہ بن خلف کو ایک خط لکھا کہ وہ مکہ معظمہ میں میرے سامان کی نگرانی کرے، میں اس کے بدلے مدینہ منورہ میں اس کے سامان کی حفاظت کروں گا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں میں نے اپنے خط پر اپنا نام عبدالرحمٰن لکھا تھا اس نے لکھ بھیجا، میں کسی عبدالرحمٰن کو نہیں جانتا ہوں تم اپنا پرانا وہ نام لکھو جو زمانہ جاہلیت میں تھا، اب میں نے اپنا پرانا نام عبد عمر لکھ کر بھیجا۔

جب جنگ بدر کا دن آیا تو میں پہاڑ کی طرف گیا تا کہ اس کی حفاظت کر سکوں اس وقت جب کہ سارے لوگ سو رہے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ کو دیکھ لیا وہ گئے اور انصار کی ایک مجلس میں جا کر یہ کہہ دیا کہ وہاں امیہ بن خلف ہے اگر آج امیہ بچ گیا تو پھر میری خیر نہیں، یہ سنتے ہی کچھ لوگ ہمارے پیچھے دوڑ پڑے۔

جب مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں گے تو میں نے امیہ کے بیٹے کو پیچھے چھوڑ دیا تا کہ لوگ اس میں الجھ جائیں اور امیہ کو رہائی مل جائے مگر انھوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر ڈالا اور ہمارا پیچھا بھی نہ چھوڑا، اور آخر کار وہ لوگ ہم تک پہنچ ہی گئے امیہ ایک بھاری بھرکم آدمی تھا میں نے اس سے کہا تم بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گیا میں نے خود کو اس کے اوپر ڈال دیا تا کہ اس کی جان بچا سکوں لیکن ان لوگوں نے اپنی تلواروں کو نیچے سے ڈال کر اسے مار ہی ڈالا اور ان میں سے ایک کی تلوار نے میرے پیر کو بھی زخمی کر ڈالا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۰۸، کِتَابُ الْوَکَالَةِ. بَابُ اِذَا وَکَّلَ الْمُسْلِمُ حَرْبِيًّا فِيْ دَارِ الْحَرْبِ اَوْ فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ جَازَ' جب مسلمان کسی حربی کو دارالحرب یا دارالاسلام میں اپنا وکیل مقرر کر دے تو ایسا کرنا جائز ہے، حدیث نمبر ۲۳۰۱۔

فائدہ: زمانہ جاہلیت سے مراد زمانہ فترت ہے یعنی وہ زمانہ جس میں کسی رسول کی آمد نہ ہوئی ہو یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان کی مدت ہے جو تقریباً پانچ سو سال ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے عشرہ مبشرہ وہ دس صحابہ ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی۔

حضرت عبدالرحمٰن بڑے سخی تھے غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ نے حضور کی خدمت میں چار ہزار درہم صدقہ پیش کیا اس عرض کے ساتھ: یا رسول اللہ! میرے پاس آٹھ ہزار درہم ہے اس کا نصف حصہ گھر والوں کے لیے رکھا ہے اور نصف حصہ راہ خدا میں خرچ کرنے کے لیے لے کر آیا ہوں۔

حضور نے فرمایا جو تم نے دیا اور جو رکھا اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت دے، ان کے حق میں اور حضرت عثمان غنی جنھوں نے اسی غزوہ میں بہت زیادہ اونٹ ساز و سامان کے ساتھ پیش کیا تھا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ (پارہ ۳ ع ۳ سورہ البقرہ ۲۶۲) وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں، نہ تکلیف دیں ان کا انعام ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

فائدہ: عشرہ مبشرہ کے علاوہ کچھ دوسرے صحابہ اور بھی ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کا مژدہ سنایا ہے جن میں یہ عشرہ مبشرہ کی جماعت زیادہ مشہور ہے۔

﴿غرور کا سر نیچا﴾

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۔(پ۱۵ع۳ بنی اسرائیل ۳۷)

اور زمین میں اِتراتا نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر میں عبیدہ بن سعید کو اس حال میں دیکھا کہ اس کا پورا بدن لوہے کے لباس میں چھپا ہوا تھا صرف اس کی آنکھ نظر آرہی تھی اس کی کنیت ابو ذات الکرش تھی میدان جنگ میں نکل کر وہ فخر یہ کہنے لگا میں ابو ذات الکرش ہوں کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے؟

حضرت زبیر نے آ کر اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ میں ایسا نیزہ مارا کہ وہ فوراً مر گیا حضرت زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ذات الکرش کے بدن پر پیر رکھ کر بڑی مشکل سے وہ نیزہ نکالا اس نیزہ کا کنارہ ٹیڑھا ہو گیا تھا۔

جنگ کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نیزہ کو طلب فرمایا تو والد گرامی نے اس نیزہ کو بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا پھر جب حضور کا وصال ہو گیا تو آپ نے وہ نیزہ واپس لے لیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طلب کرنے پر انھیں دے دیا اور جب ان کا وصال ہوا تو وہ نیزہ پھر ان کے پاس آ گیا۔

حضرت عمر فاروق جب خلیفہ بنے تو انھوں بھی اس نیزہ کو اپنے پاس منگوا لیا اور اسے اپنی حفاظت میں رکھا، جب خلیفہ دوم کا انتقال ہوا تو وہ نیزہ پھر والد گرامی کو واپس مل گیا جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے بھی اس نیزہ کو طلب کر کے اپنے پاس رکھا، خلیفہ سوم کے وصال کے بعد وہ وہ نیزہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے پاس رہا اور اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت تک وہ نیزہ آپ ہی کے پاس رہا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۷۱، کتاب المَغَازِی بَابُ شُهُوْدِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا، جنگ بدر میں فرشتوں کے حاضر ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۰۰۔

تکبر عزازیل را خوار کرد　　　بزندانِ لعنت گرفتار کرد

فائدہ: تکبر اخلاقی بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے اسی تکبر کی وجہ سے شیطان راندہ درگاہ اور ہمیشہ کے لیے ملعون ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے تکبر کرنے والوں کے لیے ارشاد فرمایا۔

فَادْخُلُوْا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَكَبِّرِیْنَ ۔ (پ۱۴ ع۱۰ النحل ۲۹)

اب جہنم کے دروازے میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو تو کیا ہی برا ٹھکانہ ہے تکبر کرنے والوں کا۔

فائدہ: حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نیزہ کو جنگ بدر میں حاصل کیا تھا اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنے پاس رکھ کر یادگار بنا دیا اس لیے حضور کے وصال فرمانے کے بعد خلفائے راشدین بھی اس نیزہ کی حفاظت کرتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ انبیا و صلحا سے منسوب تبرکات کو بطور یادگار یا خیر و برکت کی نیت سے رکھا جا سکتا ہے مزید تفصیل کے لیے اس کتاب میں دیئے گئے ''تبرکات کا بیان'' کا مطالعہ کافی ہوگا۔

﴿ابوجہل کی ہلاکت﴾

جو جان مانگو تو جان دے دیں　　جو مال مانگو تو مال دے دیں
مگر یہ ہم سے کبھی نہ ہوگا　　نبی کا جاہ و جلال دے دیں
بدل جائے نظامِ ہر دو عالم آنِ واحد میں　　اگر ضد پر کوئی آجائے دیوانہ محمد کا ﷺ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگ بدر کے دوران صف میں تھا ذرا دم لینے کے لیے میں بیٹھ گیا، اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دو کمسن انصاری لڑکے نظر آئے میرے دل میں خیال گذرا، اے کاش میں جوانوں کے درمیان ہوتا تبھی ان میں سے ایک لڑکا مجھ سے کہنے لگا چچا جان! آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے جواب دیا ہاں پہچانتا ہوں لیکن اے بھتیجے! تمہیں ابوجہل سے کیا کام ہے؟

لڑکے نے جواب دیا مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں اس کو دیکھ لوں تو میرا جسم اُس کے جسم سے اس وقت تک جدا نہیں ہوگا جب تک کہ ہم دونوں میں سے کسی ایک کو موت نہ آجائے، کچھ اسی طرح دوسرے لڑکے نے بھی کہا۔

میں ان دونوں کی گفتگو سن کر حیران رہ گیا تھا اور ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ ابوجہل لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا نظر آیا میں نے ان سے کہا تم دونوں جس آدمی کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے تھے وہ یہ آدمی ہے، میرے بتانے پر وہ دونوں لڑکے عقاب کی طرح اپنی تلوار لے کر ابوجہل پر ٹوٹ پڑے اور تابڑ توڑ حملہ کر کے اسے پچھاڑ دیا۔

پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی آپ کو خبر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا تم دونوں میں سے ابوجہل کو کس نے قتل کیا ہے؟

دونوں لڑکوں میں سے ہر ایک نے کہا میں نے ابوجہل کو قتل کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اپنی خون آلودہ تلوار صاف کر لی ہے؟ دونوں نے عرض کیا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں تلواروں کو ملاحظہ کیا اور فرمایا تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے لیکن اس کے جسم کا سامان معاذ بن عمرو بن جموع کو ملے گا اور یہ دونوں لڑکے معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموع ہی تھے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۴۴، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَنْ لَّمْ يُخَمِّسِ الْاَسْلَابَ وَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ، دشمن کے بدن پر جو سامان ہو اس پر خمس نہیں اور جس نے کسی کو قتل کیا تو اس مقتول کا سامان اسی کے لیئے ہے، حدیث نمبر ۳۱۴۱۔

گرم ہوا بازارِ شجاعت عزم و وفا کی جیت ہوئی　　کفر کی ظلمت ہار گئی اور نورِ خدا کی جیت ہوئی

فرعونِ وقت ابوجہل

غرور و ناز مٹ جاتا ہے جاہ و مال والوں کا
خدا ساتھی ہوا کرتا ہے استقلال والوں کا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کون ہے جو ابوجہل کو دیکھ کر مجھے اس کا حال بتائے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور ابوجہل کو اس حال میں پایا کہ حضرت عفراء کے دونوں بیٹے حضرت معاذ اور حضرت معوذ کی ضربوں سے نڈھال پڑا تھا ان دونوں لڑکوں نے ابوجہل کو اتنا زخمی کر دیا تھا کہ وہ سسکیاں لے رہا تھا حضرت عبداللہ بن مسعود نے پوچھا کیا تو ہی ابوجہل ہے؟ پھر انھوں نے اس کی داڑھی پکڑ لی۔ ابوجہل کہنے لگا کہ جن لوگوں کو تم نے قتل کیا ہے کیا ان میں مجھ سے بڑھ کر بھی کوئی ہے؟ اور اس نے مرتے وقت یہ کہا کہ اے کاش مجھے کسان کے علاوہ کوئی اور قتل کرتا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۶۵، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ قَتْلِ اَبِیْ جَھْلٍ، ابوجہل کے قتل کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۶۴، ۳۹۶۵۔

فائدہ: امت محمدیہ کا فرعون ابوجہل کفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون سے کہیں زیادہ سخت، مغرور، متکبر اور متشدد تھا فرعون نے دریائے نیل میں ڈوبتے وقت یہ گہار لگائی تھی۔

اٰمَنَّا بِرَبِّ ھَارُوْنَ وَ مُوْسٰی ہم ایمان لائے موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔
مگر ابوجہل نے مرتے وقت بھی اپنی جھوٹی شان نہ چھوڑی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول اسلام میں چھٹے فرد ہیں حبشہ اور مدینہ دونوں جگہ ہجرت کا شرف حاصل ہوا، حضور کے خادم خاص بن کر رہے ان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں اپنی امت کے لیے وہ پسند کرتا ہوں جو عبداللہ بن مسعود پسند کرتے ہیں اور میں اپنی امت کے لیے اس چیز کو ناپسند کرتا ہوں جس کو عبداللہ بن مسعود ناپسند کرتے ہیں'' آپ بہت کمزور اور دبلے پتلے آدمی تھے غزوہ بدر میں ابوجہل کے سر کو انھوں نے جدا کیا تھا، خلفاے راشدین اور دیگر صحابہ و تابعین نے آپ سے کثیر تعداد میں حدیثیں روایت کی ہیں۔

آپ بہت بڑے فقیہ ہیں بلکہ آپ کو **فقہ کا بانی** کہا جاتا ہے عہد فاروقی میں کوفہ کے قاضی اور بیت المال کے خازن بنائے گئے تھے ۶۰ رسال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر کے سامنے جب حضرت عبداللہ بن مسعود کا ذکر ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ وہ ایسے آدمی ہیں جن سے میں ہمیشہ محبت کرتا ہوں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چار آدمیوں سے قرآن کریم حاصل کرو حضور نے ان میں سے پہلا نام حضرت عبداللہ بن مسعود کا لیا پھر حضرت سالم، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۳۷، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ، حدیث نمبر ۳۸۰۸۔

﴿سرداران قریش کا انجام﴾

وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ اَصۡحٰبَ النَّارِ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا۔

اور جنت والوں نے دوزخ والوں کو پکارا کہ ہمیں تو مل گیا جو سچا وعدہ ہم سے ہمارے رب نے کیا تھا۔

فَہَلۡ وَجَدۡتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمۡ حَقًّا۔(پ۸ ع۱۲ سورۃ الاعراف ۴۴)

تو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے سچا وعدہ تمہیں دیا تھا۔

حضرت انس بن مالک حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بدر کے دن کفار قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو ایک اندھے کنواں میں پھینک دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ جب آپ کو کسی قوم پر غلبہ حاصل ہوتا تو آپ وہاں تین دنوں تک قیام فرماتے جب میدان بدر میں تیسرا دن آیا تو حضور نے سواری لانے کا حکم فرمایا جب آپ اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو کچھ صحابہ بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔

صحابہ یہ سمجھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی ضرورت کے تحت روانہ ہوئے ہیں لیکن آپ اسی بدر کے کنواں کے پاس جا کر کھڑے ہوئے جس میں کفار مکہ کی لاشیں پڑی تھیں اور ان لاشوں کے نام مع ولدیت لے کر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے فلاں ابن فلاں! اے فلاں بن فلاں! تمہیں یہ بات اچھی لگتی؟ کہ تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے بے شک ہمارے رب نے ہم سے جس چیز کا وعدہ فرمایا تھا وہ ہمیں حاصل ہو گئی تم یہ بتاؤ کہ جس چیز کا اس نے تمہارے لیے وعدہ کیا تھا کیا تمہیں وہ حاصل ہو گئی ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن کے اندر روح نہیں ہیں؟

فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیۡ نَفۡسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے۔

مَا اَنۡتُمۡ بِاَسۡمَعَ لِمَا اَقُوۡلُ مِنۡہُمۡ۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۶۵، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ قَتْلِ اَبِیْ جَہْلٍ، ابوجہل کے قتل کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۷۹۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ آدمی مرنے کے بعد بھی سننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

﴿جنگ احد﴾

۶ رشوال ۳ھ رمطابق ۶۲۴ء میں مدینہ منورہ کے باہر غزوۂ احد کا معرکہ پیش آیا ابتدا میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی لیکن نبی رحمت کی ہدایت سے غفلت کی بنا پر مسلمانوں کو جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔

﴿جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست﴾

طریقِ مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی — اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی
ہمیں کرنی ہے شہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی — وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

حضرت برا ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس پیدل مجاہدوں پر امیر لشکر مقرر کیا اور ان مجاہدوں سے فرمایا۔

اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَكَانَكُمْ هٰذَا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ۔

اگر تم لوگ یہ دیکھو کہ پرندے ہمارے گوشت نوچ رہے ہیں تب بھی تم اپنی اس جگہ کو نہ چھوڑنا جب تک کہ میں تم لوگوں نہ بلاؤں۔

وَ اِنْ رَاَيْتُمُوْنَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَ اَوْطَاْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰى اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ۔

اور اگر تم لوگ یہ دیکھ بھی لو کہ ہم نے کافروں کو مار بھگایا ہے اور انھیں روند کر رکھ دیا ہے پھر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلنا جب تک کہ میں تمہیں نہ بلاؤں۔

یہاں تک کہ اس جنگ میں دشمنوں کو شکست ہوگئی، اس وقت دشمن کی عورتیں بے تحاشا بھاگ رہی تھیں حضرت عبداللہ بن جبیر کے ساتھی کہنے لگے اے ساتھیو! مال غنیمت لوٹو، اے ساتھیو! مال غنیمت لوٹو، تمہارے ساتھی تو دشمنوں پر غالب ہوگئے ہیں اب تم کس چیز کا انتظار کررہے ہو؟ امیر لشکر حضرت عبداللہ بن جبیر نے ان سے کہا کیا تم لوگ بھول گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟ لوگوں نے کہا قسم خدا کی، ہم تو مال غنیمت ضرور لوٹیں گے۔

جب ان لوگوں نے اپنا مورچہ چھوڑ دیا اور مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہوگئے تو اچانک جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور وہ دشمن جو بھاگ رہے تھے وہ سامنے سے آکر حملہ آور ہوگئے اور حال یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے اور ستر صحابہ شہید کردیے گئے جبکہ جنگ بدر میں کفار و مشرکین کے ایک سو چالیس افراد مصیبت میں گرفتار ہوئے تھے، ان میں سے ستر افراد مارے گئے تھے اور ستر آدمی قیدی بنائے گئے تھے۔

جنگ ختم ہونے کے بعد مشرکین کے سردار ابوسفیان نے تین مرتبہ یہ آواز لگائی کیا مسلمانوں میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس کا جواب دینے سے منع فرمادیا۔

ابوسفیان نے پھر تین مرتبہ پکارا کیا مسلمانوں میں ابوقحافہ یعنی ابوبکر ہیں؟

پھر اس نے تین مرتبہ پکارا کیا تمہارے درمیان عمر بن خطاب ہیں؟ مسلمانوں کی طرف سے جواب نہ ملنے پر ابوسفیان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا تم لوگ مطمئن ہو جاؤ یہ سارے لوگ مارے جا چکے ہیں۔

اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برداشت نہ ہوا، اور انھوں نے جواب دیا اے خدا کے دشمن! قسم خدا کی تم نے جھوٹ کہا ہے تم نے جن لوگوں کا نام لیا ہے وہ سب زندہ ہیں اور صحیح وسلامت موجود ہیں۔

ابوسفیان کہنے لگا آج جنگ بدر کا بدلہ لیا جا چکا ہے عنقریب تم اپنے ساتھیوں کو اس حال میں پاؤ گے کہ ان کا مُثلہ کیا جا چکا ہوگا اگر چہ میں نے اپنے آدمیوں کو مثلہ کرنے کا حکم نہیں دیا ہے مگر یہ مجھے ناپسند بھی نہیں ہے پھر وہ رجز پڑھنے لگا ہُبل سر بلند ہوا، ہبل سر بلند ہوا۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَاتُجِیْبُوْنَہٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تم اسے جواب کیوں نہیں دیتے؟

قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَانَقُوْلُ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جواب دیا جائے؟

قَالَ ،قُوْلُوْا اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلُّ حضور نے فرمایا یوں جواب دو، اللہ سب سے بلند اور بزرگ تر ہے۔

ابوسفیان نے کہا بے شک عُزّیٰ ہمارا ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا تم اسے جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اب کیا جواب دیا جائے؟

قَالَ ،قُوْلُوْا اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَامَوْلٰی لَکُمْ حضور نے فرمایا یوں کہو اللہ ہمارا مددگار ہے تمہارا مددگار کوئی نہیں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۲۳، کِتَابُ الْجِهَادِ ،بَابُ مَایُکْرَہُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالْاِخْتِلَافِ فِی الْحَرْبِ وَعُقُوْبَۃِ مَنْ عَصٰی اِمَامَہٗ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ، وَلَاتَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ ۔ جنگ کے دوران تنازع اور اختلاف کرنا ناپسندیدہ ہے اور جس نے امام یا امیر لشکر کی نافرمانی کی اس کے وبال کا بیان، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اور آپس میں نہ جھگڑو کہ پھر بزدلی دکھاؤ گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا یعنی جنگی طاقت اکھڑ جائے گی، حدیث نمبر ۳۰۳۹۔

فائدہ: مُثْلَہ : مُردوں کے جسمانی اعضاء کو کاٹ کر خراب کرنا مثلاً ناک کاٹنا، کان کاٹنا، چہرہ یا جسم کا کوئی حصہ بگاڑ دینا مثلہ کہلاتا ہے ایسا کرنا شرعاً حرام ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَاتَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ۔ (سورہ روم ۳۰) اللہ کی بنائی ہوئی چیز مت بدلنا۔

کسی زندہ آدمی کے کسی عضو کو کاٹنا جیسے نسبندی وغیرہ یہ بھی اسی حکم میں داخل ہے کیونکہ یہ تغییر خلق اللہ ہے جو بحکم قرآن شیطانی کام ہے شیطان جب راندہ درگاہ ہوا تھا تو اس نے کہا تھا۔

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰہِ (پ۵،ع۱۵/۱۸،النساء۱۱۹)

میں ضرور اُن سے کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں۔

جنگ احد کی کچھ تفصیل

بروزِ بدر امت کو ہلاکت سے بچانا تھا — اُحد میں دعویٰ عشق و وفا کو آزمانا تھا
سکھانا تھا کہ مومن وقتِ تخی صبر کرتے ہیں — نہیں کھاتے فریبِ نفس دل پر جبر کرتے ہیں

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۔ (پ۴ع۵ آل عمران ۱۴۴)

اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

مذکورہ آیت کا تعلق اور سبب نزول جنگ احد سے ہے اہل مکہ کو جنگ بدر میں جو شکست ہوئی تھی اس جنگ میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ، امیہ جیسے بڑے بڑے سردار مارے گئے تھے، اطراف و اکناف کے قبائل پر ان لوگوں کا جو رعب دبدبہ تھا وہ ختم ہو چکا تھا، شب و روز قتل کیے جانے والے لوگوں کے گھروں سے آہ و فغاں کی صدائیں گونجتی رہتی تھیں اس لیے مکہ والوں نے جنگ بدر کا انتقام لینے کے لیے ایک بڑا لشکر تیار کیا اور مسلمانوں سے لڑنے کے لیے نکل پڑے اور احد کے پاس آ کر ٹھہرے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب کفار و مشرکین کے آنے کی خبر ملی تو آپ نے صحابہ کو بلا کر مشورہ لیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر جنگ کی جائے یا کفار و مشرکین کے یہاں پہنچنے کا انتظار کیا جائے۔

اکثر انصاریوں نے یہ مشورہ دیا کہ حضور مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہیں جب وہ لوگ لڑنے کے لیے یہاں آجائیں تو ان سے مقابلہ کیا جائے، مدینہ طیبہ میں ہمیں کسی چیز کی تنگی نہیں ہوگی، خورد و نوش کے سامان کی فراہمی میں آسانی ہوگی، عورتوں، بچوں اور مال و اسباب کی حفاظت کے لیے ہمیں الگ سے کوئی انتظام نہیں کرنا پڑے گا خود حضور کی رائے بھی یہی تھی کہ مدینہ میں رہ کر لڑائی کی جائے لیکن کچھ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ باہر نکل کر جنگ کی جائے اور اسی بات پر لوگوں کا اصرار بھی بڑھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دولت کدہ پر تشریف لے گئے اور جنگی لباس پہن کر ہتھیار لیے ہوئے باہر تشریف لائے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب لوگوں نے جنگی ہتھیار میں دیکھا تو سمجھ گئے کہ آپ مدینہ منورہ سے باہر نکل لڑنے کا ارادہ کر چکے ہیں وہ صحابہ جنھوں نے مدینہ سے باہر جا کر جنگ کرنے کو بہتر سمجھا تھا اور باہر نکل کر لڑنے پر اصرار کیا تھا خود ان کی اپنی رائے بھی اب بدل چکی تھی وہ لوگ کافی پشیمانی میں تھے ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو مشورہ دے کر کسی بات پہ اصرار کرنا ہماری غلطی تھی حضور معاف فرمائیں اور جو مناسب ہو آپ وہی کریں حضور نے فرمایا نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ جنگی ہتھیار پہننے کے بعد بغیر جنگ کیے ہوئے اپنے ہتھیار کھول دے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳ھ ۱۴ شوال کو بعد نماز جمعہ اپنے اصحاب کو لے کر احد کی جانب روانہ ہوئے

سنیچر کے دن آپ کا احد میں قیام ہوا جنگ شروع ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کا ایک لشکر مقرر فرمایا، حضرت عبداللہ بن جبیر کو اس کا امیر لشکر بنایا اور ان سب کو ایک مخصوص درہ پر یہ کہہ کر متعین کر دیا کہ تم لوگوں کو میدان جنگ میں جا کر لڑنے کی ضرورت نہیں ہے بس دیکھتے رہو کہ دشمن اس راستے سے آ کر مسلمانوں پر پشت سے حملہ نہ کر دے اگر کوئی ہم پر حملہ آور ہونا چاہے تو اس کو تیر مار کر ہم سے دور رکھنا آپ نے ان لوگوں کو بہت سختی سے یہ حکم دیا خبردار، خبردار، اگر تم لوگ یہ دیکھو کہ پرندے ہمارے گوشت نوچ رہے ہیں یا ہم نے کافروں کو مار بھگایا ہے اور انھیں روند کر رکھ دیا ہے پھر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلنا جب تک کہ میں تمہیں نہ بلاؤں۔

مسلمان مجاہدین کے ساتھ تین سو کی تعداد میں منافقین کی ایک جماعت بھی ساتھ آئی تھی جن کے آنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ عین لڑائی کے وقت میدان جنگ سے الگ ہو کر مسلمانوں کو کمزور کریں گے اور وہ لوگ اپنے مقصد کے مطابق جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی راہ فرار اختیار کر چکے تھے جنگ کے وقت مسلمانوں کی کل تعداد سات سو کی تھی اور کفار و مشرکین کی تعداد تین ہزار کی تھی اور ان کے پاس ہر طرح کے ساز و سامان اور ہتھیار بھی تھے لیکن:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ۔ (پ۲ ع۱۶ ۱۷ البقرہ ۲۴۹)

بارہا قلیل جماعت غالب آتی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

کے مصداق اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و کامرانی عطا فرمائی اور کافروں کو شکست ہوگئی کفار و مشرکین اپنا ساز و سامان چھوڑ کر بھاگنے لگے اور مسلمان مجاہدین اپنی فتح کے بعد مال غنیمت اکٹھا کرنے لگے۔

حضرت عبداللہ بن جبیر کے ساتھی جو ایک مخصوص گھاٹی پر پہرہ داری کے لیے بٹھائے گئے تھے ان لوگوں نے میدان جنگ سے ہٹا کر وہاں پہرہ داری پر رکھے جانے کی حکمت کو نہ سمجھا اور جب یہ دیکھا کہ جنگ میں مسلمانوں کو فتح مل گئی ہے اور لوگ مال غنیمت اکٹھا کر رہے ہیں تو ایک دوسرے سے کہنے لگے اے ساتھیو! مال غنیمت لوٹو۔

سپہ سالار نے ان سے کہا کیا تم لوگ یہ بھول گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہاں سے ہٹنے سے منع فرمایا ہے؟ لیکن یہ لوگ نہ مانے اور دوسروں کی طرح مال غنیمت جمع کرنے لگے اور اپنا مورچہ چھوڑ دیا۔

خالد بن ولید جو اپنے جاں باز ساتھیوں کے ساتھ شکست خوردہ لوگوں کی افراتفری دیکھ کر افسوس کر رہے تھے انہوں نے جب اس درہ کو مجاہدین اسلام سے خالی پایا فوراً پلٹے اور پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ آور ہو گئے، اس حملہ میں اب وہ لوگ بھی شریک ہو گئے جو شکست کھا کر بھاگے جا رہے تھے جب سامنے اور پیچھے دونوں طرف سے دشمنوں کا حملہ ہوا تو مسلمانوں میں خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی، آناً فاناً ستر صحابہ شہید کر دیے گئے، مسلمانوں میں اپنوں اور بیگانوں کی بھی تمیز نہ رہی، حضرت حذیفہ کے والد خود مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے اور اب مسلمان جیتی ہوئی بازی ہار چکے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے غفلت کے سبب مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔

اس وقت کا حال یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ جاں نثار صحابہ رہ گئے تھے انھوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر حضور کو اپنے نرغے میں لے لیا اور ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور کے بہت قریب تھے اور اسلامی جھنڈا لیے ہوئے تھے ان کا داہنا بازو کٹا تو اسلامی جھنڈا بائیں بازو میں تھام لیا، بایاں بازو بھی شہید ہوگیا تو اسلامی پرچم کو سینے سے چپکا لیا لیکن آخر کار وہ شہید ہو گئے حضرت مصعب بن عمیر کو قتل کرنے والے نے یہ گمان کیا کہ (معاذ اللہ) اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کر دیا ہے اس نے یہ آواز لگادی، قَتَلْتُ مُحَمَّدًا میں نے محمد کو قتل کر دیا قَتَلْتُ مُحَمَّدًا میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن قمیہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش میں تھا اس نے پتھر مار کر آپ کو شدید زخمی کر دیا اس نے بھی یہ پکارنا شروع کیا کہ (معاذ اللہ) میں نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا اور ابلیس (اللہ کی اس پر لعنت ہو) اس نے یہ جھوٹی افواہ خوب مشہور کر دی اس افواہ کی وجہ سے صحابہ میں ایسا اضطراب پیدا ہوا کہ کچھ لوگ میدان جنگ چھوڑ کر چلے گئے کیونکہ....

ہزاروں زخم کھائے تھے مگر یہ ضرب کاری تھی سکوتِ مرگ کی سی اِک غشی سب پر ہوئی طاری

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو پکارا '' اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ '' اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ '' اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ'' جاں نثار صحابہ کی ایک مختصر سی جماعت جو حضور کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے تھی ان لوگوں نے بھی یہ آواز لگائی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں ادھر آؤ تو صحابہ کے دلوں کو اطمینان ہوا اور وہ لوگ واپس پلٹے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں بھاگنے پر ملامت کیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کی شہادت کی خبر سن کر ہم سے ٹھہرا نہ گیا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی جس میں یہ بتایا گیا کہ نبیوں اور رسولوں کی بعثت کا مقصد رسالت کی تبلیغ اور حجت کا لازم کر دینا ہے اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا مقصود نہیں ہے اور انبیا کے تشریف لے جانے کے بعد بھی امتیوں پر ان کے دین و مذہب کا اتباع لازم وضروری ہے خدانخواستہ اگر ایسا کچھ ہو بھی جاتا تو مسلمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی اتباع اور ان کی حمایت لازم رہتی۔ بعض صحابہ نے جو کمزوری دکھائی تھی ان کو تنبیہ کی گئی کہ اس دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قیام کی مدت مقرر ہے جب وہ دنیا چھوڑ کر اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمائیں گے تو کیا تم ان کا دین و مذہب چھوڑ دو گے اور اسلام کی خاطر لڑنا بند کر دو گے؟ اگر تم لوگ ایسا کرو گے تو خود اپنا نقصان اٹھاؤ گے اللہ تعالیٰ کے دین کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔

تفسیر کبیر از امام طبرانی ۲۰ ۳ ج الکشف والبیان از ثعلبی ۲۲۷ ج معالم التنزیل از امام بغوی ۲۱۱ ج تفسیر مظہری خزائن العرفان تفسیر از القرآن

فائدہ: جنگ احد سے ایک بڑا سبق یہ ملتا ہے کہ مسلمانوں کو ہر حال میں اللہ و رسول کے احکام کا فرماں بردار رہنا چاہیے حکم کی تعمیل میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے خواہ اس میں نقصان نظر آئے یا فائدہ، ہر صورت میں احکام شرع کا پابند ہونا لازم وضروری ہے۔

﴿جنگ احد کی پسپائی کا خواب﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہجرت کر کے ایک ایسی جگہ آ گیا ہوں جہاں کھجور کے درخت ہیں میرا خیال یہ ہوا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر ہے جبکہ وہ مدینہ منورہ ہے جسے یثرب کہا جاتا ہے اور میں نے اسی خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ تلوار درمیان سے ٹوٹ گئی پس یہ وہی مصیبت ہے جو اہل ایمان پر جنگ احد میں پڑی تھی پھر میں نے دوبارہ تلوار ہلائی تو وہ پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی پس اس کی تعبیر وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فتح دی اور اہل ایمان کو جمع فرمایا پھر میں نے خدا کی گائے اور بھلائی دیکھی، گائے سے مراد غزوہ احد میں شرکت کرنے والے مسلمان ہیں اور بھلائی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کے بعد بھلائی اور سچا ثواب ہمیں عطا فرمایا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵ ،کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ ،اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۲۲۔

﴿انبیا کا خواب﴾

عام لوگوں کے خواب اور انبیا کے خواب میں یہ فرق ہے کہ انبیا کا خواب دیکھنا وحی الٰہی ہوتا ہے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں اپنے بیٹے کو قربان کرنے کا جو حکم ہوا وہ محض خواب نہ تھا بلکہ کہ وحی الٰہی تھا اگر محض خواب ہوتا تو آپ اپنے بیٹے کو قربان گاہ نہ لے جاتے اور نہ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے یہ فرماتے۔

يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۔(پارہ ۲۳ ع ۷ صافات ۱۰۲)

اے میرے بیٹے میں نے خواب دیکھا میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تُو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔

سعادت مند فرزند اگر اسے محض خواب سمجھتے اور والد گرامی کے عزم و استقلال کو نہ محسوس کرتے تو خود بھی حکم الٰہی پر فدا ہونے کے لئے تیار نہ ہوتے اور یہ جواب بھی نہ دیتے۔

يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۔(پارہ ۲۳، ع ۷)

اے میرے باپ کیجئے جس بات کا آپ کو حکم ہوتا ہے خدا نے چاہا تو قریب ہے کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۔(پارہ ۲۳، ع ۷ صافات ۱۰۲)

تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹایا اس وقت کا حال نہ پوچھ انبیا کے خواب کے وحی الٰہی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس قربانی پر اللہ تعالیٰ کا نہ یہ فرمان آتا اور نہ ہی سنت ابراہیمی کے مطابق ہر سال مسلمانوں پر قربانی کرنا واجب ہوتا۔

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۔

ہم نے پکارا، اے ابراہیم! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ (پارہ۲۳،ع۷،الصّٰفّٰت۱۰۶تا۱۰۷)

بے شک یہ کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا۔

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۔ (پارہ۲۳،ع۷)

اور ہم نے پچھلوں میں اُس کی تعریف باقی رکھی سلام ہو ابراہیم پر

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب کے متعلق ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

فَكَانَ لَا يَرٰى رُؤْيَا اِلَّا جَآءَ تْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ۔ بخاری شریف جلد اول ،صفحہ۲،کِتَابُ الْوَحْیِ،حدیث نمبر۳۔

جو خواب بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھتے اس کی تعبیر صبح روشن کی طرح ظاہر ہوتی۔

﴿حضرت ابوطلحہ کی جاں نثاری﴾

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں　　سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ احد میں جب سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر دور نکل گئے تھے اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے لیئے ڈھال بن کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت ابوطلحہ بڑے ماہر تیرانداز تھے، ان کی کمان کی تانت بڑی سخت تھی، جنگ احد کے دن ان کی دو تین کمانیں ٹوٹ چکی تھیں جب کوئی آدمی ترکش لے کر ادھر سے گذرتا تو حضور فرماتے تیروں کو ابوطلحہ کے آگے ڈال دو، ایک مرتبہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے سر کو اونچا کر کے میدان جنگ کا معائنہ فرمانے لگے تو انہوں نے عرض کیا۔

يَانَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِبْكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ۔

یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ سر اونچا کر کے نہ دیکھیں کہیں کافروں کا کوئی تیر آپ کو نہ لگ جائے یا رسول اللہ! آپ پر قربان ہونے کے لیئے میں حاضر ہوں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ۵۳۷،کِتَابُ الْمَنَاقِبِ،بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ طَلْحَةَ،حضرت ابوطلحہ کی فضیلت کا بیان،حدیث نمبر۳۸۱۱۔

آں درم دادن سخی را لائق است　　جاں سپردن خود سخائے عاشق است

عوام کی سخاوت درہم و دینار خرچ کرنا ہے　　عاشق کی سخاوت جان کا نذرانہ پیش کرنا ہے

﴿فرشتوں کی شرکت﴾

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا اس حال میں کہ آپ کے ساتھ دو ایسے آدمی تھے جو آپ کی طرف سے جنگ کر رہے تھے انہوں نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور بڑی جواں مردی کے ساتھ لڑائی کر رہے تھے میں نے اس سے پہلے انہیں کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی جنگ احد کے بعد پھر کبھی وہ نظر آئے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۵۸۰،کِتَابُ الْمَغَازِی،بَابُ غَزْوَةِ اُحُدٍ،غزوۂ احد کا بیان کا بیان،حدیث نمبر۴۰۵۵۔

﴿حضرت جبرئیل امین کی شرکت﴾

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ غزوہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حضرت جبریل امین ہیں جو اپنے گھوڑے کے رکاب کو تھامے ہوئے ہیں اور جنگی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آئے ہوئے ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۷۸، بِکِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَۃِ اُحُد، غزوہ احد کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۴۲۔

﴿شوق شہادت﴾

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔(پ۱۱ع۳،التوبہ۱۱۱)

بے شک اللہ نے مسلمانوں سے اُن کے مال اور جان خرید لیے ہیں اس بدلے پر کہ اُن کے لیے جنت ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں کہاں ہوں گا؟ حضور نے فرمایا جنت میں، اس وقت ان کے ہاتھ میں کچھ کھجوریں تھیں انھوں نے اس کو پھینک دیا پھر وہ لڑے یہاں تک کہ شہید کر دیئے گئے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۷۹، بِکِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَۃِ اُحُد، غزوۂ اُحد کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۴۷۔

اُنھیں جانا اُنھیں مانا نہ رکھا غیر سے   للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

﴿حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت﴾

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو   عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیئے ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کیا تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہو گیا ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے ہوئے جو دنیاوی مال و دولت سے فائدہ اٹھائے بغیر اور اس سے کچھ کھائے پیئے بغیر انتقال کر گئے انھیں میں سے حضرت مُصْعَب بن عُمَیر ہیں اور ہم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کا پھل پک گیا اور اب وہ چن چن کر کھا رہے ہیں یعنی دنیا کی دولت اور مال غنیمت سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت مصعب بن عمیر جنگ احد میں شہید ہوئے تو ان کو کفنانے کے لیئے صرف ایک چھوٹی سی چادر ملی جب ہم اُس چادر سے اُن کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب ان کے پاؤں ڈھانکتے تو ان کا سر کھل جاتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے سر کو ڈھانپ دو اور ان کے دونوں پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۰، بِکِتَابُ الْجَنَائِز، بَابُ اِذَا لَمْ یَجِدْ کَفَنًا اِلَّا مَا یُوَارِیْ رَاْسَهٗ اَوْ قَدَمَیْهِ غَطّٰی رَاْسَهٗ، جب کفن کو صرف اتنا کپڑا ملے جس سے سر یا پاؤں چھپ سکیں تو اس کا سر ڈھانپا جائے، حدیث نمبر ۱۲۷۶۔ بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۵، بَابُ بُنْیَانِ الْکَعْبَةِ، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ اِلَی الْمَدِیْنَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۱۴۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن   نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

﴿حضرت انس بن نضر کی شجاعت﴾

محبت کی زباں سے فرض جب آواز دیتا ہے   مجاہد اپنے سر سے باندھ لیتا ہے کفن ساقی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر غزوہ بدر کے وقت موجود نہ تھے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے مشرکین سے پہلی جو جنگ لڑی تھی میں اس میں موجود نہیں تھا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے لڑنے کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو یہ ضرور دکھائے گا کہ آپ کا یہ جاں نثار کیا کرسکتا ہے؟

جب جنگ احد کا دن آیا اور اتفاق سے کچھ مسلمان میدان جنگ میں ٹھہر نہ سکے تھے تو انھوں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہوئے عرض کیا، یا اللہ! میں اس حرکت سے اپنی علٰحدگی اور بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جو ہمارے کچھ ساتھیوں نے کیا ہے، پھر وہ مشرکین کی طرف لڑنے کی غرض سے چلے تو حضرت سعد بن معاذ سے ملاقات ہوگئی کہنے لگے اے سعد بن معاذ! نضر کے رب کی قسم، جنت میرے سامنے ہے اور مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔

حضرت سعد بن معاذ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ان کا حال بیان کرتے ہوئے کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! جو جوانمردی انس بن نضر نے دکھائی ہے وہ میری بساط سے باہر ہے۔

جنگ کے بعد جب حضرت انس بن نضر کے جسم کو دیکھا گیا تو ان کے جسم پر اسی (۸۰) سے زیادہ تلواروں، تیروں اور نیزوں کے زخم تھے کفار ومشرکین نے ان کے ناک، کان وغیرہ کاٹ لیے تھے جس کے سبب ان کو کوئی پہچان نہ سکا صرف ان کی بہن نے انگلیوں کے پوروں سے پہچانا کہ یہ حضرت انس بن نضر ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارا خیال اور گمان یہ ہے کہ یہ آیت ان کے حق میں اور ان جیسے لوگوں کے حق میں نازل ہوئی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّنْتَظِرُ وَمَابَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (پ۲۱ ع۱۹/الاحزاب ۲۳)

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنھوں نے سچا کردیا جو عہد اللہ سے کیا تھا، تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کرچکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۹۳، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ۔ حدیث نمبر ۲۸۰۵۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے   جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا   سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

حضرت انس بن نضر کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن نضر کی ایک ہمشیرہ تھیں جن کا نام ربیع تھا انھوں نے ایک لڑکی کے سامنے والے دانت کو توڑ دیا تھا، گھر والے معافی کے طلبگار ہوئے لیکن ان لوگوں نے معاف کرنے سے انکار کر دیا اور دیت کا مطالبہ کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جب یہ مقدمہ پیش ہوا تو آپ نے قصاص کا حکم دیا۔

حضرت انس بن نضر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میری بہن کے دانت نہیں توڑے جائیں گے پھر ایسا ہی ہوا مدعی دیت پر راضی ہو گئے اور انھوں نے قصاص کا مطالبہ ترک کر دیا اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ مِنْ عِبَادَ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ انھیں سچا کر دکھاتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۷۲، کِتَابُ الصُّلْحِ، بَابُ الصُّلْحِ فِي الدِّيَةِ، دیت میں صلح کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۷۰۳۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۹۳، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ، حدیث نمبر ۲۸۰۶۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۴۶، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى۔ (پ ۲ ع ۶ / البقرہ ۱۷۸) اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔ حدیث نمبر ۴۵۰۰۔

جذب کے عالم میں نکلے جو لب مومن سے — وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود — گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

دندان مبارک کی شہادت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب جنگ احد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زخمی ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے یہ بتایا کہ آپ کا چہرۂ انور زخمی کر دیا گیا تھا، آپ کے سامنے کے دندان مبارک شہید کر دیئے گئے تھے اور، خود، آپ کے سر مبارک پر توڑ دیا گیا تھا۔

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا خون دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی ڈال رہے تھے جب انھوں نے دیکھا کہ خون بہتا چلا جا رہا ہے اور خون کا بہنا رک نہیں رہا ہے تو انھوں نے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور جب اس کی راکھ بن گئی تو اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زخم میں بھر دیا جس سے خون کا بہنا رک گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۰۸، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ، خود پہننا، حدیث نمبر ۲۹۱۱۔

﴾دندان مبارک کی شہادت کا نتیجہ﴿

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قوم سے سخت ناراض ہے جس نے اپنے نبی کے دندان مبارک کو شہید کیا اور حضور نے اپنے سامنے کی دانتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ غضب ہے اس شخص (اُبی بن خلف) پر جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے راہِ خدا میں خود اپنے ہاتھوں سے قتل کیا تھا''۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۸۳، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ مَا أَصَابَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ مِنَ الْجِرَاحِ یَوْمَ اُحُدٍ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنگ احد میں زخمی ہونے کا بیان کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۔

﴾حُذیفہ بن یمان کا صبر وتحمل﴿

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ (پ۲۶ ع۴، رالاحقاف ۲۵)

تو تم صبر کرو جیسا کہ ہمت والے رسولوں نے صبر کیا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ غزوۂ احد میں جب مشرکوں کو شکست ہو گئی تو شیطان چلا اٹھا ارے خدا کے بندو! پیچھے والوں کو سنبھالو پس وہ لوگ جو آگے تھے وہ سب دھوکا کھا گئے اور پیچھے والوں پر حملہ کر بیٹھے انھیں لوگوں میں حضرت حذیفہ کے والد حضرت یمان بھی تھے، حضرت حذیفہ کہتے رہ گئے اے اللہ کے بندو! انھیں مت مارو یہ میرے والد صاحب ہیں لیکن خدا کی قسم، کسی کا ہاتھ نہ رکا اور حضرت یمان قتل کر دیئے گئے۔

ایسے نازک وقت میں بھی حضرت حذیفہ نے یہی کہا ''غَفَرَ اللّٰهُ لَکُمْ'' اللہ تعالیٰ تم سب کو معاف فرمائے۔

حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آخری وقت تک اس حادثہ کا صدمہ رہا یہاں تک کہ وہ مالک حقیقی سے جا ملے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۶۲، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ صِفَةِ اِبْلِیْسَ وَ جُنُوْدِهٖ، ابلیس اور اس کی فوج کا بیان، حدیث نمبر ۳۲۹۰۔

فائدہ: حضرت حذیفہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہو جانا اور حضرت حذیفہ کا خود اپنی آنکھوں سے اس قتل کا مشاہدہ کرنا اور پھر یہ کہنا کہ ''اللہ تعالیٰ تم سب کو معاف فرمائے'' یہ قرآن پاک کی اس آیت کا مصداق ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کے حق میں فرمایا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ۔ (پ۲۶ ع۱۲، سورۃ الفتح ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں۔

یعنی صحابہ کافروں کے مقابلے میں تو بہت سخت اور فولادی چٹان ہیں لیکن اپنے دینی بھائیوں کے لیے بڑے نرم، بڑے شفیق اور بڑے مہربان اور ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہیں، ان کی یہ محبت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ

جب ایک صحابی کی کسی دوسرے صحابی سے ملاقات ہوتی ہے تو وہ اجنبیوں کی طرح پہلو بچا کر نہیں نکلتے بلکہ ایک دوسرے سے مصافحہ و معانقہ کرتے، ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دیتے اور اگر کسی سے کوئی بھول چوک ہو جاتی تو اسے معاف کر دیتے۔

﴿جنگ احد کے شہیدوں کی تدفین﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدوں میں سے دو شہیدوں کو ایک کپڑے میں رکھتے۔

ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِلْقُرْآنِ پھر آپ دریافت فرماتے، ان دونوں میں سے قرآن پاک کا زیادہ علم رکھنے والا کون ہے؟ جب ان میں سے کسی ایک کی طرف اشارہ کیا جاتا تو پہلے اس کو لحد میں رکھتے اور فرماتے۔

اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰؤُلَآءِ میں ان سب لوگوں پر گواہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ احد کے شہیدوں کو خون آلودہ حالت میں دفن کرنے کا حکم دیا نہ ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور نہ ہی انہیں غسل دیا گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۷۹، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَنْ يُقَدَّمُ فِي اللَّحْدِ، اس بات کا بیان کہ لحد میں پہلے کس کو رکھا جائے گا، حدیث نمبر ۱۳۴۷۔

﴿حضرت ام سلیط کی خدمات﴾

حضرت ثعلبہ بن ابو مالک فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ میں عورتوں کے درمیان کچھ چادریں تقسیم کیں، ایک عمدہ سی چادر بچ گئی، حاضرین میں سے کسی نے کہا اے امیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُس صاحبزادی کو عطا فرمائیں جو آپ کے حرم میں ہیں اس سے ان کی مراد حضرت علی کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم سے تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، حضرت ام سلیط رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس چادر کی زیادہ حقدار ہیں حضرت ام سلیط ان عورتوں میں سے ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور جنگ احد میں ہمارے لیے مشکیزہ بھر بھر کر پانی لاتی تھیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۰۳، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ حَمْلِ النِّسَاءِ الْقِرَبَ اِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ، جہاد میں عورتوں کا مردوں کے لیے مشکیں بھر کر لانا، حدیث نمبر ۲۸۸۱۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ مذہب اسلام کے بقاو تحفظ اور اشاعت دین کے لیے مردوں کی طرح عورتوں کو بھی اپنی وسعت وحیثیت کے مطابق کوشش کرنی چاہیے۔

جنگ خندق

ام المومنین کا قول

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قرآن کی اس آیت میں جنگ خندق کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔
جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جب کہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلے کے پاس آگئے۔ (پ۲۲ ع۸ا/ا الاحزاب ۱۰)

بخاری شریف جلددوم، صفحہ ۵۸۹، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِیَ الْاَحْزَابُ، غزوۂ احزاب یا غزوۂ خندق، حدیث نمبر ۴۱۰۳۔

جنگ خندق کی کچھ تفصیل

بخاری شریف کی روایت کے مطابق ماہ شوال ۵ھ مطابق ۶۲۵ء میں مدینہ منورہ کے باہر غزوہ خندق پیش آیا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو ایسی مدد حاصل ہوئی اور آندھی طوفان کی شکل میں مشرکوں پر ایسی آفت و مصیبت آئی کہ بغیر کسی جنگ کے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

اس جنگ کی تفصیل یہ ہے کہ جب یہودی بنی نضیر کو جلاوطن کیا گیا تو ان کے بڑے بڑے لوگ مکہ مکرمہ میں کفار قریش کے پاس مدد مانگنے پہنچے ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور یہ وعدہ کیا کہ ہم لوگ اس وقت تک آپ کا ساتھ دیں گے جب تک مسلمان نیست و نابود نہ ہو جائیں۔

ابوسفیان نے ان لوگوں کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان کے جنگی ارادوں کی بڑی تعریف کی اور یہ کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ آدمی سب سے پیارا ہے جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی عداوت و دشمنی میں ہمارا ساتھ دے یہودی وہاں سے نکلے اور دوسرے قبیلے والوں کے پاس گئے اور ان لوگوں کو بھی مسلمانوں کے ساتھ لڑنے پر آمادہ کیا اور سب لوگ جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

قبیلہ بنی خزاعہ کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مکہ کے کفار و مشرکین اور یہودیوں کی سازش اور ان کی جنگی تیاریوں سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمان فوجیوں کی حفاظت کی غرض سے ان کے درمیان اور دشمنوں کے درمیان ایک خندق کھودنے کا مشورہ دیا تا کہ دشمن کی فوج شب خون نہ مار سکیں، حضور نے ان کے مشورہ کو پسند کیا اور آپ کے حکم کے مطابق صحابہ خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ اس کام میں شامل ہو گئے ابھی مسلمان خندق کھود کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ مشرکین بارہ ہزار کا لشکر جرار لے کر مسلمانوں پر حملہ کے لیے آ گئے اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا، چونکہ ایک وسیع خندق مسلمانوں اور کافروں کے درمیان حائل تھی اس لیے وہ لوگ فوری حملہ نہ کر سکے وہ لوگ اس خندق کو دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے اور کہنے لگے یہ ایسی جنگی تدبیر ہے جس سے عرب کے لوگ ابھی تک واقف نہ تھے لشکر کفار نے جب یہ دیکھا کہ مسلمانوں سے دو بدو لڑائی نہیں ہو سکتی تو انہوں نے تیر اندازی شروع کی لیکن انہیں کوئی کامیابی نہ ملی۔

کفار و مشرکین کو محاصرہ کیے ہوئے پندرہ دن یا چوبیس دن گذر چکے تھے مدینہ طیبہ میں محصور مسلمانوں پر خوف و ہراس طاری تھا اور لوگ گھبرائے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور اندھیری رات میں کافروں پر ایسی تیز اور ٹھنڈی ہوا بھیجی جس نے ان کے خیمے گرا دیے، طنابیں توڑ دیں، کھونٹے اکھاڑ دیے، ہانڈیاں الٹ دیں، آدمی زمین پر گرنے لگے سنگریزے اڑ اڑ کر ان کے بدن پر لگ رہے تھے، آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی دشمن کے جنگجو عجب پریشانی کے عالم میں تھے اللہ تعالیٰ نے اس ہوا کے ساتھ کچھ ایسے فرشتوں کو بھی بھیج دیا جنہوں نے لشکر کفار میں خوف و دہشت طاری کر دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ۔

اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا۔ (پ۲۱ ع۱۸ ۱۸/الاحزاب ۹)

تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے۔

لشکر کفار کے سردار ابوسفیان نے جب یہ صورت حال دیکھی تو سمجھ لیا کہ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے اس لیے اس نے اعلان کیا اے گروہ قریش! اب تم لوگ ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے ہیں، قبیلہ بنی قریظہ والے اپنے وعدے سے مکر گئے ہیں، اور اس خطرناک آندھی طوفان اور ٹھنڈی ہوا نے ہمارا جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو اس لیے اب یہاں سے کوچ کرو میں خود بھی یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔

لشکر کفار میں اَلرَّحِيْلُ، اَلرَّحِيْلُ، اے لوگو! کوچ کرو، اے لوگو! کوچ کرو کی صدائیں گونجنے لگیں۔

کفار و مشرکین بھاگنے لگے، خوف و دہشت کی وجہ سے دشمنوں کو اپنا سامان لے کر جانا بھی دشوار ہو گیا، وہ اپنا مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ نکلے لیکن اللہ تعالیٰ کی ایسی قدرت کہ مسلمانوں کو کوئی جانی و مالی نقصان نہ ہوا اور ان لوگوں نے جنگ کیے بغیر فتح کے ساتھ کثیر مقدار میں مال غنیمت بھی حاصل کر لیا۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (پ۱ ع۱۳ ۱/البقرہ ۱۰۵)

اور اللہ اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے جسے چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

غیب داں نبی کی پیشین گوئی

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ احزاب یعنی جنگ خندق کے موقع پر جب کافروں کی فوجیں نظر آئیں تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اب ہم ان لوگوں پر حملہ کیا کریں گے؟ اور یہ ہم پر چڑھائی نہیں کرسکیں گے اور ہم ان لوگوں کی طرف چل کر جائیں گے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۹۰، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابُ ،غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۱۰، ۴۱۱۱۔

حضور کی دعا

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ احزاب یعنی جنگ خندق کے موقع پر کافروں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی۔

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اَهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اَهْزِمْهُمْ وَ زَلْزِلْهُمْ۔

اے اللہ! کتاب کو نازل فرمانے والے، جلدی حساب لینے والے کافروں کو شکست دے، یا اللہ! ان کافروں کو شکست دے اور میدان جنگ سے ان کے قدم کو اکھاڑ دے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۹۰، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابُ ،غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۱۶۔

فائدہ: غیب داں نبی نے جنگ خندق کے موقع پر جو دعا کی اور آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو مدد ملی اور آندھی طوفان کی شکل میں مشرکوں پر ایسی آفت آئی کہ بغیر کسی جنگ کے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور مال غنیمت حاصل کرنے کے لیے بلا خوف وخطر چل کر گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی شرکت

(۱) حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو غزوہ احد میں شریک ہونے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت ان کی عمر چودہ سال کی تھی اس لیے حضور نے ان کو جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت نہیں دی لیکن جب جنگ خندق کے موقع پر ان کو پیش کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جنگ خندق میں شرکت کی اجازت دے دی اور اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی جنگ میں نے جس میں شرکت کی ہے وہ غزوہ خندق ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۸۸، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابُ ،غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، (۱) حدیث نمبر ۴۰۹۸ (۲) ۴۱۰۸۔

﴿صحابہ کی جدو جہد﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خندق کی طرف تشریف لے گئے تو آپ نے دیکھا کہ صبح سویرے سخت سردی میں انصار و مہاجرین خندق کھودنے میں مصروف ہیں ان کے پاس ایسے غلام بھی نہیں ہیں جو یہ کام انجام دے سکیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ان کی مشقت اور بھوک کو ملاحظہ فرمایا تو حضور کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ　　　فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ

اے اللہ! اصل راحت تو آخرت کی راحت ہے پس میرے انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔

صحابہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس دعا کو سنا تو وہ یوں کہنے لگے۔

نَحْنُ الَّذِیْ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا　　　عَلَی الْجِھَادِ مَا اَبْقَیْنَا اَبَدًا

ہم تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بک چکے ہیں اور ہمارا عزم جہاد زندگی بھر زندہ رہے گا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۸۸، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَۃِ الْخَنْدَقِ وَھِیَ الْاَحْزَابِ غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۰۰۔

﴿اللہ کے رسول کی جدو جہد﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقع پر خندق کھودتے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ بھی مٹی ڈھو رہے تھے یہاں تک کہ مٹی اور گرد و غبار نے حضور کے سینہ انور پر موجود کثیر بالوں کو ڈھک دیا تھا مٹی ڈھوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت عبداللہ بن رواحہ کے انداز میں رجز خوانی فرمارہے تھے اور ان اشعار کو بلند آواز سے پڑھ رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا	وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا
اے اللہ! اگر تو ہماری رشد و ہدایت نہ فرماتا	تو نہ ہم نماز پڑھتے ہوتے اور نہ زکوۃ دیتے
فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا	وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا
اے میرے پروردگار! ہمارے دلوں پر سکینہ نازل فرما	کافروں کے مقابلے میں ہم کو ثابت قدمی عطا فرما
اِنَّ الْاَعْدَآءَ قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا	اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا
دشمنوں نے ظلم و جبر کے ساتھ ہم پر حملہ کیا ہے	کیونکہ اہل فتنہ کی باتوں کو ہم نے منظور نہیں کیا

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۲۵، کِتَابُ الْجِھَادِ، بَابُ الرَّجْزِ فِی الْحَرْبِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ فِیْ حَفْرِ الْخَنْدَقِ، جنگ میں رجز خوانی کرنے اور خندق کھودتے وقت بلند آواز سے حمد و نعت پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۰۳۴۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۸۸، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَۃِ الْخَنْدَقِ وَھِیَ الْاَحْزَابِ غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۰۷۔

﴿حضرت زبیر کی جرأت﴾

کوئی اڑ کے رہ گیا بام تک، کوئی کہکشاں سے گذر گیا
یہ تو اپنا اپنا ہے حوصلہ، یہ تو اپنی اپنی اڑان ہے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ احزاب سے کچھ پہلے یا دوسری روایت کے مطابق جنگ خندق سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کون ہے جو میرے پاس دشمن کی خبر لے کر آئے؟ حضرت زبیر نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ غلام حاضر ہے حضور نے پھر فرمایا دشمن کی خبر لا کر مجھے کون دے گا؟ پھر حضرت زبیر نے عرض کیا یا نبی اللہ! یہ غلام دشمن کی خبر لے کر آئے گا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَاِنَّ حَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ بْنُ الْعَوَّام۔

بے شک ہر نبی کا ایک حواری ساتھی ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر بن عوام ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۹۹، کِتَابُ الْجِهَاد، بَابُ فَضْلِ الطَّلِیْعَة، جاسوس دستوں کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۲۸۴۶۔

﴿حضرت زبیر کا اعزاز﴾

اگر میداں میں آ جائیں تو لشکر کانپ جاتا ہے
سپہ سالار کے ہاتھوں میں خنجر کانپ جاتا ہے

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے دنوں میں حضرت عمر بن ابو سلمہ کے ساتھ میں عورتوں کی حفاظت پر مامور تھا میں نے اپنے والد حضرت زبیر کو دو تین مرتبہ بنی قریظہ کی جانب آتے جاتے دیکھا اس وقت آپ گھوڑے پر سوار تھے میں ان سے پوچھا کیا بات ہے میں نے آپ کو کئی مرتبہ اس طرف آتے جاتے دیکھا؟

انھوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو قبیلہ بنی قریظہ جائے اور ان کے حالات سے مجھ کو باخبر کرے؟ تو میں جاسوس بن کر گیا جب وہاں سے میں واپس آیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے لیئے اپنے والدین کو جمع کیا اور یہ فرمایا۔

فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۲۷، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّام، حضرت زبیر بن عوام کے مناقب کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۲۰۔

فائدہ: بنی قریظہ یہودیوں کی ایک بستی کا نام ہے۔

حضرت جابر کی دعوت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب ہم لوگ خندق کھود رہے تھے تو ایک سخت پتھر نکل آیا صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! خندق میں بہت بڑا پتھر نکل آیا ہے حضور نے فرمایا چلو میں خود خندق میں اترتا ہوں حضور کھڑے ہوئے اس وقت آپ کا حال یہ تھا کہ آپ کے شکم مبارک سے پتھر بندھے ہوئے تھے اور ہمارا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا ہم نے بھی تین دنوں سے کچھ کھایا نہیں تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسے ہی اس پتھر پر کدال چلایا پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت دی جائے۔

گھر جا کر میں نے اپنی اہلیہ سے کہا آج میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں دیکھا ہے جو میرے لیے ناقابل برداشت ہے یہ بتاؤ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کے لیے ہے؟

انھوں نے کہا تھوڑے سے جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے، میں نے بکری کا بچہ ذبح کر دیا اور گوشت کی بوٹی بنا کر ہانڈی میں ڈال دیا، میری بیوی نے جو پیسا اور گوشت کی ہانڈی پکنے کے لیے رکھ دیا۔

جب کھانا پکنے کے قریب ہوا اور میں حضور کو بلانے کے لیے نکلنے لگا تو میری بیوی نے کہا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے سامنے شرمندہ مت کرنا یعنی کھانے میں زیادہ آدمیوں کو مت بلا لینا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرگوشی کے انداز میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے لیے کھانا تیار کیا ہے ایک دو صحابہ کو ساتھ لے کر میرے گھر چلیں۔

حضور نے دریافت فرمایا کتنا کھانا پکایا ہے؟ میں نے بتایا ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جو کا آٹا ہے، حضور نے فرمایا یہ تو کافی ہے اور بہت اچھا کھانا ہے جاؤ اور جا کر اپنی بیوی سے کہہ دو کہ وہ اس وقت تک چولہا سے ہانڈی نہ اتاریں اور تنور سے روٹیاں نہ نکالیں جب تک کہ میں خود نہ آ جاؤں۔

فَصَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا۔

يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَیَّ هَلًا بِكُمْ۔

اے خندق والو! جابر نے تمہارے لیے ضیافت کا اہتمام کیا ہے لہٰذا آؤ جابر کے گھر چلیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار و مہاجرین کے ساتھ تشریف لے آئے آپ لوگوں کے آگے آگے تھے۔

میری بیوی نے گھبرا کر مجھ سے کہا کہ آپ نے تو میرے ساتھ وہی بات کر دی جس کا مجھے خدشہ تھا میں نے اس سے کہا کہ میں نے حضور سے ویسے ہی عرض کیا جیسا کہ تم نے مجھ سے کہا تھا۔

فَبَصَقَ فِيْهِ وَ بَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ فِيْهِ وَ بَارَكَ۔

حضور نے آٹے میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی، پھر ہانڈی میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی اس کے بعد فرمایا کسی ایک روٹی پکانے والی کو اور بلا لو تا کہ وہ میرے سامنے روٹیاں پکائے اور ہانڈی سے گوشت نکال کر دیتی جائے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا اندر چلو اور شور غل نہ کرو روٹیاں توڑ کران پر گوشت ڈالا اور صحابہ کو کھانے کا اشارہ کیا۔

راوی کہتے ہیں کہ جب بھی ہانڈی سے گوشت نکالا جاتا یا تنور سے روٹیاں نکالی جاتیں تو اسے فوراً ڈھک دیا جاتا حضور روٹیاں توڑ کر صحابہ کو دیتے رہے اور وہ سب کھاتے رہے پھر آپ نے فرمایا اے جابر! اب تم بھی کھا لو اور جن لوگوں کے گھر کھانا بھیجوانا ہے ان کے یہاں کھانا بھیجوا دو کیونکہ آج کل لوگوں کو بھوک نے بہت ستایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کھانا کھانے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی، قسم خدا کی، سب نے کھانا کھالیا اور شکم سیر ہوکر کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا، ہانڈی میں ابھی تک اتنا گوشت موجود تھا جتنا پکنے کے لیے رکھا گیا تھا اور ہمارا آٹا بھی اسی مقدار میں موجود تھا جتنا کہ روٹی پکانے سے پہلے تھا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۸۸، کِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابُ غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۰۲۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن میں کتنی خیر و برکت رکھی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر لعاب دہن کی برکت سے سوکھا کنواں پانی سے بھر گیا، جنگ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنکھ کا مرض دور ہو گیا اور اس واقعہ میں روٹی اور گوشت میں اتنا اضافہ ہوا کہ چند آدمیوں کے کھانے کو ایک ہزار آدمیوں نے کھالیا پھر بھی کھانا بچ گیا۔

فرشتوں کی شرکت

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ خندق سے واپس لوٹے تو آپ نے ہتھیار اتار دیے اور غسل فرمالیا اسی وقت فوراً حضرت جبریل علیہ السلام حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کا سر گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں لیکن میں نے ابھی نہیں اتارے ہیں۔

حضور نے پوچھا اب کدھر کا ارادہ ہے؟ حضرت جبریل امین نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوراً بنی قریظہ کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۹۴، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ، جنگ اور غبار آلود ہونے کے بعد غسل کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۸۱۳۔

﴿جنگ خندق اور نمازِ عصر﴾

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۔(پ۲ع۱۵البقرہ۲۳۸)
نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفارِ قریش کو برا بھلا کہتے ہوئے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! سورج ڈوب گیا اور میں (جنگ میں مصروفیت کے سبب) عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم، میں نے بھی ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے۔
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ وادیِ بطحا میں پہنچے تو حضور نے نماز پڑھنے کے لیے وضو کیا اور ہم لوگوں نے بھی نماز پڑھنے کی غرض سے وضو کیا پھر آپ نے غروب آفتاب کے بعد پہلے عصر کی نماز پڑھائی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۵۸۸، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابِ غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر۴۱۱۳۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دیا ہے جن لوگوں نے ہمیں اس طرح مصروف کردیا کہ سورج ڈوبنے تک ہم لوگ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۵۸۹، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْاَحْزَابِ غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کا بیان، حدیث نمبر۴۱۱۲۔

﴿سعد بن معاذ کی دعا کی قبولیت﴾

جذب کے عالم میں نکلے لبِ مومن سے　　　　وہ بات حقیقت میں تقدیرِ الٰہی ہے

اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ۔
دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔(پارہ۲ع۷سورہ البقرہ۱۸۶)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جنگ خندق کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قریش کے ایک آدمی حبان بن عرفہ کا مہلک تیر لگ گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد نبوی میں خیمہ نصب کروا دیا تھا تاکہ ان کی دیکھ بھال میں آسانی رہے۔
ام المومنین فرماتی ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہ دعا کی تھی اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے اس سے پیاری کوئی چیز نہیں کہ میں اس قوم سے جہاد کرتا رہوں جس نے تیرے رسول کو جھٹلایا ہے اور انہیں

وطن سے نکالا ہے یا اللہ میرے خیال میں تو نے ہمارے اور قریش کے درمیان لڑائی ختم کردی ہے لیکن اگر قریش سے لڑنا ابھی باقی ہے تو مجھے زندگی عطا فرماتا کہ میں تیری راہ میں ان کے ساتھ جہاد کرسکوں اور اگر تو نے قریش کے ساتھ ہماری لڑائی ختم کردی ہے تو میرے اسی زخم کو جاری کرکے شہادت کی موت عطا فرمادے۔

(اس دعا کے بعد) حضرت سعد بن معاذ کے سینہ سے خون جاری ہو گیا اور مسجد سے بہہ کر بنی غفار کی طرف جانے لگا تو وہ لوگ کہنے لگے اے خیمے والو! یہ تمہاری طرف سے کیا چیز آرہی ہے؟ پھر انہیں یہ معلوم ہوا کہ یہ تو حضرت سعد بن معاذ کے زخم کا خون ہے حضرت سعد اسی زخم کے سبب اپنے حقیقی مالک کی بارگاہ میں جا پہنچے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۵۹۰، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ مَرْجِعِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحْزَابِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غزوہ احزاب سے لوٹنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۲۲۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ۔

جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔

وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ۔

اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند رکھتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۶۳، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَ ہٗ، جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے، حدیث نمبر ۶۵۰۸۔

فائدہ: وہ مسلمان جو جس نے اپنی طاقت کے مطابق فرائض وواجبات کما حقہ ادا کیے ہوں، گناہوں سے بچتا رہا ہو اور رضائے الٰہی کا طلبگار رہا ہو اسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی خواہش ہوتی ہے تاکہ وہ رب کریم کی نعمتوں سے مالا مال ہو اور وہ آدمی جس نے برائیوں میں اپنا وقت ضائع کیا ہو وہ سزا وجزا سے خوفزدہ ہوگا اور بارگاہ رب العزت میں حاضری کو ناپسند کرے گا۔

حضرت سعد بن معاذ کی مقبولیت

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ریشم کا ایک کپڑا لایا گیا تو لوگ اس کی نرمی اور خوبصورتی کو دیکھ کر حیرت کرنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سعد بن معاذ کے جنتی رومال اس سے زیادہ عمدہ اور بہتر ہیں۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۵۹، کِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ، بَابُ مَاجَاءَ فِی صِفَۃِ الْجَنَّۃِ، حدیث نمبر ۳۲۴۹

حضرت وحشی کی ذہانت

(۱) حضرت جعفر بن عمر بن امیہ ضمیری کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عبید اللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ سفر میں تھا جب ہم مقام حمص پر پہنچے تو عبید اللہ نے مجھ سے کہا کہ حمص میں حضرت وحشی موجود ہیں چلو ان سے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ معلوم کرتے ہیں چنانچہ ہم ان کا پتہ معلوم کر کے ان کے پاس پہنچے۔

عبید اللہ بن عدی نے خود کو اپنے عمامے میں اچھی طرح چھپا لیا صرف ان کی آنکھیں اور پیر نظر آرہے تھے انھوں نے پوچھا اے حضرت وحشی! کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ حضرت وحشی نے ان کی طرف دیکھ کر کہا کہ پہچانتا تو نہیں ہوں لیکن اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے اُم قتال بن ابوالعیص نام کی ایک عورت سے شادی کی تھی جب اس کے بطن سے مکہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں نے ہی اس کے لیے دودھ پلانے والی کو تلاش کیا تھا اور اُس بچے کو اس کی والدہ کے ساتھ اپنی گود میں اٹھا کر لے گیا تھا اب تمہارے قدموں کو دیکھ کر یہ محسوس ہو رہا ہے کہ گویا وہی بچہ اس وقت میرے پاس کھڑا ہے یہ سن کر عبید اللہ بن عدی نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہنے لگے آپ نے مجھے خوب پہچانا اے حضرت وحشی! کیا آپ ہم کو حضرت امیر حمزہ کی شہادت کا واقعہ سنائیں گے؟ تو حضرت وحشی نے ہم کو یہ واقعہ سنایا۔

حضرت امیر حمزہ کی شہادت

(۲) حضرت وحشی کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو جنگ بدر میں قتل کیا تھا مجھ سے میرے مالک جُبیر بن مطعم نے کہا کہ اگر تم امیر حمزہ کو میرے چچا کے بدلے قتل کر ڈالو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا چنانچہ جب لوگ جنگ حُنین کے سال لڑنے کے لیے نکلے تو میں بھی اُن کے ساتھ لڑنے کے لیے نکلا جب سباع پہلوان نے میدان میں نکل کر اپنا مقابل طلب کیا تو حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے مقابلے کے لیے آئے اور اسے ملک عدم پہنچا دیا۔

میں حضرت امیر حمزہ کو قتل کرنے کی غرض سے ایک پتھر کی آڑ میں چھپ گیا جب وہ میرے نزدیک آئے تو میں نے اپنا نیزہ پھینک کر مارا جو اُن کے زیر ناف لگ کر سُرین سے پار ہو گیا اور یہی وار امیر حمزہ کے آخری وقت یعنی ان کی شہادت کا سبب بن گیا لوگ جنگ سے واپس لوٹے تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا اور مکہ میں رہنے لگا۔

جب سرزمین مکہ میں اسلام پھیل گیا تو میں طائف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا پھر اہل طائف نے مجھے اپنا قاصد بنا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس روانہ کیا اور مجھے یہ بتا دیا کہ حضور قاصدوں کو تکلیف نہیں پہنچایا کرتے

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کی غرض سے روانہ ہوگیا جب میں دوسرے لوگوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔

''أَانْتَ وَحْشِیٌّ ؟'' کیاتم وحشی ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، میں وحشی ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا'' أَانْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ ؟'' کیاتم نے حمزہ کو شہید کیا تھا؟

میں نے جواب دیا یہ ایسی بات ہے جو پوری طرح آپ کے علم میں ہے۔

اب حضور نے فرمایا'' فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُغِيْبَ وَجْهَکَ عَنِّیْ ؟'' کیاتم مجھ سے اپنا چہرہ چھپا سکتے ہو؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس بات کوسن کر میں وہاں سے باہر نکل آیا۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن اخلاق اور شان کریمانہ کی یہ ایک اعلیٰ مثال ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل سامنے ہے اور اسی کے سبب ان کا کلیجہ چبایا گیا لیکن آپ نے اسے کچھ نہ کہا سوائے اس کے مجھ سے اپنا چہرہ چھپا سکتے ہو کیا؟

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۸۲، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ حضرت امیر حمزہ کی شہادت کا بیان حدیث نمبر ۴۰۷۲۔

﴿حضرت امیر حمزہ کے قتل کا کفارہ﴾

اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِيْنَ۔ (پ۱۲ ع۱۰ سورۂ ہود ۱۱۴)

بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہے یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔

ہوا ہے جب بھی گناہوں پہ کوئی شرمندہ ۔۔۔۔ تو رحمتوں نے تری اس کو ہمکنار کیا

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جب وصال ہوگیا اور مسیلمہ کذاب اپنی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوا نکلا تو میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی مسلمانوں کے ساتھ اس سے لڑنے کے لیے نکلوں گا اگر میں مسیلمہ کو قتل کرسکا تو شاید یہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا کفارہ ہوسکے چنانچہ میں مسلمانوں کے ساتھ نکلا میں نے دیکھا کہ ایک آدمی دیوار کی آڑ میں کھڑا ہے میں نے جان لیا کہ یہی مسیلمہ کذاب ہے میں نے اپنا وہی نیزہ سنبھالا اور اس کو پھینک کر اس کے چھاتی پر ایسا مارا کہ نیزہ اس کے کندھوں سے پار نکل گیا اسی درمیان کچھ انصاریوں نے بھی اس پر حملہ کردیا پھر میں نے اس کے سر پر تلوار کی ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ جہنم رسید ہوگیا۔

ایک باندی جو اپنے مکان کے چھت پہ کھڑی یہ تماشہ دیکھ رہی تھی وہ چلا کر کہنے لگی اے امیر المومنین! آپ کو مبارک ہو ایک کالے غلام نے مسیلمہ کو مار ڈالا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۸۲، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ حضرت امیر حمزہ کی شہادت کا بیان حدیث نمبر ۴۰۷۲۔

﴿صحابی رسول کی صداقت﴾

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ (پ۱۱ع۴/۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جنگ حنین کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور دشمنوں سے جب ہمارا مقابلہ ہوا تو مسلمانوں پر گردش سی آگئی میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان کو دبوچے ہوئے تھا میں گھوم کر اس کے پیچھے گیا اور اس کے کندھے پر تلوار کی بھرپور ضرب لگائی زخم کھا کر وہ آدمی پلٹا اور میرے مقابلے میں ڈٹ گیا ہم دونوں میں خوب مقابلہ ہوا یہاں تک کہ مجھے اپنی موت نظر آنے لگی لیکن زخموں کی تاب نہ لا کر اچانک وہ مر گیا تو میرا پیچھا چھوٹا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں ان سے لوگوں کا حال پوچھا انھوں نے کہا وہی ہوا جو اللہ کا حکم ہے۔

جب جنگ ختم ہوئی اور لوگ واپس لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا اور ارشاد فرمایا، جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہو اور ثبوت موجود ہو تو مقتول کا سامان اسی کو ملے گا، یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا پھر یہ سوچ کر بیٹھ گیا کہ میری گواہی کون دے گا لیکن حضور نے جب تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا تو میں کھڑا ہو گیا، حضور نے مجھ سے فرمایا اے ابو قتادہ! تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ اب میں نے اس کافر سے لڑائی اور اس کے مارے جانے کا پورا قصہ بیان کر دیا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! ابو قتادہ نے سچ کہا، اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے آپ ابو قتادہ کو مجھ سے راضی کرا دیں۔

فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لَا هَا اللّٰهُ اِذًا يَعْمِدُ اِلٰى اَسَدٍ مِّنْ اَسَدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ يُعْطِيْكَ سَلَبَهٗ۔

حضرت ابو بکر صدیق نے اس آدمی سے کہا نہیں، خدا کی قسم، یہ تو نہیں ہوگا کہ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑے اور اس کا مال آپ کو دے دیا جائے۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر نے صحیح کہا۔

تو اس آدمی نے وہ سامان مجھے دے دیا میں نے اس میں سے ایک زرہ بیچ کر بنو سلمہ کا ایک باغ خرید لیا یہ اسلام کے اولین دور کا مال تھا جو مجھے سب سے پہلے حاصل ہوا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۴۴، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَنْ لَّمْ يُخَمِّسِ الْاَسْلَابَ وَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ، دشمن کے بدن پر جو سامان ہو اس پر خمس نہیں اور جس نے کسی کو قتل کیا تو اس مقتول کا سامان اسی کے لیے ہے، حدیث نمبر ۳۱۴۲۔

فائدہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سچ نیکی تک پہنچاتا ہے اور نیکی جنت تک لے جاتی ہے ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ صدیق ہو جاتا ہے اور جھوٹ بدکاری تک پہنچاتا ہے اور بدکاری جہنم تک لے جاتی ہے ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ کذاب یعنی بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۹۰۰، کتاب الادب)

پندرھواں باب

مختلف غزوات وسرایا

طائف کا محاصرہ اور نبی کا فیصلہ

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (پ۴ع۸/۱۵۹)
جو کسی بات کا پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل کرنے والے اللہ کو پیارے ہیں۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا   اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور اس سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا تو حضور نے فرمایا۔ اِنَّ قَافِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔
اللہ تعالیٰ نے اگر چاہا تو کل ہم لوگ واپس لوٹ جائیں گے۔
لوگوں کو یہ بات گراں گذری اور وہ کہنے لگے کیا ہم لوگ فتح حاصل کیے بغیر واپس چلے جائیں گے؟ کیا ہم لوگ ناکام لوٹ جائیں گے؟ ہم کل پھر لڑیں گے پس انہوں نے جہاد کیا لیکن اس جہاد میں آج بہت سے لوگ زخمی ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آج پھر فرمایا کہ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى کل ہم لوگ واپس لوٹ جائیں گے۔
راوی فرماتے ہیں کہ صحابہ کو آج یہ بات بہت بھلی معلوم ہوئی۔
فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے۔
بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۱۹، کِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ، غزوہ طائف کا بیان جو شوال سن ۸ ہجری میں ہوا، حدیث نمبر ۴۳۲۵۔

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں   اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

فائدہ: تبسم: اس طرح مسکرانا کہ آواز نہ نکلے اس کو تبسم کہتے ہیں۔
ضحک: اس طرح ہنسنا کہ ہنسنے کی آواز خود تو سن لے لیکن آس پاس والے نہ سن پائیں۔
قہقہہ: اس ہنسی کو کہتے ہیں جس کو آس پاس والے سن لیں۔
فائدہ: **تبسم** سے نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے، **ضحک** سے نماز تو فاسد ہو جاتی ہے لیکن وضو نہیں ٹوٹتا، **قہقہہ** سے رکوع سجدے والی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

﴿ذوالخلصہ کی فتح﴾

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ۔ (پ۲۶ع۵سورہ محمد۷)

اے ایمان والو! اگر تم خدا کے دین کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام سے نہیں روکا اور جب بھی آپ نے مجھے دیکھا تو مسکراتے ہوئے دیکھا۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم ذوالخلصہ کے کانٹے کو نکال کر مجھے راحت کیوں نہیں پہنچاتے؟ کیا تم ذوالخلصہ کے بارے میں میرے دل کو ٹھنڈک نہیں پہنچاؤ گے؟

زمانہ جاہلیت میں ایک گھر تھا جسے ذوالخلصہ کہا جاتا تھا کچھ لوگ اسے کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ بھی کہا کرتے تھے جو اصل میں بنو خثعم کا بت خانہ تھا اور وہی لوگ اس میں آباد تھے۔

جب میں بنی احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ ذوالخلصہ کی جانب روانہ ہونے لگا تو میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں سکتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سینے پر اس طرح اپنا دست اقدس مارا کہ انگلیوں کے نشانات میں نے اپنے سینے پر دیکھے پھر آپ نے میرے لیے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَ اجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا۔

اے اللہ! اسے ثابت قدمی عطا فرما، اسے گھوڑے پر جما دے، ہدایت کرنے والا اور رہدایت یافتہ بنا دے۔

پھر ہم لوگ ذوالخلصہ کی طرف روانہ ہو گئے، اُس کو توڑ پھوڑ کر جلا ڈالا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں خوشخبری سنانے کے لیے ایک آدمی کو روانہ کر دیا۔

اس آدمی نے جا کر حضور کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ہم نے واپسی کے وقت اس عمارت کو اس حال میں چھوڑا ہے جیسے خارش والا اونٹ ہو۔

ہمارے قاصد نے واپس آ کر ہم سب کو یہ بتایا۔

فَبَارَکَ عَلٰی خَیْلِ اَحْمَسَ وَ رِجَالِھَا خَمْسَ مَرَّاتٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے ان سواروں کے حق میں پانچ مرتبہ خیر و برکت کی دعا کی۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ۴۳۳، کِتَابُ الْجِھَادِ، بَابُ الْبِشَارَۃِ فِی الْفُتُوْحِ، فتح کی بشارت دینے کا بیان، حدیث نمبر۳۰۷۶۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ۴۲۴، کِتَابُ الْجِھَادِ، بَابُ حَرْقِ الدُّوْرِ وَالنَّخِیْلِ، مکانات اور باغات کو آگ لگانے کا بیان، حدیث نمبر۳۰۲۰۔

﴿ابورافع کی ہلاکت﴾

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِىْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ بَعْدِهٖ ۔(پ۴ع۸/۱۶۰)
اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو ایسا کون ہے جو پھر تمہاری مدد کرے۔

جب حوصلے بلند ہوں، کامل ہو شوق بھی　　　وہ کام کون سا ہے جو انساں نہ کر سکے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابورافع یہودی ایک بہت بڑا تاجر تھا سرزمین حجاز میں اس کا ایک بہت بڑا قلعہ تھا وہ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا رہتا تھا اور ان کے دشمنوں کی مدد کرتا تھا ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی کو قتل کرنے کے لیے قبیلہ انصار کی ایک جماعت کو روانہ کیا اور اس جماعت کا امیر حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا جس وقت یہ لوگ پہنچے اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے جانوروں کو قلعہ کے اندر واپس لا رہے تھے امیر لشکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا آپ لوگ اس جگہ بیٹھیں میں آگے جاتا ہوں اور دربان سے کوئی بہانہ کر کے قلعہ کے اندر جانے کی کوشش کرتا ہوں

حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میں قلعہ کے دروازے کے قریب گیا اور اس انداز سے بیٹھ گیا جیسے کوئی رفع حاجت کے لیے بیٹھتا ہے اب چونکہ دوسرے بہت سے لوگ قلعہ کے اندر داخل ہو چکے تھے اس لیے دربان نے مجھ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو آجاؤ ورنہ میں دروازہ بند کرنے لگا ہوں میں اندر داخل ہوا اور قلعہ کے اندر ایک جگہ چھپ گیا جب سارے لوگ قلعہ میں داخل ہو گئے تو دربان نے دروازہ بند کر دیا۔

جب قلعہ کا دروازہ بند کر لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ان کا ایک گدھا گم ہے کچھ لوگ اس کی تلاش میں پھر باہر نکلے میں بھی ان کے ساتھ نکل پڑا اور انھیں یہ تاثر دیتا رہا گویا گدھا تلاش کرنے میں میں بھی ان کا ساتھی ہوں، ان کا گدھا مل گیا تو وہ سب قلعہ کے اندر آ گئے میں بھی انھیں کے ساتھ قلعہ کے اندر آ گیا چونکہ ابھی رات تھی اس لیے ان لوگوں نے قلعہ کا دروازہ پھر سے بند کر دیا اور کنجیاں ایک سوراخ میں رکھ دیا، میں نے کنجی رکھنے کی جگہ دیکھ لی تھی جب سب لوگ سو گئے تو میں نے کنجیاں نکال لی اور آگے کی طرف چل دیا۔

ابو رافع کے پاس بالا خانے میں قصہ خوانی ہو رہی تھی قصہ کہنے والے اور سننے والے لوگ جب اس کے پاس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف بڑھنے لگا میں جس دروازہ کو کھولتا اس کو اندر سے بند کر دیتا تھا تا کہ کوئی آدمی داخل نہ ہو سکے اور اگر لوگوں کو میرا پتہ لگ بھی جائے تو ان کے پہنچنے تک میں ابو رافع کا کام تمام کر سکوں۔

آخر کار میں ابو رافع تک پہنچ گیا وہ ایک اندھیرے کمرے میں اپنے اہل وعیال کے درمیان سو رہا تھا اندھیرے کی وجہ سے مجھے یہ معلوم نہیں ہو پا رہا تھا کہ ابو رافع کدھر ہے میں نے اسے آواز دی اے ابو رافع! اس نے کہا کون؟

میں نے آواز کے مطابق اس پر تلوار سے وار کیا لیکن اس سے کوئی مقصد حاصل نہ ہوا وہ چیخنے اور چلانے لگا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اس وقت میرا دل بہت دھڑک رہا تھا۔

میں تھوڑی دیر بعد پھر کمرے کے اندر گیا اور اس انداز میں اس کے پاس آیا گویا میں اس کا مددگار ہوں، میں نے آواز بدل کر پوچھا اے ابورافع! تجھے کیا ہوا ہے؟ تیرا کیا حال ہے؟ یہ آواز کیسی تھی؟ اس نے کہا تیری ماں تجھے روئے، مجھے نہیں معلوم کون اندر گھس آیا ہے اور مجھ پر تلوار سے حملہ کیا ہے؟ اس کی آواز سنتے ہی میں نے تلوار سے ایک بار پھر حملہ کیا لیکن وہ مرا نہیں اب میں نے اپنی تلوار اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اوپر سے اتنا بوجھ ڈالا کہ تلوار اس کی کمر سے پار نکل گئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ملک عدم میں پہنچ گیا ہے میں ہر ایک دروازے کو کھول کر باہر نکلتا رہا۔

اس وقت میں بڑا دہشت زدہ تھا سیڑھی کے پاس آیا تا کہ نیچے اتر جاؤں لیکن افسوس میں سیڑھی سے گر پڑا اور میرے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی میں نے اسے عمامہ سے باندھ لیا اور ایک دروازے پر بیٹھ گیا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک مجھے اس کے مرنے کا یقین نہ ہو جائے اور میں اس پر رونے والی عورتوں کی آواز نہ سن لوں۔

جب صبح کو مرغ نے آواز دی تو ایک آدمی قلعہ کے دیوار پر کھڑا ہو کر کہنے لگا اے لوگو! اہل حجاز کا تاجر ابورافع قتل کر دیا گیا ہے پس میں وہاں سے کسی طرح اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور ان سے کہا اب ہمیں یہاں سے نکل لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو جہنم رسید کر دیا۔

جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارا واقعہ سنایا۔

فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَهَا فَکَاَنَّهَا لَمْ اَشْتَکِهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا پیر پھیلاؤ، میں نے اپنا پیر پھیلایا تو آپ نے اپنا دست مبارک اس ٹوٹی ہوئی ہڈی پر پھیر دیا پھر تو مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے میرے پیر میں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۷۷، بِکِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ قَتْلِ اَبِی رَافِعٍ، ابورافع کے قتل کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۴۰، ۴۰۴۱۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۲۳، بِکِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ قَتْلِ النَّائِمِ الْمُشْرِکِ، سوئے ہوئے مشرک کو قتل کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۰۲۲۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن کی طرح آپ کے ہاتھوں میں بھی مریضوں کی شفا رکھی ہے کہ جیسے ہی آپ نے اپنا دست مبارک پھیرا فوراً ٹوٹی ہوئی ہڈی جڑ گئی اور کوئی تکلیف نہ رہی۔

فائدہ: دنیا کے کسی ڈاکٹر اور حکیم کے پاس کوئی ایسی دوا یا علاج موجود نہیں ہے جس سے فوراً کسی کی ٹوٹی ہوئی ہڈی ٹھیک ہو جائے اور مریض کو کسی طرح کی تکلیف نہ رہے لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسے کمالات کا جامع بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

﴿پتوں والی فوج﴾

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (پ۴ ع۵ آل عمران ۱۳۹)

اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تمہیں غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

بھیڑوں کی طرح جینے کو ہرگز نہ کر پسند	شیروں کی طرح جی کے زمانے میں نام کر
دشمن بھی کانپ اٹھے تیرے فرطِ رعب سے	پیدا تو اپنے واسطے ایسا مقام کر
دینی پڑے جو جان بھی اسلام کے لیے	ہمت نہ ہار نوشِ شہادت کا جام کر

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساحل کی طرف ایک لشکر بھیجا اور اس لشکر کا امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بنایا، یہ لشکر تین سو افراد پر مشتمل تھا اور خود میں بھی ان میں شامل تھا ہم لوگوں کو قافلۂ قریش کی گھات میں روانہ کیا گیا تھا ابھی ہم لوگ راستے ہی میں تھے کہ ہمارا توشہ ختم ہو گیا اسلامی لشکر کے امیر حضرت ابوعبیدہ نے حکم دیا کہ لشکر کے تمام افراد اپنا اپنا توشہ ایک جگہ جمع کر دیں۔

ان کے حکم کے مطابق سب توشہ جمع کیا گیا کھجوروں کے دو تھیلے ہوئے روزانہ تھوڑا تھوڑا توشہ ہمیں ملتا تھا جب وہ بھی ختم ہو گیا تو سب کو ایک ایک کھجور دیا جاتا حضرت وہب بن کیسان نے پوچھا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا؟

حضرت جابر بولے جب وہ بھی ختم ہو گیا تو اس کی قدر و قیمت ہمیں معلوم ہوئی اور پھر وہ وقت بھی آیا کہ جب ہمیں سخت بھوک لگی اور کھانے کو کچھ نہ رہا تو ہم پتے کھا کر وقت گذارنے لگے اسی لیے ہماری فوج کا نام پتوں والی فوج پڑ گیا تھا جب ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو سمندر نے ہمارے لیے ایک چھوٹے پہاڑ کے برابر ایک مچھلی باہر پھینک دی اس سے پہلے ہم نے اتنی بڑی مچھلی کبھی دیکھی نہیں تھی اس مچھلی کو عنبر کہا جاتا ہے امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ نے اس کو کھانے کا حکم دیا تو فوج کے سارے افراد مسلسل پندرہ دنوں تک یا اٹھارہ دنوں تک اس مچھلی کو کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر ملتے رہے یہاں تک کہ ہمارے جسم پھر سے پہلی حالت پر آ گئے۔

فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ۔

جب ہم لوگ مدینہ منورہ واپس لوٹے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس مچھلی کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا۔

كُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ اَطْعِمُوْنَا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَاَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَاَكَلَهُ۔

اس مچھلی کو کھاؤ یہ روزی ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اگر تمہارے پاس اس مچھلی کا کچھ حصہ بچا ہوا ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ کچھ لوگوں نے حضور کی خدمت میں اس مچھلی کا کچھ حصہ پیش کیا تو آپ نے بھی اس کو تناول فرمایا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۲۵، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ غَزْوَةِ سَيْفِ الْبَحْرِ، سمندری لڑائی کا بیان، حدیث نمبر ۴۳۶۰، ۴۳۶۲۔
بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۳۷، کِتَابُ الشَّرِكَةِ فِی الطَّعَامِ، بَابُ الشَّرِكَةِ فِی الطَّعَامِ، کھانے میں شرکت کرنے کا بیان حدیث نمبر ۲۴۸۳

﴿حضرت خبیب کے ساتھیوں کی شہادت﴾

الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔

کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی بات پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی اور بے شک ہم نے ان کے اگلوں کو جانچا۔ (پ۲۰ع۱۳؍العنکبوت ۱؍۲؍۳)

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس آدمیوں پر مشتمل ایک سریہ روانہ کیا جس کا امیر حضرت عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا یہ لوگ جب عُسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان مقام ہداۃ پر پہنچے تو بنو ہذیل کے قبیلہ لحیان کے لوگوں کو ان کی آمد کا پتہ چل گیا اور انھوں نے اس گروہ کو ختم کرنے کے لیے ایسے دو سو آدمی روانہ کیے جو سب کے سب تیر انداز تھے۔

قبیلہ لحیان کے لوگ صحابہ کے قدموں کے نشانات دیکھ کر چلتے رہے صحابہ زادِ راہ کے طور پر مدینہ منورہ سے جو کھجور لے کر آئے تھے راستے میں پڑے ہوئے ان کی گٹھلیوں کو دیکھ کر وہ کہنے لگے یہ تو یثرب کی کھجور ہے وہ نشانات کو دیکھ کر چلتے رہے یہاں تک کہ حضرت عاصم اور اُن کے ساتھیوں نے ان لوگوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا اور وہ سب کے سب ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔

قبیلہ لحیان کے لوگوں نے انھیں اپنے گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگے تم لوگ نیچے اتر آؤ اور خود کو ہمارے حوالے کر دو ہم تم سے پکا وعدہ کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔

سپہ سالار حضرت عاصم بن ثابت انصاری نے کہا قسم خدا کی، میں تو آج کسی کافر کی ذمہ داری اور اس کے قول پر بھروسہ اور اعتماد کر کے نہیں اتروں گا، انھوں نے یہ دعا کی اے اللہ! ہماری خبر اپنے نبی تک پہنچادے۔

پھر لڑائی شروع ہوئی تو دشمنوں نے تیروں کی بوچھار شروع کر دی اور حضرت عاصم سمیت سات آدمیوں کو شہید کر دیا باقی تین آدمی حضرت خبیب، حضرت دثنہ ایک آدمی اور جو باقی بچے یہ لوگ کافروں کے قول پر اعتماد کر کے نیچے اتر آئے اور خود کو کافروں کے حوالے کر دیا۔

جب یہ لوگ کافروں کے قبضے میں آگئے تو ان لوگوں نے ان تینوں کو باندھنا شروع کیا تیسرے آدمی نے کہا یہیں سے تم لوگوں کی بدعہدی شرع ہوگئی اس لیے میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا میں اپنے شہید ساتھیوں کی پیروی کروں گا اور انھوں نے لڑائی شروع کر دی آخر کار دشمنوں نے انھیں بھی شہید کر دیا اور حضرت خبیب اور حضرت دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مکہ لے جا کر فروخت کر دیا چونکہ حضرت خبیب نے جنگ بدر میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا اس لیے حضرت خبیب کو حارث بن عامر کے بیٹے نے خرید ا تھا تا کہ وہ اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے سکے۔

حضرت خبیب کی کرامت

(۲) حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی دنوں تک حارث بن عامر کی قید میں رہے اس کی بیٹی زینب بنت حارث نے لوگوں کو حضرت خبیب کی حالت سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ جب لوگ ان کو قتل کرنے کی غرض سے جمع ہونے لگے تو قتل ہونے سے پہلے انھوں نے اپنی ضرورت کے تحت مجھ سے اُسترا مانگا تھا وہ میں نے دے دیا اور پھر میں اُن سے بے خبر ہوگئی جب میں خبیب کے پاس گئی تو دیکھا کہ انھوں نے اپنے ران پر میرے بچے کو بٹھا رکھا ہے اور اُسترا ہاتھ میں ہے یہ منظر دیکھ کر میں دہشت میں پڑ گئی خبیب نے میرے چہرے سے میری دلی کیفیت کا اندازہ لگالیا اور فرمایا تم اس لیئے ڈر رہی ہو کہ میں تمہارے بچے کو قتل کردوں گا نہیں میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔

وہ کہتی ہیں قسم خدا کی، میں نے خبیب سے اچھا قیدی نہیں دیکھا، ایک دن میں نے انہیں دیکھا کہ وہ انگور کھا رہے ہیں اور انگور کا گچھا ان کے ہاتھ میں ہے حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ مکرمہ میں اس وقت پھل بھی دستیاب نہیں تھا یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت خبیب کے لیئے روزی بھیجی گئی تھی۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں　　　جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

قتل سے پہلے نماز پڑھنا کس کی سنت؟

(۳) جب وہ لوگ خبیب کو قتل کرنے کے لیے حرم سے باہر لے گئے تو انھوں نے کہا مجھے صرف اتنی دیر کے لیے چھوڑ دو کہ میں دو رکعت نماز ادا کرلوں تو لوگوں نے حضرت خبیب کو چھوڑ دیا۔

فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَوْلَا اَنْ تَظُنُّوْا اَنَّ مَا بِيْ جَزْعٌ لَطَوَّلْتُهَا۔

آپ نے بہت تیزی سے دو رکعت نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہوکر فرمایا اگر تم لوگ یہ گمان نہ کرتے کہ میں نے موت کی ڈر سے نماز کو طول کردیا تو میں اپنی نماز کو ضرور طویل کرتا پھر حارث کے بیٹے عقبہ نے حضرت خبیب کو قتل کردیا شہید ہونے سے پہلے آپ نے یہ دعا کی۔ **اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا۔** اے اللہ! ان لوگوں کو چن چن کر مارنا۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پہلے وہ آدمی ہیں جنھوں نے قتل ہونے والے مسلمان مرد قیدی کے لیے یہ بہترین رسم ایجاد کیا کہ شہید ہونے سے پہلے وہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۲۷، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَ مَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ وَ مَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ، کیا یہ مناسب ہے کہ کوئی اپنے آپ کو کسی کا قیدی بنائے یا نہ بنائے اور قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۰۴۵۔

اہلِ ایماں نے کیے سجدے عجب انداز سے　　　سر کٹا کے اپنے سر کو سرخرو کرتے رہے
نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں　　　نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

فائدہ: شاید ایسے ہی واقعات کے تحت ڈاکٹر سر اقبال مرحوم نے یہ لکھا پھر مسلمانوں کی غفلت کو دیکھ کر یہ کہا۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے　　یعنی وہ صاحبِ اوصاف حجازی نہ رہے
مسجد تو بنالی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے　　من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

﴿سپہ سالار کی دعا کی قبولیت﴾

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ۔
اور دعا قبول فرماتا ہے اُن کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے۔ (پ۲۵ ع۴ شوریٰ ۲۶)

ضرور پہنچے گی میری صدا مدینے میں　　ہوائیں جاتی ہیں لے کر دعا مدینے میں

(۴) حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی جو انھوں نے شہادت کے روز مانگی تھی کہ اَللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ اے اللہ! ہماری خبر اپنے نبی تک پہنچا دے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو سب کچھ بتا دیا جو ان لوگوں پر گذرا تھا کفار قریش کو جب حضرت عاصم کے قتل ہونے کی خبر ملی تو انھوں نے کچھ آدمیوں کو بھیجا تا کہ ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر لے آئیں جس سے ان کے قتل کا اطمینان ہو جائے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کے پاس بھڑوں کو مقرر فرما دیا اور ان بھڑوں کے سبب ان کا جسم ایسا محفوظ ہو گیا کہ قریش کے بھیجے ہوئے آدمیوں میں سے کوئی بھی ان کے جسم کا کوئی حصہ یا ٹکڑا کاٹنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اہل قریش کی نفرت کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے جنگ بدر میں قریش کے سرداروں میں سے ایک سردار عقبہ بن معیط کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۲۷، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ هَلْ يَسْتَأْسِرُ الرَّجُلُ وَمَنْ لَمْ يَسْتَأْسِرْ وَمَنْ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ، کیا یہ مناسب ہے کہ کوئی اپنے آپ کو کسی کا قیدی بنائے یا نہ بنائے اور قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۰۴۵۔

صلح حدیبیہ

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَیَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا وَّیَنْصُرَکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَزِیْزًا۔ (پ۲۶،سورہ فتح ۱تا۳)

بے شک ہم نے تمہارے لیئے روشن فتح فرمادی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے،اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی اس آیت سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔

بخاری شریف جلد دوم،صفحہ ۵۹۷،کِتَابُ الْمَغَازِیْ،بَابُ غَزْوَۃِ الْحُدَیْبِیَۃِ،غزوہ حدیبیہ کا بیان،حدیث نمبر ۴۱۷۲۔

عمرہ کی تیاری

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو تقریباً چھ سال کا عرصہ گذر گیا لیکن مسلمان ابھی تک ایک مرتبہ بھی حج وعمرہ نہ کر سکے تھے اس لیے کہ اہل مکہ نے مسلمانوں کی آمد و رفت پر پابندی لگا رکھی تھی،توحید کے داعیوں پر مرکز توحید کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔

مدینہ منورہ کے انصار و مہاجرین اس پابندی کی وجہ سے اگر چہ مکہ جانے اور حرم پاک کا طواف کرنے سے مجبور تھے لیکن ان کے دلوں میں حرم پاک کی زیارت کا شوق ہر وقت مچلتا رہتا تھا جب وہ اپنے اس شوق کا اظہار رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کرتے تو آپ انھیں صبر کی تلقین فرماتے اور انہیں یہ یقین دلاتے کہ وہ دن دور نہیں ہے جب تم لوگ بے خوف وخطر مکہ جاؤ گے اور حج وعمرہ کے ارکان کی ادائیگی کرو گے بس وقت کا انتظار کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ۶ ہجری ماہ شوال میں صحابہ کو یہ خوش خبری سنائی کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں اپنے صحابہ کے ہمراہ مکہ میں داخل ہوا،خانہ کعبہ کا طواف کیا،عمرہ کیا اور جانوروں کی قربانی دی ہے۔

انصار و مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس خواب کو سن کر بہت خوش ہوئے اور یہ طے کیا کہ عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ کا سفر کیا جائے چونکہ وہ جانتے تھے کہ انبیا کا خواب بھی وحی الہی ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے خواب کی خصوصیت تو یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں۔

فَکَانَ لَا یَرٰی رُؤْیَا اِلَّا جَآءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ۔ بخاری شریف جلد اول،صفحہ ۲،کِتَابُ الْوَحْیِ،حدیث نمبر ۳۔

جو خواب بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم دیکھتے اس کی تعبیر صبح روشن کی طرح ظاہر ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے مضافات کے قبائل جیسے قبیلہ جہینہ،قبیلہ اشجع،قبیلہ غفار،قبیلہ مزنیہ،اور قبیلہ اسلم وغیرہ کے مسلمانوں کو بھی عمرہ کے لیے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی۔

وہ لوگ اس دعوت کو پا کر حیران و پریشان ہو گئے ان کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ایسا بھی فیصلہ کیا جا سکتا ہے؟
وہ شہر مکہ جہاں سے مسلمانوں کو ہجرت کرنا پڑا ہے اور وہاں کے لوگ مسلسل پانچ سالوں سے ۴۰۰ میل کی دوری طے کر کے مدینہ آتے ہیں اور مسلمانوں سے لڑتے ہیں، جنگ بدر، جنگ احد اور جنگ خندق کی مثالیں موجود ہیں اس کے باوجود دشمنوں کے شہر کی طرف جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے؟
اسی شش و پنج میں اکناف و اطراف کے بہت سے لوگ اس سفر میں جانے کے لیے اپنے آپ کو تیار نہ کر سکے لیکن جاں نثار صحابہ نے سفر کی تیاریاں شروع کر دی ان کا تو مزاج ہی یہ تھا۔

نہ طاعت پر نہ تقویٰ پر نہ زہد و اتقی پر	ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ پر ہے
غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے	یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

مدینہ سے مکے کا سفر

جب اس مبارک سفر کی تیاری مکمل ہوگئی تو یکم ذی قعدہ ۶ھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے چودہ سو صحابہ کے ہمراہ عمرہ کا قصد کر کے مکہ کے لیے روانہ ہوئے اس قافلے میں مہاجرین بھی تھے، انصار بھی تھے، مضافات کے کچھ اعراب بھی تھے، عربوں کے دستور کے مطابق ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار تھی لیکن وہ نیام میں تھی قربانی کے لیے ستر اونٹ ان کے ساتھ تھے، ان اونٹوں کے گلے میں قلادے ڈال دیئے گئے تھے تا کہ انھیں دیکھتے ہی یہ سمجھ لیا جائے کہ یہ قربانی کے اونٹ ہیں اور ازواج مطہرات میں سے صرف ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کے ساتھ تھیں یہ قافلہ جب مدینہ منورہ سے چھ سات میل دور ذوالحلیفہ نامی گاؤں میں پہنچا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ نے عمرہ کا احرام باندھ لیا۔
اہل قریش کو جب یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ آنے کے لیے روانہ ہوئے ہیں تو انھوں نے یہ سمجھا کہ مسلمان جنگ کرنے کے لیے آ رہے ہیں عمرہ محض دکھاوا ہے اصل مقصد مکہ معظمہ پر قبضہ کرنا ہے اس لیے مکہ والے جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے اور انھوں نے یہ طے کر لیا کہ وہ کسی بھی قیمت پر مسلمانوں کو شہر مکہ میں داخل ہونے نہیں دیں گے۔ (تاریخ و سیرت)

﴿اہل مکہ کی غلط فہمی﴾

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔

اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل کرنے والے اللہ کو پیارے ہیں۔(پ۴ع۸ر آل عمران ۱۵۹)

حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لیے قبیلہ بنی خزاعہ کے ایک فرد حضرت بسر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاسوس بنا کر بھیجا انھوں نے آکر بتایا یا رسول اللہ! کفار قریش آپ کو روکنے کے لیے جمع ہو رہے ہیں، انھوں نے آپ کے لیے بہت سا لشکر اکٹھا کیا ہے وہ آپ سے لڑنے، بیت اللہ سے روکنے اور راستے کی رکاوٹ بننے کے لیے تیار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! مجھے یہ مشورہ دو تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ لوگ جو ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں کیا مجھے ان کافروں کے اہل وعیال پر حملہ کرنا چاہیے؟ اگر وہ ہم سے مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھیں گے تو تم لوگ یہ جان لو بے شک اللہ عزوجل ہمارے ساتھ ہے جیسے اس نے ہمارے جاسوس کو ان کے شر سے محفوظ رکھا ہے ویسے ہی اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے گا ہم کافروں کو اس حال میں چھوڑیں گے جیسے وہ جنگ سے بھاگے ہوئے ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم اپنے گھروں سے بیت اللہ کا قصد کر کے نکلے ہیں، کسی کو قتل کرنے یا کسی سے لڑنے کے لیے نہیں آئے ہیں پس آپ اسی نیک مقصد کی جانب قدم بڑھائیں اس مقصد کو جاننے کے بعد بھی اگر کوئی ہم کو بیت اللہ سے روکے گا تو ہم اس سے لڑنے کے لیے تیار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کی رائے کو پسند فرمایا اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۰۰، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَّةِ، غزوہ حدیبیہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۷۸، ۴۱۷۹۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کا مقصد معلوم کرنے کے لیئے کفار مکہ نے بھی اپنا سفیر مسلمانوں کے پاس بھیجا انھوں نے واپس جا کر بتایا کہ حضور کی آمد کا مقصد صرف عمرہ کرنا ہے لیکن کفار مکہ کو یقین نہ ہوا۔

﴿حضور کی اونٹنی کا بیٹھ جانا﴾

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس پہاڑی کے پاس پہنچے جس سے گذر کر لوگ مکہ معظمہ جاتے ہیں اس جگہ پر حضور کی قصویٰ نامی اونٹنی بیٹھ گئی، صحابہ نے یہ سمجھا کہ اونٹنی تھکاوٹ کی وجہ سے بیٹھی ہے اسے اٹھانے اور چلانے کی بڑی کوشش کی گئی لیکن وہ نہ اٹھی۔

جب صحابہ کے درمیان قصویٰ کے بیٹھنے کا چرچہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قصویٰ خود سے نہیں بیٹھی اور نہ اس کی یہ عادت ہے اس کو اس ذات نے روکا ہے جس نے ابرہہ بادشاہ کے محمود نامی ہاتھی کو روکا تھا۔

پھر آپ نے اونٹنی کو للکارا تو وہ چل پڑی اور حدیبیہ کے قریب ایک ایسے گڑھے کے کنارے جا کر بیٹھ گئی جس میں تھوڑا سا پانی تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہیں خیمہ لگانے کا حکم دیا۔

لوگوں نے اس گڑھے سے ابھی تھوڑا ہی تھوڑا پانی لیا تھا کہ گڑھے کا سارا پانی ختم ہو گیا کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پیاسے ہونے کی شکایت کی۔

فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا اور فرمایا اس تیر کو گڑھے میں گاڑ دو۔

راوی فرماتے ہیں جیسے ہی تیر کو گاڑا گیا خدا کی قسم، پانی فوراً ابلنے لگا اور تمام لوگ پانی پی کر سیراب ہو گئے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۷۸، کِتَابُ الشُّرُوْط، بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالِحَةِ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوْطِ، حربی کافروں کے ساتھ جہاد اور مصالحت کی شرطیں مقرر کرنا اور شرائط کا لکھنا، باب نمبر حدیث نمبر ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

﴿سوکھا کنواں کا پانی سے بھر گیا﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حُدَیْبِیہ میں تقریباً چودہ سو آدمی تھے حدیبیا ایک کنواں کا نام ہے ہم لوگوں نے اُس کنواں کا سارا پانی نکال لیا تھا یہاں تک کہ جب کچھ بھی پانی اُس کنواں میں باقی نہ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنواں کی مینڈھ پر تشریف لائے آپ نے تھوڑا سا پانی منگوایا اور اس میں کلی کیا اور کلی کیا ہوا پانی کنواں میں ڈال دیا ابھی تھوڑی دیر بھی نہیں گذری کہ کنواں پانی سے بھر گیا اور ہم لوگوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور ہمارے اونٹ بھی خوب سیراب ہو کر لوٹے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۵، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۷۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۹۸، کِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ، غزوہ حدیبیہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۵۰، ۴۱۵۱۔

﴾انگلیاں ہیں فیض پر﴿

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنج آب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

حضرت سالم بن ابوالجعد، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن پانی ختم ہوگیا تھا اور صحابہ پیاس سے بے تاب تھے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے چمڑے کا ایک چھوٹا سا برتن رکھا ہوا تھا جس سے آپ وضو فرما رہے تھے صحابہ کرام اس پانی کی طرف تیزی سے بڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے پاس پانی نہیں ہے کہ ہم وضو کریں یا پئیں مگر بس وہی پانی جو حضور کے سامنے برتن میں ہے راوی فرماتے ہیں۔

فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک کو پانی کے برتن میں ڈال دیا۔

فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ۔

تو پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشموں کی طرح ابلنے لگا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں نے اس پانی کو پیا بھی اور اس سے وضو بھی کرلیا میں نے بھی اپنا پیٹ بھرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی کیونکہ میرے نزدیک یہ پانی متبرک تھا۔

حضرت سالم بن ابوالجعد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا آپ لوگ اس وقت کتنے آدمی تھے؟ تو حضرت جابر نے بتایا۔

قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

ہم لوگ پندرہ سو کی تعداد میں تھے لیکن اگر ہم لوگ ایک لاکھ کی تعداد میں بھی ہوتے تو وہ پانی ہمارے لیئے کافی ہوتا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۹۸، بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ، غزوہ حدیبیہ کا بیان کِتَابُ الْمَغَازِيْ، باب نمبر حدیث نمبر ۴۱۵۲۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۵، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۶۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا دریا بہا دیئے ہیں دُرّ بے بہا دیئے ہیں

﴿قریش کے قاصد کا اظہار خیال﴾

(۱) قبیلہ بنی کنانہ کے ایک آدمی نے اہل قریش سے کہا آپ لوگ مجھے ان کے پاس جانے کی اجازت دیں میں معلوم کر کے آتا ہوں کہ اُن کے آنے کا مقصد کیا ہے؟

اہل قریش سے اجازت لے کر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے چل پڑے ابھی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کے قریب پہنچے بھی نہیں تھے کہ حضور نے صحابہ سے فرمایا یہ آنے والا فلاں آدمی ہے اور اس کا تعلق ایک ایسے قبیلے سے ہے جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم کیا کرتے ہیں اس لیے قربانی کے جانوروں کو ان کے سامنے سے گذارو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب اس قاصد نے اصحاب رسول کو قربانی کا جانور لیے ہوئے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے سنا تو کہنے لگا سبحان اللہ، ایسے لوگوں کو بیت الحرام سے روکنا کسی طرح مناسب نہیں ہے اور واپس جا کر اس نے اپنے اس خیال کا اظہار کفار مکہ کے سامنے کر دیا۔

﴿بنی خزاعہ کے سردار کی آمد﴾

(۲) قبیلہ بنی خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقہ خزاعی اپنے چند ایسے ساتھیوں کے ساتھ آئے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہی خواہ تھے انھوں نے آکر کہا میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو بہت زیادہ سازو سامان اور دودھ دینے والی اونٹنیوں کے ساتھ حدیبیہ کے گہرے چشموں پر موجود پایا ہے وہ آپ سے لڑنے اور آپ کو خانہ کعبہ سے روکنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ اَحَدٍ وَ لٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِيْنَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کسی سے لڑنے کے لیے نہیں آئے ہیں ہمارے آنے کا مقصد صرف عمرہ کرنا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا اے بنی خزاعہ کے لوگو! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اہل قریش کو جنگ وجدال نے کمزور بنا دیا ہے اور ان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے؟ اے بنی خزاعہ کے لوگو! اگر اہل قریش پسند کریں تو میں ان سے ایک مقررہ مدت کے لیے صلح کرنے کو تیار ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ اہل قریش میرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان میں نہ پڑیں، جو اسلام قبول کرنا چاہیں ان کے آڑے نہ آئیں اگر میں غالب آگیا تو وہ لوگ چاہیں تو اس وقت دوسروں کی طرح اس دین میں داخل ہو جائیں گے ورنہ بصورت دیگر وہ اپنی جگہ پر ڈٹے رہیں۔

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَاُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰى اَمْرِیْ هٰذَا حَتّٰى تَنْفَرِدُ سَالِفَتِیْ وَلَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ اَمْرَهٗ۔

قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اپنے دین کے بارے میں ان سے لڑتا رہوں گا

خواہ وہ مجھے قتل ہی کیوں نہ کر ڈالیں بے شک اللہ تعالیٰ اپنے دین کو باقی رکھے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گفتگو سن کر بدیل بن ورقہ مطمئن ہو گئے اور اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں سے واپس چلے گئے اہل قریش کے پاس پہنچ کر بدیل نے کہا اے لوگو! ہم اس شخصیت سے ملاقات کر کے تمہارے پاس آئے ہیں اگر تم لوگ کہو تو میں ان کی کچھ باتیں تم لوگوں کو سنا دوں؟

کچھ کم عقل لوگوں نے کہا نہیں ہم ان کی کوئی بات سننا نہیں چاہتے لیکن معاملہ فہم لوگوں نے کہا آپ ہمیں ضرور بتائیں کہ انھوں نے کہا کیا ہے؟ بدیل بن ورقہ نے وہ تمام باتیں اہل قریش کو بتا دیا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لیکن اہل قریش کو اُن کی باتوں پر یقین نہیں ہوا۔

﴿عروہ بن مسعود ثقفی کی آمد﴾

(۳) بدیل بن ورقہ کی گفتگو کو سن کر عروہ بن مسعود کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے مکہ والو! کیا تم لوگ میرے لیے اولاد کی طرح نہیں ہو؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں، عروہ نے پوچھا کیا میں تمہارے لیے باپ کی طرح نہیں ہوں؟ جواب ملا کیوں نہیں، اس نے پھر پوچھا کیا تمہیں مجھ پر کسی قسم کی بدگمانی ہے؟ لوگوں نے کہا ہرگز نہیں، عروہ نے کہا کیا تم یہ نہیں جانتے ہو کہ جب میرے بلانے پر اہل عکاظ تمہاری مدد کے لیے نہیں آئے تو میں اپنے فرماں بردار اہل و عیال کو لے کر تمہارے پاس آ گیا تھا؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں ہمیں معلوم ہے کہ آپ نے ایسا کیا تھا۔

عروہ بن مسعود نے کہا محمد عربی نے تمہارے سامنے مفید باتیں رکھی ہیں اس لیے ان کی باتوں کو قبول کر لو، میری بات مان کر ان سے صلح کر لو اور گفتگو کرنے کے لیے مجھے ان کے پاس جانے کی اجازت دو۔

لوگوں نے کہا اے عروہ: ہمیں آپ کی ذہانت و فراست پر پورا بھروسہ ہے لہٰذا آپ ضرور جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی جب حاضر ہو تو کہنے لگا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اگر بالفرض آپ اپنی قوم کی جڑیں کھوکھلی بھی کر ڈالو تو کیا آپ نے اپنی ذات سے پہلے بھی کسی آدمی کے متعلق ایسا سنا ہے کہ اس نے خود اپنی قوم کو تباہ و برباد کیا ہو؟ اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا یعنی مکہ والے غالب ہوئے اور جیسا کہ میں اسی کے آثار دیکھ رہا ہوں اور آپ کے ارد گرد تو مجھے ایسے ایسے لوگ نظر آ رہے ہیں جو آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو ذرا سوچیں اس وقت آپ کا کیا حال ہوگا؟

﴿غیرتِ عشق کو جلال آ گیا﴾

(۴) عروہ کی اس بات کو سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر برس پڑے اور بڑے سخت لہجے بولے اے عروہ! یہ کیا بک رہے ہو؟

اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَ نَدَعُهُ ؟ کیا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟

عروہ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں وہ کہنے لگا اگر تمہارا مجھ پر ایسا احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں نے ابھی تک نہیں چکایا ہے تو میں تمہاری ان تلخ باتوں کا جواب تمہیں ضرور دیتا۔

پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا لیکن جب بھی وہ کوئی بات کہتا تو اپنی عادت کے مطابق حضور کے ریش مبارک کو ہاتھ لگاتا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت حضور کے پاس ہی کھڑے تھے ان کے ہاتھ میں تلوار تھی انھوں نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا اور عروہ بن مسعود سے کہا۔

اَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اے عروہ! اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے ہٹالے۔

﴿عروہ بن مسعود حیرت زدہ رہ گیا﴾

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام بسیار خوباں دیدہ ام، لاکن تو چیزے دیگری

(۵) قریش کے قاصد عروہ بن مسعود ثقفی کو کچھ دیر وہاں رہنے کا اتفاق ہوا وہ بڑی حیرت سے صحابہ کی نقل و حرکت کو دیکھ رہا تھا اس سے پہلے اس نے کبھی جاں نثاری کا ایسا منظر کہیں نہیں دیکھا تھا اس نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کبھی لعاب دہن پھینکتے ہیں تو کوئی نہ کوئی صحابی اسے اپنے ہاتھوں میں لے لیتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے۔

جب آپ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوتی ہے، جب آپ وضو فرماتے ہیں تو جسم اطہر سے گرے ہوئے پانی کو حاصل کرنے کے لیے صحابہ ٹوٹ پڑتے ہیں اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، صحابہ جب گفتگو کرتے ہیں تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور تعظیم و احترام کا یہ حال ہے کہ آپ کی طرف نظر جما کر دیکھتے نہیں ہیں۔

پھرے زمانے کے چار جانب نگارِ یکتا تمہیں کو دیکھا حسین دیکھے جمیل دیکھے بس ایک تم سا تمہیں کو دیکھا

﴿عروہ کی حقیقت بیانی﴾

میرے نبی کی فضیلت چھپا نہیں سکتے — یہ وہ چراغ ہے جس کو بجھا نہیں سکتے
ہزار سجدوں پہ سجدے کیا کرو لیکن — بغیر حب نبی خلد پا نہیں سکتے

(۶) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی جب مکہ والوں کے پاس واپس لوٹا تو ان سے کہنے لگا۔ **لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ وَ وَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَ كِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ۔**
اے میری قوم کے لوگو! میں بادشاہوں کے دربار میں وفد لے کر حاضر ہوا ہوں میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی بادشاہ کے دربار میں بھی گیا ہوں۔

وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ۔
لیکن قسم خدا کی، میں نے ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جس کے ساتھی اپنے بادشاہ کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسی تعظیم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھی کیا کرتے ہیں۔

وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ۔
خدا کی قسم، جب وہ تھوکتے ہیں تو صحابہ ان کے لعاب دہن کو اپنے ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور اس کو اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتے ہیں۔

وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ۔
جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو فوراً اس کی تعمیل کی جاتی ہے اور جب وضو کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ بدن سے گرے ہوئے پانی کو حاصل کرنے کے لیے لوگ ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے۔

وَ اِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَهٗ۔
ان کے اصحاب جب ان سے گفتگو کرتے ہیں تو اپنی آوازوں کو انتہائی پست رکھتے ہیں اور تعظیم و احترام کے سبب آپ کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھتے۔

وَاِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا۔
انھوں نے تمہارے سامنے صلح کی جو تجویز رکھی ہے وہ بہت عمدہ ہے اسے قبول کرلو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۷۹، كِتَابُ الشُّرُوْطِ، بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوْطِ، حربی کافروں کے ساتھ جہاد اور مصالحت کی شرطیں مقرر کرنے اور شرائط لکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

فائدہ: عروہ بن مسعود ثقفی طائف کے سردار اور عرب کے مشہور و معروف شخص تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کے کچھ ہی دنوں بعد آپ نے اسلام قبول کرلیا۔

بیعت رضوان

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔

تو جس نے عہد توڑا تو اس نے اپنے برے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔(پ ۲۶ ع ۹ الفتح ۱۰)

(۷) عروہ بن مسعود ثقفی کی گفتگو سننے کے بعد بھی کفار مکہ مطمئن نہ ہوئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کفار مکہ کی طرف سے کوئی واضح جواب نہ آیا تو آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشراف قریش کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا، تا کہ یہ اپنی ذاتی وجاہت اور خاندانی اثر ورسوخ کے سبب اہل مکہ کی غلط فہمیوں کو دور کر سکیں اور قریش کو اس بات پر آمادہ کر سکیں کہ وہ مسلمانوں کو بیت اللہ کی زیارت اور اس کے طواف سے نہ روکیں اور مکہ کے کمزور مسلمانوں کو یہ خبر بھی دے دیں کہ اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے دین کو غالب فرمائے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل مکہ کے پاس گئے اور ان کو پورا یقین دلایا کہ ہم لوگ جنگ کرنے نہیں آئے ہیں، ہمارا مقصد صرف عمرہ کرنا ہے، ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں، قربانی کے ستر اونٹ ہمارے ساتھ ہیں اور تلوار کے علاوہ کسی قسم کا اسلحہ بھی ہمارے پاس نہیں ہے اگر جنگ کا ارادہ ہوتا تو کیا ہم لوگ اس بے سروسامانی کی حالت میں یہاں آتے؟ لیکن قریش اپنی بات پر اڑے رہے کہ وہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے نہیں دیں گے۔

لیکن گفتگو کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے انہوں نے حضرت عثمان غنی کو کافی دیر تک اپنے پاس روک لیا جس کی وجہ سے خلاف واقعہ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔

اس خبر سے مسلمان بہت برہم ہوئے اور انھوں نے یہ طے کیا کہ وہ حضرت عثمان غنی کے خون کا بدلہ ضرور لیں گے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک بڑے خار دار درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور صحابہ کو حکم فرمایا کہ وہ جہاد میں ثابت قدم رہنے اور جان کی بازی لگا دینے کے لیئے بیعت کریں تمام صحابہ نے اس وقت بیعت کی، اللہ تعالیٰ نے اس بیعت پر اپنی پسندیدگی کا اعلان فرما دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ۔

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے، جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِہِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْہِمْ۔

تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا۔

وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۔ (پ۲۶ع۱۱/الفتح ۱۸/۱۹)

اور انھیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں جن کو لیں اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

فائدہ: اس بیعت سے تجدید عہد و وفا، جوش جہاد اور صحابہ کی جاں نثاری کی آزمائش مقصود تھی ورنہ حضور کو خوب معلوم تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ ہیں جبھی تو بیعت رضوان کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کے لیے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اپنے ایک دست مبارک کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے جیسا کہ بخاری شریف، جلد اول باب مناقب عثمان، حدیث نمبر ۳۶۹۸ میں مذکور ہے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ۔

اور بیعت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کے لیے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔

فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ۔

اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر مار کر فرمایا یہ عثمان کی بیعت ہے۔

دوسری روایتوں کے مطابق مزید یہ فرمایا کہ اے اللہ! عثمان تیرے اور تیرے رسول کے کام میں ہیں۔

فائدہ: حدیبیہ میں جن لوگوں نے بیعت کی تھی اس آیت میں ان کو رضائے الٰہی کی بشارت دی گئی ہے اسی لیے اس بیعت کو **بیعت رضوان** کہتے ہیں اور جس درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی ایسے درخت کو عربی میں سمرہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو ایسا معدوم کر دیا کہ آئندہ سال ڈھونڈنے پر بھی صحابہ میں سے کسی کو وہ درخت دکھائی نہ دیا۔

آخری سفیر بارگاہ رسالت میں

(۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے کفار و مشرکین کو جب اس بیعت رضوان کی خبر ملی تو ان کے اوسان خطا ہو گئے ان کے اصحاب فکر و نظر نے یہی بہتر سمجھا کہ مسلمانوں سے صلح کر لی جائے اور اسی مقصد کے تحت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اپنا آخری سفیر سہیل بن عمر کو بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب سہیل بن عمر کو آتے ہوئے دیکھا تو آپ نے مسلمانوں سے فرمایا۔

"لَقَدْ سَهَلَ لَكُمْ" سہیل آ گیا اب تمہارا کام سہل یعنی آسان ہو گیا، سہیل نے آ کر کہا آپ اپنے درمیان اور ہمارے درمیان ایک معینہ اور مقررہ مدت تک کے لیے صلح کا ایک معاہدہ لکھ لیں۔

﴿نام مصطفیٰ کا احترام﴾

ہزار بار بشویم دہن زِ مشک و گلاب ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بلایا اور فرمایا لکھو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سہیل نے کہا قسم خدا کی، ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کون ہے؟ اس لیے آپ بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ لکھیں جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔

مسلمان کہنے لگے قسم خدا کی ہم تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہی لکھیں گے۔

مگر حضور نے حضرت علی سے فرمایا بِاسْمِکَ اَللّٰھُمَّ ہی لکھ دو۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

یہ وہ فیصلہ ہے جو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نے کیا ہے۔

حضرت علی نے جب مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تو مشرکوں نے کہا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ لکھو۔

اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانتے تو آپ کو بیت اللہ کی زیارت اور طواف سے کیوں روکتے اور آپ کے ساتھ قتل و قتال لڑائی جھگڑا کیوں کرتے؟ آپ اس جگہ محمد بن عبداللہ لکھوائیں۔

قَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدُ اللّٰہِ۔

حضور نے فرمایا بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اور بے شک میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔

آپ نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! لفظ رسول اللہ مٹا دو، اور محمد بن عبداللہ لکھ دو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم خدا کی، میں اس تحریر کو مٹا نہیں سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس تحریر کو خود اپنے دست مبارک سے مٹا دیا اور ان سے اس بات پر صلح کرلی کہ وہ اور ان کے اصحاب (آئندہ سال) تین دن کے لیے مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اس وقت اپنے ہتھیار کو میان میں چھپائے رکھیں گے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۷۹، کِتَابُ الشُّرُوْطِ، بَابُ الشُّرُوْطِ فِی الْجِھَادِ وَالْمُصَالِحَۃِ مَعَ اَھْلِ الْحَرْبِ وَکِتَابَۃِ الشُّرُوْطِ، حربی کافروں کے ساتھ جہاد اور مصالحت کی شرطیں مقرر کرنے اور شرائط لکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۷۱، کِتَابُ الصُّلْحِ، بَابُ کَیْفَ یُکْتَبُ ھٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، کیسے لکھا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کے درمیان صلح نامہ ہے، حدیث نمبر ۲۶۹۸۔

اک نامِ مصطفیٰ ہے جو بڑھ کر گھٹا نہیں ورنہ ہر ایک عروج میں پنہاں زوال ہے
دردکا درماں قرارِ جاں ہے نامِ مصطفیٰ زندہ ہیں اس کے سہارے سب غلامِ مصطفیٰ

صلح کے شرائط

بکار خویش حیرانم اغثنی یارسول اللہ پریشانم پریشانم اغثنی یارسول اللہ
عزیزاں گشتہ دُور از من ہمہ یاراں نفور از من دریں وحشت ترا خوانم اغثنی یا رسول اللہ

(۳) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سہیل بن عمر سے فرمایا میں تمہاری ان باتوں کو اس لیے مان رہا ہوں تا کہ تم ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان سے ہٹ جاؤ اور ہم بیت اللہ کا طواف کر لیں۔

سہیل نے کہا قسم خدا کی، صلح کی پہلی شرط یہی ہے کہ ہم آپ کو یا آپ کے اصحاب کو اس سال بیت اللہ کا طواف کرنے نہیں دیں گے ہم اہل عرب کو یہ کہنے کا موقع ہرگز نہیں دیں گے کہ قریش بے بس اور مجبور ہو چکے ہیں اور مجبوراً انھیں طواف کعبہ کرنے کی اجازت دے دی ہے البتہ آنے والے سال میں آپ کو اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ میں آنے کی اجازت ہوگی لیکن ہتھیار لے کر آپ مکہ میں داخل نہیں ہوں گے اپنے ساتھ صرف تلوار رکھ سکتے ہیں وہ بھی نیام میں ہوگی، آپ لوگ مکہ میں صرف تین دن تک ٹھہر سکتے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کر سکتے ہیں۔

وَعَلٰی اَنَّہٗ لَایَاْتِیْکَ مِنَّا رَجُلٌ وَاِنْ کَانَ عَلٰی دِیْنِکَ اِلَّا رَدَدْتَہٗ اِلَیْنَا۔

اور ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ اگر کوئی آدمی ہمارے یہاں سے آپ کے پاس پہنچے گا تو اس کو لوٹانا ہوگا اگر چہ وہ مسلمان ہو جائے اور اگر آپ کا کوئی آدمی ہمارے پاس آیا تو ہم اسے نہیں لوٹائیں گے۔

قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰہِ کَیْفَ یُرَدُّ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ وَ قَدْ جَآءَ مُسْلِمًا۔

مسلمانوں نے کہا سبحان اللہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کسی کو مشرکوں کے حوالے کر دیا جائے اس حال میں کہ وہ اسلام قبول کر کے آئے۔

اسی گفتگو کے دوران سہیل کے بیٹے حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مسلمان ہو چکے تھے اور مذہب اسلام قبول کرنے کی وجہ سے بیڑیوں میں قید تھے وہ کسی طرح بھاگ کر گرتے پڑتے مسلمانوں کے درمیان آپہنچے سہیل نے کہا اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اب ہماری اس صلح کی اہم بات یہ ہے کہ آپ میرے بیٹے ابو جندل کو میرے حوالے کر دیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی تو صلح نامہ مکمل نہیں ہوا ہے اور جب تک صلح نامہ مکمل نہیں ہو جاتا وہ نافذ العمل نہیں ہوتا، سہیل نے کہا کچھ بھی ہو، ابو جندل کو واپس لوٹانا ہوگا ورنہ صلح کی کوئی بات نہیں ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا صرف اس ایک کو رکھنے کی مجھے اجازت دے دو، سہیل نے کہا نہیں میں ابو جندل کو چھوڑ نہیں سکتا، حضور نے پھر فرمایا اس ایک کو چھوڑ دو، اس نے کہا نہیں میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔

ابو جندل کہنے لگے اے مسلمانو! کیا تم لوگ مجھے پھر سے مشرکوں کے حوالے کر دو گے حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں؟ کیا تم دیکھ نہیں رہے ہو مجھ پر کیا گذر رہی ہے اور اللہ کی راہ میں مجھ پر کس قدر ظلم وستم ڈھایا جا رہا ہے؟

حضرت عمر کے معروضات

یہ دین مصطفیٰ ہے مٹایا نہ جائے گا
دنیا سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا
خود زیر ہوتی جائیں گی منہ زور آندھیاں
ایسا گھنا درخت گرایا نہ جائے گا

(۴) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ برحق نبی نہیں ہیں؟ حضور نے فرمایا کیوں نہیں، پھر انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر اور دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ حضور نے فرمایا کیوں نہیں، حضرت عمر نے فرمایا یا رسول اللہ! پھر ہمیں اپنے دینی معاملات میں دبنے کی کیا ضرورت ہے؟ حضور نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اس کے حکم سے سرمو انحراف نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے، عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب بیت اللہ شریف جائیں گے اور خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟ حضور نے فرمایا کیوں نہیں لیکن کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال جائیں گے؟ حضرت عمر نے عرض کیا نہیں آپ نے یہ تو نہیں فرمایا تھا، حضور نے فرمایا تم خانہ کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف ضرور کرو گے۔

اب حضرت عمر حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکر! کیا حضور اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ حضرت ابوبکر نے کہا کیوں نہیں، حضرت عمر نے کہا پھر ہمیں اپنے مذہبی معاملات میں دبنے کی کیا ضرورت ہے؟

قَالَ اَيُّهَا الرَّجُلُ ! اِنَّهٗ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابوبکر نے فرمایا اے اللہ کے بندے! بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

وَلَيْسَ يَعْصِىْ رَبَّهٗ وَ هُوَ نَاصِرُهٗ فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهٖ فَوَاللّٰهِ اِنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ ۔

وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور اللہ ان کا مددگار رہے پس ان کی اطاعت پر مضبوطی سے قائم رہو کیونکہ خدا کی قسم، بے شک وہ حق پر ہیں۔

حضرت عمر نے کہا، اے ابوبکر صدیق! کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب بیت اللہ شریف جائیں گے اور خانہ کعبہ کا طواف کریں گے؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا کیوں نہیں، آپ نے یہ کہا تو تھا مگر یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال جائیں گے؟ حضرت عمر نے کہا ہاں آپ نے یہ تو نہیں فرمایا تھا کہ اسی سال جائیں گے، حضرت صدیق اکبر نے کہا تم یقین کرو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمادیا ہے کہ تم خانہ کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے تو تم ضرور مکہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف کرو گے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے اپنی اس حرکت اور جرأت کے کفارے میں بہت کچھ کرنا پڑا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۵۱، کتاب الجهاد، باب اثم من عاهد، حدیث نمبر ۳۱۸۲۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۸۰، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب و كتابة الشروط، حربی کافروں کے ساتھ جہاد اور مصالحت کی شرطیں مقرر کرنا اور شرائط کا لکھنا، حدیث نمبر ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

(۵) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سہیل بن عمرو جب اپنی شرائط کومنوائے بغیر کسی طرح صلح کرنے پر آمادہ نہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو واپس لوٹانے کی شرط کو بھی منظور کرلیا اور حضرت ابو جندل بن سہیل کو ان کے والد سہیل بن عمرو کی جانب لوٹا دیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب صلح نامہ مکمل کرا چکے تو صحابہ سے فرمایا اٹھو اور قربانی کرکے اپنے سر مونڈ والو، صحابہ اس سانحہ سے اس قدر ششدر تھے کہ وہ بیٹھے رہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور مسلمانوں کی اس حالت کا ان سے تذکرہ کیا، ام المومنین نے فرمایا یا رسول اللہ! اگر آپ پسند فرمائیں تو کسی سے کچھ کہے بغیر آپ اپنی قربانی کرلیں اور حجام کو بلا کر اپنا سر مونڈوالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور اب صحابہ میں سے کسی سے بھی کچھ نہ کہا اپنے جانوروں کی قربانی کی اور حجام کو بلوا کر سر مونڈوالیا جب مسلمانوں نے یہ دیکھا کہ حضور نے قربانی کرلیا ہے اور سر مبارک بھی مونڈوالیا ہے تو وہ بھی قربانی کرنے اور حجامت بنوانے میں مصروف ہو گئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۸۰، كِتَابُ الشُّرُوْطِ، بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالِحَةِ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوْطِ، حربی کافروں کے ساتھ جہاد اور مصالحت کی شرطیں مقرر کرنا اور شرائط کا لکھنا، حدیث نمبر ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

فائدہ: صحابہ پہلے اس امید میں بیٹھے رہے کہ ہوسکتا ہے کہ عمرہ کرنے کی کوئی سبیل پیدا ہو جائے اور وہ عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور ہو جائیں لیکن جب ان لوگوں نے دیکھا کہ حضور نے قربانی بھی کرلیا اور سر مبارک بھی مونڈوالیا تو سمجھ گئے کہ اب اس سال عمرہ کرنے کی کوئی گنجائش نہ رہی تو وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم و عمل کی تعمیل میں قربانی کرنے اور حجامت بنوانے میں مصروف ہو گئے۔

فتح مبین کی بشارت

ماہ ذی قعدہ ۶ھ/۶۲۸ء میں صلح کا معاہدہ ہو جانے کے بعد تین دن تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں قیام فرمایا پھر صحابہ کو لے کر مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے ابھی مکہ سے تقریباً ۲۵ میل دور مقام **ضجنان** یا **کُراعُ الْغَمِیْم** تک ہی پہنچے تھے کہ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو **فتح مبین** کی بشارت عطا فرمائی۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رات سفر کررہے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے، حضرت عمر نے کوئی بات دریافت کی لیکن حضور نے کوئی جواب نہ دیا انہوں نے پھر دریافت کیا لیکن کوئی جواب نہ ملا، اسی طرح تیسری مرتبہ بھی دریافت کرنے پر جب کوئی جواب نہ ملا تو حضرت عمر نے اپنے دل میں کہا اے عمر! تجھے تیری ماں روئے تم نے تین مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ عرض کیا لیکن تمہیں جواب نہ ملا حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اونٹ کو تیز دوڑا دیا اور دوسرے مسلمانوں سے جا کر مل گیا مجھے یہ ڈر محسوس ہونے لگا تھا کہ کہیں میرے متعلق کوئی آیت نازل نہ ہو جائے؟

ابھی کوئی زیادہ وقت بھی نہیں گذرا تھا کہ کسی پکارنے والے نے مجھے پکارا اس سے میں اور زیادہ ڈر گیا کہ شاید میرے بارے میں کوئی آیت نازل ہوگئی ہے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ پیاری ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

بے شک ہم نے تمہارے لیئے روشن فتح فرمادی تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے۔ **وَیُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ عَلَیۡکَ وَیَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا وَّیَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا** اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے۔ (پ۲۶ع۹ سورہ فتح ۱تا۳)

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۰۰، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَۃِ الْحُدَیْبِیَۃِ، غزوہ حدیبیہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۷۷۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۱۶، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا، حدیث نمبر ۴۸۳۳۔

فائدہ: اس بشارت نے حضور کو انتہائی مسرور کردیا اور یہی خوشخبری ملنے والی تمام فتوحات کی کلید بن گئی زمانہ گذرتا گیا، دیکھنے والے دیکھتے رہے، فتح پر فتح ہوتی رہی لوگ جوق درجوق مسلمان ہوتے رہے اور پھر ایک وقت وہ بھی آیا جب اللہ تعالیٰ نے دنیاوالوں کو یہ مژدۂ جاں فزا سنایا۔

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ (پ۳ع۱۰ ال عمران ۱۹) بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا۔ (پ۶ع۵ المائدہ ۳)

آج میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیئے اسلام کو دین پسند کیا

﴿مومنوں کو خصوصی بشارت﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کی اس آیت سے صلح حدیبیہ مراد ہے۔

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا۔ بے شک ہم نے تمہارے لیئے روشن فتح فرمادی۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ مبارک بشارت تو آپ کے لیئے ہے لیکن ہمارے لیئے کیا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لِیُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ

تا کہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔

خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا وَیُکَفِّرَ عَنۡہُمۡ سَیِّاٰتِہِمۡ وَکَانَ ذٰلِکَ عِنۡدَ اللّٰہِ فَوۡزًا عَظِیۡمًا۔ (پ۲۶ع۹ الفتح ۵)

ہمیشہ ان میں رہیں گے اور ان کی برائیاں ان سے اتاردے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۹۷، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَۃِ الْحُدَیْبِیَۃِ، غزوہ حدیبیہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۷۲۔

﴿معاہدے کی پابندی﴾

(۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ پہنچ گئے تو اسی درمیان اہل قریش میں سے ایک آدمی حضرت ابوبصیر نے اسلام قبول کرلیا اور کسی طرح بھاگ کر مکہ سے مدینہ منورہ پہنچ گئے کفار مکہ ان کے تعاقب میں دو آدمیوں کو روانہ کر چکے تھے اور حضور کے پاس یہ پیغام بھیجا تھا کہ معاہدے کے مطابق ابوبصیر کو ان آدمیوں کے ساتھ واپس بھیج دیا جائے ، مجبوراً حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے حوالے کر دیا گیا۔

مکہ والے جب حضرت ابوبصیر کو لے کر نکلے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں کچھ دیر قیام کر کے کھجور کھانے لگے حضرت ابوبصیر نے ان میں سے ایک آدمی سے کہا ، قسم خدا کی تمہاری تلوار تو بہت اچھی ہے تعریف سن کر اس نے نیام سے تلوار نکالی اور کہنے لگا خدا کی قسم ، یہ واقعی بہت عمدہ تلوار ہے میں نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہے۔

حضرت ابوبصیر نے کہا ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ یہ تلوار کیسی ہے؟ اس نے وہ تلوار ان کے ہاتھ میں دے دیا جیسے ہی وہ تلوار ان کے ہاتھ میں آئی آپ نے اس آدمی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

دوسرے آدمی نے جب دیکھا کہ اس کا ساتھی مارا جا چکا ہے اور خون میں ڈوبی ہوئی ننگی تلوار حضرت ابوبصیر کے ہاتھ میں ہے فوراً وہ بھاگ کھڑا ہوا ، دوڑتا بھاگتا مدینہ پہنچا اور سیدھے مسجد نبوی میں داخل ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو فرمایا یہ آدمی خوفزدہ معلوم ہوتا ہے جب وہ حضور کے قریب پہنچا تو عرض کیا خدا کی قسم ، میرا ساتھی تو قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی قتل ہو چکا ہوتا اگر میں بھاگ نہ لیتا۔

اتنے میں حضرت ابوبصیر بھی وہاں آپہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ ! قسم خدا کی ، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری پوری فرما دی کہ آپ نے مجھے مکہ کے کافروں کی طرف لوٹا دیا اور اب اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے شر سے بچا لیا ہے اور مجھے ان سے نجات دے دی ہے۔

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ، یہ آدمی تو جنگ بھڑکا دے گا اگر اس کے ساتھ کوئی اور ہوتا تو اس کی حرکت سے لڑائی کی آگ بھڑک اٹھتی۔

حضرت ابوبصیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو وہ سمجھ گئے کہ انھیں پھر کفار مکہ کی طرف لوٹا دیا جائے گا اس لیے فوراً وہاں سے نکل پڑے اور سمندر کے کنارے کسی جگہ پر جا کر رہنے لگے۔

غیبی مدد

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

(۲) حضرت ابو جندل جو کفار مکہ کی قید میں تھے ان کو فرار ہونے کا موقعہ ملا تو وہ بھی حضرت ابو بصیر کے پاس ساحل سمندر پہنچ گئے اور ان کے ساتھ رہنے لگے اور اب یہ ہوتا کہ قریش کا کوئی آدمی مسلمان ہوتا یا کفار مکہ کی قید سے فرار ہوتا تو وہ سیدھا حضرت ابو بصیر کے پاس پہنچ جاتا اور ان کے ساتھ رہنے لگتا اس طرح حضرت ابو بصیر کے ساتھیوں کی ایک اچھی خاصی جماعت بن گئی جب ان لوگوں کو یہ معلوم ہوتا کہ قریش کا کوئی قافلہ تجارت کی غرض سے ملک شام کو جانے والا ہے تو اس کی گھات میں بیٹھ جاتے، قافلہ والوں کو قتل کر ڈالتے اور ان کا مال لوٹ لیا کرتے۔

خود آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

خدا کرے ہمارا بھی اُن میں نام آئے جو خوش نصیب مدینہ بلائے جاتے ہیں

(۳) اہل قریش حضرت ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کی قتل و غارت گری اور تجارتی قافلوں کی لوٹ مار سے عاجز ہو چکے تھے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا نمائندہ بھیجا اور اللہ تعالیٰ اور اپنی قرابت داری کا واسطہ دے کر یہ پیغام دیا کہ ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کو تجارتی قافلوں پر حملہ کرنے سے روکا جائے اور انہیں مدینہ بلا لیا جائے اب اگر کوئی آدمی مسلمان ہو کر مکہ سے جائے گا وہ ہماری طرف سے مامون و محفوظ ہے۔

اس پیغام کے بعد اسلام قبول کرنے والے مسلمان ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئے اب اگر کوئی مسلمان مکہ سے نکلنے میں کامیاب ہو جاتا تو وہ سیدھا مدینہ منورہ پہنچ جاتا تھا کہ کیونکہ کافروں نے خود ہی اپنی اس شرط کو ختم کر دیا تھا۔

وَعَلٰی اَنَّهٗ لَا یَاْتِیْکَ مِنَّا رَجُلٌ وَاِنْ کَانَ عَلٰی دِیْنِکَ اِلَّا رَدَدْتَهٗ اِلَیْنَا۔

اور ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ اگر کوئی آدمی ہمارے یہاں سے آپ کے پاس پہنچے گا تو اس کو لوٹانا ہوگا اگر چہ وہ مسلمان ہو جائے اور اگر آپ کا کوئی آدمی ہمارے پاس آیا تو ہم اسے نہیں لوٹائیں گے۔

اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَهُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَکَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْهِمْ وَکَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۔ (پ۲۶ ع۱۱ الفتح ۲۴) اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادیٔ مکہ میں، بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۸۱، کِتَابُ الشُّرُوْطِ، بَابُ الشُّرُوْطِ فِی الْجِهَادِ وَالْمُصَالِحَةِ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ وَکِتَابَةِ الشُّرُوْطِ، حربی کافروں کے ساتھ جہاد اور مصالحت کی شرطیں مقرر کرنا اور شرائط کا لکھنا، حدیث نمبر ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

صلح حدیبیہ کے فوائد

صلح حدیبیہ سے مسلمانوں کو جو فائدے حاصل ہوئے ہیں اس میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) مکہ کے کمزور مسلمانوں کے جان و مال کا تحفظ ہو گیا۔

(۲) مسلمانوں نے عملی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ وہ جنگ کو پسند نہیں کرتے، وہ صرف عمرہ کے مقصد سے آئے تھے اور یہ کہ مذہب اسلام امن کا داعی ہے صلح جو ہے۔

(۳) کفار مکہ نے پہلی مرتبہ مسلمانوں کو اپنے مقابلے میں ایک فریق اور ایک طاقت و قوم کی حیثیت سے تسلیم کیا تھا ورنہ صلح حدیبیہ سے پہلے ان کا یہی کہنا تھا کہ مسلمان ہم میں سے ہیں انھیں کسی اور مذہب کو قبول کرنے کی اجازت نہیں۔

(۴) اس صلح کی وجہ سے عام مسلمانوں کا جان و مال محفوظ ہو گیا، پورے عرب میں مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا دروازہ کھل گیا، دشمنوں کو مذہب اسلام اور اس کے احکام کی خوبیوں کو قریب سے دیکھنے اور پرکھنے کا موقع مل گیا۔

(۵) اس صلح کے بعد مسلمانوں کو دشمنوں سے ملنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی، مکہ اور مدینہ کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا، اہل عرب اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر بڑی تیزی کے ساتھ اسلام کی طرف مائل ہوتے لگے اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صرف دو سال کی قلیل مدت میں مسلمانوں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہو گئی۔

(۶) اس صلح سے یہودیوں پر فتح کی راہ ہموار ہو گئی اور تین ماہ کی قلیل مدت میں خیبر، فدک، وادی القریٰ اور تبوک وغیرہ پر اسلامی پرچم لہرانے لگا اور ان فتوحات سے مسلمانوں کو اس قدر مال غنیمت حاصل ہوا کہ ان کی معاشی پریشانی دور ہو گئی اور دو حقیقی دشمنوں مشرکین اور یہودیوں میں سے ایک سے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیئے چھٹکارہ مل گیا

(۷) صلح حدیبیہ کے بعد خود اعتمادی کی ایسی فضا پیدا ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے مختلف بادشاہوں، رئیسوں اور سرداروں مثلاً قیصر روم، خسرو پرویز، شاہ نجاشی، رئیس یمامہ، رئیس غسان، شاہ یمن، عزیز مصر وغیرہ کے پاس خطوط بھیجے اور انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، ملک یمن، ملک حبش اور عمان کے بادشاہ نے جنگ کیے بغیر اسلام قبول کر لیا، مقوقس، اسکندریہ اور مصر کے بادشاہوں نے اگر چہ اسلام قبول نہیں کیا لیکن حضور کے خط کے جواب کے ساتھ دوستی کا تحفہ بھیجا، ایران کے مغرور بادشاہ نے حضور کا بھیجا ہوا خط پھاڑ ڈالا تھا تو آپ نے یہ دعا فرمائی "یا اللہ! اس کے ملک کو برباد کر دے" (حدیث نمبر ۲۹۴۰)، اس دعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا تخت و تاج چھن گیا خود اس کے بیٹے نے اس کو مار ڈالا اور کچھ ہی دنوں بعد عہد فاروقی میں کسریٰ کا پورا ملک اسلامی حکومت میں شامل ہو گیا اور پھر اسلامی فتوحات اور تبلیغ اسلام کا جو سلسلہ جاری ہوا دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

تفسیر بحر العلوم از سمرقندی ۵/۳۷۵ھ تفسیر الکشف والبیان از ثعلبی ۴۲۷ھ معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ھ خزائن العرفان، ضیاء القرآن۔

وہ ایک چراغ جو روشن ہوا تھا مکے میں اسی چراغ سے سارا جہان روشن ہے

﴿حضور کے خواب کی صداقت﴾

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اپنے اصحاب کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے تو منافقین نے صحابہ کا مذاق اڑانا شروع کیا، کہنے لگے کہ وہ خواب کیا ہوا جس کی بنا پر آپ لوگ عمرہ کرنے گئے تھے اور بغیر عمرہ کیے واپس آ گئے؟ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر اپنے محبوب کے خواب کی تصدیق فرمادی۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ آمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ۔

بے شک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب، بے شک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے، امن امان سے، اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے خوف۔

فَعَلِمَ مَالَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا۔

تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔ (پ۲۶ع۱۱الفتح ۲۷)

مسلمانوں کو جو غلط فہمی ہوئی تھی اس کی بھی وضاحت کر دی گئی کہ تمہارا حرم پاک میں داخل ہونا اگلے سال ہے اور یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوب معلوم ہے لیکن تمہیں اس کا علم نہیں ہے اس لیے تم نے غلط فہمی سے اسی سال سمجھ لیا ہے اور اس ایک سال کی تاخیر سے تمہیں یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ جنگ نہ ہونے کے سبب مکہ کے کمزور مسلمان پامال ہونے سے بچ جائیں گے اور تم اس معاہدہ کے بعد شان و شوکت کے ساتھ بیت اللہ میں داخل ہو گے، خانہ کعبہ کا طواف کرو گے، عمرہ کی ادائیگی کرو گے اور دخول حرم سے پہلے ہی خیبر کو فتح کرو گے اور کثیر مال و دولت حاصل کرو گے۔

فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا۔ (پ۲۶ع۱۱الفتح ۲۷) تو اس سے پہلے ایک نزدیک آنے والی فتح رکھی۔

چنانچہ جب اگلا سال آیا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواب کی تعبیر دکھادی، معاہدے کے مطابق مسلمان بنا کسی خوف و خطرہ کے شان و شوکت کے ساتھ مکہ گئے عمرہ کیا، عمرہ کرنے سے چھ ماہ پہلے مسلمانوں نے خیبر کو فتح کر لیا، ایک بڑے دشمن یہودیوں سے نجات حاصل کر لیا اور بے شمار مال و دولت بھی حاصل کر لیا۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (پ۲۶ع۱۱الفتح ۲۸)

وہی جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ

فائدہ: آیت مذکورہ سے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غیب دانی کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے کہ حضور نے صحابہ سے فرمادیا تم لوگ ضرور خانہ کعبہ کا طواف کرو گے اور اللہ تعالیٰ نے ''فَعَلِمَ مَالَمْ تَعْلَمُوْا'' تو اس نے جانا جو تمہیں معلوم نہیں، کے جملے سے آپ کے اس قول کی تصدیق فرمادی۔

طواف میں رمل کا آغاز کب ہوا؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوران کے اصحاب جب مکہ آئے تو مشرکین آپس میں کہنے لگے تمہارے پاس ایسے لوگ آئے ہیں جن کو یثرب یعنی مدینہ منورہ کے بخار نے کمزور کردیا ہے جب یہ بات حضور کو معلوم ہوئی تو آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ کعبہ کا طواف کریں تو تین پھیروں میں اکڑ اکڑ کراور رکن میں معمول کے مطابق چلیں تاکہ مشرکین مسلمانوں کی قوت دیکھیں مکہ کے مشرکین قُعیقعان پہاڑ کے سامنے کھڑے ہوکر مسلمانوں کو دیکھ رہے تھے حضور نے مسلمانوں پر شفقت کی وجہ سے تمام چکروں میں اکڑ کر چلنے کا حکم نہیں دیا

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۲۱۸، کِتَابُ الْمَنَاسِکِ، بَابُ کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الرَّمَلِ رمل کا آغاز کس طرح ہوا؟ حدیث نمبر ۱۶۰۲۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کرکے فرمایا تو ایک پتھر ہے نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے اگر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا پھر انہوں نے بوسہ لیا اور پھر کہا ہمیں اب رمل کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو ہم نے مشرکوں کو دکھانے کے لیے کیا تھا۔

ثُمَّ قَالَ شَیْءٌ صَنَعَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَانُحِبُّ اَنْ نَتْرُکَهٗ ۔

پھر آپ نے فرمایا یہ رمل ایسی چیز ہے جسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا ہے اور صحابہ کو کرنے کا حکم دیا ہے اس لیئے ہم اس کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے ۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۲۱۸، کِتَابُ الْمَنَاسِکِ، بَابُ الرَّمَلِ فِی الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حج اور عمرہ میں رمل کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۶۰۵۔

فائدہ: غرور وتکبر کرنا، زمین پر اِترا کر چلنا منع ہے غرور وتکبر کی علامت ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَاتَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۔(پ۱۵ ع۴/۳۷)

اور زمین میں اِتراتا نہ چل بے شک ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بااختیار نبی ہیں جس چیز کو چاہیں جائز کریں یا ناجائز کریں۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَانَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔(پ۲۸ ع۴/الحشر ۷)

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کو اکڑ اکڑ کر چلنے کا حکم فرمایا تاکہ مشرکین پر رعب طاری ہو اور صحابہ کا عقیدہ بھی پتہ چلا کہ وہ حضور کو صاحب اختیار مانتے تھے جبھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''اب رمل کی کیا ضرورت وہ تو ہم نے مشرکوں کو دکھانے کے لیئے کیا تھا پھر فرمایا یہ رمل ایسی چیز ہے جسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور صحابہ کو اس کا حکم دیا ہے اس لیے ہم اس کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے''۔

ستر ھواں باب

غزوہ خیبر

دوسروں کی زبان سیکھنے کا حکم

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں یہ حکم دیا کہ میں یہودیوں کے انداز تحریر اور ان کی زبان سیکھ لوں، چنانچہ جب میں نے ان کی زبان کو سیکھ لیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط یہودیوں کے نام لکھا کرتا اور یہودیوں کا خط جو حضور کے پاس آتا اسے پڑھ کر سنایا کرتا۔

بخاری شریف دوم، صفحہ ۱۰۶۸، کتاب الاحکام، باب تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ، حدیث نمبر ۷۱۹۵۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسروں کی زبان اور ہر طرح کا علم سیکھنے کی پوری اجازت ہے اور یہ بہت ضروری بھی ہے کہ اگر آپ دوسروں کی زبان نہیں جانیں گے تو مذہب اسلام کا آفاقی پیغام ان تک پہنچائیں گے کیسے؟

جنتی خزانہ

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَاتُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔

اور بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (پ ۲۶ ع ۱۶/ سورہ ق ۱۶)

حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی جانب روانہ ہوئے تو صحابہ ایک وادی میں پہنچ کر بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جانوں پر نرمی کرو، تم کسی بہرے یا کسی غیر حاضر کو تو نہیں سنا رہے ہو بے شک تم اُس ذات کو سنا رہے ہو جو سننے والی ہے، تمہارے قریب ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا حضور نے مجھے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ ضرور بتا دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کلمہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۰۵، کتاب الْمَغَازِی، باب غَزْوَةِ خَيْبَرَ، غزوہ خیبر کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۰۵۔

حضرت عامر کی شہادت

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے ہم سب رات کے وقت میں سفر کررہے تھے اس سفر میں عرب کے ایک بڑے شاعر حضرت عامر بھی ہمارے ساتھ تھے ایک آدمی نے ان سے کہا اے عامر! آپ ہمیں اپنے اشعار کیوں نہیں سناتے؟ چنانچہ حضرت عامر یہ اشعار سنانے لگے۔

اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَااھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

اے اللہ! اگر تو ہماری رشد و ہدایت نہ فرماتا تو نہ ہم نماز پڑھتے ہوتے اور نہ زکوٰۃ دیتے

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

اے میرے پروردگار! ہمارے دلوں پر سکینہ نازل فرما کافروں کے مقابلے میں ہم کو ثابت قدمی عطا فرما

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ شعر پڑھنے والا کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ عامر بن اکوع ہیں حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

اس بات کو سن کر ہم میں سے ایک صحابی (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنے لگے ان کے لیے شہادت واجب ہوگئی، یا رسول اللہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کچھ دن اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے۔

جب ہم خیبر پہنچے تو ہم نے یہودیوں کا محاصرہ کرلیا اس دوران زادِ راہ کی کمی کے سبب بھوک نے ہمیں خوب تنگ کر رکھا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان پر فتح عطا فرمائی، جب مسلمانوں نے صف بندی کی تو چونکہ حضرت عامر کی تلوار بہت چھوٹی تھی دوران جنگ انہوں نے ایک یہودی کے پنڈلی پر اپنی تلوار سے وار کیا تو وہ پلٹ کر خود ان کے گھٹنے پر آلگی جس کے سبب وہ جاں بحق ہوگئے۔

حضرت سلمہ بن اکوع فرماتے ہیں کہ جب میں واپس لوٹنے لگا تو مجھے افسردہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا تمہیں کیا ہوگیا ہے؟

قُلْتُ لَهٗ فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت عامر کے اعمال ضائع ہوگئے ہیں۔ (اس لیے کہ وہ کسی کافر کے تلوار سے نہیں بلکہ خود اپنی تلوار اور اپنے ہی وار سے مارے گئے ہیں)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَذَبَ مَنْ قَالَهٗ اِنَّ لَهٗ لَاَجْرَیْنِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھی یہ کہا ہے اس نے غلط کہا ہے اس کے لیے تو دوگنا اجر ہے۔

پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو جمع کر کے فرمایا وہ راہ خدا میں جانفشانی کرنے والا مرد تھا چلنے پھرنے والے اعرابی لوگوں میں ایسے جواں مرد کم پائے جاتے ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۰۳، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، غزوہ خیبر کا بیان حدیث نمبر ۴۱۹۶۔

فائدہ: کس کی موت کیسے ہوگی؟ کب ہوگی؟ کس کو شہادت کی سعادت نصب ہوگی؟ یہ سب غیب کی باتیں ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب داں نبی بنایا ہے اور یہ فرمایا ہے۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ۔(پارہ ۲۹، الجن ۲۵)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (پارہ ۳۰، سورہ تکویر ۲۴) اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو غیب کی خبریں بتا رہے ہیں حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر دے رہے ہیں تاکہ اللہ اور اس کے رسول پر ان کا جو ایمان ہے اس میں اور زیادہ مضبوطی ہو۔

فائدہ: اس واقعہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذہانت اور ان کا عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنے نبی کو صاحب اختیار مانتے تھے جبھی تو آپ نے حضور کے دعائیہ جملے کو سن فرمایا ''ان کے لیے شہادت واجب ہوگئی'' اور یہ فرمایا کہ ''یا رسول اللہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کچھ دن اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے'' اور جیسا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو سمجھا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوگیا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

﴿خیبر میں قیام﴾

کوہ میں دریا میں خود ہی راستہ ہو جائے گا اپنے قدموں کی دھمک سے زلزلہ ہو جائے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر کے مقام پر پہنچے حضور کا یہ معمول تھا کہ جب کسی جگہ رات کو پہنچتے تو صبح ہونے تک ان لوگوں پر حملہ نہیں کرتے تھے۔

جب صبح کے وقت یہودی اپنی کلہاڑی وغیرہ لے کر نکلے اور انھوں نے حضور کو دیکھا تو کہنے لگے محمد، خدا کی قسم، محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور ان کی فوج آگئی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا خیبر برباد ہوگیا کیونکہ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کافروں کی قسمت پھوٹ جاتی ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۰۳، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، غزوہ خیبر کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۹۷۔

﴿خیبر کی فتح﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آشوبِ چشم کے سبب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرادیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقینی طور پر میں کل صبح یہ اسلامی جھنڈا اس شخص کو دوں گا یا یہ جھنڈا کل ایک ایسا آدمی حاصل کرے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ ورسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں خیبر کی فتح عطا فرمائے گا۔

صحابہ کرام پوری رات اس حسرت میں رہے کہ دیکھئے صبح کے وقت کس خوش نصیب کو جھنڈا عطا کیا جائے گا۔

جب صبح ہوئی تو ہر ایک صحابی یہی آرزو لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اُسے حاصل ہوجائے حضور نے ارشاد فرمایا علی بن ابو طالب کہاں ہیں؟ ہم لوگوں کو یہ امید تو نہیں تھی کہ حضرت علی آجائیں گے لیکن صبح کو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ موجود ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُن کی آنکھیں دُکھتی ہیں۔

حضور نے فرمایا انھیں بلا کر لاؤ، حضرت علی کو حضور کی خدمت میں لایا گیا آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگادیا اور اُن کے لیے دعا فرمائی اب تو حضرت علی ایسے تندرست ہوگئے جیسے انھیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سپہ سالاری کا جھنڈا اُن کے حوالے کردیا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں خیبر کا قلعہ فتح کرادیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۲۵، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ طَالِب، حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت، حدیث نمبر ۳۷۰۱۔

﴿پھونک کا اثر﴾

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ۱۵ ع۹ ربنی اسرئیل ۸۲)

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

حضرت یزید بن ابو عبید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا ایک نشان دیکھا تو پوچھا کہ اے ابو مسلم! یہ نشان کیسا ہے؟ تو انھوں نے بتایا یہ اس زخم کا نشان ہے جو مجھے غزوۂ خیبر میں لگا تھا اس زخم کو دیکھ کر تو لوگ یہ کہنے لگے تھے کہ سلمہ کا آخری وقت آپہنچا ہے لیکن میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے تین مرتبہ دم فرمایا تو اس کے بعد مجھے اب تک کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۰۵، کِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، غزوہ خیبر کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۰۶۔

﴿یہودیوں کی عداوت﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۔ (پ۶ ع۱۲ المائدہ ۵۱)

اے ایمان والو یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۔ (پ۶ ع۱۵ المائدہ ۸۲)

ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر ملایا ہوا بکری کا گوشت پیش کیا گیا حضور نے فرمایا جتنے یہودی یہاں موجود ہیں سب کو بلا کر لاؤ۔ صحابہ گئے اور یہودیوں کو بلا کر لے آئے حضور نے ان سے فرمایا میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں کیا تم صحیح جواب دو گے؟ انھوں نے کہا جی ہاں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا تمہارا جداعلیٰ کون ہے؟ جواب دیا فلاں، حضور نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو تمہارے جداعلیٰ کا نام تو فلاں ہے، یہودیوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا، حضور نے پھر دریافت کیا جہنمی کون ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا تھوڑے دن تو ہم دوزخ میں رہیں گے اور پھر ہمارے بعد مسلمان رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ہی اس میں ذلت اٹھاتے رہو گے اور خدا کی قسم، اہل اسلام تو کبھی بھی اس میں تمہارے جانشین نہیں بنیں گے۔

پھر حضور نے فرمایا اب اگر میں کوئی بات پوچھوں تو تم لوگ سچ سچ بتا دو گے؟ کہنے لگے جی ہاں اے ابوالقاسم! ہم سچ سچ بولیں گے حضور نے پوچھا کیا تم نے گوشت میں زہر ملایا ہے؟ انھوں نے جواب دیا ہاں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اس بات پر کس چیز نے ابھارا؟ یہودیوں نے جواب دیا ایسا ہم نے اس لیے کیا ہے کہ اگر آپ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہے تو ہم سب کو آپ سے چھٹکارا مل جائے گا اور اگر آپ سچے نبی ہیں تو زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۴۹، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ اِذَا غَدَرَ الْمُشْرِكُوْنَ بِالْمُسْلِمِيْنَ هَلْ يُعْفٰى عَنْهُمْ، جب مشرکین مسلمانوں کو دھوکا دیں تو کیا ان کو معاف کر دیا جائے، حدیث نمبر ۳۱۶۹۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مرض وصال میں فرماتے ''اے عائشہ! میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف محسوس کرتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا اور اب مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس زہر نے گویا میری رگ جاں کو کاٹ دیا ہے''۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۳۷، کِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیماری کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۲۸۔

﴿یہودیوں کو قبولِ اسلام کی دعوت﴾

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کی طرف چلو، پس ہم آپ کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ ہم بیت المدارس جا پہنچے
فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ اَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور یہودیوں کو آواز دی حضور نے فرمایا اے گروہ یہود! تم لوگ اسلام قبول کر لو محفوظ ہو جاؤ گے۔

فَقَالُوْا قَدْ بَلَّغْتَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ۔ یہودیوں نے کہا اے ابو القاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا۔
راوی کہتے ہیں کہ پھر حضور نے ان لوگوں سے فرمایا میری مراد یہی ہے تم لوگ اسلام قبول کر لو محفوظ ہو جاؤ گے۔
یہودیوں نے پھر کہا اے ابو القاسم! آپ نے پیغام پہنچا دیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر تیسری مرتبہ ان لوگوں سے فرمایا میرا مقصد یہ ہے کہ تم لوگ یہ اچھی طرح جان لو کہ زمین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے اور میں تمہیں اس زمین سے جلاوطن کرنا چاہتا ہوں اس لیے جس کو اپنے مال کی کچھ قیمت ملتی ہے تو اس کو بیچ ڈالے۔
وَاِلَّا فَاعْلَمُوْا اَنَّمَا الْاَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ ورنہ تم لوگ یہ جان لو کہ زمین اللہ اور اس کے رسول کی ہے۔
بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۹۱، كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (پ ۲۱ ع ا العنکبوت ۴۶) اور اے مسلمانو! کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر بہتر طریقہ پر، حدیث نمبر ۷۳۴۸۔

﴿خیبر کے یہودیوں سے معاہدہ﴾

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر والوں پر فتح پائی اور یہودیوں کی زمین پر اللہ کے رسول کا اور مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو حضور نے وہاں سے یہودیوں کو نکالنے کا ارادہ فرمالیا یہودی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ ہمیں اس شرط پر یہاں آباد رہنے دیں کہ ہم محنت کریں گے اور اس کے بدلے پیداوار سے آدھی بٹائی حاصل کریں گے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودیوں کی درخواست منظور کر لی اس شرط کے ساتھ کہ پھر ہم جب چاہیں گے تمہیں اس علاقہ کو خالی کرنا ہو گا۔

یہودی اسی شرط کے ساتھ خیبر میں مقیم ہو گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان یہودیوں کو تیما اور اریحا کی طرف جلاوطن کر دیا اور سرزمین خیبر کو مسلمانوں کے لیے بالکل پاک صاف کر دیا۔
بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۴۶، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْ، تالیف قلوب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خمس وغیرہ سے خرچ کرنا، حدیث نمبر ۳۱۵۲۔

﴿معاہدہ کی خلاف ورزی کی سزا﴾

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ جب خیبر والوں نے میرے ہاتھ اور پاؤں مروڑ ڈالے تھے تو حضرت عمر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے اُن کے مالوں کے بارے میں ایک معاہدہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم تم لوگوں کو ان مالوں پر اس وقت تک قائم رکھیں گے جب تک تم لوگ اپنے اس معاہدے پر قائم رہو گے پھر آپ نے فرمایا، عبداللہ تو اپنی اس زمین پر گئے تھے جو ان کی اپنی تھی اور خیبر کے نزدیک تھی رات میں ان پر یہ ظلم ڈھایا گیا کہ ان کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مروڑ ڈالے گئے اور رہا یہاں یہودیوں کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے جس پر ہم شبہ کریں اس لیے میں انھیں جلاوطن کرتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہودیوں کو جلاوطن کرنے کا مکمل ارادہ کرلیا تو ابوحقیق یہودی کے خاندان کا ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا اے امیر المومنین! آپ ہمیں خیبر سے کیوں نکال رہے ہیں؟ جبکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں برقرار رکھا اور یہاں کی زمینوں کے بارے میں ہم سے معاہدہ کیا؟ حضرت عمر نے فرمایا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھول گیا ہوں جو حضور نے تم سے فرمایا تھا

كَيْفَ بِكَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْا بِكَ قُلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةً۔

اس وقت کا کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور تیرا اونٹ تجھے لیے ہوئے راتوں کو مارا مارا پھرے گا یہودی نے کہا یہ تو ابوالقاسم نے یوں ہی فرمایا حضرت عمر نے کہا اے خدا کے دشمن! تم نے غلط بیانی کی ہے پھر آپ نے ان کو خیبر سے جلاوطن کردیا، ان کے میوہ جات، کھیتی کے سامان، اونٹوں اور رسیوں وغیرہ کی قیمت ادا کردی۔

بخاری اول، صفحہ ۳۷۷، كِتَابُ الشُّرُوطِ، بَابُ اِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارِعَةِ اِذَا شِئْتُ اَخْرَجْتُكَ، مزارعت میں یہ شرط لگانا جب چاہوں گا بے دخل کردوں گا، حدیث نمبر ۲۷۳۰۔

﴿غزوۂ ذات الرقاع﴾

حضرت ابوبردہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ہم لوگ چھ آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنگ میں نکلے سواری کے لیے اس وقت ہمارے پاس صرف ایک اونٹ تھا جس پر ہم پر باری باری سوار ہوتے تھے پیدل چلنے کے سبب ہمارے پیر پھٹ گئے تھے، میرے دونوں پیر بھی پھٹ گئے تھے بلکہ ناخن بھی گر گئے تھے ہم لوگوں نے اپنے پیروں پر چیتھڑے باندھ رکھے تھے اسی لیے اس غزوہ کا نام غزوۂ ذات الرقاع پڑ گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے اس واقعہ کو بیان تو کردیا لیکن بعد میں انہیں افسوس ہوا فرمانے لگے کہ مجھے یہ ذکر کرنا اچھا معلوم نہیں ہوتا کیونکہ میں اپنے کسی ایسے عمل کو ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۹۲، كِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ، غزوہ ذات الرقاع کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۲۸۔

فائدہ: اس غزوہ کا وقوع جنگ خیبر کے بعد ہوا، ذات الرقاع کا مطلب ہے چیتھڑے والی لڑائی۔

اٹھارواں باب

غزوہ تبوک

غزوہ تبوک کی تیاری

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا۔

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَیُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں ایسے باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔(پ ۲۸ ع ۲۰ سورہ التحریم ۸)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے (مدینہ منورہ سے) جمعرات کے دن نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر کے لیے جمعرات کے دن نکلنا پسند فرماتے تھے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۱۴، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْخُرُوْجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ جمعرات کے دن نکلنے کو پسند کرنے کا بیان، کتاب الجہاد، حدیث نمبر ۲۹۵۰۔

(۱) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جتنی جنگیں لڑی ہیں میں غزوۂ بدر اور غزوۂ تبوک کے سوا ہر ایک میں شریک رہا جنگ بدر میں شامل نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کسی پر عتاب نہیں فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی سے جنگ کرنے کے ارادے سے نہیں نکلے تھے بلکہ قریش کے قافلے کے پیچھے گئے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اور ان کے دشمنوں کو ایک جگہ جمع کرادیا اور ان کے درمیان جنگ ہوگئی، مسلمانوں میں جنگ بدر کی تو بڑی شہرت تھی لیکن مجھے اس بیعت عقبہ کی شمولیت زیادہ عزیز معلوم ہوتی ہے جس میں دوسرے صحابہ کے ساتھ میں شامل تھا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ہم لوگوں نے مذہب اسلام پر ثابت قدم رہنے کا عہد و پیمان کیا تھا غزوہ تبوک میں جو میں شامل نہ ہو سکا (تو اس کی کوئی خاص وجہ یا کوئی عذر معقول میرے پاس نہ تھی) میں اس سے پہلے کبھی اتنا طاقتور یا مالدار کبھی نہ تھا جتنا میں غزوہ تبوک کے وقت تھا قسم خدا کی، اس سے پہلے کبھی میرے پاس سواری کے لیے دو اونٹنی بھی نہیں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب کسی غزوہ کے لیے روانہ ہوتے تو منزل مقصود کی کوئی خاص نشاندہی نہ فرماتے بلکہ اشارے اور کنائے میں بتا دیتے۔

چونکہ غزوہ تبوک کے موقع پر شدید گرمی تھی، دور دور تک غیر آباد جنگل تھے اور قدم قدم پر دشمن موجود تھے اس لیے حضور نے مسلمانوں کو صاف صاف بتادیا تھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی آپ نے مسلمانوں کو ہر طرح کا سامان سفر اور جنگی ہتھیار فراہم کر لینے کا حکم فرمادیا اس وقت جہاد میں جانے والوں کا نام کسی رجسٹر وغیرہ میں نہیں لکھا جاتا تھا اور نہ ہی مسلمانوں میں کوئی ایسا ہوتا تھا جو جہاد میں شامل نہ ہونا چاہتا ہو کیونکہ مسلمانوں کو یہ خطرہ لاحق رہتا تھا کہ اگر وہ چھپیں گے یا بغیر کسی معقول عذر کے جہاد میں شامل نہ ہوں گے تو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ اپنے رسول کو مطلع فرمادے گا۔

﴿حضور کی روانگی اور حضرت کعب کی غیر حاضری﴾

(۲) حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لیے اس وقت روانہ ہونے کا حکم فرمایا جس وقت پھل پک چکے تھے اور ہر طرف ہریالی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے غزوہ تبوک میں جانے کے لیے ہر طرح کی تیاری کرنی شروع کر دی تھی لیکن میں یہی سوچتا رہا کہ آج نہیں، کل میں جانے کی تیاری کرلوں گا اسی غفلت میں دن پر دن گذرتے گئے لیکن میں کسی طرح کی تیاری نہ کر سکا اور نہ ہی سامان سفر مہیا کر سکا میں اپنے دل میں یہ بھی سوچتا تھا کہ ہر طرح کا سامان میرے پاس موجود ہے مجھے سفر کا سامان اور جنگی ہتھیار جمع کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔

اسی طرح دن گذرتے رہے، مسلمانوں نے بڑی جدوجہد سے سامان سفر اکٹھا کرلیا اور ایک صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے ساتھ لیا اور اس غزوہ کے لیے روانہ ہو گئے لیکن میرے سفر کی تیاری نہ ہو سکی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانے کے بعد میں اسی خیال میں رہا کہ دو ایک دن میں سفر کی تیاری کر کے نکلوں گا اور حضور کے ساتھ جاملوں گا لیکن افسوس، ارادے بنتے رہے اور بگڑتے رہے نہ میری تیاری مکمل ہوسکی اور نہ میں سفر کے لیے روانہ ہوسکا۔ ادھر مجاہدین کا حال یہ تھا کہ وہ بڑی تیزی سے سفر کرتے ہوئے منزل مقصود کی طرف رواں دواں تھے اور مدینہ منورہ سے بہت دور جا چکے تھے لیکن میں اب بھی اپنی اُسی خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ میں تیزی سے سفر کروں گا اور جنگ میں شامل ہو جاؤں گا اے کاش کہ میں نے ایسا نہ کیا ہوتا لیکن افسوس اس جنگ میں شامل ہونا میرے تقدیر میں نہ تھی۔ جب میں اپنے گھر سے باہر نکلتا اور لوگوں کے درمیان پہنچتا تو مجھے وہی لوگ نظر آتے جو منافق کہلاتے تھے یا اپنی ضعیفی اور کمزوری کے سبب جہاد میں شرکت کرنے سے معذور تھے ان لوگوں کے درمیان جب خود کو پاتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا حضور نے سفر کے دوران مجھے کہیں یاد نہیں فرمایا لیکن جب مقام تبوک پر پہنچ گئے اور اس وقت جب کہ آپ مسلمانوں کے درمیان تشریف فرما تھے حضور نے فرمایا کعب بن مالک کا کیا حال ہے؟

بنی سلمہ کے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کعب بن مالک کو ان کے حسن و جمال اور ناز ونخرے نے روک لیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کو سن کر کہا آپ نے حضرت کعب بن مالک کے متعلق کوئی اچھی بات نہیں کہی ہے حضرت معاذ عرض کرتے ہیں۔

وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاعَلِمْنَا اِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

یا رسول اللہ! قسم خدا کی ہم تو ان کو ایک اچھا مسلمان سمجھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو گئے

جھوٹ سے سچ کی طرف

يَاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔ (پ۱۱ع۴ توبہ۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(۳) حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ پھر مجھے خبر ملی کہ مسلمانوں کا قافلہ غزوہ تبوک سے واپس آ رہا ہے اس خبر نے میرے غم میں اور اضافہ کر دیا، طرح طرح کے جھوٹے خیالات میرے دل میں آنے لگے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ سے واپس آئیں گے تو میں جہاد میں نہ جانے کی یہ وجہ بتاؤں گا، اس غزوہ میں شرکت نہ کرنے کا یہ عذر پیش کروں گا اور میں نے اس سلسلے میں اپنے گھر کے سمجھدار لوگوں سے مشورہ بھی کیا تھا کہ حضور کی خدمت میں کون سا عذر پیش کروں گا جس سے آپ کا غصہ جاتا رہے۔

لیکن جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب آ چکے ہیں تو میرے سارے جھوٹے خیالات اور جھوٹے بہانے میرے دماغ سے نکل گئے اور میں نے اچھی طرح یہ جان لیا کہ ایسی واہیات عذر نا معقول سے حضور کا غصہ کم نہیں ہوگا اس لیے میں نے سچ بولنے کا مکمل ارادہ کر لیا۔

غزوہ تبوک سے حضور کی واپسی

(۴) اگلی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور حضور کا یہ معمول تھا۔

وَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ النَّاسُ۔

جب آپ کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد نبوی میں تشریف فرما ہوتے اس میں دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کی دل جوئی کے لیے ان کے درمیان تشریف فرما ہوتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھے تو غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے والے لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور بڑی بڑی قسمیں کھا کر اپنا عذر نا معقول پیش کرتے رہے ایسے افراد تعداد میں (۸۰) اسی سے بھی زیادہ تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے عذر کو قبول فرما لیا، ان کی بیعت بھی قبول کی، ان کے لیے بخشش کی دعا کی اور ان کے دلی خیالات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرما دیا۔

حضور کی خدمت میں صدق بیانی

(۵) جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو حضور مسکرا پڑے لیکن آپ کی مسکراہٹ میں غصے کی جھلک نمایاں تھی حضور نے فرمایا تَعَالَ ادھر آؤ میں آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا حضور نے فرمایا۔

مَا خَلَفَکَ ؟اَلَمْ تَکُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَھْرَکَ ؟

تم پیچھے کیوں رہے؟ کیا تم نے اپنے لیے سواری خرید نہیں لی تھی ؟فَقُلْتُ بَلٰی۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ !اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار کے پاس بیٹھا ہوتا تو بے شک میں ایسے عذر بیان کرتا جس سے اس کا غصہ دور ہو جاتا اور اس بات پر مجھے قدرت بھی حاصل ہے لیکن قسم خدا کی، میں جانتا ہوں کہ آج اگر جھوٹ بول کر میں آپ کو راضی بھی کرلوں تو کل اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کرادے گا اور اگر میں سچ بولوں گا تو ہوسکتا ہے کہ آپ ناراض ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے قسم خدا کی، اس جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لیے میرے پاس کوئی معقول عذر نہ تھا قسم خدا کی، جب آپ مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے اور میں آپ سے پیچھے رہ گیا تھا اس وقت مجھ سے زیادہ طاقت ور اور خوشحال آدمی مدینہ منورہ میں کوئی دوسرا نہ تھا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا ھٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰی يَقْضِیَ اللّٰهُ فِيْكَ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا چونکہ تم نے سچی بات کہہ دی ہے اس لیے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے معاملے میں کوئی فیصلہ فرمادے۔

میں وہاں سے چلا تو قبیلہ بنی سلمہ کے کچھ لوگ میرے پیچھے آئے اور کہنے لگے قسم خدا کی، ہم لوگوں نے اس سے پہلے کبھی آپ کو کوئی گناہ کرتے نہیں دیکھا ہے افسوس آپ عاجز رہ گئے کیا آپ ایسا کوئی عذر پیش نہیں کر سکتے تھے جیسا کہ دوسرے لوگوں نے اس جنگ میں شرکت نہ کرنے کا اپنا عذر پیش کیا تھا اگر آپ ایسا کر دیتے تو آپ کے اس گناہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعائے مغفرت کافی ہوتی۔

قسم خدا کی، یہ لوگ مجھے اتنا سمجھاتے رہے کہ میں یہ ارادہ کرنے لگا کہ ابھی جا کر جھوٹی عذر پیش کر دوں لیکن اس سے پہلے میں نے ان سے پوچھا کیا میری طرح کسی اور نے بھی اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہے؟

انہوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں جنہوں نے تمہاری طرح اپنی غلطیوں کا اعتراف کیا ہے میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت مرارہ بن ربیع اور حضرت ہلال بن امیہ ہیں۔

ان لوگوں نے ایسے دو شریف آدمیوں کا نام لیا جو جنگ بدر میں شرکت کر چکے تھے مجھے ان حضرات کے ساتھ رہنا اچھا لگا اس لیے میں اپنے گھر چلا گیا۔

﴿ گفتگو کرنے پر پابندی ﴾

جس سے تم روٹھو وہ برگشتۂ دنیا ہوجائے   جس کو تم چاہو وہ قطرہ ہو تو دریا ہوجائے

(۶) حضرت کعب بن مالک کہتے ہیں کہ ابھی کچھ ہی دن گذرے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنے والے لوگوں میں سے ہم تین آدمیوں سے کوئی گفتگو نہ کرے اس حکم کے بعد لوگ ہماری ملاقات سے پرہیز کرنے لگے اور ہم ان کے لیے ایسے اجنبی ہوگئے گویا وہ ہمیں پہچانتے ہی نہ ہوں مجھے ایسا محسوس ہونے لگا گویا کائنات ہی بدل گئی ہم لوگ پچاس دنوں تک ایسے ہی رہتے رہے میرے دونوں ساتھی تو اپنے گھر جا کر بیٹھ رہے اور اپنی مصیبت پر روتے رہے لیکن میں گھر سے باہر نکلتا، مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا، بازار کا چکر لگاتا یہ اور بات تھی کہ کوئی مجھ سے گفتگو نہیں کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے درمیان تشریف فرما ہوتے تو میں آپ کو سلام عرض کرتا اور یہ دیکھنے کی کوشش کرتا کہ میرے سلام کا جواب دینے کے لیے حضور اپنے ہونٹ کو حرکت دیتے ہیں یا نہیں، پھر میں حضور کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا جس وقت میں نماز میں مصروف ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری طرف متوجہ نظر آتے اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو حضور اپنا منھ پھیر لیتے۔

میں لوگوں کے سلوک سے اب تنگ آچکا تھا ایک دن میں اپنے چچازاد بھائی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا مجھے دوسرے لوگوں کے بہ نسبت ان سے زیادہ محبت تھی میں نے ان کو سلام کیا تو قسم خدا کی، انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔

، میں نے کہا اے ابو قتادہ! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں یہ بتاؤ کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت ہے یا نہیں؟ مگر وہ اب بھی خاموش رہے میں نے پھر یہی بات دہرائی اور انہیں پھر قسم دیا لیکن وہ خاموش ہی رہے تیسری مرتبہ جب میں نے قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے صرف اتنا کہا۔

اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

حضرت ابو قتادہ کی اس بات کو سن کر میں رو پڑا اور الٹے قدموں دیوار پھاند کر وہاں سے لوٹ پڑا۔

رحمت کی نظر ڈالے جس پر نہ کرم اُن کا   اُس دل کا مقدر ہے اک عالمِ تنہائی
دیکھوں رخِ روشن کو ایسی بھی گھڑی آئے   محتاجِ زیارت ہے آنکھوں کی یہ بینائی

﴿شیطانی فریب﴾

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔ بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو۔
اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ۔
وہ تو اپنے گروہ کو اسی لیئے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں۔(پارہ ۲۲رع ۱۳رسورہ فاطر ۶)

(۷) ایک دن میں مدینہ منورہ کے بازار سے گزر رہا تھا تو مجھے ملک شام کا ایک کسان دکھائی پڑا جو اپنا غلہ بیچنے کے لیے مدینہ منورہ میں آیا ہوا تھا وہ لوگوں سے کہہ رہا تھا کوئی ہے جو مجھے کعب بن مالک کے گھر کا پتہ بتائے؟ لوگوں نے جب میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور غسان بادشاہ کا بھیجا ہوا ایک خط میرے حوالے کیا اس خط میں لکھا تھا امابعد، مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے رہنما نے آپ پر بڑی زیادتی کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذلت کے مقام سے بچایا ہے آپ ہمارے پاس چلے آئیں ہم آپ کو عزت سے رکھیں گے جب میں نے اس خط کو پڑھ لیا تو کہا یہ دوسری مصیبت ہے جو مجھ تک پہنچی ہے میں نے اس خط کو آگ میں ڈال دیا۔

پچاس دنوں میں چالیس دن گذر چکے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس یہ پیغام لے کر پہنچا کہ اپنی بیوی سے الگ رہو، میں نے پوچھا کیا میں اسے طلاق دے دوں یا کوئی اور مقصد ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ طلاق نہ دیں بس ان سے الگ رہیں میں نے اپنی اہلیہ سے کہا تم اپنے میکے چلی جاؤ اور اس وقت تک وہاں رہو جب تک اللہ تعالیٰ میرے حق میں کوئی فیصلہ نہ فرمادے۔

حضرت ہلال بن امیہ کی اہلیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ ایک بوڑھے آدمی ہیں اور ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں جو ان کی خدمت کر سکے اگر میں ان کی خدمت کروں تو کیا آپ اس بات کو ناپسند فرمائیں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی خدمت کر سکتی ہو لیکن اس بات کا خیال رہے کہ وہ تمہارے قریب نہ آسکیں، ان کی اہلیہ نے کہا قسم خدا کی، ایسی کسی بات کی انہیں تمنا ہی نہیں رہی قسم خدا کی، جب سے یہ واقعہ ہوا ہے اس دن سے آج تک ان کے شب و روز روتے ہوئے گذر رہے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی اہلیہ کے لیے اجازت کیوں نہیں لے لیتے جیسے حضرت ہلال بن امیہ کی اہلیہ نے ان کی خدمت کرنے کے لیے اجازت حاصل کیا ہے؟ میں نے کہا قسم خدا کی، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسی کسی بات کے لیے اجازت نہیں لوں گا مجھے کیا معلوم کہ جب میں ان سے اجازت طلب کروں تو حضور کیا جواب دیں ویسے بھی میں ایک جوان آدمی ہوں اس کے بعد دس دن اور اسی طرح گذر گئے۔

﴿توبہ کی قبولیت کا اعلان﴾

وَهُوَ الَّذِىْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَ يَعْلَمُ مَاتَفْعَلُوْنَ ۔ (پ۲۵ع۴ الشوریٰ ۲۵)

اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں سے درگذر فرماتا ہے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو

(۸) پچاسویں دن صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے گھر کی چھت پر افسردہ بیٹھا تھا حال یہ تھا کہ میرا جینا دوبھر ہو گیا تھا اور زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ ہو چکی تھی تو میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑ کے اوپر کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکار رہا تھا۔

يَا كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ اَبْشِرْ اے کعب بن مالک تمہیں بشارت ہو۔

قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَ عَرَفْتُ اَنْ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ۔

حضرت کعب فرماتے ہیں اتنا سنتے ہی میں سجدہ میں چلا گیا اور میں نے جان لیا کہ اب خوشی کا وقت قریب آ چکا۔ ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا میرے پاس پہنچا اور قبیلہ بنی اسلم کا ایک آدمی پہاڑ پر چڑھ گیا اس کی آواز گھوڑے کی آواز سے بھی زیادہ تیز تھی میں نے بشارت دینے والے کو اپنا دونوں کپڑا اتار کر دے دیا قسم خدا کی، اس وقت میرے پاس ان دونوں کپڑوں کے علاوہ کوئی دوسرا کپڑا نہ تھا میں نے پہننے کے لیے دو کپڑے کسی سے ادھار لیے اور اس کو پہن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چل پڑا۔

وَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر کے بعد لوگوں کو یہ بتا دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول فرمائی ہے

فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا اس لیے سب لوگ ہم تینوں کو خوشخبری سنا رہے تھے۔

جوق در جوق لوگ مجھ سے ملتے رہے اور توبہ قبول ہونے پر مجھے مبارکباد دیتے رہے وہ سب یہ کہہ رہے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو توبہ کی قبولیت کا انعام مبارک ہو۔

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

﴿حضور کی خدمت میں حاضری﴾

ہو نہ ہوا آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا ورنہ میری طرف خوشی، دیکھ کے مسکرائی کیوں

(۹) جب میں مسجد نبوی میں داخل ہوا تو دیکھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کے جھرمٹ میں تشریف فرما ہیں حضرت ابو طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے اور میری طرف لپکے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی۔ قسم خدا کی، مہاجرین میں سے ان کے علاوہ کوئی بھی کھڑا نہ ہوا میں حضرت ابو طلحہ کا یہ احسان کبھی بھلا نہیں سکتا۔

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ۔

اس وقت حضور کا چہرہ خوشی کے مارے جگمگا رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ۔ آج کے دن کی بھلائی تمہیں مبارک ہو جب سے تمہاری ماں نے تم کو جنا ہے آج جیسا کوئی بہتر دن تم پر نہیں گذرا ہوگا۔

قُلْتُ اَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ معافی آپ کی جانب سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے؟

قَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ حضور نے فرمایا نہیں تمہاری یہ معافی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

اور اس وقت جبکہ حضور بہت خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ خوشی کے مارے ایسے چمکنے لگتا تھا۔

حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ۔

گویا وہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور اسی سے ہم آپ کی خوشی کا اندازہ لگالیا کرتے۔ قُلْتُ میں نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ! تو بہ قبول ہونے کی خوشی میں کیا میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لیے صدقہ کردوں؟

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا کچھ مال اپنے لیے بھی بچا رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

میں نے عرض کیا اپنا خیبر والا حصہ روک لیتا ہوں پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے اور میری توبہ کی یہ نشانی ہے کہ میں زندگی بھر سچ کے سوا کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔

قسم خدا کی، میں مسلمانوں میں سے کسی ایک مسلمان کو بھی نہیں جانتا جس پر اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے ایسی مہربانی کی ہو جیسی مہربانی میرے اوپر ہوئی ہے۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازفرمائی۔

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے دل پھر جائیں پھر ان پر رحمت سے متوجہ ہوا بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے۔

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔

اور ان تینوں پر جو موقوف رکھے گئے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہوگئی۔

وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ اور وہ اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہیں یقین ہوا کہ اللہ سے پناہ نہیں مگر اسی کے پاس پھر ان کی توبہ قبول کی تا کہ وہ تائب رہیں بے شک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔(پ ۱۱ ع ۱۱ التوبہ ۱۱۷، ۱۱۸)

حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم خدا کی، مذہب اسلام کی طرف ہدایت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر سب سے بڑا انعام یہ کیا کہ مجھے اپنے رسول کے سامنے سچ بولنے کی توفیق عطا فرمائی اگر میں بھی دوسرے لوگوں کی طرح آپ کے سامنے جھوٹ بولتا تو میں بھی ان کی طرح ہلاک ہو جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حق میں آیت نازل فرمائی ہے۔

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ اب تمہارے آگے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لیے کہ تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑ دو وہ نرے ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔

تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں تا کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو جاؤ تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا۔(پ ۱۱ ع ۱ التوبہ ۹۵، ۹۶)

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، کِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا، حضرت کعب بن مالک کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان اور ان تینوں پر جو موقوف رکھے گئے، حدیث نمبر ۴۴۱۸، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، حدیث نمبر ۴۶۷۷۔

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد گرامی) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس وقت جبکہ وہ غزوہ تبوک میں شامل ہونے سے رہ گئے تھے (فرماتے ہیں) قسم خدا کی، جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے راہ ہدایت پر لگایا ہے تو اپنے انعامات میں سب سے بڑا انعام مجھے یہ دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں سچی بات عرض کر دی اور جھوٹ بول کر ہلاک نہ ہوا جیسے دوسرے لوگ جھوٹ بول کر ہلاک ہو گئے تھے اور اس وقت (ان کے حق میں) یہ وحی نازل ہوئی۔

سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ الخ۔

اب تمہارے آگے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔(پ ۱۱ ع ۱ التوبہ ۹۵)

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۷۴، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، سَيَحْلِفُوْنَ، حدیث نمبر ۴۶۷۳۔

فائدہ: غزوہ تبوک کو غزوہ عسرت بھی کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بڑی تنگی کا سامنا تھا ان کا یہ حال تھا کہ دس دس آدمیوں میں سواری کے لیے ایک اونٹ تھا لوگ باری باری اس پر سوار ہوا کرتے تھے اور کھانے کی کمی کا یہ حال تھا کہ ایک ایک کھجور پر کئی کئی آدمی گزر بسر کرتے اس کا طریقہ یہ ہوتا کہ ہر آدمی تھوڑی تھوڑی چوس کر ایک گھونٹ پانی پی لیتا اس وقت پانی کی بھی بہت قلت تھی اور گرمی بھی بہت شدید تھی لیکن صحابہ اپنے ایمان واخلاص کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جاں نثاری میں ثابت قدم رہے۔(خزائن العرفان)

انیسواں باب

عیسائی بادشاہوں کو اسلام کی دعوت

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ۔(پ۱۴،ع۶،النحل۹۴) تو اعلانیہ کہہ دو جس بات کا تمہیں حکم ہے۔

انگوٹھی کیوں بنوائی ؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ یا ایران کے بادشاہ کے پاس خط لکھا تو آپ کو یہ بتایا گیا کہ وہ لوگ صرف انھیں خطوط کو پڑھا کرتے ہیں جن پر مہر لگی ہوتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر یہ کندہ تھا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

حضرت انس فرماتے ہیں گویا میں اب بھی اس انگوٹھی کی چمک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس میں دیکھ رہا ہوں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۵، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ، حدیث نمبر ۶۵۔

خلافت صدیقی اور رسول خدا کی انگوٹھی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے مجھے بحرین کی طرف بھیجا اور ایک خط لکھ کر دیا آپ نے اس خط پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی مہر لگا دی تھی اس انگوٹھی میں تین سطریں کندہ تھیں پہلی سطر میں لفظ محمد دوسری سطر میں لفظ رسول اور تیسری سطر میں اللہ تحریر تھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۳۸، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَا ذُكِرَ مِنْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تبرکات کا بیان، حدیث نمبر ۳۱۰۶۔

فائدہ: مردوں کو سونا کی انگوٹھی پہننا منع ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۷۱، کِتَابُ اللِّبَاسِ، بَابُ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ، حدیث نمبر ۵۸۶۴۔

فائدہ: مردوں کو چاندی کی ایک نگ والی انگوٹھی پہننا جائز ہے عورتیں سونا چاندی کا ہر قسم کے زیورات بطور زیب و زینت استعمال کر سکتی ہیں۔

﴿عیسائی بادشاہ قیصر کو اسلام کی دعوت﴾

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بادشاہ قیصر کو اسلام کی دعوت دینا چاہا تو ایک خط لکھ کر حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور فرمایا کہ یہ خط بصرہ کے حاکم کو جا کر دے دو تا کہ وہ اس خط کو بادشاہ قیصر تک پہنچا دے بادشاہ قیصر کو اس وقت ایران کی فوج پر فتح حاصل ہوئی تھی اور وہ خدا کا شکر ادا کرنے کے لیئے حمص سے ایلیا گیا ہوا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط قیصر کو موصول ہوا تو خط پڑھ کر کہنے لگا، ان کی قوم کے کسی فرد کو تلاش کر کے لاؤ تا کہ میں مکہ میں مبعوث ہونے والے اللہ کے رسول کے متعلق کچھ جانکاری حاصل کروں۔

فائدہ:۔حمص ہرقل کے دارالسلطنت کا نام ہے یہ شہر وباؤں سے پاک شہر ہے ۱۶ھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دورِ خلافت میں سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماتحتی میں مسلمانوں نے اس کو فتح کیا

﴿ابوسفیان دربارِ قیصر میں﴾

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طُرفہ دھوم دھام　　کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

(۲) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے یہ بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیصر کے پاس خط بھیجا تو وہ ان دنوں اپنے دوستوں کے ساتھ تجارت کے مقصد سے ملک شام میں موجود تھے اور یہ وہ وقت تھا جب کہ مسلمانوں اور مکہ کے کافروں کے درمیان صلح کی مدت مقرر ہوئی تھی۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ بادشاہ کے قاصد نے ہم سب کو ملک شام کے کسی مقام پر پایا اور وہاں سے ایلیا لے گیا۔

قیصر اپنے دربار میں سر پر تاج پہنے بیٹھا ہوا تھا اور ملک روم کے سردار اس کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے ہم سے پوچھا گیا کہ ہم میں نسب کے لحاظ سے ان سے زیادہ قریب کون ہے؟ میں نے کہا سب سے زیادہ قریبی رشتہ میرا ہے ،قیصر نے پوچھا تمہارے اور ان کے درمیان کون سا رشتہ ہے؟ میں نے کہا وہ میرے چچازاد بھائی ہیں میں نے ایسا اس لیے کہا چونکہ ہماری اس جماعت میں بنی عبد مناف میں سے میرے علاوہ کوئی دوسرا نہ تھا۔

قیصر نے کہا میرے نزدیک آجاؤ، میرے ساتھیوں کو اس نے میرے پیچھے کھڑا کیا اور اپنے ترجمان سے کہا ان سے کہہ دو کہ جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے میں ان کے متعلق ابوسفیان سے کچھ پوچھوں گا اگر یہ جھوٹ بولیں تو تم لوگ اس کی تکذیب کرنا۔ابوسفیان کہتے ہیں قسم خدا کی، اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میرے ساتھی مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق جھوٹ بولتا۔

لیکن اپنے ساتھیوں کے خوف سے ایسا نہ کر سکا قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے پوچھو۔

كَيْفَ نَسَبُ هٰذَا الرَّجُلِ فِيْكُمْ ؟ تمہارے درمیان ان کا حسب ونسب کیسا ہے؟

قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ نَسَبٍ میں نے جواب دیا وہ ہم میں عالی نسب ہیں۔

کیا اُن سے پہلے تم میں سے کسی اور نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟ میں نے جواب دیا نہیں۔

کیا نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کبھی تم نے انھیں جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں۔

کیا اُن کے آباءواجداد میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں۔

اُن کی پیروی کرنے والے لوگ قوم کے سردار ہیں یا کمزور لوگ؟ میں نے جواب دیا وہ تو کمزور لوگ ہیں۔

اُن کے ماننے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے؟ میں نے جواب دیا وہ لوگ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔

کیا کوئی ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ناراض ہو کر پھر اپنے پرانے دین میں واپس لوٹ جاتا ہے؟

میں نے جواب دیا نہیں، کیا وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا نہیں، وہ وعدہ خلافی تو نہیں کرتے ہیں لیکن ابھی حال ہی میں (صلح حدیبیہ کے شرائط میں) ان سے جنگ نہ کرنے کی ایک مدت مقرر ہوئی ہے اس میں وعدہ خلافی کرنے کا اندیشہ ہے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس کے سوا مجھے کوئی دوسرا جھوٹا کلمہ شامل کرنا ممکن نہ ہوا کیونکہ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ میرے ساتھی مجھے جھوٹا سمجھیں گے۔

اس نے پوچھا کیا کبھی تمہارے ساتھ اُن کی جنگ ہوئی ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں ہوئی ہے۔

لڑائی کا انجام کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا لڑائی تو ڈول کی طرح ہے کبھی ہم جیتے کبھی وہ ہم پر غالب رہے۔

پھر سوال ہوا وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا وہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم صرف ایک خدا کی عبادت کریں، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، اپنے باپ دادا کی طرح بتوں کی پرستش نہ کریں، وہ ہمیں نماز پڑھنے، صدقہ دینے، وعدہ پورا کرنے، امانت ادا کرنے اور تقویٰ و پرہیزگاری کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔

بھٹک نہ جائیں کہیں، پیچ و خم کی راہوں میں نشانِ راہِ ہدایت دکھا رہا ہے کوئی
نہ کیوں ہو فخر سے انسانیت کا سر اونچا کہ رنگ و نسل کی لعنت مٹا رہا ہے کوئی
شکیل زور پہ باطل کی آندھیاں ہیں مگر چراغِ حق صداقت جلا رہا ہے کوئی

﴿سوال و جواب کے بعد قیصر کی رائے﴾

جس سے روشن ہے جہاں وہ روشنی تم ہی تو ہو | یا رسول اللہ نور سرمدی تم ہی تو ہو
صاف ستھرا ہی رہا ہر دور میں تیرا نسب | سب سے افضل اے رسولِ ہاشمی تم ہی تو ہو

(۳) بادشاہ قیصر نے کہا میں نے تم سے ان کے نسب کے بارے پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم میں عالی نسب ہیں اور ہر رسول اپنی قوم میں عالی نسب ہوتا ہے، میں نے تم سے پوچھا کیا اُن سے پہلے بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو تم نے بتایا کہ نہیں اگر ایسا ہوتا تو میں کہہ دیتا کہ وہ اپنے سے پہلے لوگوں کی اتباع کر رہے ہیں، میں نے تم سے پوچھا کہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے پہلے کبھی تم نے انہیں جھوٹ بولتے دیکھا ہے تو تم نے بتایا کہ وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے تو میں نے جان لیا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کوئی آدمی دوسرے لوگوں سے جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر جھوٹ باندھے۔

میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے آباءواجداد میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہے تو تم نے بتایا کہ نہیں، اگر ایسا ہوتا تو میں کہتا کہ وہ اس طریقے سے اپنے بڑوں کی بادشاہت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

میرے پوچھنے پر تم نے یہ بتایا کہ اس کے پیروکار غریب لوگ ہوتے ہیں، اور اُن کے ماننے والوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے، تو بلا شبہ رسولوں کے پیروکار شروع میں غریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں اور دن بدن ان کی تعداد بڑھتی رہتی ہے جو ایمان کامل کی خصوصیت و علامت ہے، میں نے تم سے پوچھا کہ کیا کوئی ایمان قبول کرنے کے بعد ناراض ہو کر اسلام سے پھر جاتا ہے تو تم نے نفی میں جواب دیا تو ایمان کی خصوصیت یہی ہے کہ جب وہ لوگوں کے دلوں میں رچ بس جاتا ہے تو پھر اس سے کوئی آدمی ناخوش نہیں ہوتا، میں نے تم سے پوچھا کیا وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں تو تم نے بتایا نہیں بلا شبہ اللہ کے رسول کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتے، میں نے لڑائی کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا لڑائی ڈول کی طرح ہے کبھی وہ غالب رہتے ہیں کبھی ہم غالب ہوتے ہیں یعنی کبھی وہ فتح پاتے ہیں اور کبھی ہم فتح حاصل کرتے ہیں تو رسولوں کی اسی طرح آزمائش ہوتی رہی ہے لیکن آخر کار کامیابی ان کے قدم چومتی ہے۔

وَسَأَلْتُكَ بِمَا ذَا يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَمَّا يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ۔

میں نے تم سے پوچھا کہ وہ تمہیں کن باتوں کا حکم دیتے ہیں؟ تم نے یہ بتایا کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، اپنے باپ دادا کی طرح بتوں کی پرستش نہ کرو۔

وَ يَأْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَ الصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَ اَدَاءِ الْاَمَانَةِ قَالَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ النَّبِيِّ۔

وہ تمہیں نماز پڑھنے، صدقہ دینے، وعدہ پورا کرنے، امانت ادا کرنے اور تقویٰ و پرہیزگاری کرنے کی تلقین کرتے ہیں بادشاہ قیصر نے کہا اور یہی تو نبی کی صفت ہے یعنی نبی ہمیشہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں۔

﴿اشارۂ ختم نبوت﴾

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جاں باقی　　چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

(۴) بادشاہ قیصر نے کہا میں اچھی طرح جانتا تھا کہ نبی آخر الزماں کاظہور ہونے والا ہے لیکن مجھے یہ گمان بھی نہیں تھا کہ وہ تم میں ہوں گے اور جو کچھ تم نے بیان کیا ہے اگر یہ درست ہے تو عنقریب وہ میرے قدموں کی اس جگہ کے بھی مالک ہوں گے اگر مجھے امید ہوتی کہ میں ان کی بارگاہ تک پہنچ جاؤں گا تو میں ضرور حاضری کا شرف حاصل کرتا اور ان کے مبارک قدموں کو دھوتا۔

﴿رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط﴾

(۵) بادشاہ قیصر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روانہ کیا ہوا خط منگوایا خط پڑھا گیا اس میں لکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ۔

یہ خط اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف سے شاہ قیصر کی طرف ہے۔

سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّىْ اَدْعُوْكَ بِدَاعِيَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ۔

سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ سلامتی سے رہو گے

وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْاَرِيْسِيِّيْنَ۔

اور اسلام قبول کرلو تو اللہ تعالیٰ تمہیں دُگنا اجر دے گا اگر تم اس بات سے پھرو گے تو رعایا کا وبال بھی تمہارے سر ہوگا۔

يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔

اے اہل کتاب! ایک ایسے کلمے کی طرف آجاؤ، جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے۔

اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔

اور وہ یہ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ (پ۳ ع۱۵ ال عمران ۶۴)

﴿ابوسفیان کو غلبۂ اسلام کا یقین﴾

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں　　اس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

(٦) ابوسفیان کہتے ہیں جب قیصر کی گفتگو ختم ہوئی تو اس کے اردگرد جو رومی سردار تھے ان کی آوازیں بلند ہوگئیں اور بڑا شور وغل ہونے لگا، میں نہیں سمجھ سکا کہ کیا بات ہے پھر ہم سب کو باہر جانے کا حکم ہوا۔
جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر آیا اور تنہائی ملی تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابو کبشہ کے بیٹے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا مرتبہ کتنا بلند ہو گیا ہے۔
اِنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ رومیوں کا بادشاہ بھی ان سے ڈرتا ہے۔
فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ۔
ابوسفیان کہتے ہیں اس دن سے میں ذلت محسوس کرنے لگا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دین عنقریب غالب ہو کر رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بھی اسلام کو داخل فرما دیا حالانکہ میں اس کو ناپسند کرتا تھا۔

حضرت زھری کہتے ہیں کہ بادشاہ قیصر نے روم کے سرداروں کو پھر اپنے گھر بلایا اس نے گھر کے تمام دروازوں کو بند کروا دیا اور کہا اے رومیو! اگر تمہیں فلاح ونجات کی آرزو ہے اور تمہاری یہ خواہش ہے کہ کامیابی ہمیشہ کے لیے تمہارا مقدر ہو جائے اور تمہارا ملک بھی ہمیشہ تمہارے پاس رہے تو ہدایت قبول کر لو اور مذہب اسلام میں داخل ہو جاؤ۔
بادشاہ کی بات کو سن کر وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی جانب بھاگنے لگے لیکن دروازے تو سب بند تھے اس لیے باہر نہ نکل سکے، بادشاہ نے کہا مجھ سے مت بھاگو، میرے قریب آؤ، میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم لوگ اپنے دین میں کتنے پکے ہو؟ مجھے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ تم سب اپنے مذہب میں مضبوط ہو، اس بات کو سن کر وہ سارے لوگ بادشاہ کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اور سب اس سے خوش ہو گئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۱۱، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْاِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسلام کی دعوت دینا، حدیث نمبر ۲۹۴۱۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۵۳، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا، حدیث نمبر ۴۵۵۳۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد امجد میں سے ایک کا نام ابو کبشہ تھا عربوں کی یہ عادت تھی جب کسی کی شان گھٹانا مقصود ہوتا تو اس کو جد نامعلوم کی طرف منسوب کیا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دادا محترم حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے ایک مشہور ومعروف شخص تھے لیکن ابوسفیان اس وقت دشمنوں کی طرف سے تھے اس لیے انھوں نے حضور کو ابو کبشہ کہا تھا۔

قیصر و کسریٰ کی کچھ تفصیل

قیصر روم کے بادشاہوں کا لقب ہے اور کسریٰ ایرانی بادشاہوں کا لقب ہے مذکورہ واقعہ جس بادشاہ کا ہے اس کا نام ہرقل تھا جو روم کا بڑا مشہور و معروف بادشاہ تھا اس کی شان و شوکت کا یہ عالم تھا کہ جب وہ چلتا تھا تو اس کے لیے راہ میں فرش بچھائے جاتے تھے اور اس پر پھول رکھے جاتے تھے۔

ہرقل مذہبا نصرانی تھا یہ دنیا کا پہلا بادشاہ ہے جس نے سب سے پہلے گرجا بنوایا تھا یہ اپنے دین کا بہت بڑا عالم تھا وہ اس بات کا یقین کر چکا تھا کہ مذہب اسلام ایک سچا مذہب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے برحق نبی ہیں لیکن بادشاہت کے لالچ میں اور اپنی رعایا کے ڈر سے مسلمان نہ ہوا اس کو یہ خوف تھا کہ اگر اس نے مذہب اسلام قبول کر لیا تو اس کا ملک اس کے ہاتھ سے چلا جائے گا اور روم کے لوگ اسے مار بھی ڈالیں گے لیکن اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خط کے ان جملوں پر غور و فکر کرتا جیسا کہ حضور نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ ''اسلام قبول کر لو تا کہ تم سلامت رہو'' اگر وہ اسلام قبول کر لیتا تو ہر ڈرنے والی چیز سے بے خوف ہو جاتا اور اس کی بادشاہت بھی تا دیر قائم رہتی۔

چونکہ ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط پا کر کا احترام بجالایا اور اس نے کوئی گستاخی نہ کی تو ایک طویل عرصے تک اس کی نسل میں حکومت قائم رہی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی عقیدت و احترام کو معلوم کر کے فرمایا ''اس نے اپنے ملک کو بچا لیا''۔

ہرقل نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُس خط کو سونے کی ڈبیا میں محفوظ کر دیا تھا اس وصیت کے ساتھ کہ ہمیشہ اس کا احترام کیا جائے جب تک یہ خط ہرقل کے خاندان کے قبضے میں رہی اس کے نسل کی سلطنت قائم رہی۔

ایران کے مغرور بادشاہ خسرو پرویز کے پاس جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خط پہنچا تو اس نے اس مکتوب گرامی کو پھاڑ ڈالا اور توہین کی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو تباہ کر دے'' (حدیث نمبر ٦٤) آپ کے اس قول کا نتیجہ یہ ہوا کہ عہد فاروقی میں کسریٰ کا پورا ملک اسلامی حکومت کی ماتحتی میں آ گیا اور دور عثمانی میں خاندانِ کسریٰ کا آخری بادشاہ یزدجرد مار ڈالا گیا۔ (ماخوذ از شارحین بخاری)

تمہارے منھ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی ۔۔۔ جو شب کو کہہ دیا دن تو رات ہو کے رہی

بیسواں باب

ایک عرب نے آدمی کا بول بالا کردیا　　خاک کے ذروں کو ہمدوشِ ثریا کردیا
خود نہ تھے جوراہ پر اوروں کے ہادی بن گئے　　کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی　　عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

فتح مکہ کے لیے روانگی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ فتح کرنے کے لیے رمضان شریف کے مہینے میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اس وقت آپ کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کیے ہوئے اس وقت تک ساڑھے آٹھ سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔

جب آپ مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے تو آپ سفر میں رمضان شریف کا روزہ رکھتے رہے اور مسلمان بھی آپ کے ساتھ برابر روزہ رکھتے رہے یہاں تک کہ جب آپ عسفان اور قُدَید کے درمیان کدید نامی چشمہ پر پہنچ گئے تو وہاں آپ نے روزہ افطار کیا اور صحابہ نے بھی آپ کے ساتھ افطار کیا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۱۱، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَۃِ الْفَتْحِ فِیْ رَمَضَانَ، فتح مکہ کے رمضان میں ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۴۲۷۶۔

حضور سواری پر

حضرت عبداللہ بن مُغَفَّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی (قصویٰ نامی) اونٹنی پر سوار تھے اونٹنی چل رہی تھی اور آپ سورہ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے آپ کا پڑھنا نرم آواز اور ترجیع کے ساتھ تھا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۵۱، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ کِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ، بَابُ التَّرْجِیْعِ، نرم آواز سے تلاوت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۰۴۷۔

فتح مکہ

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔ (پ۲۸ع۹االصف ۹)

(اللہ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد گرامی حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب فتح مکہ کے لیے نکلے تو اہل قریش کو حضور کی روانگی کا پتہ چل گیا پس ابوسفیان، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ صورت حال معلوم کرنے کے لیے باہر نکلے جب یہ لوگ چلتے چلتے **مرالظہران** کے مقام تک پہنچے تو دیکھا کہ وہاں اتنی کثرت سے آگ جلائی جارہی ہے جیسے عرفہ کے دن جلائی جاتی ہے۔

ابوسفیان نے کہا یہ کیا ہے؟ یہ تو عرفہ کے دن جیسی آگ معلوم ہوتی ہے بدیل بن ورقہ نے کہا یہ آگ قبیلہ بنی عمرو نے جلا رکھی ہوگی، ابوسفیان نے کہا بنی عمرو کی تعداد تو اس سے بہت کم ہے، اسی دوران انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محافظ دستوں نے دیکھ لیا اور انہیں گرفتار کرکے حضور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے ابوسفیان نے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کیا تو چونکہ وہ اسلام کی شان وشوکت اور اس کی اچھی تعلیمات سے متاثر ہو چکے تھے اور اسلام کے غالب ہونے کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کررہے تھے اس لیے حضور سے ملاقات کرنے کے بعد انہیں اسلام قبول کرنے میں دیر نہ لگی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس سے فرمایا کہ ابوسفیان کو لے جا کر ایسی جگہ کھڑا کرو جہاں سے گذرنے والے اسلامی لشکر کے ہر دستے کا مشاہدہ کرسکیں جب ابوسفیان کے سامنے سے ایک دستہ گذرا تو انہوں نے حضرت عباس سے پوچھا یہ کون سی جماعت ہے؟ جواب دیا یہ قبیلہ غفار کے لوگ ہیں، حضرت ابوسفیان کہنے لگے کہ میری قبیلہ غفار سے تو کوئی لڑائی نہ تھی (پھر یہ لوگ یہاں کیوں آئے ہیں؟)، پھر قبیلہ جہینہ کا گذر ہوا تو ایسے ہی کہنے لگے یہ قبیلہ جہینہ کے لوگ کیوں آئے ہیں؟ ان سے تو ہمارا کوئی جھگڑا نہ تھا؟ پھر قبیلہ سعد بن ہذیم اور اس کے بعد بنو سلیم کا لشکر گذرا تو اس کو دیکھ کر بھی ابوسفیان ایسے ہی کہنے لگے۔

اس کے بعد پھر ایک ایسے عظیم لشکر کا دستہ گذرا کہ اس سے پہلے ایسا کوئی دستہ نہیں گذرا تھا حضرت ابوسفیان نے پوچھا اے عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا یہ انصار ہیں اور ان کے امیر حضرت سعد بن عبادہ ہیں جن کے ہاتھ میں اسلامی جھنڈا ہے امیر لشکر حضرت سعد بن عبادہ جب ابوسفیان کے پاس سے گذرے تو کہنے لگے۔

اے ابوسفیان! اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ اَلْيَوْمَ تَسْتَحِلُّ الْكَعْبَةُ۔

آج کا دن قتل عام کا دن ہے آج تو کعبہ کی حرمت بھی حلال ہو جائے گی۔

حضرت ابوسفیان نے کہا اے عباس آج تو خوب تباہی کا دن آیا ہے۔

پھر ایک چھوٹا سا دستہ آیا جس میں خود رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے اور ان کے ساتھ مہاجرین کی جماعت تھی حضرت زبیر بن عوام نے اسلامی پرچم اٹھا رکھا تھا حضرت ابوسفیان نے حضور سے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ سعد بن عبادہ نے یہ کہا ہے کہ آج قتل عام کا دن ہے؟ آج کعبہ کی حرمت کے حلال ہونے کا دن ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سعد بن عبادہ نے غلط کہا ہے۔

وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةُ وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيْهِ الْكَعْبَةُ۔

لیکن آج تو اللہ تعالیٰ خانہ کعبہ کو عظمت عطا فرمائے گا اور آج کے دن تو خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجون کے مقام پر اسلامی پرچم نصب کرنے کا حکم فرمایا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۱۳، كِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ اَيْنَ رَكَزَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز جھنڈا کہاں نصب فرمایا، حدیث نمبر ۴۲۸۰۔

﴿تصویروں کو نکالنے کا حکم﴾

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔ (پ۴ ع۱/ال عمران ۹۶/۹۷)

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیئے مقرر ہوا، وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہ نما، اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ اور جو اس میں آئے امان میں ہو اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا	ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
میرِ حجاز اپنا سالارِ کارواں ہے	اس نام سے ہے باقی آرام ہمارا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ نے بیت اللہ کے اندر جانے سے انکار کر دیا کیونکہ اس میں معبودانِ باطلہ موجود تھے آپ نے ان سب کو نکالنے کا حکم صادر فرمایا لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تصویریں نکال دیں ان کے ہاتھوں میں پانسے کے تیر تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشرکین کو مار ڈالے سنو، قسم خدا کی، یہ جانتے ہیں کہ ان دونوں حضرات نے ان تیروں سے کبھی فال نہیں نکالی ہے اس کے بعد آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کے تمام گوشوں میں تکبیر پڑھی اور اس میں نماز نہیں پڑھی۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۱۸، كِتَابُ الْمَنَاسِكِ، بَابُ مَنْ كَبَّرَ فِیْ نَوَاحِی الْكَعْبَةِ، خانہ کعبہ کے اطراف میں تکبیر پڑھنے کا بیان حدیث نمبر ۱۶۰۱۔

﴿تطہیرِ کعبہ﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو اس وقت خانہ کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے آپ ان بتوں کو اپنی چھڑی مارتے جارہے تھے اور یہ فرمارہے تھے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (پ۱۶ع۹ربنی اسرائیل۸۱)

حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔

جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ۔ (پ۲۲ع۱۲رسبا۴۹)

حق آگیا اور باطل نہ اب نئے سرے سے کھڑا ہوگا اور نہ ہی لوٹ کر آئے گا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۱۲، كِتَابُ الْمَغَازِي ،بَابُ اَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ ،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز جھنڈا کہاں نصب فرمایا؟، حدیث نمبر ۴۲۸۷۔

﴿درِ کعبہ مسلمانوں کے لیے کھل گیا﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ کی بالائی جانب سے داخل ہوئے حضور اپنی سواری کے پیچھے حضرت اسامہ بن زید کو بٹھائے ہوئے تھے۔

حضرت بلال اور کلید بردار (خانہ کعبہ کی کنجی رکھنے والے) جناب عثمان بن طلحہ بھی حضور کے ہمراہ تھے حضور مسجد میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کی کنجیاں لانے کا حکم فرمایا پھر خانہ کعبہ کھولا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے ،حضرت اسامہ، حضرت بلال اور عثمان بن طلحہ بھی حضور کے ساتھ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے ،عثمان بن طلحہ نے کعبہ کا دروازہ بند کردیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافی دیر تک خانہ کعبہ کے اندر رہے جب حضور باہر تشریف لائے تو لوگ آپ کی جانب بڑھے اور حضور کی خدمت میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن عمر گئے انھوں نے حضرت بلال سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعبہ کے اندر کیا کیا؟ اور کس جگہ نماز پڑھی؟ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مقام کی طرف اشارہ کیا جہاں حضور نے نماز پڑھی تھی وہ اس طرح کہ حضور نے خانہ کعبہ کے ایک ستون کو اپنی داہنی جانب کیا اور تین ستون کو اپنے پیچھے کیا پھر آپ نے نماز پڑھی اور اس وقت کعبہ میں چھ ستون تھے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۷۱، كِتَابُ الصَّلٰوةِ ،بَابُ الصَّلٰوةِ بَيْنَ السَّوَارِيْ فِيْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ ،ستونوں کے درمیان تنہا نماز پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۰۴۔

﴿حضور کا انکسار﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سقایہ کے پاس آئے اور پینے کے لیے آب زم زم مانگا حضرت عباس نے کہا اے فضل! اپنی ماں کے پاس جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شربت لے کر آؤ حضور نے فرمایا نہیں مجھے یہی پانی پلاؤ، حضرت عباس نے عرض کیا۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّھُمْ یَجْعَلُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِیْہِ۔ یارسول اللہ! اس میں لوگ اپنا ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔

حضور نے فرمایا مجھے یہی پانی پلاؤ آپ نے اسی کو پیا پھر آپ آب زم زم کے پاس آئے اور حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آل اولاد کو آب زم زم کے کنواں سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو آب زم زم پلاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم لوگ اپنے اس کام کو جاری رکھو تمہارا یہ کام بہت اچھا ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۲۱، کِتَابُ الْمَنَاسِکِ، بَابُ سِقَایَۃِ الْحَاجِ، حاجیوں کو پانی پلانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۶۳۵۔

﴿فتح مکہ کے بعد حضور کا خطبہ﴾

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (پ۶ ع۵ر المائدہ ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر مکہ کو فتح فرما دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

''اللہ تعالیٰ نے مکہ سے فیل کو روکا ہے اور اس شہر پر اپنے رسول اور مسلمانوں کو قبضہ دیا ہے، مکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے کبھی حلال نہیں کیا گیا، میرے لیے بھی صرف دن میں تھوڑی دیر کے لیے حلال کیا گیا اور میرے بعد پھر کبھی کسی کے لیے حلال نہ ہوگا، اس کے شکار کو بھڑکایا نہ جائے، خار دار درختوں کو صاف نہ کیا جائے اور اس میں گری پڑی چیز کو نہ اٹھایا جائے مگر وہی اٹھائے جو اس کے مالک کو تلاش کر کے اس کو پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو۔ جس کا کوئی آدمی قتل کیا جائے اس کو دو باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار رہے یا تو فدیہ لے یا قصاص لے'' حضرت عباس نے عرض کیا یارسول اللہ! اذخر کو ہم اپنی قبروں اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذخر جو ایک قسم کی گھاس ہے اس کو کاٹنے کی اجازت دے دی، یمنی باشندہ حضرت ابو شاہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! آپ اپنا یہ خطبہ میرے لیے تحریر فرما دیں؟ تو حضور کے حکم کے مطابق آپ کو لکھ کر دے دیا گیا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۲۸، کِتَابُ اللُّقْطَۃِ، بَابُ کَیْفَ تُعَرَّفُ لُقْطَۃُ اَھْلِ مَکَّۃَ، اہل مکہ کے لقطہ کی تشہیر کا بیان، حدیث نمبر ۲۴۳۴۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صاحب اختیار ہونے کا ثبوت فراہم ہوا کہ آپ نے پہلے حرم پاک کے گھاس کو کاٹنے کو حرام فرمایا پھر گذارش کرنے پر اذخر نامی گھاس کو کاٹنے کی اجازت دے دی۔

﴿دورانِ خطاب صحابہ کا ادب واحترام﴾

میں نثار تیرے کلام پر، ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منھ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار تھے ایک صحابی (حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اونٹ کی نکیل تھامے ہوئے تھے حضور نے فرمایا آج کون سا دن ہے؟

ہم سب خاموش رہے یہاں تک کہ ہم لوگوں نے یہ گمان کیا کہ آپ اس دن کا کوئی اور نام بتائیں گے۔

پھر آپ نے خود فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔

حضور نے پھر دریافت فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم لوگ پھر خاموش رہے یہاں تک کہ ہمیں یہ خیال ہوا کہ آپ اس ماہ کا کوئی دوسرا نام بتائیں گے لیکن حضور نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا جی ہاں۔

اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے خون، مال اور آبرو آپس میں تمہارے لیے ایسے ہی حرام ہیں جیسے آج کے دن اس ماہ میں اور اس شہر میں (خون ریزی اور لوٹ مار) حرام ہیں جو یہاں موجود ہیں وہ انہیں بتادیں جو یہاں نہیں ہیں شاید وہ (غیر حاضر لوگ) ان باتوں کو زیادہ یاد رکھیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۶، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول کا بیان کہ پہنچانے والے سے زیادہ سننے والا قول کو زیادہ یاد رکھے، حدیث نمبر ۶۷۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خطبہ کے دوران کثیر تعداد میں صحابہ موجود ہیں اور آپ کا خطبہ سن رہے ہیں حضور سوال فرمارہے ہیں، دن کون سا ہے؟ مہینہ کیا ہے؟ لیکن جواب معلوم ہونے کے باوجود ادب و احترام کے سبب صحابہ خاموش ہیں۔

فائدہ: اس روایت سے صحابہ کا عقیدہ بھی معلوم ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صاحب اختیار رسول مانتے تھے کہ آپ جو چاہیں حکم فرمائیں جبھی تو صحابی کہہ رہے ہیں کہ ''یہاں تک کہ ہمیں یہ گمان ہوا کہ آپ اس ماہ کا کوئی دوسرا نام بتائیں گے''۔

فائدہ: قرآن پاک کی طرح حدیث رسول کو بھی دوسروں تک پہنچانے کا حکم ہے جیسا کہ حضور کے اس فرمان سے معلوم ہوا'' لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ '' حاضر افراد غیر حاضر لوگوں تک ان باتوں کو پہنچادے۔

فائدہ: اس روایت سے حضور کے عالم غیب ہونے کا بھی واضح اشارہ ملتا ہے کہ آپ نے فرمایا ''موجود نہ ہونے والے لوگ میرے فرمان کو زیادہ یاد رکھیں گے'' تو اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ احادیث رسول پر پہلے کے بہ نسبت اب زیادہ کام ہوا ہے، ہورہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کا سلسلہ جاری بھی رہے گا۔

﴿فتح مکہ کے اثرات﴾

کسر باقی نہ رکھی بزمِ امکاں جگمگانے میں عرب میں چاند نکلا چاندنی پھیلی زمانے میں
حرا کے غار سے شمعِ نبوت کی کرن پھوٹی اجالا ہی اجالا ہوگیا ہر سو زمانے میں

حضرت ایوب سختیانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کیا اور ان سے یہ پوچھا کہ آپ نے مذہب اسلام کب اور کیسے قبول کیا؟ تو انھوں نے یہ بتایا کہ ہم لوگ ایک ایسے چشمے کے پاس رہا کرتے تھے جو لوگوں کی گذرگاہ تھی جب ہمارے پاس سے قافلے والے گذرتے تو ہم ان سے لوگوں کے حال چال پوچھا کرتے اور خاص کر یہ دریافت کرتے کہ اُن کا کیا حال ہے جنھوں نے رسالت کا دعویٰ کیا ہے؟ اور جو یہ کہتے ہیں کہ اُن پر وحی آتی ہے؟

فَكُنْتُ اَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامُ جب میں ان سے وحی کے کلام کو سنتا تو اسے زبانی یاد کرلیتا تھا۔

اہلِ عرب اسلام قبول کرنے کے متعلق واضح فتح کے منتظر تھے وہ کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کو اور ان کی قوم کفارِ قریش کو آپس میں نمٹ لینے دو اگر مسلمان اپنی قوم پر غالب آگئے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ سچے نبی ہیں اور جب شہر مکہ فتح ہوگیا تو اب ہر قوم اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانا چاہتی تھی۔

میرے والد محترم بھی یہی چاہتے تھے کہ ان کی قوم بھی جلد سے جلد مسلمان ہوجائے اس لیے جب وہ مسلمان بن کر لوٹے تو لوگوں سے کہنے لگے۔

قسم خدا کی، میں ایک سچے نبی سے ملاقات کرکے آرہا ہوں وہ فلاں فلاں وقت میں نماز پڑھتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی اذان دیتا ہے اور جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ امامت کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

ہماری قوم کے لوگوں نے جب نماز پڑھنے کے طریقے کو ملاحظہ کیا تو انھوں بھی اسلام قبول کرلیا اور چونکہ مجھے سب سے زیادہ قرآن پاک یاد تھا اس لیے ان لوگوں نے مجھے اپنا امام بنالیا، مجھ کو قرآن پاک اوروں سے زیادہ یاد ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب میں قافلے والوں سے کلام الٰہی سنا کرتا تھا تو اسے یاد کرلیا کرتا تھا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۱۵، كِتَابُ الْمَغَازِىْ ،بَابُ مَنْ شَهِدَ الْفَتْحَ ،حدیث نمبر ۴۳۰۲۔

ایک انوکھا ایک عجوبہ ایک نرالا انقلاب مذہبِ اسلام کی صورت میں آیا انقلاب

اکیسواں باب

حضور کا وصال اقدس

وصال کا پیغام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے اکثر اپنے نزدیک بدری صحابہ کے ساتھ بٹھایا کرتے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن کہا آپ اس نوجوان کو ہمارے برابر کیوں بٹھاتے ہیں، ہمارے لڑکے بھی تو ابن عباس جیسے ہیں پھر خاص کر آپ انہیں کو اپنے قریب کیوں بٹھاتے ہیں؟ حضرت عمر نے فرمایا چونکہ ابن عباس علم کی دولت سے مالا مال ہیں اور یہ اُن حضرات کی صف میں شامل ہیں جنہیں آپ اہل علم شمار کرتے ہیں اس لیے میں ان کو اپنے قریب رکھتا ہوں، ایک دن حضرت عمر نے ان نوجوانوں کے ساتھ مجھے بھی بلایا میں تو یہی سمجھ سکا کہ آج مجھے اس لیے بلایا گیا کہ وہ سب میرے علم کا جلوہ دیکھیں، حضرت عمر نے ہم سے فرمایا۔ **اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔**

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔

اس سورت کے متعلق آپ لوگوں کا کیا خیال ہے؟ ان میں سے بعض نے کہا کہ اس سورت میں ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے اور مغفرت چاہنے کا حکم دیا گیا ہے، کچھ لوگوں نے کہا ہمیں کچھ معلوم نہیں، بعض حضرات ایسے بھی تھے جنھوں نے کچھ کہا ہی نہیں پھر آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابن عباس! کیا تم بھی ایسا ہی کہتے ہو جیسا کہ ان لوگوں نے کہا ہے؟ میں نے کہا نہیں حضرت عمر فاروق نے مجھ سے فرمایا اے عباس! تم کیا کہتے ہو؟

قُلْتُ هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلَمَهٗ لَهٗ۔

میں نے کہا اس سورہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے **وصال** کا پیغام ہے اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان کے آخری وقت سے آگاہ فرمایا ہے۔ **اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔** جب اللہ کی مدد آئی اور فتح، یعنی فتح مکہ تو یہی فتح آپ کے وصال کی علامت ہے۔ **فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔** (پ۳۰ع۲۵)

تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو، بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس آیت کا جو مطلب میں جانتا ہوں تم بھی وہی جانتے ہو یا یہ فرمایا کہ جو کچھ تم جانتے ہو میں بھی اس سے زیادہ نہیں جانتا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۴۳، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ، حدیث نمبر ۴۹۷۰۔

آخری وحی تفسیر کی روشنی میں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری سورت ،سورہ النصر ، ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سورت حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں ایام تشریق کے دنوں میں اس وقت نازل ہوئی جبکہ سارا جزیرۂ عرب اسلام قبول کر چکا تھا اور ہادیٔ برحق اللہ کے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قصویٰ نامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے اس وقت یہ سورہ لے کر حضرت جبریل امین حاضر خدمت ہوئے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔

جب اللہ کی مدد اور فتح آئے ،اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں مسلمانوں کو قریہ قریہ،شہر شہر،ملک ملک فتح ہونے کی بشارت دی ہے اور جنگ بدر سے لے کر فتح مکہ تک جو تائیدایزدی اور نصرت الٰہی شامل رہی ہے اس کا بھی تذکرہ فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی مدد تھی کہ جس کے سبب لوگ جوق در جوق ،جماعت در جماعت ،قبیلہ در قبیلہ،قریہ قریہ،شہر شہر،اور ملک ملک اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور جو باقی ہیں وہ اسلام قبول کر رہے ہیں جبکہ پہلے صرف ایک ایک یا دو دو آدمی مسلمان ہو رہے تھے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا۔ (پ۳۰ع۲۵)

تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے یہ استغفار پڑھا کرتے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔

کثرت استغفار کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کے لیے استغفار کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ سلم کی سنت بن جائے اور کوئی آدمی اپنے رب سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرنے میں تذبذب محسوس نہ کرے۔

اس کے ساتھ ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے گناہوں کی مغفرت اور بخشش طلب کریں تا کہ امت کی بخشش کا سامان ہو۔

وَصَلِّ عَلَیْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔(پارہ۱۱التوبہ۱۰۳)

اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

اس سورہ کا ایک نام التودیع بھی ہے یعنی اسے الوداعی سورہ کہا جاتا ہے اس سورت میں اس بات کا اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے فرائض نبوت کو بحسن وخوبی انجام دینے کے بعد اب اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں اور اپنے جاں نثار غلاموں کو الوداع کہنے والے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس سورہ کو سنا تو آپ رو پڑے اور فرمایا "یہ حصول کمال دلیل زوال ہے"۔

حضرت عمر فاروق کی نگاہ فراست نے محسوس کرلیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد و بعثت کا مقصد پورا ہو چکا ہے حضور اب ہمارے درمیان زیادہ دنوں تک نہیں رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا، اس سورہ کے نازل ہونے کے دو سال کے بعد ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

الکشف والبیان ،از ثعلبی ۴۲۷/۱۰، الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن ،از ثعالبی ۵/ ۸۷، خزائن العرفان ،ضیاء القرآن ۔

فائدہ: سورہ نصر کو سورہ فتح بھی کہتے ہیں لیکن سورہ النصر ہی زیادہ مشہور ہے جو سورہ کی پہلی آیت سے ماخوذ ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ سورت فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوئی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

﴿ دنیا یا آخرت کو پسند کرنے کا اختیار ﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تو اس بندے نے آخرت کو پسند کرلیا حضور کی اس بات کو سن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے۔

فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَا یُبْکِیْ هٰذَا الشَّیْخَ ؟ میں نے اپنے دل میں سوچا اس بوڑھے شیخ کو کس چیز نے رُلایا یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دے دیا اور اس بندے نے آخرت پسند کرلی تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟

بعد میں یہ معاملہ سمجھ میں آیا کہ اس بندے سے مراد خود رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات تھی۔

وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا اور حضرت ابو بکر صدیق ہم لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''بے شک اپنی صحبت اور اپنے مال کے اعتبار سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان ابو بکر صدیق کا ہے''۔

وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا مِنْ اُمَّتِیْ لَاتَّخَذْتُ اَبَابَکْرٍ ۔

اگر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً وہ ابو بکر صدیق ہوتے۔

لیکن دوستی اور اسلامی اخوت کا رشتہ موجود ہے اب آئندہ سے ابو بکر کے دروازہ کے سوا مسجد میں کسی کا دروازہ کھلا نہ رکھا جائے۔

بخاری شریف جلد اول ،صفحہ ۶۶، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ ،بَابُ الْخَوْخَۃِ وَالْمَمَرِّ فِی الْمَسْجِدِ مسجد میں کھڑکی اور گذرگاہ رکھنے کا بیان ،حدیث نمبر ۴۶۶

بخاری شریف جلد اول ،صفحہ ۵۱۶، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ ،بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُدُّوا الْاَبْوَابَ ،حدیث نمبر ۳۶۵۴۔

﴿حضور نے آخرت کو پسند فرمایا﴾

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْكَانُوْيَعْلَمُوْنَ ۔ (پ۲۰ع۲۴/العنکبوت۶۴)

بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے کیا اچھا تھا اگر جانتے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تندرستی کی حالت میں یہ فرمایا کہ اللہ کے کسی نبی کا اس وقت تک وصال نہیں ہوتا جب تک کہ انہیں جنت میں اُن کا مقام دکھا نہ دیا جائے اور دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار نہ دے دیا جائے پھر چاہے وہ دنیا کو پسند کریں یا آخرت کو پسند کریں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیمار ہوئے تو میں نے آپ کو مرض وصال میں یہ فرماتے ہوئے سنا۔

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا

جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا اچھے ساتھی ہیں۔(پ۵ ع۶/النساء۶۹)

جس سے میں یہ سمجھ گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کو پسند کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور آپ نے آخرت کو پسند فرمالیا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۳۹، كِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض اور وفات کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۳۵۔

﴿بیس دن کا اعتکاف﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال رمضان شریف میں قرآن کریم کا دور کیا کرتے لیکن جس سال آپ کا وصال ہوا اس سال آپ نے دو مرتبہ قرآن پاک کا دور کیا اور ہر سال آپ دس دن کا اعتکاف کرتے لیکن وصال کے سال میں بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ زہرا نے مجھے یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے سرگوشی کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ ہر سال حضرت جبرئیل امین میرے ساتھ ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال دو مرتبہ قرآن پاک کا دور کیا ہے جس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے وصال کا وقت قریب آگیا ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۲، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۲۳، ۳۶۲۴۔

بخار

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علالت کے دوران آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت حضور کو بہت سخت بخار چڑھا ہوا تھا میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو تو بہت سخت بخار چڑھا ہوا ہے حضور نے فرمایا ہاں، مجھے اتنا بخار چڑھا ہوا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو چڑھتا ہے، میں نے عرض کیا یہ شاید اس وجہ سے ہے کہ آپ کے لیے دوگنا اجر وثواب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہے لیکن:

مَامِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ اَذًى اِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تُحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ۔

لیکن مسلمانوں کا بھی یہ حال ہے کہ جب ان میں سے کسی کو تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو جھاڑ دیتا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۴۳، کِتَابُ الْمَرْضٰی، بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ، شدت مرض کا بیان، حدیث نمبر ۵۶۴۷۔

دلی خواہش

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مرض وصال میں دریافت فرمایا کرتے کل میں کس کے پاس رہوں گا؟ کل میں کس کے پاس رہوں گا؟

اس لیے آپ کی ازواج مطہرات نے اس بات کی اجازت دے دی کہ آپ جس کے پاس چاہیں قیام کر سکتے ہیں چنانچہ آپ نے وفات تک ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر قیام کیا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۸۵، کِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ اِذَا اسْتَاْذَنَ الرَّجُلُ نِسَاءَهُ، حدیث نمبر ۵۲۱۷۔

معوذات پڑھ کر دم کرنا

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذات یعنی چاروں قُلْ پڑھ کر دم کیا کرتے اور اپنے ہاتھوں پر دم کر کے پورے جسم پر ملتے جب آپ مرض وصال میں مبتلا ہوئے تو میں معوذات پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دم کیا کرتی۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۳۹، کِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهٖ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض اور وفات کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۳۹۔

انصار کی بے قراری

رُخِ مہر و ماہ میں جلوہ گر، ترا عکسِ حسن و جمال ہے مرے ذہن و فکر کی روشنی، تری یاد تیرا خیال ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گذرے تو انھیں روتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ آپ لوگ کس بات پر رو رہے ہیں؟

ان لوگوں نے کہا کہ ہم کو اپنی مجلسوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور تشریف فرما ہونا یاد آرہا ہے۔

دونوں حضرات جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انصاریوں کے جذبات سے آگاہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس صورت حال کو جاننے کے بعد باہر تشریف لائے اس حال میں کہ آپ نے اپنی چادر مبارک کا ایک سرا اپنے سر پر پٹی کی طرح باندھ رکھا تھا، آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور منبر پر حضور کا یہ آخری بیٹھنا تھا، حمد و صلوٰۃ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمھیں انصار کے بارے میں اچھے سلوک کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ معدہ کی تھیلی کے مانند میرے محرم راز ہیں ان پر جو واجب تھا اسے وہ ادا کر چکے ہیں اور ان کا حق باقی ہے۔

فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ یَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِیْئِهِمْ۔

اس لیے ان کے نیک لوگوں کی اچھائیوں اور نیکیوں کو قبول کرنا اور جو ان میں قصور وار ہوں ان سے درگذر کرنا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۳۶، کتاب المناقب، باب قول النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اقبلوا من محسنہم وتجاوزوا عن مسیئہم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول کا بیان کہ انصار کی نیکیاں قبول کرو اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرو، حدیث نمبر ۳۷۹۹، حدیث نمبر ۳۸۰۰۔

مصلیٰ امامت پر کون؟

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور حضور کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ نے کہا وہ بہت نرم دل انسان ہیں جب حضور کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر وہی بات دہرائی تو آپ نے پھر فرمایا، ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کو گھیرنے والی عورتیں ہو، اب حضرت ابوبکر کے پاس حضور کا قاصد آیا اور حضرت صدیق اکبر نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات میں نماز پڑھائی۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۹۳، کتاب الاذان، باب اھل العلم والفضل احق بالامامۃ، علم و فضل والے امامت کرنے کے زیادہ مستحق ہیں، حدیث نمبر ۶۷۸

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور نے صدیق اکبر کو امام بنا کر گویا ان کے خلیفہ اول ہونے کا اشارہ فرما دیا

﴿غشی کی حالت میں نماز کی خواہش﴾

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور کہا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض کے حالات سے آگاہ کیوں نہیں فرماتیں؟

ام المومنین سیدہ عائشہ نے فرمایا اچھا سنو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا۔ **اَصَلَّى النَّاسُ ؟ قُلْنَا لَاهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ۔**

کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے عرض کیا نہیں، صحابہ آپ کے منتظر ہیں۔

حضور نے فرمایا میرے لیے طشت میں پانی رکھ دو، ہم نے طشت میں پانی رکھ دیا آپ نے غسل کیا اور پھر کھڑا ہونا چاہا مگر آپ پر غشی طاری ہوگئی جب ہوش ہوا تو حضور نے (دوسری مرتبہ) پھر فرمایا۔

کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! صحابہ آپ کے منتظر ہیں، حضور نے فرمایا میرے لیے طشت میں پانی رکھ دو، ہم نے ایسا ہی کیا حضور نے غسل کیا پھر کھڑا ہونا چاہا مگر آپ بیہوش ہو گئے۔

جب افاقہ ہوا تو آپ نے پھر یہی پوچھا کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ! وہ سب آپ کے انتظار میں ہیں۔ حضور نے (تیسری مرتبہ) فرمایا **ضَعُوْا لِيْ مَاءً فِي الْمِخْضَبِ** میرے لیے طشت میں پانی رکھو۔

ہم نے پانی رکھ دیا حضور اٹھ بیٹھے غسل کیا اور نماز کے لیے جانا چاہا لیکن پھر آپ پر غشی طاری ہوگئی جب بے ہوشی سے افاقہ ہوا تو آپ نے (چوتھی مرتبہ) دریافت فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ! سب آپ کے منتظر ہیں اور اس وقت لوگ عشاء کی نماز کے لیے مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے آخر کار آپ نے حضرت صدیق اکبر کو کہلا بھیجا کہ وہ نماز پڑھائیں، قاصد نے جا کر حضرت صدیق اکبر سے کہا۔ **اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ۔**

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔

چونکہ حضرت ابوبکر صدیق بہت نرم دل آدمی تھے اس لیے انہوں نے حضرت عمر سے فرمایا تم لوگوں کو نماز پڑھا دو

فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ۔

حضرت عمر نے فرمایا اے ابوبکر! آپ امامت کے زیادہ مستحق ہیں اس لیے آپ ہی نماز پڑھائیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور کے بیماری کے دنوں میں نماز پڑھائی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۹۵، کتاب الاذان، باب اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، امام اسی لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، حدیث نمبر ۶۸۷

فائدہ: مذکورہ حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بنا کر گویا ان کے خلیفہ اول ہونے کا اشارہ فرما دیا۔

﴿جلوۂ مصطفیٰ دیکھتے رہ گئے﴾

تیرے حسن پر ہے میری نظر، مجھے صبح وشام کی کیا خبر میری شام ہے تیری جستجو، میری صبح تیرا جمال ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مسلمان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے دوشنبہ کے دن فجر کی نماز پڑھ رہے تھے تو یہ دیکھ کر چونک اٹھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھا کر مسلمانوں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں اور انہیں دیکھ کر مسکراتے ہوئے ہنس رہے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق پیچھے ہٹنے لگے تا کہ پہلی صف میں چلے جائیں انہوں نے یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَفْتَتِنُوا فِيْ صَلٰوتِهِم فَرْحًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آنے کی خوشی میں قریب تھا کہ لوگ اپنی نماز توڑ بیٹھتے

فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے انہیں اپنی نماز پوری کرنے کا اشارہ کیا۔

ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَ اَرْخَى السِّتْرَ۔ پھر آپ حجرے میں داخل ہوئے اور پردہ گرالیا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۴۰، کِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض اور وفات کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۴۸۔

فائدہ: صحابہ جلوۂ مصطفیٰ دیکھتے رہے اور ان کی نماز نہ ٹوٹی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم فرماتے اس سے یہ معلوم ہوا کہ جب حضور کا سراپا دیکھنے میں مستغرق رہنے سے صحابہ کی نماز فاسد نہ ہوئی تو نماز میں حضور کا خیال آنے سے بدرجہ اولیٰ نماز فاسد نہیں ہوگی۔ **فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ۔**

وہ عبادت جس میں حبِّ مصطفیٰ شامل نہیں یہ وہ کشتی ہے کہ جس کا ناخدا کوئی نہیں

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا وَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور سب سے زیادہ خوش اخلاق تھے نہ تو بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ ہی زیادہ ناٹے تھے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۵۰۲، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ شریف کا بیان۔

حضور کا روئے انور

سر تا بقدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول | لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
دندان ولب و زلف و رخ شہ کے فدائی | ہیں درِّ عدن لعل یمن مشکِ ختن پھول

حضرت عبداللہ بن کعب کہتے ہیں کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے یہ سنا اس وقت جب کہ وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے، فرماتے ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کیا تو اس وقت حضور کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ انور اتنا چمک جاتا اور ایسا معلوم ہوتا۔ حَتّٰی کَاَنَّہٗ قِطْعَۃُ قَمَرٍ وَکُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ مِنْہُ۔
گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور اسی سے ہم آپ کی خوشی کا اندازہ لگا لیتے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۱، کِتَابُ الْمَنَاقِب،بَابُ صِفَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۵۶۔

رخِ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا کوئی بھی آئینہ | نہ ہماری بزمِ خیال میں، نہ دکانِ آئینہ ساز میں

مسواک کی خواہش

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں بے شک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال میرے گھر میں، میری باری میں، میرے سینے اور میرے گلے کے درمیان ہوا اور اللہ تعالیٰ نے میرے اور اُن کے لعاب کو جمع فرما دیا وہ اس طرح کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے تو اسی درمیان حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے پاس اندر آئے اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی میں نے حضور کو دیکھا کہ وہ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

مجھے معلوم تھا کہ آپ مسواک پسند فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے لیے مسواک لے لوں؟ تو آپ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں لے لو، میں نے حضرت عبدالرحمٰن سے مسواک لیا اور حضور کو دے دیا لیکن وہ حضور سے چبھ نہ سکی تو میں نے کہا کیا میں آپ کے لیے اسے نرم کر دوں؟ تو آپ نے سر کے اشارے سے ہاں فرمایا، میں نے اس مسواک کو نرم کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنے منھ میں پھیرا حضور کے سامنے ایک بڑے پیالے میں پانی رکھا ہوا تھا آپ اپنے ہاتھوں کو پانی میں ڈالتے پھر چہرہ پر ملتے اور فرماتے۔
لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک موت کے لیے سختیاں ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۳۸، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ مَرَضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِہٖ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض اور وفات کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۴۹۔

سیدہ فاطمہ زہرا کی آمد

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض بڑھ گیا اور غشی طاری ہونے لگی تو حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ہائے میرے ابا کی تکلیف، تو حضور نے فرمایا آج کے بعد تمہارے ابا کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۴۱، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ مَرَضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِہٖ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض اور وفات کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۶۲۔

رفیق اعلیٰ

انبیا کو بھی اَجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اُسی آن کے بعد اُن کی حیات مثلِ سابق وہی جسمانی ہے

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب وصال کا وقت قریب آیا تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سر مبارک میرے زانو پر تھا آپ پر غشی طاری ہوگئی تھی پھر جب افاقہ ہوا تو آپ نے اپنی نگاہیں گھر کی چھت کی جانب فرمالیں اور فرمایا اے اللہ! رفیق اعلیٰ میں، یہاں تک کہ روح قبض کرلی گئی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری کلام یہی ہے:

اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى اے اللہ! رفیق اعلیٰ۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۴۱، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ مَرَضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِہٖ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض اور وفات کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۶۳۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلایا اور آپ نے اس کا بلاوا قبول فرمالیا جنت الفردوس آپ کی قیام گاہ ہے ابا حضور! میں حضرت جبریئل امین کو آپ کے وصال کی خبر دیتی ہوں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تدفین ہوچکی تو سیدہ فاطمہ زہرا نے مجھ سے کہا اے انس! اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تمہیں مٹی ڈالنا کیسے گوارہ ہوا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۴۱، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ مَرَضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِہٖ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض اور وفات کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۶۲۔

یارسول اللہ ترے در کی فضاؤں کو سلام گنبدِ خضریٰ کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
شہرِ بطحا کے در و دیوار پہ لاکھوں سلام زیرِ سایہ رہنے والوں کی صداؤں کو سلام

﴿حیاتُ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾

حضرت ابن حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں جب میں اس حکم کو لے کر لوٹا اور روانگی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا تو انھوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟

میں نے کہا روزانہ پچاس وقت کی نمازیں، حضرت موسیٰ نے فرمایا آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت روزانہ پچاس وقت کی نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

میں واپس لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک حصہ کم کر دیا جب میں حضرت موسیٰ کے پاس پہنچا تو میں نے انھیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے نماز کا کچھ حصہ کم کر دیا ہے، انھوں نے پھر فرمایا آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اس مقدار کی بھی طاقت نہیں رکھتی، میں پھر واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نماز کا کچھ حصہ کم کر دیا۔

جب میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو آپ نے پھر یہی کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی تو میں واپس ہوا اور ایسا کئی مرتبہ ہوا اور نماز کی تعداد کم ہوتی رہی، رب العالمین نے فرمایا۔

ظاہر میں یہ پانچ نمازیں ہیں لیکن حقیقت میں پچاس ہیں میری باتیں بدلتی نہیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱، کِتَابُ الصَّلٰوۃ بَابُ کَیْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ فِی الْاِسْرَاءِ معراج میں نماز کیسے فرض ہوئی، حدیث نمبر ۳۴۹۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۹، کِتَابُ مَنَاقِبِ الْاَنْصَارِ، بَابُ حَدِیْثِ الْاِسْرَاءِ معراج کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۸۷۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کا وصال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہوا شب معراج حضور سے ان کی ملاقات ہو رہی ہے اس سے حیات انبیا کا واضح اشارہ ملتا ہے قرآن پاک سے بھی اسی عقیدے کی تعلیم اور وضاحت فراہم ہوتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (پارہ ۲، سورہ البقرہ ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمھیں خبر نہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (پارہ ۴، سورہ آل عمران ۱۶۸)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں

یہ دونوں آیتیں شہیدوں کی حیات پر دلالت کر رہی ہیں جب شہید زندہ ہیں تو نبی جن کا مقام شہیدوں سے بھی ارفع و اعلیٰ ہے ان کی حیات میں شبہ کیسے کیا جا سکتا؟ یہ اور بات ہے کہ ان کی زندگی کیسی ہے؟

ہمیں اس کا شعور نہیں " تا نہ بخشد خدائے بخشندہ " اہل نظر اور صاحب بصیرت اس کا بھی مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

جنتی باغ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَابَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ۔

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

بخاری شریف رجلد اول رصفحہ ۲۵۳، کِتَابُ الْمَدِیْنَۃِ، بَابُ کَرَاھِیَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُعْرَی الْمَدِیْنَۃُ ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ پسند نہیں تھا کہ مدینہ ویران ہو، حدیث نمبر ۱۸۸۸۔

وصال کے وقت کا لباس

عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ کِسَاءً وَّاِزَارًا غَلِیْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَیْنِ۔ حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین سیدہ عائشہ نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ انہیں دونوں کپڑوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۶۵ کِتَابُ اللِّبَاسِ بَابُ الْاَکْسِیَۃِ وَالْخَمَائِصِ، حدیث نمبر ۵۸۱۸۔

تدفین کے کپڑے : ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئی تو انھوں نے پوچھا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں دفنایا تھا؟ میں نے انہیں بتایا کہ بغیر دھلے ہوئے تین کپڑوں میں، جس میں نہ تو قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا پھر انھوں نے پوچھا حضور کا وصال کس دن ہوا تھا؟ میں نے بتایا دوشنبہ کے دن۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۶، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَوْتِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ، دوشنبہ کے دن موت آنا، حدیث نمبر ۱۳۸۷۔

دنیا میں مدت قیام

صدیوں کے بعد بھی وہ جو مدھم ہوا نہیں — ایسا کوئی چراغ تو اب تک جلا نہیں
صبح ازل انہیں سے انہیں سے ابد کی شام — میرے رسول جیسا کوئی دوسرا نہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر وصال کے قریب مسلسل وحی بھیجنی شروع کی، پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ، پھر اس کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر شریف چالیس سال تھی اس کے بعد آپ تیرہ سال مکہ مکرمہ میں رہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب ہجرت کا حکم دیا گیا تو آپ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے اور مدینہ منورہ میں آپ نے دس سال تک قیام فرمایا پھر اس کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۴۳، بَابُ بُنْیَانِ الْکَعْبَۃِ بَابُ مَبْعَثِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۵۱۔

حضور نے مال واسباب کیا چھوڑا؟

ترے حسن و عمل سے اپنی قسمت کو سنوارے گی
نہ بھولے گی کبھی دنیا ترے کردار کی خوشبو

حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ درہم ، نہ دینار چھوڑا ، نہ غلام اور باندی چھوڑا سوائے ایک سفید خچر کے جس پر آپ سوار ہوا کرتے تھے اور آپ کچھ ہتھیار اور کچھ ایسی زمین چھوڑ کر گئے جو آپ نے مسافروں کے لیئے وقف کر دیا تھا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۴۱، کِتَابُ الْمَغَازِی ، بَابُ مَرَضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِہٖ ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض اور وفات کا بیان ، حدیث نمبر ۴۴۶۱ ۔

یمن کے مسافروں کی آمد

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سمندری سفر میں تھا کہ اسی درمیان یمن کے رہنے والے ذوکلاع اور ذوعمر نام کے دو آدمیوں سے میری ملاقات ہوئی جس وقت میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی سنا رہا تھا تو ذوعمر نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنے جس بزرگ کا تذکرہ ہمارے سامنے کر رہے ہیں ان کو وصال فرمائے ہوئے تین دن گذر چکے ہیں۔

پھر وہ دونوں حضرات بھی ہمارے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب چل پڑے ابھی ہم لوگ راستے ہی میں تھے کہ مدینہ طیبہ کی طرف سے کچھ لوگ آتے ہوئے ملے ہم لوگوں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو ان لوگوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے اور لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ چن لیا ہے۔

ذوعمر نے مجھ سے کہا اے جریر! آپ ہمارے بزرگ ہیں لیکن ایک ضروری بات میں آپ کی خدمت میں عرض کیے دیتا ہوں کہ عرب والے اس وقت تک خیر و خوبی کے ساتھ رہیں گے جب تک ایک امیر کی وفات کے بعد دوسرے امیر کا انتخاب خود سے کرلیا کریں گے کیونکہ جب امارت و سلطنت تلوار کے ذریعہ حاصل ہونے لگے گی تو بادشاہوں کا ناراض ہونا اور بادشاہوں کا راضی ہونا بھی شاہانہ ہوگا یعنی ایسی صورت میں فتنہ و فساد برپا ہوگا، ان دونوں مرد صالح نے مجھ سے کہا اے جریر! آپ اپنے امیرالمومنین کو ہماری آمد کے بارے میں بتا دینا ابھی ہم لوگ واپس جا رہے ہیں انشاءاللہ تعالیٰ ہم لوگ بہت جلد حاضر خدمت ہوں گے اور اس کے بعد وہ یمن کی جانب لوٹ پڑے۔

حضرت جریر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان دونوں حضرات کا تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا ”آپ انہیں اپنے ساتھ لے کر کیوں نہیں آئے“؟

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۲۵، کِتَابُ الْمَغَازِی ، بَابُ ذَهَابِ جَرِیْرٍ إِلَی الْیَمَنِ ، حضرت جریر بن عبداللہ کے سفر یمن کا بیان ، حدیث نمبر ۴۳۵۹۔

﴿بائیسواں باب﴾

﴿خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر بن ابو قحافہ﴾

﴿صدیق اکبر کے لیے اشارۂ خلافت﴾

پہلے صدیق اکبر خلیفہ بنے پھر عمر اور عثمان و حیدر ہوئے
ایسی ترتیب ہی سے ہر ایک کی طرف لوحِ محفوظ میں ہے خلافت کا رخ

حضرت حمزہ بن عبداللہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیمار ہوئے اور حضور کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے فرمایا، ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۹۳، کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ، علم وفضل والے امامت کرنے کے زیادہ مستحق ہیں، حدیث نمبر ۶۸۲۔

حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں کسی ضرورت کے تحت ایک عورت حاضر ہوئی حضور نے اس سے فرمایا کہ پھر کسی دن آنا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو کیا کروں گی؟ اس کی مراد وفات سے تھی، حضور نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو جانا

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۶، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ فَضْلِ اَبِیْ بَکْرٍ، حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۵۹۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں حضور کا وصال ہوا حضرت ابوبکر صدیق لوگوں کو نمازیں پڑھایا کرتے، دوشنبہ کے دن جب صحابہ نماز میں تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حجرے کا پردہ ہٹا کر دیکھنے لگے، اس وقت حضور کا چہرہ ایسا لگ رہا تھا گویا وہ مصحف یعنی قرآن کا ورق ہے، پھر حضور مسکراتے ہوئے ہنس پڑے، حضور کے دیکھنے کی خوشی میں قریب تھا کہ لوگ نماز چھوڑ بیٹھتے اور جب صدیق اکبر مصلیٰ امامت چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے تو حضور نے نماز پوری کرنے کا اشارہ فرمایا اور اسی دن حضور کا وصال ہوا۔ (تلخیصاً)

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۹۳، کِتَابُ الْاَذَانِ، بَابُ اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ، علم وفضل والے امامت کرنے کے زیادہ مستحق ہیں، حدیث نمبر ۶۸۲۔

حضرت عبداللہ بن ابوملیکہ فرماتے ہیں کہ کوفہ کے باشندوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس یہ لکھا کہ دادا کی میراث کا حکم بتا دیا جائے؟ انھوں نے جواب دیا کہ جس ہستی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ "اس امت میں سے اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو حضرت ابوبکر کو بناتا" انھوں نے دادا کو باپ کے درجے میں رکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے زیادہ مجھ پر اپنی جان و مال کے اعتبار سے زیادہ احسان کرنے والا کوئی نہیں اگر میں لوگوں میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کا تعلق کافی ہے

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۶، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ فَضْلِ اَبِیْ بَکْرٍ، حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت، حدیث نمبر ۳۶۵۸، ۳۶۵۹۔

صحابہ کا اضطراب اور صدیق اکبر کی ذہانت

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جب وصال اقدس ہوا تو صحابہ پر ایک اضطرابی کیفیت طاری ہوگئی گویا وہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہ ہوں کہ آپ پردہ فرما چکے، صحابہ کے اضطرابی کیفیت کی خبر جب حضرت ابوبکر صدیق تک پہنچی تو آپ فوراً صحابہ کے درمیان پہنچے اور بڑی دانشمندی اور دوراندیشی سے صحابہ کو مطمئن کیا چنانچہ.......

حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ مجھے ام المومنین سیدہ عائشہ نے بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے سخ والے گھر سے تشریف لائے اور مسجد نبوی میں گئے آپ نے کسی سے گفتگو نہیں کیا سیدھے حجرۂ عائشہ میں داخل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنے لگے اس وقت حضور کو ایک لکیر دار یمنی چادر اوڑھائی گئی تھی حضرت صدیق اکبر نے حضور کے چہرۂ انور سے چادر ہٹائی، آپ کے اوپر جھکے اور آپ کے چہرۂ مبارکہ کا بوسہ لیا پھر رو پڑے اور کہنے لگے یا نبی اللہ! میرے باپ آپ پر قربان ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو دوسری بار موت نہ دے گا جو موت آپ کے مقدر میں تھی وہ آچکی۔

جب حضرت صدیق اکبر لوگوں کے پاس آئے اس وقت حضرت عمر لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے حضرت ابوبکر نے کہا بیٹھ جاؤ لیکن وہ نہ بیٹھے، حضرت ابوبکر نے پھر فرمایا بیٹھ جاؤ لیکن اب بھی وہ نہ مانے تو آپ دوسرے لوگوں کی طرف متوجہ ہو گئے، کلمہ شہادت پڑھا اور رب تبارک و تعالیٰ کی حمد وثنا شروع کی، اب تو لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

آپ نے فرمایا تم میں سے جو آدمی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ وفات پا چکے اور جو آدمی اللہ کی پرستش کرتا ہے تو وہ یہ جان لے کہ اللہ زندہ ہے اسے موت نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَّسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔ (پ۴ع۵/آل عمران ۱۴۴)

اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔

راوی کہتے ہیں کہ قسم خدا کی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پڑھنے سے پہلے گویا لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے جب آپ نے یہ آیت پڑھی تو لوگوں نے بہت کچھ سیکھ لیا اور اس وقت کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو قرآن پاک کی اس آیت کی تلاوت نہ کر رہا ہو۔

بخاری جلد اول صفحہ ۱۶۶، کتاب الجنائز باب الدُّخُوْلِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ اِذَا اُدْرِجَ فِىْ اَكْفَانِهٖ میت کو کفنانے کے بعد اس کی زیارت کرنا حدیث نمبر ۱۲۴۱، ۱۲۴۲۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق صحابہ میں سب سے زیادہ دانشمند تھے، حالات سے مقابلہ کرنے اور اس کی اصلاح کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد بھی، یارسول اللہ، یانبی اللہ، وغیرہ کہنا جائز ومستحب ہے حضرت صدیق اکبر کی سنت ہے

آیت حدیث کا سبب نزول

جنگ بدر میں اہل مکہ کو جو شکست ہوئی اس میں ابو جہل، عتبہ، شیبہ، امیہ جیسے بڑے سردار مارے گئے تھے۔
اہل مکہ جنگ کا بدلہ لینے اور اپنے لوگوں کی ہلاکت کا انتقام لینے کے لیے احد کے پاس آکر ٹھہرے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جنگ سے پہلے پچاس تیراندازوں کا ایک لشکر ایک مخصوص درہ پر متعین کردیا اور فرمایا جنگی نتیجہ کچھ بھی ہو اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا، تمہارا کام صرف اتنا ہے کہ اگر دشمن پشت سے حملہ آور ہو تو تیر مار کر ہم سے دور رکھنا گھاٹی پر موجودہ صحابہ نے میدان جنگ سے ہٹا کر پہرہ داری پر رکھے جانے کی حکمت کو نہ سمجھا اور جب مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی تو یہ بھی مسلمانوں کے ساتھ مال غنیمت لینے میں مصروف ہو گئے اور اپنا مورچہ چھوڑ دیا۔
خالد بن ولید جو اہل مکہ کی شکست اور ان کی افراتفری کو حسرت و یاس سے دیکھ رہے تھے انہوں نے جب اس درہ کو خالی پایا تو موقع کو غنیمت جانا اور پیچھے سے مسلمانوں پر حملہ کردیا، آناً فاناً ستر صحابہ شہید ہو گئے اور مسلمان جیتی ہوئی بازی ہار گئے اس ناگہانی مصیبت، خوف و ہراس اور افراتفری کے وقت صرف بارہ جاں نثار صحابہ تھے جنھوں نے جان کی بازی لگا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو اپنے نرغے میں لیا اور آپ کے لیے ڈھال بن گئے مگر اس کے باوجود حضور زخمی بھی ہوئے اور آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہو گئے۔
اسلامی علمبردار حضرت مصعب بن عمیر کے قاتل نے گمان کیا کہ (معاذ اللہ) اس نے حضور کو قتل کردیا۔
اس نے جھوٹی گہار لگادی، قَتَلْتُ مُحَمَّدًا میں نے محمد کو قتل کردیا (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) اس جھوٹی افواہ سے کچھ صحابہ ایسے مضطرب ہوئے کہ میدان جنگ چھوڑ کر چلے گئے حضور نے جب پکارا "اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰہِ" اے اللہ کے بندو! میری طرف آؤ، تو صحابہ کے دلوں کو اطمینان ہوا اور لوگ واپس پلٹے، حضور نے انھیں بھاگنے پر ملامت کیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی شہادت کی خبر سن کر ہم سے ٹھہرا نہ گیا، اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ۔ (پ۴ ع۵ ر آل عمران ۱۴۴)
اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔
اس آیت میں مسلمانوں کو یہ بتایا گیا کہ انبیاء و مرسلین کی بعثت کا مقصد مذہب حق کی تبلیغ ہے اپنی قوم کے درمیان ہمیشہ موجود رہنا نہیں، جب وہ دنیا چھوڑ جائیں یا شہید ہوں تو کیا تم ان کا دین و مذہب چھوڑ دو گے اور اسلام کی خاطر لڑنا بند کردو گے؟ نہیں، بلکہ ہر صورت میں امتیوں پر ان کے دین کی پیروی لازم و ضروری ہے۔
تفسیر کبیر رازامام طبرانی ۳۶۰ھ، الکشف والبیان رازثعلبی ۴۲۷ھ معالم التنزیل رازامام بغوی ۵۱۶ھ خزائن العرفان، ضیاء القرآن۔

صدیق اکبر کی بیعت

یٰاَیُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

(پارہ ۵ ع ۵/ النساء ۵۹)

دور ہو جائیں گی ساری تاریکیاں ہوں گی ہر سمت تم سے ضیاء باریاں
سیرتِ مصطفیٰ کو جو اپناؤ گے ساری دنیا کے گوشے چمک جائیں گے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوسرا خطبہ اس وقت سنا جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا تھا اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل خاموش تھے اور وہ کسی طرح کی کوئی گفتگو نہیں فرمارہے تھے۔

حضرت عمر نے تشہد پڑھا پھر فرمایا مجھے تو یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدتوں ہمارے سامنے باحیات ہوں گے اور ہمارے بعد وفات پائیں گے مگر اب جبکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ جَعَلَ بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ نُوْرًا تَھْتَدُوْنَ بِہٖ۔

تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ایک ایسا نور رکھا ہے جس سے تم ہدایت پاتے ہو۔

بِمَا ھَدَی اللّٰہُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

اور یہ وہ راستہ ہے جس راستہ پر اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چلایا ہے۔

وَ اِنَّ اَبَابَکْرٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ثَانِیَ اثْنَیْنِ فَاِنَّہٗ اَوْلَی الْمُسْلِمِیْنَ بِاُمُوْرِکُمْ فَقُوْمُوْا فَبَایِعُوْہُ۔

اور بے شک حضرت ابوبکر ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھی اور دو میں سے دوسرے ہیں اس لیئے وہ مسلمانوں کے معاملات کو سنبھالنے کے زیادہ مستحق اور حقدار ہیں پس کھڑے ہو جاؤ اور ان سے بیعت کرو۔

ایک جماعت اس سے پہلے سقیفہ بنی ساعدہ کے مقام پر بیعت کر چکی تھی لیکن عام بیعت جو ہوئی وہ منبر پر ہوئی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر صدیق سے کہا آپ منبر پر آ یئے وہ برابر یہی کہتے رہے آپ منبر پر آئیں یہاں تک کہ وہ منبر پر آ گئے اور پھر تمام لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۷۲، کتاب الاحکام، باب الاستخلاف، خلیفہ مقرر کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۱۹۔

﴿صدیق اکبر کا عزم مصمم﴾

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ۔ (پ۴ع۸/آل عمران ۱۵۹)

اور جو کسی بات کا پکا ارادہ کرلوتو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل کرنے والے اللہ کو پیارے ہیں۔

عزم کی آگ سے پتھر بھی پگھل جاتے ہیں — گر نہ ہو عزم تو موم بھی ہے پتھر کی طرح

تختوں کی کیا بساط ہے طوفاں کے سامنے — کشتی ہمارے عزم مصمم کا نام ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ لوگوں نے کفر کیا (ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن لوگوں سے قتال و جہاد کرنے کے لیے تیار ہو گئے) حضرت عمر فاروق نے فرمایا اے حضرت ابوبکر! آپ ان لوگوں سے کیسے لڑیں گے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مجھے اس وقت تک لڑنے کا حکم ہے جب تک لوگ کلمہ طیبہ نہ پڑھ لیں اور جس نے کلمہ طیبہ: لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ لیا اس نے اپنی جان اور اپنا مال مجھ سے محفوظ کرلیا مگر یہ کہ کسی کا حق بنتا ہو اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے''۔

فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا قسم خدا کی، میں اس آدمی سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ زکوٰۃ مال کا حق ہے قسم خدا کی، اگر انہوں نے بحق شرع بکری کا ایک چھوٹا سا بچہ بھی روک لیا جو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں ان سے ضرور جنگ کروں گا۔

قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ۔

اب حضرت عمر بولے قسم خدا کی، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کا سینہ کھول دیا ہے اور اب میں جان گیا کہ بے شک حق یہی ہے یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہہ رہے ہیں وہی درست ہے اور وہ حق پر ہیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۸، کتاب الزکوٰۃ، باب وجوب الزکوٰۃ، زکوٰۃ کے وجوب کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۹۹، ۱۴۰۰۔

وہ حقیقت میں ہے اک مردِ مجاہد جس نے — فتنوں کے دور میں بھی حق کی حمایت کی ہے

کیسے بچ پائے گا وہ نارِ جہنم سے شکیل — جس نے فرمانِ رسالت سے بغاوت کی ہے

﴿صدیق اکبر کی رازداری﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شوہر بدری صحابی حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ منورہ میں وصال ہو گیا تو حضرت عمر بن خطاب نے حضرت عثمان بن عفان سے ملاقات کی۔

حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا اگر تم چاہو تو حفصہ سے تمہارا نکاح کر دوں؟

حضرت عثمان غنی نے کہا میں اپنے معاملہ میں غور کروں گا پھر آپ کو جواب دوں گا میں کئی دن رکا رہا پھر انھوں نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں ابھی شادی نہیں کروں گا اس کے بعد میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کیا اور ان سے کہا اے ابوبکر! اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اپنی بیٹی حفصہ کا نکاح آپ سے کر دوں؟

حضرت ابوبکر خاموش رہے اور انھوں نے کوئی جواب نہ دیا مجھے ان کے اوپر حضرت عثمان بن عفان سے بھی زیادہ غصہ آیا میں کچھ دن رکا رہا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حفصہ کے لیے پیغام دیا تو میں نے حفصہ کا نکاح حضور سے کر دیا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق مجھ سے ملے اور کہا شاید تم مجھ سے اس بات پر خفا ہو گئے ہو کہ جب تم نے حفصہ کو مجھ پر پیش کیا تھا تو میں نے تم کو کوئی جواب نہیں دیا تھا؟ میں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا تمہاری پیش کش کا جواب دینے سے مجھے اس بات نے روکا تھا کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر کیا ہے اور میں ان کے راز کو فاش نہیں کر سکتا تھا اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حفصہ سے شادی نہ کرتے تو میں اس رشتہ کو ضرور قبول کر لیتا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۷۱، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ شُهُوْدِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا، جنگ بدر میں فرشتوں کے حاضر ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۰۷۔

﴿خانوادۂ رسول سے محبت﴾

رسولِ پاک سے جس کو بھی ہوگئی نسبت ہم اُس کا ذکر بصد احترام کرتے ہیں

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد باہر نکل کر پیدل چل رہے تھے اسی درمیان حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں آپ نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، یہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشابہ ہیں حضرت علی سے نہیں ملتے اس بات کو سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنس رہے تھے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۰۱، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۴۲۔

﴿صدیق اکبر کی دور اندیشی﴾

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ دیا تو ارشاد فرمایا'' اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا تو اس بندے نے آخرت پسند کر لی''اس بات کو سن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے پڑے۔

فَقُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ مَا یُبْکِیْ هٰذَا الشَّیْخَ ؟ میں نے اپنے دل میں سوچا اس بوڑھے شیخ کو کس چیز نے رُلایا؟ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا اور اس نے آخرت پسند کر لی تو اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ بعد میں یہ معاملہ سمجھ میں آیا کہ اس بندے سے مراد خود رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات تھی وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا اور حضرت ابو بکر ہم لوگوں میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔

بخاری شریف، جلد اول رصفحہ ٦٦، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ الْخَوْخَۃِ وَالْمَمَرِّ فِی الْمَسْجِدِ، مسجد میں کھڑکی اور گذرگاہ رکھنا، حدیث نمبر ٤٦٦۔

بخاری شریف، جلد اول صفحہ ٥١٦، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُدُّوا الْاَبْوَابَ، حدیث نمبر ٣٦٥٤۔

﴿حکمت عملی﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ سے مدینہ کو روانہ ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ سے آگے آگے چل رہے تھے ان کی مثال اس ضعیف شیخ جیسی تھی کہ جس کو سب جانتے ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شخصیت اس نوجوان جیسی تھی جس کو زیادہ لوگ نہ جانتے ہوں پس جو آدمی بھی راستے میں ملتا وہ حضور کے بارے میں ضرور پوچھتا کہ یہ کون ہیں؟

حضرت ابو بکر جواب دیتے کہ یہ مجھے راستہ بتانے والے ہیں اور اپنے اس قول سے ان کی مراد یہ ہوتی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھلائی کا راستہ بتانے والے ہیں لیکن پوچھنے والا یہ سمجھتا کہ یہ زمینی راستہ بتانے والے ہیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ٥٥٦، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ هِجْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ٣٩١١۔

﴿حضرت بلال کی آزادی﴾

یہ ہیں بوبکر و فاروق عثماں علی　　تم نہ سمجھو گے ان کے مراتب کبھی
خاکِ پا بھی جو قسمت سے ان کی ملے　　اُس کو دامن میں بھر کے اٹھا لاؤں گا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ابو بکر ہمارے سردار تھے اور ہمارے سردار حضرت بلال کو آزاد کرایا۔

بخاری شریف جلد اول رصفحہ ٥٣٠، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ، حضرت بلال بن رباح کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ٣٧٥٤۔

حضرت بلال کی خواہش

حضرت قیس بن ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا اگر آپ نے مجھے اپنی ذات کے لیے خریدا ہے تو مجھے اپنے پاس رکھیے اور اگر آپ نے مجھ کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے خریدا ہے تو مجھے آزاد کر دیجیے تا کہ میں وہ کام کر سکوں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۳۰، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ حضرت بلال بن رباح کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۵۵۔

صدیق اکبر اور بلال مدینے میں

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت صدیق اکبر اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار پڑ گئے میں دونوں حضرات کے پاس جاتی اور پوچھتی ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟ اے حضرت بلال! آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ جب حضرت ابو بکر کا بخار تیز ہوتا تو یہ شعر پڑھتے۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي اَهْلِهِ وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر آدمی اپنے گھر والوں میں صبح کیا کرتا ہے اور موت اس کی چپل کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے

جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بخار ٹوٹتا تو وہ ترنم کے ساتھ بلند آواز سے ان اشعار کو پڑھتے۔

اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً بِوَادٍ وَّ حَوْلِيْ اِذْخَرٌ وَجَلِيْلُ

اے کاش میں ایک رات پھر اپنی وادی میں ہوتا جہاں میرے اردگرد اذخر اور جلیل ہوتا

وَهَلْ اَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ

اور اے کاش میں کسی دن مجنہ کے پانی پر جاؤں اور کیا میری نظروں کے سامنے شامہ اور طفیل ہوں گے

اے اللہ شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف پر لعنت کر جنھوں نے ہم کو ہماری سرزمین سے نکال کر وبا کی زمین میں کر دیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور جو صورت حال تھی اس سے آگاہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْهَا۔

اے اللہ! ہمارے لیے مدینہ کو مکہ جیسا محبوب بنا دے یا مدینہ کو مکہ سے زیادہ محبوب بنا دے اور یہاں کی آب و ہوا کو ہمارے لیے خوشگوار بنا۔ وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ۔

اور ہمارے صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو جحفہ میں منتقل فرما دے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۵۸، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ الْمَدِيْنَةَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ میں آنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۲۶۔

صدیق اکبر کے کھانے میں برکت

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ۔
اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔ (پ ۲۸ ع ۱۷ الطلاق ۲/۳)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ غریب آدمی تھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اِثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طَعَامُ اَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ اَوْ سَادِسٍ اَوْ كَمَا قَالَ۔ جس کے گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرا آدمی ان اصحاب صفہ میں سے لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچواں یا چھٹا آدمی لے جائے یا جیسا کہ آپ نے فرمایا۔
وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرَةٍ وَاَبُوْبَكْرٍ بِثَلَاثَةٍ۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ساتھ دس افراد کو اور حضرت ابوبکر صدیق تین آدمیوں کو لے کر اپنے گھر پہنچے اس دن حضرت ابوبکر شام کا کھانا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھا چکے تھے اور وہیں ٹھہرے ہوئے تھے یہاں تک کہ عشاء کی نماز ہو گئی جب کافی رات گذر گئی تو حضرت ابوبکر گھر پہنچے، ان کی اہلیہ نے ان سے پوچھا مہمانوں کے پاس آنے سے آپ کو کس چیز نے روکا تھا کہ آپ اتنی تاخیر سے آئے؟ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کیا تم لوگوں نے ابھی تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا؟ گھر والوں نے بتایا کہ مہمانوں کے سامنے کھانا رکھا گیا تھا لیکن انھوں نے کھانے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب آپ آئیں گے تو ہم لوگ کھائیں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر فرماتے ہیں میں تو ڈر کے مارے چھپ گیا تھا لیکن آپ مجھے برا بھلا کہتے رہے پھر مہمانوں سے فرمایا تم لوگ کھانا کھاؤ میں ہرگز یہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔
وَاَيْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا حَتّٰى شَبِعُوْا وَصَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ۔
راوی کہتے ہیں قسم خدا کی، جو لقمہ کھایا جاتا اس کے نیچے اس سے بھی زیادہ کھانا ہو جاتا یہاں تک کہ سب کے سب کھانا کھا چکے لیکن کھانا کا یہ حال تھا کہ جتنا کھانا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ بچا ہوا نظر آ رہا تھا۔
حضرت ابوبکر نے جب اس کھانا کو پہلے سے زیادہ دیکھا تو اپنی اہلیہ سے فرمایا اے بنی فراش کی بہن! یہ کیا؟ کھانا پہلے سے بڑھا ہوا نظر آ رہا ہے؟ وہ کہنے لگیں قسم ہے میری ٹھنڈی آنکھ کی، پہلے سے تین گونا زیادہ ہے، صدیق اکبر نے اس میں سے ایک لقمہ کھلیا اور فرمایا وہ قسم شیطان کے طرف سے تھی پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کھانا کو لے کر گئے صبح تک وہ حضور کی بارگاہ میں رہا اس وقت بارہ لوگوں کی ماتحتی میں ایک لشکر ترتیب دی گئی تھی ہر ایک کے ساتھ کافی تعداد میں لوگ موجود تھے جن کی صحیح تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ان سب لوگوں نے اس کھانا کو کھایا۔
بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۰۶، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۸۱۔

﴿صدیق اکبر کا تقویٰ﴾

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ۔ (پ۲۶رع۱۴ الحجرات ۱۲)

بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی　　　جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جس سے آپ خراج لیا کرتے تھے ایک دن وہ کھانے کا کچھ سامان لے کر آیا حضرت ابوبکر صدیق نے اس میں سے کچھ کھالیا غلام نے کہا اے ابوبکر صدیق! کیا آپ کو معلوم ہے کہ مجھے یہ کہاں سے ملا؟ پھر اس نے بتایا کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی کو مستقبل کا حال بتایا کرتا تھا حالانکہ میرے پاس نہ ایسا کچھ علم تھا اور نہ میں ایسا کچھ کام کرتا تھا صرف اس کو دھوکا دیا کرتا تھا آج وہ مجھے ملا تو اسی کے بدلے میں اس نے مجھ کو یہ سب کچھ دیا تھا جو آپ نے ابھی کھایا ہے انہوں نے جیسے ہی یہ سنا۔ فَاَدْخَلَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَهٗ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهٖ۔

تو حضرت ابوبکر نے اپنے منہ میں انگلی ڈالا اور اپنے پیٹ سے سارا کھایا پیا باہر نکال دیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۲، کِتَابُ بُنْيَانُ الْكَعْبَةِ، بَابُ اَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ، جاہلیت کا زمانہ، حدیث نمبر ۳۸۴۲۔

فائدہ: تقویٰ کا معنی ہے کسی چیز سے کامل طور پر بچنا، اصطلاحِ شریعت میں شرک، کفر، گناہ اور شبہات سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔

فائدہ: شرعی طور پہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ لازم وضروری نہیں تھا کہ بے خبری میں جو کھالیا تھا زبردستی قے کر کے اس کو باہر نکالیں لیکن یہ آپ کا کمال احتیاط اور تقویٰ تھا کہ آپ نے سارا کھایا پیا باہر نکال دیا۔

فائدہ: کسی کو دھوکا فریب دینا شرعاً منع ہے قیامت میں شرمندگی کا باعث ہے جیسا کہ حدیث پاک ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ۔

بے شک قیامت کے دن دھوکا دینے والوں کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کے دھوکا دینے کا نشان ہے۔ یعنی قیامت میں سب کو دکھایا جائے گا کہ یہ آدمی دنیا میں لوگوں کو فریب دیا کرتا تھا

بخاری شریف جلد دوم ۹۱۲، کِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ، لوگوں کو ان کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا حدیث نمبر ۶۱۷۸۔

﴿دل شکنی کی معافی﴾

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْ ءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ۔ (پ۵،ع۵/۱۱،آ۵۹)
پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرے۔

فلک میں جتنے تارے ہیں عمر کی نیکیاں اُتنی   مگر صدیق اکبر کی فضیلت اور ہی کچھ ہے

حضرت ابو دردہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چادر کا کنارہ پکڑے ہوئے حاضر ہوئے یہاں تک کہ اُن کا گھٹنا کھل گیا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُکُمْ فَقَدْ غَامَرَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں دیکھ کر ارشاد فرمایا تمہارے یہ ساتھی لڑ جھگڑ کر آ رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر نے سلام کیا اور عرض کیا میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کچھ تکرار ہوئی تو جلدی میں میرے منھ سے ایک ایسی بات نکل گئی جس پر مجھے بعد میں ندامت ہوئی اور میں نے ان سے معافی مانگی لیکن انھوں نے مجھے معاف کرنے سے انکار کر دیا اس لیے میں آپ کی بارگاہ میں آ گیا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکَ یَااَبَابَکْرٍ ۔ اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے۔

حضور نے پھر فرمایا اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے آپ نے تین مرتبہ یہی فرمایا، ادھر حضرت عمر بھی نادم و شرمندہ ہو کر حضرت ابوبکر کی تلاش میں نکلے، ان کے مکان پر گئے تو معلوم ہوا کہ وہ گھر پر نہیں ہیں اب وہ بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور سلام عرض کیا، اس وقت حضور کے چہرے کا رنگ بدل گیا یہ صورت حال دیکھ کر حضرت صدیق اکبر ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم، مجھ سے بڑی زیادتی ہوئی ہے، خدا کی قسم، مجھ سے بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے جب مجھ کو تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم سب لوگوں نے جھوٹ سمجھا لیکن ابوبکر نے کہا یہ سچ کہتے ہیں اور پھر اپنی جان اور مال سے میری خدمت کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْلِیْ صَاحِبِیْ تو کیا تم میرے ایسے ساتھی کو چھوڑ دو گے؟

فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْلِیْ صَاحِبِیْ تو کیا تم میرے ایسے ساتھی کو چھوڑ دو گے؟

اس واقعہ کے بعد پھر کبھی کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُف کہنے کی جرأت نہ کی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۶، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ ، بَابُ فَضْلِ اَبِیْ بَکْرٍ ، حضرت ابوبکر صدیق کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۶۱ ۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۶۸، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ ، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ، اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ ، حدیث نمبر ۴۶۴۰ ۔

فائدہ: حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل ہیں اس کے باوجود انھوں نے

اپنی صفائی پیش کی اس سے یہ معلوم ہوا کہ کسی افضل انسان سے اگر کسی کی دل شکنی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی صفائی کی کوشش کرے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔ (پ۹ ع۱۴ ۱۱ الاعراف ۲۰۰)

بے شک وہ جو ڈر والے ہیں جب انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ وَاِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ۔ (پ۹ ع۱۴ ۱۱ الاعراف ۲۰۱)

اور وہ جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان انہیں گمراہی میں کھینچتے ہیں پھر کمی نہیں کرتے۔

(نزہۃ القاری شرح بخاری)

﴿پیشوا کے عمل سے قوم باعمل ہوتی ہے﴾

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔

اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو

(پ ۲۸ ع ۹ ۱۷ الصف ۲،۳)

سبق پڑھ پھر صداقت کا عدالت کا شجاعت کا لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

حضرت قیس بن ابو حازم فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ احمس کی ایک عورت کے پاس گئے جس کا نام زینب تھا آپ نے دیکھا کہ وہ کسی سے گفتگو نہیں کر رہی ہے لوگوں سے پوچھا اسے کیا ہوا ہے جو یہ بولتی نہیں ہے؟ لوگوں نے بتایا اس نے خاموشی کے حج کی نیت کر رکھی ہے اس لیے یہ کسی سے بات نہیں کرتی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا یہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے جو جائز نہیں ہے تم بات کرو اب وہ عورت بول پڑی اور اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے جواب دیا میں مہاجرین میں سے ایک فرد ہوں، وہ کہنے لگی کون سے مہاجرین؟ آپ نے فرمایا میرا تعلق قریش سے ہے اس عورت نے پھر پوچھا آپ کا تعلق کس قریش سے ہے؟ آپ نے فرمایا ارے اے سوالات کی گٹھری! میں ابوبکر ہوں۔

قَالَتْ مَا بَقَاؤُنَا عَلٰی هٰذَا الْاَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِیْ جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْدَ الْجَاهِلِیَّةِ؟

اس نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کے بعد جو نیک کام ہمارے پاس بھیجا ہے ہم لوگ کب تک اس پر قائم رہیں گے؟ قَالَ بَقَاؤُكُمْ عَلَیْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ اَئِمَّتُكُمْ۔

حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا جب تک تمہارے پیشوا ان اچھے کاموں پر قائم رہیں گے۔

اس نے پھر پوچھا ہمارے پیشوا کون ہیں؟ فرمایا تمہاری قوم میں ایسے لوگ تو ہوں گے کہ وہ جن باتوں کا تمہیں حکم دیں ان پر خود بھی عمل کرتے ہوں؟ بس یہی لوگ تمہارے پیشوا ہیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۱، بَابُ بُنْیَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ اَیَّامِ الْجَاهِلِیَّةِ، زمانہ جاہلیت کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۳۴۔

﴿صدیق اکبر اور ایفائے عہد﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اگر بحرین کا مال آجائے گا تو تم کو اتنا ضرور دوں گا لیکن بحرین سے مال نہ آیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔

جب بحرین سے مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیق نے یہ اعلان کرایا جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو یا حضور پر کسی کا قرض ہو وہ میرے پاس آجائے۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر صدیق کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور انھیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بحرین کے مال میں سے اتنا دینے کا وعدہ فرمایا تھا حضرت ابوبکر نے مجھے ایک مٹھی بھر کر دیا اور فرمایا اس سے دوگنا اور لے لو میں نے اسے گنا تو پانچ سو دینار یا درہم تھے۔

بخاری شریف جلد اول رصفحہ ۳۰۶، کتاب الکفالۃ، باب من تکفل عن میت دینا فلیس لہ ان یرجع، جو میت کی طرف سے کسی قرض کی ضمانت لے لے تو اسے رجوع کا اختیار نہیں، حدیث نمبر ۲۲۹۶۔

﴿قناعت اس کو کہتے ہیں﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں اپنے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو انھوں نے پوچھا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں دفنایا تھا؟ میں نے بتایا بغیر دھلے ہوئے تین کپڑوں میں، جس میں نہ تو قمیص تھی اور نہ عمامہ تھا۔

پھر انھوں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال کس دن ہوا تھا؟ میں نے کہا دوشنبہ کے دن، پھر آپ نے پوچھا آج کون سا دن ہے؟ بتایا دوشنبہ کا دن ہے، پھر فرمایا مجھے امید ہے کہ رات تک میں کوچ کر جاؤں۔

انھوں نے اپنے اس کپڑے پر نظر ڈالی جو آپ بیماری کے دوران پہنے ہوئے تھے اس پر زعفران کا ایک دھبہ پڑا تھا آپ نے فرمایا یہ کپڑا دھو دو اور اس میں دو کپڑے اور ملا کر میرا کفن بنا دینا، میں نے عرض کیا یہ کپڑا تو بوسیدہ ہو چکا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّ الْحَیَّ اَحَقُّ بِالْجَدِیْدِ مِنَ الْمَیِّتِ۔ مردے کی بہ نسبت زندہ آدمی نئے کپڑے کا زیادہ حقدار ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۶، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین، دوشنبہ کے دن موت آنا، حدیث نمبر ۱۳۸۷۔

فائدہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت کل دو سال تین ماہ دس دن کی تھی ۱۳ ربیع الاول کو خلافت کی بیعت ہوئی تیسرے سال ۲۲ ر جمادی الاخریٰ کو وصال ہوا۔ حضرت عمر نے نماز جنازہ پڑھائی۔

﴿فضیلت صدیق اکبر﴾

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا
رسول و انبیا کے بعد جو افضل ہے عالم سے یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدیق اکبر کا

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ ـ

اگر تم رسول اللہ کی مدد نہ کرو گے تو (کیا ہوا) بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انھیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ ـ (پ۱۰ع۱۲سورۂ توبہ۴۰)

جب اپنے رفیق سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ اتارا۔

(۱) قرآن کریم کی مذکورہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت اور **ثانی اثنین** ہونے کی دلیل ہے اس لیے ان کے صحابہ ہونے کا انکار کرنا درحقیقت نص قرآن کا انکار ہے جو کفر ہے۔

(۲) ہجرت کے وقت مخلص مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ تھے جو حسب و نسب اور رشتہ داری میں صدیق اکبر سے بھی زیادہ قریب تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے **ثانی اثنین** حضرت ابو بکر صدیق کو اپنے محبوب کی مصاحبت کے لیے خاص کیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیق اکبر کا نام **ثانی اثنین** رکھا ہے۔

(۴) اعلان نبوت کے بعد مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور پھر آپ کی کوشش سے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عثمان، حضرت سعد، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور کبار صحابہ کی ایک جماعت نے اسلام قبول کیا اس طرح حضور کے بعد اسلام کی دعوت دینے میں حضرت ابو بکر صدیق **ثانی اثنین** ہیں۔

(۵) جب کسی غزوہ میں حضور قیام فرماتے تو خدمت کا خصوصی شرف **ثانی اثنین** صدیق اکبر کو حاصل ہوتا۔

(۶) جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پڑھاتے تو آپ کے پیچھے **ثانی اثنین** حضرت ابو بکر نظر آتے۔

(۵) حضور جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو اس مجلس میں ابو بکر **ثانی اثنین** نظر آتے۔

(۷) حضور کے مرض وفات میں آپ کی جگہ پر **ثانی اثنین** حضرت ابو بکر کو امامت کا شرف حاصل ہوا۔

(۸) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد آپ کی جانشینی کے لیے **ثانی اثنین** حضرت ابو بکر صدیق کو ہی امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین بننے کا شرف حاصل ہوا۔

(۹) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وصال ہوا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغل میں دفن کیے گئے تو یہاں بھی آپ **ثانی اثنین** ہو گئے۔

الکشف والبیان ماز ثعلبی ۴۲۷ھ، معالم التنزیل ماز امام بغوی ۵۱۶ھ، خزائن العرفان، ضیاء القرآن۔

﴿جنت کی بشارت﴾

میں بن جاؤں جاروب کش اُن کے درکا — یہ منصب ملے التجا کرتے کرتے
جس کو درِ رسول کی حاصل ہے چاکری — ظاہر میں ہے غلام مگر تاجدار ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ میں وضو کرکے گھر سے باہر نکلا اور دل میں سوچا آج میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہوں گا اور آپ کی خدمت کروں گا اسی خیال سے میں مسجد میں گیا کچھ لوگوں سے حضور کے متعلق پوچھا تو پتہ چلا کہ آپ ادھر کسی طرف تشریف لے گئے ہیں میں آپ کے نقش قدم کو دیکھتے ہوئے اور لوگوں سے پوچھتے ہوئے ایک باغ **بیر اریس** کے دروازے پر جا کر بیٹھ گیا جو کھجور کی شاخوں کا تھا حضور جب ضرورت سے فارغ ہوکر آئے تو وضو کیا اور کنواں کے منڈیر پر بیٹھ گئے پنڈلیاں کھول لیں اور دونوں پیر کو کنواں کے اندر لٹکا دیا۔

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ لَاَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ۔ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا سلام عرض کیا اور واپس دروازے پر آ کر بیٹھ گیا میں نے اپنے دل میں سوچا کہ آج میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دربان بن کر رہوں گا۔

اسی درمیان ایک آدمی آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا میں نے پوچھا کون؟ جواب دیا میں ابوبکر ہوں میں نے کہا ٹھہریے میں اجازت لے کر آؤں میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا۔

هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ يَسْتَاْذِنُ فَقَالَ اِئْذَنْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ یارسول اللہ! ابوبکر آئے ہیں اور حاضری کی اجازت طلب کرتے ہیں، حضور نے فرمایا انھیں اندر آنے دو اور ان کو جنت کی خوشخبری سنادو۔

میں نے دروازہ کھولا اور حضرت ابوبکر صدیق سے کہا اندر آجائیں، میں نے انہیں جنت کی بشارت سنادی۔

اس بشارت کے ملنے پر انھوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور حضور کے دائیں طرف کنواں کے چبوترے پر آ کر بیٹھ گئے، اپنی ٹانگوں کو کنواں میں لٹکا دیا اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

میں واپس آ کر پھر سے دروازے پر بیٹھ گیا اسی درمیان ایک اور آدمی آئے اور دستک دیا میں نے پوچھا کون؟ جواب ملا عمر بن خطاب ہے میں نے کہا ذرا ٹھہریں میں اجازت لے کر حاضر ہوتا ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا سلام عرض کیا اور کہا یارسول اللہ! حضرت عمر آئے ہیں اور آپ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کررہے ہیں حضور نے فرمایا انھیں بھی اندر بلاؤ اور ان کو بھی جنت کی بشارت دو۔

میں نے دروازہ کھولا اور کہا اندر آجائیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔

اس بشارت پر حضرت عمر نے اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کیا، اندر داخل ہوئے اور کنواں کے چبوترے پر آ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بائیں جانب بیٹھ گئے اور انھوں نے بھی اپنے دونوں پیروں کو کنواں میں لٹکا دیا۔

پھر میں وہاں سے چلا اور اپنی جگہ پر واپس آ کر بیٹھ گیا میں اپنے دل میں اپنے اس بھائی کے متعلق سوچنے لگا جو میرے ساتھ آنا چاہتے تھے اے کاش، اللہ کے فضل سے وہ بھی یہاں آجاتے اور جنت کی بشارت پا لیتے مگر اسی درمیان کسی نے دروازہ ہلایا میں نے پوچھا کون ہیں؟ جواب ملا عثمان بن عفان ہیں، میں نے ان سے بھی کہا ذرا ٹھہریئے۔

میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت عثمان غنی آئے ہیں اور آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا۔

اِئْذَنْ لَهٗ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوٰى تُصِيْبُهٗ۔

حضرت عثمان کو اندر آنے دو اور انھیں بھی جنت کی بشارت دو لیکن ایک مصیبت کے ساتھ جو ان کو پہنچے گی۔

میں نے حضرت عثمان کو اندر آنے کے لیے کہا اور حضور نے جو فرمایا تھا وہ انہیں بتادیا، انھوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کہا اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے وہ اندر داخل ہوئے اور چبوترے کو بھرا دیکھ کر دوسری جانب بیٹھ گئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۹، کِتَابُ فَضَائِلِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، حدیث نمبر ۳۶۷۴۔

فائدہ: اس حدیث پاک سے جہاں حضور کا صاحبِ اختیار ہونا معلوم ہوا کہ آپ جسے چاہیں جنتی بنادیں وہیں آپ کے علم غیب کا ثبوت بھی فراہم ہوا کہ آپ نے حضرت عثمان غنی کو آنے والی مصیبت سے آگاہ فرمادیا تا کہ وہ صبر و شکر کا دامن تھامے رہیں اور حضور نے جیسا فرمایا ویسا نتیجہ ان کی المناک شہادت سے ظاہر بھی ہوگیا۔

صحابہ کا عقیدہ بھی پتہ چلا کہ وہ سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صاحبِ اختیار اور غیب داں نبی جانتے تھے جبھی تو جنتی ہونے اور مصیبت کی خبر سن کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کررہے ہیں، اللہ سے مدد طلب کررہے ہیں اور حضرت ابوموسیٰ اشعری دلی خواہش کا اظہار کررہے ہیں کہ اے کاش ان کے بھائی آجاتے تو وہ بھی جنت کی بشارت پالیتے۔ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا ہم مفلس کیا مول چکائیں، اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

﴾جنت کے ہر دروازے سے صدیق اکبر کی پکار﴿

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ۔

جو آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے گا تو اسے جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا۔

حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا یا رسول اللہ! کوئی ایسا بھی ہے جس کو جنت کے ہر دروازے سے پکارا جائے گا

حضور نے فرمایا ہاں، پھر آپ نے فرمایا اے ابوبکر! مجھے امید ہے کہ تم ایسے لوگوں میں سے ایک ہو۔ (رواہ البخاری)

﴿تئیسواں باب﴾

﴿خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب﴾

اپنی تاریخ کو جو قوم بھلا دیتی ہے   صفحۂ دہر سے وہ خود کو مٹا دیتی ہے

﴿حضرت عمر فاروق کا قبول اسلام﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ مسلمان ہونے کے بعد جب میرے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ خوف کی وجہ سے گھر میں رہنے لگے تھے تو اسی دوران ان کے پاس عاص بن وائل سہمی آیا اس نے ریشمی کپڑا پہن رکھا تھا، اس کا تعلق قبیلہ بنی سلیم سے تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہمارے حلیف تھے اس نے آپ سے حال چال پوچھا تو حضرت عمر نے بتایا تمہاری قوم سے مجھے خطرہ ہے مسلمان ہونے کے سبب وہ مجھے قتل کردیں گے، عاص بن وائل سہمی نے کہا آپ میری امان میں ہیں اور میری امان کے سبب وہ آپ کو قتل نہیں کرسکتے ،اس بات کو سن کر حضرت عمر مطمئن ہوگئے۔

جب عاص بن وائل سہمی باہر نکلا تو اتنے لوگوں کو دیکھا جن سے وادی بھری ہوئی تھی ان لوگوں سے پوچھا تم لوگوں کا ارادہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ہم لوگ عمر بن خطاب کو قتل کرنے آئے ہیں جو اپنے دین سے پھر گیا ہے عاص بن وائل سہمی نے کہا حضرت عمر اگر اپنے دین سے پھر گئے ہیں تو کوئی بات نہیں میں اسے پناہ دیتا ہوں اور میرے پناہ دینے کے بعد اب عمر کو قتل کرنا تمہارے لیے درست نہیں ہے یہ سن کر سب لوگ واپس چلے گئے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۴۵، کتاب بُنیَانُ الکَعْبَۃِ، بابُ اِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حضرت عمر کے اسلام لانے کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۶۴۔

فائدہ: اس دور کے عربوں میں یہ ایک امتیازی صفت تھی کہ وہ ایک دوسرے کے قول کا حد درجہ احترام کیا کرتے تھے اگر ایک عربی نے کسی کو امان یا تحفظ دے دیا ہے تو سارے عرب کے لوگ اس کی امان کو قبول کرتے اور سخت دشمنی کے باوجود اپنے دشمن کو کچھ نہ کہتے تھے۔

فائدہ: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عام الفیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے آپ عرب کے ایک بہادر اور ذہین و فطین آدمی تھے قریش کی طرف سے آپ کو بیرون ملک سفیر بنا کر بھیجا جاتا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا سے ۶ھ میں آپ نے اسلام قبول کیا آپ کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے مسلمان اتنے خوش ہوئے کہ نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے جس سے مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں اسلام لانے میں چالیسواں نام آپ کا ہے۔

حضرت عمر کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ہمیشہ غالب رہے جب سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہوئے ۔(بِکَابُ مَبْعَثِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ)

بروز سہ شنبہ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ میں خلافت کے منصب پر فائز ہوئے اور دس سال چھ ماہ پانچ دنوں تک خلافت کے منصب پر فائز رہے، خلافت فاروقی میں دنیا کے دو بڑے بادشاہ، قیصر روم اور کسریٰ ایران کے ملک پر مسلمانوں نے فتح حاصل کرلیا تھا اس کے علاوہ عراق، ایران، بلوچستان، شام، فلسطین، مصر وغیرہ جیسے بیشتر بڑے بڑے ممالک اسلامی حکومت کی ماتحتی میں آ گئے تھے اور دنیا کے گوشے گوشے میں مذہب اسلام اور اس کے ماننے والوں کی ہیبت وشوکت بیٹھ گئی تھی ۔حضرت عمر نے اپنے دور خلافت میں اسلامی بیت المال کے نظام کو کافی مضبوط کیا اور بیت المال میں کافی مال و دولت جمع کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر مجھے آنے والی نسلوں کے افلاس کا ڈر نہ ہوتا تو جو شہر بھی فتح ہوتا میں اس کا مال غنیمت اسی طرح مجاہدین کے درمیان تقسیم کردیا کرتا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کا مال غنیمت تقسیم فرمایا تھا لیکن میں اس میں سے خزانے میں بھی جمع کر کے رکھ رہا ہوں تا کہ آنے والی نسل اسے تقسیم کرے ۔(بخاری باب غزوہ خیبر رکتاب المغازی)

حسنِ تدبیر سے جاگ اٹھتا ہے قوموں کا نصیب کبھی تقدیر بدلتی نہیں ارمانوں سے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

تم سے پہلے لوگوں یعنی بنی اسرائیل میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام فرمایا جاتا تھا حالانکہ وہ نبی نہیں ہوتے تھے اگر ان میں سے میری امت کے اندر بھی کوئی ہے تو وہ عمر ہیں ۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۲۱، بِکَابُ الْمَنَاقِبِ، بابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ، حضرت عمر کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۸۹ ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا تو مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا میں نے اس میں سے اتنا پیا کہ آسودگی ناخنوں سے ظاہر ہونے لگی پھر میں نے اپنا جوٹھا بچا ہوا دودھ عمر بن خطاب کو دے دیا۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس کی تعبیر کیا لی ہے؟ حضور نے فرمایا **علم** ۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۲۱، بِکَابُ الْمَنَاقِبِ، بابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ، حضرت عمر کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۸۱ ۔

﴿بارگاہ خداوندی سے تائید فاروق﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے اپنے پروردگار سے تین باتوں میں موافقت کی، میں نے کہا یا رسول اللہ! اے کاش مقام ابراہیم کو ہم اپنا مصلیٰ بناتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (پارہ۱، البقرہ ۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

پردے کی آیت بھی میری خواہش کے مطابق نازل ہوئی میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عریضہ پیش کیا تھا یا رسول اللہ! کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ اپنی ازواج کو پردہ کرنے کا حکم فرماتے اس لیے کہ اُن سے ہر اچھا اور برا آدمی بات کرلیتا ہے اس وقت آیت حجاب جو نازل ہوئی وہ میری خواہش کے مطابق نظر آئی۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات بتقاضائے نسوانیت کسی بات پر آکر جمع ہوگئیں تو میں نے ان سے کہا بعید نہیں کہ حضور تمہیں طلاق دے دیں اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے جو ماننے والی ہوں گی پس یہ آیت نازل ہوئی۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۔ (پ ۲۸ ع ۱۹/ سورہ التحریم ۵)

اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو قریب ہے کہ ان کا رب انہیں تم سے بہتر ازواج بدلہ میں عطا فرمادے فرمانبردار، ایماندار، اطاعت گذار، توبہ شعار، عبادت گذار، روزہ دار، شادی شدہ اور کنواریاں ہوں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۸، كِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ مَا جَآءَ فِي الْقِبْلَةِ، قبلہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۲۔

مقام ابراھیم ایک پتھر ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کے نشان ہیں آپ نے اسی پتھر پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر فرمائی ہے دوران تعمیر جیسے جیسے خانہ کعبہ کی دیوار اونچی ہو رہی تھی وہ پتھر کسی وائر، کرنٹ، ریموٹ کنٹرول اور بجلی کے بٹن کے بغیر خود بخود آپ کو لے کر لفٹ کی طرح اوپر جاتا اور نیچے آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عزت افزائی کے لیے اس پتھر کو نماز پڑھنے کی جگہ بنادیا تاکہ صبح قیامت تک حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ایثار و اخلاص اور ان کے قدموں کے نشان بطور یادگار قائم رہے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو مقبولیت ہے اس کا اظہار ہوتا رہے۔

فائدہ: اس حدیث میں تین باتوں کی موافقت کا ذکر ہے لیکن بیس سے زیادہ باتوں میں موافقت ملتی ہے جیسے آیت حجاب، شراب کی حرمت کا حکم، دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت، منافقین کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا حکم وغیرہ جیسا صاحب نزہۃ القاری شرح بخاری نے جلد دوم کتاب الصلوٰۃ میں تفصیلی طور پر ذکر فرمایا ہے۔

حضرت عمر فاروق کی قرآن فہمی

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ ۔ بخاری شریف جلداول،صفحہ۱۶، حدیث نمبر۷۱۔

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب سے یہ پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مطلب کیا ہے اور تم لوگ اس آیت کے متعلق کیا جانتے ہو؟

اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۔

کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا جس کے نیچے ندیاں بہیں اس کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں اور اسے بوڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ تھی تو جل گیا۔ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۔ (پ۳ع۴ ، البقرہ ۲۶۶)

ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ۔

ان لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، ان کی باتوں کو سن کر حضرت عمر فاروق کو جلال آگیا آپ نے فرمایا یہ بتاؤ کہ ہم لوگ اس آیت کا معنی و مفہوم جانتے ہیں کہ نہیں؟ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا اے امیر المومنین اس کے متعلق میرے دل میں کچھ ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا اے بھتیجے بیان کرو اور اپنے آپ کو حقیر نہ جانو۔

حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا اس میں عمل کی مثل بیان کی گئی ہے ۔حضرت عمر نے پوچھا کون سا عمل؟

حضرت عبداللہ بن عباس نے بتایا عمل کی کہاوت ۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ ایک ایسے مالدار کی کہاوت ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے پھر (اس کی ریاکاری کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ نے اس پر شیطان مسلط کر دیا اور وہ گناہ کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے تمام اعمال حسنہ غرق ہو گئے ۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۵۱، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی، اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ، حدیث نمبر ۴۵۳۸۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے بندوں کو سمجھانے کے لیے قرآن پاک میں کئی طرح سے مثال بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا یَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۔ (پ۲۰ع۱۵، العنکبوت ۴۳)

اور مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔

حدیث میں مذکورہ آیت بھی اسی کی ایک مثال ہے کہ ایک بوڑھا آدمی جواب کمانے کے لائق نہیں رہا، پرورش کے لیے اس کے پاس چھوٹے چھوٹے بچے ہیں لیکن ایک باغ کے علاوہ اس کے پاس دوسرا کچھ نہیں ہے۔

وہ بوڑھا اپنے پھل دار باغ کو دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہے کہ اس باغ سے اس کی ہر ضرورت پوری ہو جائے گی اس کو اور اس کے بال بچوں کو کسی چیز کی کمی نہیں ہو گی مگر اچانک ایک ایسا حادثہ ہوا جس سے اس کا باغ تباہ ہو گیا اور سارا پھل برباد ہو گیا تو اب اس آدمی کے پاس حسرت و افسوس کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہے گا۔

یہی حال ہے ان لوگوں کا جو رضائے الٰہی کے لیے نہیں بلکہ نام و نمود کی غرض سے صدقہ و خیرات کرتے ہیں یا لوگوں کو دکھانے کے لیے اچھے کام کرتے ہیں اور اس گمان میں ہوتے ہیں کہ ان کے پاس نیکیوں کا ایک بڑا ذخیرہ ہے لیکن جب میدان قیامت میں ان کو اچھے اعمال کی ضرورت ہو گی اور اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو نامقبول فرمادے تو اب ان کے پاس حسرت و رنج کے سوا کچھ نہ ہو گی۔

اس سے یہ معلوم ہوا کا بندہ جو بھی نیک کام کرے چاہے وہ بدنی عبادت ہو یا مالی ہو ہر ایک میں رب کی رضا و خوشنودی مطلوب و مقصود ہو مزید وضاحت اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔

فَاعْبُدِ اللّٰهِ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ۔ (پ۲۳ ع۱۴ زمر۲) تو اللہ کو پوجو نرے اس کے بندے ہو کر۔

حدیث پاک سے بھی اخلاص وللہیت کی یہی تعلیم ملتی ہے اور روایت بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّانَوٰى۔

فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلٰى امْرَاَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَاهَاجَرَ اِلَيْهِ۔

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔

چنانچہ جس نے دنیا کمانے کی غرض سے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی نیت سے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کام کے لیے ہے جس مقصد سے اس نے ہجرت کی ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ۲، باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کیسے ہوا، حدیث نمبر۱۔

گر ترت شیخ اخلاص در بوم نیست ۔۔۔ دریں دریں در کسے چوں تو محروم نیست
اگر تیرے ملک میں اخلاص کی جڑ نہیں ۔۔۔ تو تیرے جیسا محروم اور کوئی نہیں

بارگاہِ نبوی اور مشورۂ فاروقی

ترجمانِ نبی ، ہم زبانِ نبی جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

صحابیِ رسول حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں کا زادِراہ ختم ہو گیا اور لوگ کھانے سے محتاج ہو گئے پریشانی کے عالم میں کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی حضور نے صحابہ کو اونٹ ذبح کر کے کھانے کی اجازت دے دی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کی ملاقات ہوئی تو انھوں نے سارا ماجرہ کہہ سنایا حضرت عمر نے فرمایا اونٹوں کے ذبح ہونے کے بعد گزر بسر کیسے ہوگی؟ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ اپنا اونٹ ذبح کرنے کے بعد اپنا گذارہ کس طرح کریں گے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو کہہ دو کہ وہ اپنا بچا کھچا توشہ اور کھانا لے کر آئیں چنانچہ ایک دسترخوان بچھا دیا گیا اور لوگوں نے اپنا توشہ لا کر رکھ دیا۔

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَ بَرَّکَ عَلَیْہِ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھڑے ہوئے اور اس کھانا اور توشہ پر برکت کی دعا کی۔

پھر لوگوں کو اپنا برتن لے کر بلایا لوگ آئے اور مٹھیاں بھر بھر کر لینا شروع کیا جب سب لوگ توشہ لے کر چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ **اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔**

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۳۸، کِتَابُ الشَّرِکَۃِ، بَابُ الشَّرِکَۃِ فِی الطَّعَامِ، کھانے میں شرکت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۳۸۴۔

نگاہِ رحمت اٹھی ہوئی ہے وہ سب کی بگڑی بنا رہے ہیں کھلا ہوا ہے کریم کا در بھرے خزانے لٹا رہے ہیں

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے اور مشورے کو خاص اہمیت حاصل تھی احادیث میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں اور جیسا کہ مذکورہ حدیث سے بھی اس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے اس لیے آج کے دور میں کسی کا فاروقِ اعظم کی رائے، ان کے اولیات وغیرہ سے متعلق غلط رائے قائم کرنا، اسے قابلِ قدر نہ جاننا اور اسے لائقِ اتباع نہ سمجھنا بارگاہِ خداوندی اور بارگاہِ نبوی دونوں جگہ معتوب ہونا ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے بھی کھانا سامنے رکھ کر قرآن کی آیتیں اور دعا پڑھنے اور اس طعام کو تقسیم کرنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے اور یہی کام بنام فاتحہ مسلمان کیا کرتے ہیں تو فاتحہ کرنا سنت ہوا نہ کہ بدعت؟

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ (پ ۱۸ ع ۱۲ النور ۴۴) بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو۔
وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (پ ۳ ع ۵/ ۲۶۹) اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

قولِ رسول سے فیصلۂ فاروقی کی تائید

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے ساتھ ملک شام کی طرف نکلے جب مقام سرغ پر پہنچے تو انھیں یہ خبر ملی کہ سرزمین شام میں وبا پھوٹ نکلی ہے۔

حضرت عمر نے مہاجرین اولین اور قبیلہ انصار کی معتبر شخصیتوں کو بلا کر مشورہ کیا کہ اب آگے کیا کیا جائے؟ ملک شام کی طرف کوچ کیا جائے یا یہاں سے واپس لوٹ جائیں؟

لیکن ان لوگوں میں اختلاف ہو گیا کچھ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ ہم لوگ جس کام کے لیے نکلے ہیں اسے پورا کیے بغیر لوٹنا مناسب نہیں ہے اور کچھ لوگوں کا مشورہ یہ تھا کہ آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چیندہ افراد کی ایک جماعت موجود ہے ان کو لے کر اس وبا کی طرف پیش قدمی کرنا مناسب نہیں ہے

حضرت عمر نے فرمایا میرے پاس ان اکابر قریش کو بلا کر لاؤ جو فتح مکہ کے مہاجرین میں سے ہیں جب ان حضرات کو بلایا گیا تو ان لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ اس وقت ملک شام میں وبا پھوٹ پڑی ہے اس لیے اس طرف پیش قدمی کرنے سے بہتر یہ ہے کہ واپس لوٹا جائے اس رائے میں ان میں سے کسی دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا اس لیے حضرت عمر نے یہ اعلان کرا دیا کہ میں کل صبح واپسی کے لیے سوار ہو جاؤں گا حضرت ابوعبیدہ نے آکر کہا۔

اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اے عمر! کیا آپ خدا کی تقدیر سے فرار حاصل کر رہے ہیں؟

حضرت عمر نے فرمایا اے کاش یہ بات تمہارے سوا کوئی اور کہتا۔

نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰهِ۔ اے ابوعبیدہ! ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف فرار کر رہے ہیں۔

غور تو کرو اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایک ایسی وادی میں اترو جہاں دو میدان ہیں ان میں سے ایک سرسبز و شاداب ہے اور دوسرا سوکھا پڑا ہے تو کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تم سبز و شاداب میدان میں اپنے اونٹ چراؤ گے تو تمہارا ایسا کرنا یہ تقدیر الٰہی سے ہے اور اگر خشک میدان میں چراؤ گے تو یہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہے۔

اسی دوران حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے جو کسی ضرورت کے تحت باہر گئے ہوئے تھے اور مشورہ کے وقت موجود نہیں تھے انہوں نے کہا اس سلسلے میں میرے پاس ایک علم ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تُقْدِمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ۔

جب تم کسی علاقے کے بارے میں ایسا سنو کہ وہاں وبا آئی ہوئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جس جگہ تم ہو اگر وہاں کسی قسم کی وبا پھوٹ پڑے تو بیماری سے ڈرتے ہوئے وہاں سے نہ بھاگو۔

حضرت عمر اپنے فیصلے کی تائید میں حدیث پاک کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا اور وہاں سے واپس لوٹ پڑے

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۵۳، کِتَابُ الطِّب، بَابُ مَا یُذْکَرُ فِی الطَّاعُوْن، طاعون کے متعلق روایتیں، حدیث نمبر ۵۷۲۹۔

﴿حضرت عمر کی فہم وفراست﴾

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (پ۳ع۵/۲۶۹)

اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اُسے بہت بھلائی ملی۔

حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھ سے پوچھا۔ هَلْ تَدْرِيْ مَا قَالَ أَبِيْ لِأَبِيْكَ ؟ قُلْتُ لَا۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرے والد صاحب نے آپ کے والد صاحب سے کیا کہا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا میرے والد نے آپ کے والد سے یہ کہا کہ اے ابو موسیٰ! کیا آپ کو اس بات سے خوشی نہیں ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر جو اسلام قبول کیا، آپ کے ساتھ ہجرت کی، آپ کے ساتھ رہ کر جہاد کیا اور جتنے بھی عمل ہم لوگوں نے (حضور کے ظاہری دور حیات میں) کیے ہیں وہ سب باقی رہیں اور وہ سب کام جو حضور کے (تشریف لے جانے کے بعد) کیے ہیں وہ سب برابر سرابر ہو جائے؟ یعنی اس کے بدلے نہ ہم کو عذاب دیا جائے اور نہ ثواب دیا جائے۔

آپ کے والد حضرت ابو موسیٰ اشعری نے کہا خدا کی قسم، ایسا نہ ہو کیونکہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے (وصال فرمانے کے) بعد بھی جہاد کیا ہے، نمازیں پڑھیں ہیں، روزے رکھے ہیں، بہت سارے افراد نے ہمارے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی ہم لوگوں نے بہت سے اچھے کام کیے ہیں اپنے ان سب کاموں پر ہم لوگ اجر وثواب کی امید رکھتے ہیں۔

میرے والد گرامی نے کہا قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں عمر کی جان ہے میں تو یہی چاہتا ہوں کہ میرے پہلے کے اعمال قائم رہیں اور ہمارے بعد کے اعمال سب برابری کی سطح پر ختم ہو جائے حضرت ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا۔

إِنَّ أَبَاكَ خَيْرٌ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ أَبِيْ۔

بے شک آپ کے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال میرے والد صاحب کی فکر سے بہتر تھا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۵۷، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کا مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۱۵۔

﴿حضرت عمر کا احتیاط فی الحدیث﴾

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا۔ (پ۱۸،ع۹/النور۱۰)

اے ایمان والواپنے گھروں کے سوااور گھروں میں نہ جاؤ۔

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر — اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

حضرت عُبید بن عُمیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی چونکہ حضرت عمر مصروف تھے اس لیے ان کواندر آنے کی اجازت نہ ملی اور حضرت ابوموسیٰ اشعری واپس چلے گئے جب حضرت عمر فارغ ہوئے تو فرمایا کیا میں نے عبداللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی تھی؟ لوگوں نے جب انھیں تلاش کیا تو پتہ چلا کہ وہ واپس جا چکے ہیں فاروق اعظم نے انھیں بلا بھیجا۔

جب حضرت ابوموسیٰ اشعری حاضر ہوئے تو حضرت عمر نے کہا آپ کو کھڑا رہنے سے کس چیز نے روکا تھا؟ انھوں نے کہا میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی تھی جب مجھے اجازت نہ ملی تو میں واپس چلا گیا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم فرمایا ہے۔

(یعنی کسی سے ملاقات کے لیے تین مرتبہ اجازت مانگنے پر بھی اگر اجازت نہ ملے تو وہ واپس لوٹ جائے۔)

حضرت عمر فاروق نے فرمایا خدا کی قسم، آپ کو اپنی بات پر دلیل قائم کرنی ہوگی کہ ہم میں سے کسی اور نے بھی یہ بات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ آپ کو اپنے اس قول پر گواہ پیش کرنا ہوگا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری انصار کی مجلس میں گھبرائے ہوئے آئے اوران لوگوں سے سارا اس صورت حال کو بتایا اور اس حدیث کے متعلق پوچھا قبیلہ انصار کے لوگوں نے کہا اس حدیث پر تو ہماری سب سے چھوٹی شخصیت ابوسعید خدری بھی گواہ بن سکتے ہیں چنانچہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر گئے۔

حضرت ابوسعید خدری نے حضرت عمر فاروق کو بتایا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہے۔

اُن سے اس حدیث کی سماعت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھ کو بازار کے لین دین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس حکم سے بے خبر رکھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۷۷، کِتَابُ الْبُيُوْعِ، بَابُ الْخُرُوْجِ فِي التِّجَارَةِ، تجارت کی غرض سے باہر نکلنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۰۶۲۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۲۳، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ التَّسْلِيْمِ وَالْاِسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا، سلام کرنے اور تین مرتبہ اجازت مانگنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۲۴۵۔

﴿احتیاط کی ایک اور مثال﴾

حضرت مُغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے املاصِ زناں کے بارے میں شرعی حکم پوچھا گیا املاصِ زناں یہ ہے کہ کسی عورت کے پیٹ میں اس طرح پتھر مار دیا گیا جس کے ضرب سے اس کا حمل ضائع ہو گیا۔

فَقَالَ اَيُّكُمْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ شَيْئًا ؟

حضرت عمر نے لوگوں سے دریافت فرمایا آپ حضرات میں سے ایسا کون ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس مسئلہ کے متعلق کچھ سنا ہو؟

میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی صورت میں ایک غلام یا ایک باندی تاوان میں دینے کا حکم فرمایا ہے حضرت عمر نے فرمایا آپ اس وقت تک جا نہیں سکتے جب تک آپ اپنے اس قول کی تائید میں کوئی گواہ پیش نہ کر دیں۔

میں وہاں سے باہر نکلا تو مجھے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے میں ان کو لے کر حضرت عمر فاروق کے پاس پہنچا تو انہوں میرے ساتھ اس بات کی گواہی دی کہ اگر کسی عورت کے پیٹ پر پتھر مارنے کی وجہ سے اس کا حمل ضائع ہو جائے تو ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک غلام یا ایک باندی تاوان مقرر فرمایا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۸۸، کِتَابُ الْاِعْتِصَام، بَابُ مَاجَآءَ فِيْ اِجْتِهَادِ الْقُضَاةِ، قاضیوں کے اجتہاد کرنے متعلق جو حکم ہے اس کا بیان، حدیث نمبر ۷۳۱۷، ۷۳۱۸۔

﴿فاروق اعظم کی نگاہِ بصیرت﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق کو جب کبھی یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ ایسا ہے تو وہ ویسا ہی ہوتا جیسا کہ حضرت عمر فاروق گمان کرتے۔

ایک دفعہ حضرت عمر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوبصورت آدمی قریب سے گذرے آپ نے فرمایا اگر میرا گمان غلطی نہیں کر رہا ہے تو یہ آدمی اپنے جاہلیت والے دین پر ہے یا کاہن تھا پھر آپ نے فرمایا اس آدمی کو بلا کر لاؤ۔

وہ بلائے گئے حضرت عمر نے ان سے اپنی بات دہرائی اس آدمی نے کہا آج سے پہلے میں نے کبھی ایسا معاملہ نہیں دیکھا کہ ایک مسلمان نے ایسی بات کہی ہو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں بتاؤ اصل واقعہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میں زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۵، بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ، بَابُ اِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حضرت عمر کے اسلام لانے کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۶۶۔

﴿دبدبۂ فاروقی﴾

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔(پارہ۳،سورہ آل عمران ۷۳)

تم فرماؤ بے شک فضل اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اُن کا سایہ اِک تجلّی نقشِ پا اُن کا چراغ ۔۔۔ یہ جدھر گذرے اُدھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی اُس وقت حضور کی بارگاہ میں قریش کی کچھ عورتیں گفتگو کررہی تھیں اور گفتگو بھی وہ خوب اونچی آواز سے کررہی تھیں جب اُن عورتوں کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر فاروق کی آمد ہورہی ہے وہ سب کھڑی ہوئیں اور جلدی سے پردے میں چلی گئیں۔

حضرت عمر فاروق جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت حضور مسکرا رہے تھے،آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو یوں ہی ہمیشہ ہنستا اور مسکراتا رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ان عورتوں پر حیرت ہے جو میرے پاس بیٹھی تھیں اور تیز آواز سے گفتگو کررہی تھیں لیکن جب انھوں نے تمہاری آواز سنی تو پردے میں چھپ گئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ سے ڈرا جائے پھر اُن عورتوں کو مخاطب کرکے فرمایا اے اپنی جان کی دشمنو! تم لوگ مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں،اُن عورتوں نے جواب دیا آپ سے ڈرنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ تیز مزاج اور سخت دل ہیں حضور نے حضرت عمر سے فرمایا۔

يَاابْنَ الْخَطَّابِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ۔

اے عمر! قسم ہے اس ذات کی،جس کے قبضے میں میری جان ہے۔

مَالَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّاسَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ۔

جب شیطان کسی راستے پر تمہیں چلتا ہوا دیکھتا ہے تو وہ اس راستے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ پکڑ لیتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول،صفحہ ۴٦۵،كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ ،بَابُ صِفَةِ اِبْلِيْسَ وَ جُنُوْدِهٖ،ابلیس اور اس کی فوج کا بیان،حدیث نمبر ۳۲۹۴۔

بخاری شریف جلد اول،صفحہ ۵۲۰،كِتَابُ الْمَنَاقِبِ،بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ،حضرت عمر بن خطاب کے مناقب کا بیان،حدیث نمبر ۳۶۸۳۔

﴿جلال فاروقی مگر؟﴾

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ (پ۱۹ع۳ رالفرقان ۶۳)

اور جب جاہل اُن سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب عُیَینَہ بن حصن بن حذیفہ آئے تو انھوں نے اپنے بھتیجے حضرت حُر بن قیس کے گھر قیام کیا یہ حر بن قیس جو تھے وہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجلس مشاورت کے مقربین میں سے تھے حضرت عیینہ نے اپنے بھتیجے حر سے کہا کہ تمہاری تو امیر المومنین تک رسائی ہے میرے لیے ان کی خدمت میں حاضری کی اجازت لو۔انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں بہت جلد ان سے اجازت حاصل کرلوں گا۔

اجازت ملنے کے بعد جب یہ امیر المومنین حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کہنے لگے اے ابن خطاب! خدا کی قسم، نہ تو آپ ہم پر مال لٹاتے ہیں اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل وانصاف کرتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاوجہ کی ان باتوں کو سن کرناراض ہو گئے یہاں تک کہ انہیں مارنے کا ارادہ کرلیا۔

حضرت حر نے کہا اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ (پ۹ع۱۴ رالاعراف ۱۹۹)

اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منھ پھیر لو۔

راوی کہتے ہیں: وَاللّٰهِ مَاجَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ۔

خدا کی قسم، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس آیت کو سنا تو ذرا سا بھی قرآن کے اس حکم سے تجاوز نہ کیا

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۶۹، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى، خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ، حدیث نمبر ۴۶۴۲۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تین باتوں کی ہدایت فرمائی ہے (۱) جب قصوروار آدمی معذرت طلب کرتا ہوا آپ کے پاس آئے تو اسے کمال فراخ دلی اور شفقت سے معاف فرمادیں اور انتقام لینے پر اصرار نہ کریں۔ (۲) لوگوں کو اچھی اور مفید چیزوں کو کرنے کا حکم دیں (۳) جاہل، نا سمجھ اور نادان لوگ اگر آپ کو برا بھلا کہیں تو آپ ان سے نہ الجھیں۔(ضیاء القرآن)

﴿سنت رسول کی تعمیل﴾

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ (پ۵ ع۶ النساء ۶۴)

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا تو ایک پتھر ہے نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے اگر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا پھر انہوں نے حجر اسود کا بوسہ لیا اور کہا ہمیں اب رمل کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ تو ہم نے مشرکوں کو دکھانے کے لیے کیا تھا۔

ثُمَّ قَالَ شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ اَنْ نَتْرُكَهُ ۔

پھر آپ نے فرمایا یہ رمل ایسی چیز ہے جسے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا ہے اور صحابہ کو کرنے کا حکم دیا ہے اس لیے ہم اس کو چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۱۸، کِتَابُ الْمَنَاسِكِ، بَابُ الرَّمَلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حج اور عمرہ میں رمل کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۶۰۵۔

﴿تکمیل دین عید کا دن ہے﴾

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔ (پ۳۰ ع۱۸ الضحیٰ ۱۱) اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

جو پیامِ مصطفیٰ ہے وہ پیام آخری ہے ۔۔۔ جو کلامِ حق وہ لائے وہ کلام آخری ہے
یہی دین حق ہے افضل یہی اکمل و مکمل ۔۔۔ جو نظامِ مصطفیٰ ہے وہ نظام آخری ہے

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے مجھ سے یہ کہا کہ اے امیر المومنین !تمہاری کتاب قرآن پاک میں ایک ایسی آیت ہے کہ اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نازل ہونے کے دن کو اپنے لیے عید کا دن قرار دے لیتے۔

حضرت عمر نے فرمایا اچھا بتاؤ تو سہی کہ قرآن پاک کی وہ کون سی آیت ہے؟ یہودی نے کہا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پ۶ ع۵ المائدہ ۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا

حضرت عمر نے فرمایا بے شک ہم نے اس دن کو اور اس آیت کے نازل ہونے کی جگہ کو پہچان رکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب عرفات میں تھے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور دن جمعہ کا تھا۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۱، کِتَابُ الْاِيْمَانِ، بَابُ زِيَادَةِ الْاِيْمَانِ وَنُقْصَانِهٖ، ایمان کی زیادتی اور کمی کا بیان، حدیث نمبر ۴۵۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۶۲، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ، حدیث نمبر ۴۶۰۶۔

فائدہ: (۱) اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حلال وحرام کے بیان میں کوئی آیت نازل نہ ہوئی۔
(۲) دین کامل کا مطلب اسلام کو غالب کرنا ہے یعنی اب مذہب اسلام کے سوا کوئی دین قبول نہیں۔
(۳) مذہب اسلام پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا بلکہ قیامت تک باقی رہے گا۔
(۴) دینی ومذہبی کامیابی کے دن کو یاد کرنا، خوشیاں منانا، صحابہ کرام کے وقت سے رائج ہے۔
(۵) جس دن یہ آیت نازل ہوئی اس دن دو عیدیں جمع تھیں یوم عرفہ، یوم جمعہ، ان دونوں کو عید کا دن کہا گیا ہے اور تیسری عید اس آیت کا خود اس دن نازل ہونا ہے۔

فائدہ: اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ جس دن کوئی نعمت ملے اس دن کو عید کا دن سمجھنے میں کوئی حرج نہیں یہی وجہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہمارے لیے صرف دو عید ہے عید الفطر اور عید الاضحیٰ یا ہم صرف دو عید کے قائل ہیں کسی تیسرے عید کے ہم قائل نہیں اس سے یہ سمجھ میں آیا کہ دو مخصوص عیدوں کے علاوہ کسی اور مخصوص دن کو عید کا دن قرار دینے میں کوئی حرج نہیں اگر کسی قسم کا حرج ہوتا تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس یہودی کے قول کی کسی بھی طرح تائید نہ فرماتے۔

فائدہ: جب قرآن پاک کی ایک آیت کے نزول کے دن کو عید کا دن کہنا درست ہے اور دن جب عید کا ہوگا تو خوشیاں ضرور منائی جائیں گی تو اس حدیث کے تحت جس ذات بابرکات پر پورا قرآن اترا جن کے ذریعہ پورا دین ملا ان کی ولادت باسعادت کے دن کو عقیدت کے طور پر عید کا دن یعنی خوشیوں کا دن کہنے اور اس دن یعنی عید ربیع الاول میں جائز خوشیاں منانے میں حرج ہی کیا ہے؟

﴿باجماعت تراویح کی ابتدا﴾

ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ حیات وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے چلے

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں یا کہیں ایک آدمی کے ساتھ کچھ لوگ مل کر نماز پڑھ رہے ہیں۔
حضرت عمر نے فرمایا میرا خیال ہے اگر ان کو ایک قاری پر متفق کردیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا چنانچہ آپ نے اُن سب کو حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء پر جمع کردیا پھر میں ان کے ساتھ دوسری رات مسجد میں گیا تو دیکھا کہ وہ سب لوگ ایک قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کو دیکھ کر بولے نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔
اور آپ نے فرمایا رات کا وہ حصہ جس میں لوگ سو جایا کرتے ہیں اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے ہوتے ہیں اور لوگ رات کے ابتدائی حصہ میں نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۶۹، كِتَابُ الصِّيَامِ، بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، رمضان کی راتوں میں قیام کرنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۲۰۱۰۔

﴿حضرت عمر کا تقویٰ﴾

وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ۔

اور تمہارے لیے کچھ پہناوے بنائے کہ تمہیں گرمی سے بچائیں اور کچھ پہناوے کہ لڑائی میں تمہاری حفاظت کریں۔ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ۔ (پ۱۴ ع۱۷ النحل ۸۱)

یونہی اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے کہ تم فرمان مانو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک سرخ ریشمی جوڑا بکتے ہوئے دیکھا تو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ اس کپڑے کو خرید لیں تا کہ جمعہ کے دن اور وفود کی آمد کے وقت آپ اسے پہنا کریں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ۔ اسے وہی آدمی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔

کچھ دنوں بعد جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اُسی طرح کے ریشمی جبے آئے تو آپ نے اس میں سے ایک جبہ حضرت عمر کو بھیج دیا۔

حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اسے کیسے پہنوں؟ جبکہ آپ نے یہ فرمایا کہ اس کو وہی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو حضور نے فرمایا میں نے یہ کپڑا تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا ہے بلکہ اس مقصد سے دیا ہے کہ اس کو بیچ دو یا کسی اور کو پہنا دو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کپڑے کو اپنے اس بھائی کے لیے بھیج دیا جو مکہ میں تھا اور ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۸۵، کِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ صِلَةِ الْاَخِ الْمُشْرِكِ، مشرک بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۹۸۱۔

فائدہ: مردوں کو ریشمی کپڑا پہننا یا چادر وغیرہ استعمال کرنا منع ہے جیسا کہ اس حدیث پاک سے معلوم ہو مزید وضاحت اس روایت سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ریشمی حلہ عطا فرمایا، میں نے اس کو پہن لیا پھر جب میں نے حضور کے چہرۂ انور میں غصہ کا اثر دیکھا تو اس کو پھاڑ کر عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۶۸، کِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ الْحَرِيْرِ لِلنِّسَاءِ، عورتوں کو ریشمی کپڑے پہننے کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۴۰۔

فائدہ: عورتوں کو ریشمی کپڑا پہننا اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سرخ ریشمی چادر اوڑھے ہوئے دیکھا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۶۸، کِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ الْحَرِيْرِ لِلنِّسَاءِ، عورتوں کو ریشمی کپڑے پہننے کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۴۲۔

فاروق اعظم کا وقف فی سبیل اللہ

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا۔ (پ۱۵ ع ا ربنی اسرائیل ۷)

اگر تم بھلائی کرو گے اپنا بھلا کرو گے اور اگر برا کرو گے تو اپنا برا کرو گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیبر میں کچھ زمین مل گئی جس میں کھجور کے درخت تھے مشورہ لینے کی غرض سے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں کچھ زمین ملی ہے اور اس سے پہلے ایسی عمدہ زمین میرے پاس کبھی نہیں رہی ہے میں اس زمین کو صدقہ کرنا چاہتا ہوں اس بارے میں آپ کیا حکم فرما رہے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو اس کے درخت کو اپنے قبضے میں رکھو اور اس کے پھل کو صدقہ کر دو، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس باغ کے پھل کو اس شرط پر صدقہ کر دیا کہ اُنھیں بیچنا، ہبہ کرنا اور وراثہ میں دینا منع ہے یہ فقیروں، قرابت داروں مسافروں، اور مہمانوں کے لیئے وقف ہیں غریبوں کو کھلانے کے ساتھ ضرورت بھر متولی کو بھی کھانے کی اجازت ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۸۲، کِتَابُ الشُّرُوطِ، بَابُ الشُّرُوطِ فِي الْوَقْفِ، وقف میں شرطیں لگانے کا بیان، حدیث نمبر ۲۷۳۷۔

سخاوت فاروقی

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى۔ (پ۳۰ ع ۱۷ رسورۃ اللیل ۵ تا ۷)

تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ حنین کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حنین کے قیدیوں میں سے دو باندیاں ملیں تھیں آپ نے ان دونوں کو مکہ مکرمہ میں اپنے کسی عزیز کے مکان میں رکھ دیا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے بقیہ قیدیوں کو آزاد فرمایا تو وہ سب خوشی میں گلی کوچوں میں بھاگ دوڑ کرنے لگے حضرت عمر نے فرمایا اے عبداللہ! دیکھو تو یہ کیسا شور وغل ہے؟ معلوم کرنے کے بعد انھوں نے بتایا۔

مَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّبِيِّ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگ حنین کے قیدیوں پر احسان فرمایا ہے۔

یعنی حضور نے جنگ حنین کے قیدیوں کو آزاد کر دیا ہے اسی خوشی میں یہ لوگ بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم جا کر ان دونوں باندیوں کو بھی بھیج دو یعنی انہیں بھی آزاد کر دو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۴۵، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ، لوگوں کے تالیف قلوب کے لیئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مال عطا کرنا، حدیث نمبر ۳۱۴۴۔

﴿سخاوت فاروقی کی ایک اور مثال﴾

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (پ۱۱ع۴،سورۃ التوبہ۱۲۰) بے شک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

حضرت زید بن اسلم اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بازار گیا تو راستے میں ایک نوجوان عورت ملی اور کہنے لگی اے امیر المومنین! میں حضرت خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہوں میرے والد محترم حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

میرے شوہر کا انتقال ہو چکا ہے اور میرے گھر میں چھوٹے چھوٹے بچے ہیں خدا کی قسم، نہ ان کی کوئی زرعی زمین ہے اور نہ کوئی دودھ دینے والا جانور ہے اور نہ ہی میرے پاس کھانے کا کوئی بندوبست ہے کہ میں انہیں کھلا سکوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ بچے بھوکوں نہ مر جائیں؟

حضرت عمر نے فرمایا مرحبا، تیرا نسب تو بہت قریبی ہے پھر آپ ایک طاقتور اونٹ کی طرف گئے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اس پر اناج کی دو بوریاں رکھوادیں کچھ نقد رقم اور کپڑے بھی ان کے اندر رکھ دیئے اور اونٹ کی رسی اس عورت کے ہاتھ میں دیتے ہوئے فرمایا ''اس وقت یہ لے جاؤ اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس سے اور بہتر عطا فرمائے گا'' ایک آدمی کہنے لگا اے امیر المومنین! آپ نے تو اس عورت کو بہت زیادہ مال واسباب دے دیا۔

حضرت عمر نے فرمایا تجھے تیری ماں روئے خدا کی قسم، میں نے اس کے والد اور بھائی کو اس حال میں دیکھا کہ ایک لمبی مدت تک انھوں نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا پھر جب ہم نے اس قلعہ کو فتح کرلیا تو صبح کے وقت ان دونوں کا حصہ بھی ہم لوگ وصول کر رہے تھے یعنی وہ دونوں اس جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۵۹۹، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ غَزْوَۃِ الْحُدَیْبِیَۃِ، غزوہ حدیبیہ کا بیان، حدیث نمبر ۴۱۶۰، ۴۱۶۱۔

﴿حضرت عمر کا نظام عدل﴾

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ۔ (پ۵،ع۵،النساء۵۸)

اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں کا سالانہ وظیفہ چار قسطوں میں چار ہزار درہم مقرر فرمایا اور خود میرا وظیفہ ساڑھے تین ہزار درہم سالانہ مقرر کیا تھا۔

لوگوں نے جب ان سے یہ کہا کہ عبداللہ بن عمر بھی تو اول مہاجرین میں سے ہیں پھر ان کا وظیفہ چار ہزار درہم سالانہ سے کیوں گھٹا دیا گیا؟ حضرت عمر نے فرمایا عبداللہ نے اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کی تھی اس لیے یہ ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتا جنھوں نے تنہا ہجرت کی تھی۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۵۱، بَابُ بُنْیَانِ الْکَعْبَۃِ، بَابُ ھِجْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کا مدینہ طیبہ کو ہجرت کرنا، حدیث نمبر ۳۹۱۲۔

﴿یہودیوں کا خیبر سے نکلنا﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب خیبر والوں نے میرے ہاتھ اور پاؤں مروڑ ڈالے تو حضرت عمر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔

حضرت عمر نے فرمایا بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں سے اُن کے مالوں کے بارے میں ایک معاہدہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم تم لوگوں کو ان مالوں پر اس وقت تک قائم رکھیں گے جب تک تم لوگ اپنے اس معاہدے پر قائم رہو گے، پھر آپ نے فرمایا، عبداللہ تو اپنی اس زمین پر گئے تھے جو ان کی اپنی تھی اور خیبر کے نزدیک تھی رات میں ان پر یہ ظلم ڈھایا گیا کہ ان کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مروڑ ڈالے گئے اور وہاں یہودیوں کے سوا ہمارا کوئی دشمن نہیں ہے جس پر ہم شبہ کریں اس لیے میں انھیں جلاوطن کرتا ہوں۔

جب حضرت عمر نے یہودیوں کو جلاوطن کرنے کا مکمل ارادہ کرلیا تو ابوحقیق یہودی کے خاندان سے ایک آدمی ان کی خدمت میں آیا اور کہا اے امیرالمومنین! آپ ہمیں خیبر سے کیوں نکال رہے ہیں؟ جبکہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں یہاں برقرار رکھا تھا اور یہاں کی زمینوں کے بارے میں ہم سے معاہدہ کیا تھا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھول گیا ہوں جو حضور نے تم لوگوں سے فرمایا تھا۔

كَيْفَ بِكَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْا بِكَ قُلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ ۔

اس وقت کا کیا حال ہوگا جب تو خیبر سے نکالا جائے گا اور تیرا اونٹ تجھے لیے ہوئے راتوں کو مارا مارا پھرے گا یہودی نے کہا یہ تو ابوالقاسم نے یوں ہی کہا تھا حضرت عمر نے فرمایا اے خدا کے دشمن! تم نے غلط بیانی کی ہے پھر آپ نے یہودیوں کو خیبر سے جلاوطن کردیا اور ان کے میوہ جات، کھیتی کے سامان، اونٹوں اور رسیوں کی قیمت ادا کردی

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۳۷۷، كِتَابُ الشُّرُوْطِ، بَابُ اِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارِعَةِ اِذَا شِئْتُ اَخْرَجْتُكَ، مزارعت میں یہ شرط عائد کرنا جب چاہوں گا بے دخل کردوں گا، حدیث نمبر ۲۷۳۰۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں یہود و نصاریٰ سے سرزمین حجاز کو پاک کردیا۔

﴿حضرت عمر کی دعا﴾

حضرت زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا کی

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

یا اللہ! مجھ کو اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور مجھ کو اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہر میں موت نصیب فرما۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۲۵۳، كِتَابُ فَضَائِلِ الْمَدِيْنَةِ، حدیث نمبر ۱۸۹۰۔

دعا کی قبولیت اور شہادت کی بشارت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان کے ساتھ اُحد پہاڑ پر چڑھے اس وقت احد پہاڑ جنبش کرنے لگا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ٹھوکر مار کر ارشاد فرمایا اے اُحد ٹھہر جا کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۹۔ کِتَابُ فَضَائِلِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۸۶۔

حضرت عمر پر جان لیوا حملہ

(۱) حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی ہونے سے چند روز پہلے مدینہ میں دیکھا تھا اس وقت آپ حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عثمان بن حنیف کو یہ کہہ رہے تھے۔ آپ دونوں نے یہ کیا کیا؟ فلاں زمین پر نا قابل برداشت لگان مقرر کر دیا ایسا کرنے پر آپ دونوں کو ڈر محسوس نہیں ہوا؟ انھوں نے کہا ہم نے جو لگان مقرر کیا ہے وہ قابل برداشت ہے اس مقدار میں قطعاً کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے آپ نے پھر فرمایا غور وفکر کر لو کہ لگان کے نام پر کہیں اتنا زیادہ بوجھ تو نہیں رکھ دیا ہے جس کو لوگ برداشت نہ کر سکیں؟ دونوں حضرات نے جواب دیا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے حضرت عمر نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو عراق کی بیوہ عورتوں کو میں اتنا مال دوں گا کہ وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہ رہیں گی۔

اس کے چوتھے دن جب آپ فجر کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لے جا رہے تھے تو جس وقت آپ دو صفوں سے گذرتے تو اپنی عادت کے مطابق صفیں سیدھی کرنے کی تاکید کرتے جا رہے تھے اور اگر آپ کو کوئی خلل نظر آتا تو تو آپ تکبیر تحریمہ کہتے آپ کی یہ عادت تھی کہ پہلی رکعت میں زیادہ تر آپ سورہ نحل یا سورہ یوسف یا اس جیسی کوئی دوسری سورت پڑھتے تا کہ بعد میں آنے والے لوگ بھی نماز میں شامل ہو جائیں ابھی آپ نے تکبیر تحریمہ ہی کہی تھی کہ آواز آئی مجھے قتل کر دیا یا مجھے کتے نے کاٹ کھایا قاتل دو دھاری تلوار لیے بھاگ رہا تھا دائیں بائیں جدھر سے وہ گذر رہا تھا لوگوں کو زخمی کرتا جا رہا تھا وہ تیرہ آدمیوں کو زخمی کر چکا تھا جن میں سے سات آدمی تو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، مسلمانوں میں سے ایک بزرگ نے اپنا بڑا سا کوٹ اس کے اوپر ڈال دیا جس سے وہ بے بس ہو گیا اور لوگوں نے اس کو پکڑ لیا، جب اس نے محسوس کیا کہ اب وہ بچ نہیں سکتا ہے تو اس نے اسی تلوار سے خودکشی کر لی۔

حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمٰن کا ہاتھ پکڑ کر ان کو مصلیٰ پر کھڑا کر دیا کیونکہ وہ ان سے قریب تھے، مصلیٰ کے قریب جو لوگ تھے انھوں نے اس حادثہ کو میری طرح دیکھ لیا تھا لیکن جو حضرات کنارے کھڑے تھے انھیں زیادہ کچھ معلوم نہ ہوا سوائے اس کے کہ وہ حضرت عمر کی زبان سے سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ کی آواز سن رہے تھے۔

﴿قاتل کون ہے؟﴾

(۲) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختصار کے ساتھ نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت عمر نے فرمایا اے ابن عباس! ذرا دیکھو تو سہی مجھے کس نے قتل کیا ہے؟ یہ تھوڑی دیر تک دیکھتے رہے پھر بتایا مغیرہ کے کاریگر غلام (ابولولوفیروز مجوسی) نے قتل کیا ہے حضرت عمر نے فرمایا خدا اسے غارت کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی خیر خدا کا شکر ہے کہ میری موت کسی مدعی اسلام یعنی کسی مسلمان کے ہاتھوں نہیں ہوئی

پھر آپ اپنے گھر آ گئے ہم لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے آج سے پہلے لوگوں پر اتنی بڑی مصیبت پہلے کبھی نہیں آئی تھی کوئی کہہ رہا تھا گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے تو کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ آپ کی حالت خطرے سے خالی نہیں ہے آپ کو دودھ پلایا گیا تو وہ شکم کے راستے باہر نکل پڑا، آپ کو جو کچھ بھی پلایا جاتا وہ زخم کے راستے باہر نکل آتا جس سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ آپ کا آخری وقت قریب ہے اس وقت بھی لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔

اسی درمیان ایک انصاری نوجوان آیا اور کہنے لگا اے امیرالمومنین! یقیناً آپ کے لیے بشارت ہے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت ملی، اسلام قبول کرنے میں آپ نے پیش قدمی کی، پھر آپ خلیفہ بنائے گئے تو عدل وانصاف سے کام لیا اور آخر میں آپ کو شہادت کا مرتبہ حاصل ہوا حضرت عمر نے فرمایا میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ خواہ ان میں سے کچھ بھی نہ ہو مگر مجھ پر کوئی گناہ نہ رہے جب وہ جانے لگا تو اس کی چادر زمین کو چھو رہی تھی حضرت عمر نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلاؤ، وہ آئے تو آپ نے فرمایا۔

يَاابْنَ اَخِيْ اِرْفَعْ ثَوْبَكَ فَاِنَّهٗ اَنْقٰى لِثَوْبِكَ وَاَتْقٰى لِرَبِّكَ۔

اے بھتیجے! کپڑا اونچا رکھا کرو ایسا کرنا تیرے رب کو پسند ہے اور اس سے تیرا کپڑا بھی بچا رہے گا۔

﴿قرض ادا کرنے کی فکر﴾

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهْلِهَا۔ (پ۵ رع۵ النساء ۵۸)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کر دو۔

(۳) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عبداللہ! ذرا دیکھو تو میرے اوپر کتنا قرض ہے؟ حساب کرنے کے بعد چھیاسی ہزار درہم کے لگ بھگ قرض نکلا آپ نے فرمایا اس قرض کی وصولی کے لیے اگر میری اولاد کا مال کافی ہو تو اس سے میرا قرض ادا کر دینا اگر کم پڑے تو بنی عدی بن کعب میں سے کسی سے قرض لے لینا، اس کے باوجود اگر قرض ادا نہ ہو سکے تو اہل قریش میں سے کسی سے مانگ لینا لیکن ان کے علاوہ کسی دوسرے کے مال سے میرا قرض ادا نہ کرنا۔

﴿حضور کے قریب دفن ہونے کی خواہش﴾

(۴) حضرت عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر فاروق کو دیکھا کہ وہ اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے فرمارہے تھے اے عبداللہ! تم اب ام المومنین سیدہ عائشہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عرض کرو، عمر بن خطاب آپ کو سلام کہتا ہے اور امیر المومنین نہ کہنا، آج میں مسلمانوں کا امیر نہیں ہوں ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب اپنی اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ اگر آپ اجازت دیں تو وہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔

﴿ام المومنین سیدہ عائشہ کا ایثار﴾

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر، ام المومنین سیدہ عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سلام عرض کیا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی اندر گئے تو دیکھا وہ بیٹھی رو رہی ہیں انہوں نے عرض کیا حضرت عمر آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں؟ ام المومنین نے کہا اس جگہ کو میں نے اپنے لیے منتخب کیا تھا اور میں خود وہاں دفن ہونا چاہتی تھی لیکن آج میں اپنی ذات پر حضرت عمر کو ترجیح دیتی ہوں۔

جب حضرت عبداللہ واپس آئے تو حضرت عمر نے فرمایا مجھے اٹھاؤ ایک آدمی نے آپ کو سہارا دے کر بٹھا دیا آپ نے پوچھا اے عبداللہ! کیا خبر لے کر آئے ہو؟ وہ بولے آپ کی خواہش کی تکمیل ہوئی ہے ام المومنین نے اجازت دے دی ہے حضرت عمر نے فرمایا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ اَهَمُّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ۔**

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے آج اس آرام گاہ سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی چیز اہم نہ تھی۔

جب میری روح قبض کرلی جائے تو میرا جنازہ اٹھا کر ان کے پاس لے جانا سلام عرض کرنا اور اے عبداللہ! ایک بار پھر ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب یہاں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے اندر داخل کرنا اور اگر منع فرمادیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں لے جا کر دفن کر دینا۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۵۲۴، كِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالْاِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، بیعت کا بیان اور حضرت عثمان کی خلافت پر صحابہ کے اتفاق کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۰۰۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ وصیت کرنا کہ "میرے غسل و کفن کے بعد ام المومنین سے دوبارہ اجازت حاصل کرنا" یہ اس لیے تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے حیاتِ ظاہری میں خلافت کا رعب و دبدبہ کا احساس کرکے اپنی طبیعت اور خواہش کے خلاف اجازت دے دی ہو اور اس سے آپ کی طبیعت کی سادگی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے مسلمانوں کے عام قبرستان جنت البقیع میں دفن کر دینا اور ام المومنین کا اپنے حجرے میں حضرت عمر کو دفن کی اجازت دینا یہ بہت بڑا ایثار ہے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

فائدہ: معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کی قبر کے قریب دفن ہونے کی خواہش کرنا صحابہ کی سنت ہے۔

﴿ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر کی آمد﴾

(۶) اسی درمیان ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چند عورتوں کے ساتھ تشریف لاتی ہیں لوگوں نے ان کی آمد کو محسوس کیا تو وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے ام المومنین حضرت حفصہ اپنے والد گرامی کے قریب گئیں تھوڑی دیر روتی رہیں۔ لوگوں نے پھر ایک مرتبہ اندر آنے کی اجازت طلب کی اجازت ملنے پر حضرت عمر فاروق کے پاس لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا اے امیر المومنین! آپ وصیت فرمائیں کہ ہم لوگ آپ کے بعد کس کو خلیفہ بنائیں؟

﴿خلیفہ کس کو بنایا جائے؟﴾

(۷) امیر المومنین حضرت عمر نے فرمایا کہ میں خلافت کا مستحق ان لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں سمجھتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال کے وقت راضی تھے میرے بعد یہ لوگ جسے بھی خلیفہ بنائیں وہی خلیفہ ہے ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو پھر آپ نے (۱) حضرت علی (۲) حضرت عثمان (۳) حضرت زبیر (۴) حضرت طلحہ (۵) حضرت سعد بن ابی وقاص (۶) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام لیا اور اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کے متعلق فرمایا کہ عبداللہ آپ سب کے ساتھ موجود تو ضرور رہوں گے لیکن خلافت سے ان کا کوئی تعلق نہ ہوگا چونکہ حضرت سعد کو آپ نے کوفہ کی گورنری سے معزول کیا تھا اس لیے ان کے متعلق فرمایا اگر خلافت حضرت سعد کو مل جائے تو یقیناً وہ اس کے اہل ہیں۔ فَاِنِّیْ لَمْ اَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَّ لَا خِیَانَةٍ۔

میں نے انھیں کسی نااہلی یا خیانت کے باعث معزول نہیں کیا تھا۔

حضرت سعد کے علاوہ کوئی دوسرا خلیفہ بنتا ہے تو وہ ان کی مدد ضرور لے پھر آپ نے یہ وصیت کی۔

﴿حضرت عمر کی وصیت﴾

(۸) حضرت عمر نے فرمایا میں اپنے بعد والے خلیفہ کے لیے وصیت کرتا ہوں کہ وہ مہاجرین اولین کے حقوق کو پہچانیں، ان کی عزت وحرمت کی حفاظت کریں، انصار جنھوں نے دارالایمان اور دارالہجرت میں مسلمانوں کو پناہ دی ان کے نیک لوگوں کی قدر کی جائے اور جو غلطی کر بیٹھیں ان کی غلطی کو درگذر کیا جائے، دوسرے شہروں کے مسلمان اور اعراب کے ساتھ بھلائی کی جائے یہ لوگ اسلام کے محافظ، مال کی آمدنی کا ذریعہ اور دشمنوں کو تباہ کرنے والے ہیں، ان لوگوں سے مال نہ لیا جائے مگر ان کی رضامندی سے اور ان سے وہی مال لیا جائے جو ان کی ضرورت سے زائد ہو، ان کے امیروں سے جو مال لیا جائے وہ ان کے غریبوں میں لوٹا دیا جائے اور طاقت سے زیادہ کسی سے کام نہ لیا جائے میں اپنے جانشیں کو اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ کا خیال رکھنے کی وصیت کرتا ہوں اور اسی طرح وہ ذمیوں کا بھی خیال رکھیں ان کے عہد کو پورا کرے ان کے دشمنوں سے مقابلہ کرے اور ذمیوں کی طاقت سے بڑھ کر ان پر بوجھ نہ لادے۔

﴿حضرت عمر کی تدفین﴾

(۹) حضرت عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ لے کر چل پڑے حضرت عبداللہ بن عمر نے ام المومنین سیدہ عائشہ کی خدمت میں سلام عرض کیا اور کہا حضرت عمر حاضر ہیں اور اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے ہیں، ام المومنین نے فرمایا انھیں اندر لے آؤ، پس انھیں اندر لے جایا گیا اور ان کے دونوں ساتھیوں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رکھ دیا گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۲۴، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالْاِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، بیعت کا بیان اور حضرت عثمان کی خلافت پر صحابہ کے اتفاق کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۰۰۔

محبوب ربِ عرش ہے اس سبز قبہ میں — پہلو میں جلوہ گاہ عتیق و عمر کی ہے

سعدین کا قِران ہے پہلوئے ماہ میں — جھرمٹ کیے ہیں تارے تجلی قمر کی ہے

﴿حضرت علی کی فہم وفراست﴾

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا تو آپ کو جنازہ کے کھاٹ پر رکھا گیا جنازہ اٹھانے سے پہلے لوگوں کی بھیڑ اکٹھی ہو گئی، لوگ آکر دعائیں کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے، میں خود بھی انھیں لوگوں میں تھا اسی وقت حضرت علی آئے دعائے رحمت کی اور فرمایا اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کے بعد ایسا کوئی شخص نہیں جو آپ کے برابر مجھے محبوب ہو اور وہ خدا کی بارگاہ میں آپ جیسا عمل لے کر جائے خدا کی قسم، میں تو یہی گمان کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ہی رکھے گا اور یہ میں نے اس لیے خیال کیا کہ میں نے بار بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

ذَهَبْتُ اَنَا وَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ ، وَدَخَلْتُ اَنَا وَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ ،وَخَرَجْتُ اَنَا وَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ۔

میں اور ابوبکر اور عمر گئے، میں اور ابوبکر اور عمر داخل ہوئے، میں اور ابوبکر اور عمر نکلے۔

اسی لیے مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور ان دونوں حضرات کے ساتھ رکھے گا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۹، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، حضرت عمر بن خطاب کے مناقب کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۸۵۔

فائدہ: ابولولو فیروز مجوسی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز فجر میں زخمی کیا تھا تین دن کے بعد ۲۸/ذی الحجہ بروز دوشنبہ ۶۳/سال کی عمر آپ میں شہید ہوئے، حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی آپ کی مدتِ خلافت دس سال چھ مہینے کچھ دن ہے۔

فائدہ: تقریباً ۶۴ سال بعد بھی یہ دیکھا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسم صحیح وسالم تھا۔

حضرت ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کے حجرہ یعنی روضۂ منورہ کی دیوار گری تو ۸۷ھ میں دوران تعمیر اچانک ایک قدم ظاہر ہوگیا جس کی وجہ سب گھبرا گئے اور سمجھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدمِ مبارک ہے حضرت عروہ بن زبیر نے پہچانا اور کہا قسم خدا کی، یہ حضور کا قدمِ مبارک نہیں ہے یہ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم پاک ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۶، کِتَابُ الْجَنَائِز، بَابُ مَاجَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبر انور کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۹۰۔

فتنوں کے دور کی ابتدا

حضرت شقیق کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے پوچھا فتنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد سب سے زیادہ تم میں سے کس نے یاد رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے اس کو اسی طرح یاد رکھا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا، حضرت عمر نے کہا تم اس پر جری ہو، میں نے عرض کیا۔

فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهٖ وَ مَالِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَجَارِهٖ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْيُ

مرد کا فتنہ وہ ہے جو اس کے اہل اور اس کے مال اور اس کی اولاد میں ہوتا ہے، نماز، روزہ، صدقہ، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

حضرت عمر نے فرمایا میری مراد اس فتنہ سے نہیں ہے میں اس فتنے کو پوچھ رہا ہوں جو سمندر کی موج کی طرح اٹھے گا؟ انہوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! اس فتنے سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اس کے اور آپ کے درمیان بند دروازہ ہے حضرت عمر نے فرمایا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ میں نے کہا توڑا جائے گا۔

حضرت عمر نے فرمایا وہ دروازہ پھر کبھی بند نہیں کیا جاسکے گا ہم نے حضرت حذیفہ سے پوچھا کیا حضرت عمر اس دروازہ کو جانتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں، وہ اس دروازہ کو ایسے ہی جانتے تھے جیسے کل سے پہلے رات ہے اور میں نے ان سے وہ حدیث بیان کی جو غلط نہیں تھی، وہ دروازہ کون سا تھا؟ اس کے پوچھنے پر ہم حضرت حذیفہ سے مرعوب ہوگئے

پھر حضرت مسروق نے جب ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ دروازہ خود حضرت عمر تھے

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۷۵، کِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ، بَابُ الصَّلٰوةُ كَفَّارَةٌ، حدیث نمبر ۵۲۵۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۰۷، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ، حدیث نمبر ۳۵۸۶۔

فائدہ: اس واقعہ سے مراد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہے جس کی تصدیق تاریخ کی ایک ایک سطر کررہی ہے خلیفہ دوم تک اسلام کا کلمہ متحد تھا مسلمانوں کے درمیان کوئی مذہبی یا سیاسی اختلاف نہ تھا آپ کی شہادت کے بعد جو فتنے پیدا ہونے شروع ہوئے تو آج تک ختم نہیں ہوئے، ختم کیا ہوں گے ایک فتنہ کچھ ٹھنڈا پڑتا ہے تو دوسرا فتنہ سر اٹھاتا ہے وہ بھی اس شدت کے ساتھ جیسے سمندر کی موجیں ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں کسی کے قابو میں نہیں آتیں۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

﴿خیر وشر کا زمانہ﴾

حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں کہ دوسرے لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے لیکن میں آپ سے شر کے بارے میں دریافت کیا کرتا اس مقصد سے کہ کہیں وہ مجھے نہ پالے ایک دن میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت اور شر میں زندگی گذار رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس یہ بھلائی بھیجی (مذہب اسلام کی صورت میں) کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں۔

میں نے عرض کیا اس شر کے بعد خیر ہے کیا؟ حضور نے فرمایا ہاں ہے لیکن اس میں دھواں ہوگا، میں نے عرض کیا وہ دھواں کیا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ وہ اپنی طبیعت پر چلیں گے ان کی کچھ باتوں کو تم پسند کرو گے اور ان کی کچھ باتوں کو ناپسند کرو گے میں نے دریافت کیا اس کے بعد بھی شر ہے کیا؟ حضور نے فرمایا ہاں ہے کچھ لوگ جہنم کے دروازوں کی طرف بلاتے ہوں گے اور جو ان کی بات مانے گا اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی پہچان بتا دیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہماری ہی جماعت کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی بولی بولیں گے یعنی ہماری طرح لوگوں کو سمجھائیں گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں ان کا زمانہ پالوں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ **قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ إِمَامَهُمْ۔**

حضور نے فرمایا مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔

میں نے عرض کیا اگر کوئی جماعت اور کوئی امام نہ ہو تو میں کیا کروں گا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی صورت میں تمام فرقوں سے الگ رہو چاہے تمہیں کسی درخت کے جڑ میں پناہ لینا کیوں نہ پڑے؟ یہاں تک کہ تمہیں موت آجائے لیکن تم اسی عالت میں رہنا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۴۹، کِتَابُ الْفِتَنِ، بَابُ كَيْفَ الْأَمْرُ إِذَا لَمْ تَكُنْ جَمَاعَةٌ، جب جماعت لائق اتباع نہ رہے تو کوئی کیا کرے؟ حدیث نمبر ۷۰۸۴۔

﴿فتنوں سے بچنے کے لیے نقل مکانی﴾

حضرت یزید بن ابو عُبید کہتے ہیں کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجاج بن یوسف کے پاس تشریف لے گئے تو اُس نے کہا اے ابن اکوع! آپ اب کفر کی طرف لوٹ گئے ہیں کیا جو جنگل میں جا بسے ہیں؟ حضرت سلمہ نے کہا ایسا کچھ نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو جنگل میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

حضرت یزید بن ابو عُبید کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ہوئی تو حضرت سلمہ بن اکوع نقل مکانی کر کے ربذہ میں جا بسے وہیں ربذہ میں انہوں نے ایک عورت سے شادی کر لی اور وہیں ان کے یہاں اولاد ہوئی یہاں تک کہ وفات پانے سے کچھ دن پہلے وہ مدینہ منورہ آ گئے تھے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۵۰، کِتَابُ الْفِتَنِ، بَابُ التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ، فتنوں سے بچ کر جنگل میں رہنے کا بیان، حدیث نمبر ۷۰۸۷۔

فائدہ: ربذہ میں اس لیے بسے تا کہ خلیفہ سوم کی شہادت کے بعد ہونے والے فتنوں سے خود کو محفوظ رکھ سکیں۔

﴿چوبیسواں باب﴾

﴿خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان﴾

﴿حضرت عثمان کی فضیلت﴾

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا　　　ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت راشدہ کے تیسرے خلیفہ ہیں ہجرت کا شرف حاصل کیا ہے، آپ ہی کے سبب بیعت رضوان کا وقوع ہوا جس کی پسندیدگی کا رب نے قرآن پاک میں اعلان فرمایا حضور نے برسوں پہلے آپ پر آنے والی مصیبت وشہادت کی اطلاع دے دی تھی چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں اس لیے آپ کا لقب ذوالنورین بھی ہے آپ بہت بڑے سخی تھے آپ نے اسلام کے بقاو تحفظ کے لیے بے شمار مال و دولت خرچ کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب فرمایا جو رومہ کنواں کھودوادے وہ جنتی ہے تو حضرت عثمان غنی نے اس کام کو انجام دیا، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو تنگی والے لشکر کا سامان مہیا کردے وہ جنتی ہے تو حضرت عثمان نے سامان مہیا کردیا۔ (رواہ البخاری، باب مناقب عثمان)

غزوہ تبوک کے موقعہ پر آپ نے لشکر اسلام کے لیے ایک ہزار اونٹ سازو سامان کے ساتھ پیش کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی یہ سخاوت اتنی پسند آئی کہ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (پارہ۳ ع۳ ر البقرہ ۲۶۲)

وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر دیے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں اُن کا انعام ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

۴۰ دنوں تک بلوائیوں خارجیوں کے محاصرہ کے بعد ۳۵ھ/ اٹھارہ ذی الحجہ بروز جمعہ بیاسی سال کی عمر میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزہ کی حالت میں شہید کیے گئے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ کے خونِ ناحق کی یہ سزا ہے کہ آپ کی شہادت کے بعد عالم اسلام کے مسلمانوں میں جو فتنہ وفساد برپا ہوا اور مسلمانوں کا جو زوال شروع ہوا وہ تھمنے کا نام نہیں لیتا۔

وہ دور بھی دیکھا ہے تاریخ کی آنکھوں نے　　　لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

حضرت عثمان کی بیعت

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ۔ (پ۵ رع ۵ النساء ۵۸)

اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے۔

اُن کی نگہِ توجہ کا کیا پوچھنا ہو جدھر پھر اُدھر مرتبہ دیکھنا
صدق اُن کو ملا عدل اِن کو ملا یہ غنی ہوگئے وہ علی ہوگئے

حضرت عمرو بن میمون فرماتے ہیں کہ لوگ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدفین وتکفین سے فارغ ہوگئے تو خلیفہ دوم حضرت عمر کی طرف سے نامزد کیے ہوئے افراد (۱) حضرت علی (۲) حضرت عثمان (۳) حضرت زبیر (۴) حضرت طلحہ (۵) حضرت سعد (۶) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے تمام لوگ ایک جگہ جمع ہوئے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا خلافت کا فیصلہ اگر چھ آدمیوں کے بجائے تین حضرات میں لے آیا جائے تو بہتر ہوگا۔

حضرت زبیر نے کہا میں حضرت علی کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوتا ہوں۔

حضرت طلحہ نے کہا میں حضرت عثمان غنی کے حق میں خلافت سے الگ ہوتا ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص نے کہا میں اپنا حق حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو دیتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا مجھے تو خلافت کی کوئی آرزو نہیں ہے اگر آپ لوگ چاہیں تو میں کسی ایک کا انتخاب کردوں؟ چنانچہ بقیہ تمام افراد کا رجحان اُن کی طرف ہوگیا اور سب لوگوں نے خلیفہ کے انتخاب کا معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے سپرد کردیا البتہ گاہے بگاہے لوگ ان سے مشورہ کرتے رہے۔

حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ جب وہ رات آئی جس صبح کو ہم نے حضرت عثمان غنی سے بیعت کی تھی اُس رات حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے آکر زور سے میرا دروازہ کھٹکھٹایا یہاں تک کہ میں جاگ گیا انہوں نے کہا میں تمہیں سوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں حالانکہ خدا کی قسم، ان راتوں میں مجھے تو آنکھ جھپکنے کی بھی فرصت نہیں ملی ہے جاؤ اور حضرت زبیر اور حضرت سعد کو بلا کر لے آؤ جب یہ دونوں حضرات آئے تو آپ نے ان دونوں سے مشورہ کیا پھر جب وہ دونوں چلے گئے تو مجھے بلا کر کہا حضرت علی کو بلا کر لاؤ میں گیا اور حضرت علی کو بلا کر لے آیا۔

حضرت علی آئے اور دیر رات گئے تک حضرت عبدالرحمٰن سے سرگوشی کرتے رہے جب حضرت علی واپس گئے تو مجھ سے کہا حضرت عثمان کو بلا کر لاؤ جب حضرت عثمان آئے تو آپ اسی طرح ان سے بھی صلاح ومشورہ کرتے رہے۔

جب صبح کی نماز ہوگئی تو سبھی حضرات منبر کے پاس جمع ہوگئے، مہاجرین وانصار میں سے جو حضرات موجود تھے اُن سب کو بلا لیا گیا۔

گذشتہ سال حج کے موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو فوج کے سپہ سالار حضرات موجود تھے انہیں بھی بلا لیا گیا اس طرح جب سارے لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت علی اور حضرت عثمان سے پوچھا کیا آپ دونوں حضرات میں سے کوئی خلافت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے؟

وہ دونوں حضرات خاموش رہے پھر حضرت عبدالرحمٰن نے کہا کیا آپ دونوں حضرات انتخاب کا معاملہ میرے سپرد کرنے کو تیار ہیں؟ خدا کی قسم میں کبھی افضل سے عدول نہیں کروں گا؟ دونوں نے اثبات میں جواب دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ان دونوں میں سے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قرابت دار ہیں اور اسلام قبول کرنے میں پہل کرنے والے ہیں خدا کی قسم، اگر میں خلافت کا فیصلہ آپ کے حق میں کروں تو آپ پر انصاف کرنا لازم ہوگا اور اگر میں حضرت عثمان غنی کے حق میں خلافت کا فیصلہ کروں تو ان کی بات سننا اور ان کی اطاعت کرنا آپ کے لیے لازم ہوگا پھر انھوں نے حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بھی اسی طرح کہا جیسا کہ حضرت علی سے کہا تھا۔

جب اُن دونوں حضرات سے پکا وعدہ لے لیا تو آپ نے تشہد پڑھا پھر حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا اے علی! میں نے لوگوں کو اچھی طرح دیکھا سمجھا اور اُن سے مشورہ کیا تو مجھے یہ نظر آیا کہ لوگوں کی اکثریت حضرت عثمان غنی کو ترجیح دیتی ہے اس لیے آپ اپنے دل میں کسی قسم کا میل نہ لانا، حضرت عثمان غنی سے فرمایا! اے عثمان آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں اور پھر آپ نے ان سے بیعت کر لی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے عثمان! میں اللہ اور اس کے رسول کے طریقے پر اور اُن کے بعد والے دونوں خلفا کے طریقے پر آپ کی بیعت کرتا ہوں اس طرح حضرت علی نے بھی بیعت کر لی پھر تو انصار و مہاجرین، فوجوں کے سپہ سالار اور عام مسلمان ٹوٹ پڑے اور سب نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی یعنی تمام مسلمانوں نے اتفاق رائے سے آپ کو خلیفہ سوم اور امیر المومنین کی حیثیت سے منتخب کر لیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۲۴، كِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالْاِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، بیعت کا بیان اور حضرت عثمان کی خلافت پر صحابہ کے اتفاق کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۰۰۔

حضرت عثمان کے متعلق غلط افواہیں

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔

(پ ۱۵ ع ۴ سورہ بنی اسرائیل ۳۶)

اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں، بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

حضرت عثمان بن مواہب فرماتے ہیں کہ ایک آدمی مصر سے آیا اور بیت اللہ کا حج کیا جب اس نے چند آدمیوں

کوایک جگہ بیٹھے دیکھاتو پوچھایہ کون لوگ ہیں؟کسی نے بتایا یہ اہل قریش ہیں؟اس نے پوچھاان کے سردارکون ہیں ؟لوگوں نے کہاحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اب اس نے کہااے ابن عمر! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتاہوں مجھےاس کا جواب مرحمت فرمائیں کیا آپ کو یہ معلوم ہے کہ حضرت عثمان غزوۂ اُحد سے فرار ہو گئے تھے؟ حضرت ابن عمر نے جواب دیاہاں، پھر پوچھا کیا آپ کومعلوم ہے کہ حضرت عثمان غزوۂ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے ؟حضرت ابن عمر نے جواب دیاہاں، پھر دریافت کیا آپ کو یہ تو معلوم ہوگا کہ حضرت عثمان غنی بیعت رضوان کے وقت موجود نہ تھے بلکہ غائب ہی رہے؟ آپ نے جواب دیاہاں اس آدمی نے کہااللہ اکبر۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایاٹھہریے اب میں ان واقعات کی حقیقت بیان کرتا ہوں سنیےانھوں نے جو جنگ احد سے (حضور کی شہادت کی جھوٹی خبرسن کرحالت اضطراب اورشکستہ دل ہوکر دوسرے کچھ صحابہ کی طرح جوراہِ) فراراختیارکی تو میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرمادیااورانھیں بخش دیا۔

(۱)غزوۂ بدر سے غائب رہنے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی جوان کے نکاح میں تھیں وہ اس وقت بیمار تھیں اورخودرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تم ان کی تیمارداری کرو غیرحاضری کے باوجودتمہارے لیے جنگ بدر میں شامل ہونے کے برابراجراورحصہ ہے۔

(۲) بیعت رضوان سے غائب ہونے والی جو بات ہےتو سرزمین مکہ میں حضرت عثمان بن عفان سے بڑھ کر اگرکوئی دوسرامعززہوتاتو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی جگہ اسے مکہ والوں کے پاس بھیجتے۔

(۳) بیعت رضوان کا جوواقعہ ہوا ہےوہ حضرت عثمان غنی کے مکہ مکرمہ تشریف لے جانے کے بعد پیش آیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہِ الْیُمْنٰی ھٰذِہٖ یَدُ عُثْمَانَ۔

اوربیعت کےوقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نےاپنے داہنے ہاتھ کے لیےفرمایایہ عثمان کاہاتھ ہے۔

فَضَرَبَ بِھَا عَلٰی یَدِہٖ فَقَالَ ھٰذِہٖ لِعُثْمَانَ۔

اوراپنے دائیں ہاتھ کوبائیں ہاتھ پر مارکرفرمایایہ عثمان کی بیعت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر نےاس شخص سےفرمایااب جاؤاوران بیانات کواپنے ساتھ لےکرجاؤ۔

بخاری شریف جلداول صفحہ۵۲۳، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ عُثْمَانَ ,حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کابیان، حدیث نمبر۳۶۹۸۔

فائدہ: سرزمین مصر کےکچھ لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے مخالف تھے آپ پر بے جاالزام لگاکرآپ کوبدنام کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے انھیں میں سے یہ تین باتیں بھی تھیں۔

فائدہ: بیعت رضوان بھی جوہوئی وہ خودحضرت عثمان غنی کے شہادت کی جھوٹی خبرکی بنیادپرہوئی تھی جس کا مقصدصحابہ کی جاں نثاری کی آزمائش اوران کے جوش جہادکوابھارناتھااگرحضرت عثمان غنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں موجودہوتےتو شاید بیعت رضوان کاوقوع نہ ہوتا۔

پچیسواں باب

خلیفہ چہارم حضرت علی بن ابو طالب

حضرت علی کی فضیلت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر فرمادیا۔

حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ہمیں عورتوں اور بچوں کے درمیان چھوڑ کر جارہے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میری نسبت تمہارے ساتھ ویسے ہی ہے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِىْ۔ مگر یہ کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۳۳، کِتَابُ الْمَغَازِیْ، بَابُ غَزْوَةِ تَبُوْکَ وَ هِیَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ غزوہ تبوک کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۱۶۔

حضرت علی کی بہن حضرت ام ہانی

حضرت ام ہانی بنت حضرت ابو طالب فرماتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت آپ غسل فرمارہے تھے اور آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ پر پردہ کیے ہوئے تھیں میں نے سلام عرض کیا۔

حضور نے فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا ابو طالب کی بیٹی ام ہانی ہوں حضور نے مجھے خوش آمدید کہا اور جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو ایک کپڑا لپیٹے ہوئے آپ نے آٹھ رکعت نمازیں ادا کی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے بھائی حضرت علی کہتے ہیں میں ایک آدمی کو مار ڈالوں گا حالانکہ ہُبیرہ کے فلاں بیٹے کو میں نے پناہ دے رکھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ام ہانی! جسے تم نے پناہ دی ہے اسے ہم نے بھی پناہ دی حضرت ام ہانی بنت ابو طالب فرماتی ہیں اس وقت حضور نے جو نماز پڑھی تھی وہ چاشت کی نماز تھی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱، کِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهٖ ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۷۔

﴿ابوتراب لقب کی وجہ؟﴾

حضرت ابوحازم فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ شکایت کی کہ فلاں آدمی منبر پر بیٹھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہتا ہے آپ نے اس سے پوچھا آخر وہ کہتا کیا ہے؟

اس نے بتایا وہ انھیں ابوتراب کہتا ہے یہ سن کر آپ ہنس پڑے اور فرمایا خدا کی قسم، ان کا یہ نام تو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکھا ہے اور حضرت علی کو یہ نام اپنے اصلی نام سے بھی زیادہ پیارا ہے راوی نے جب اس پوری حدیث کو سننے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضرت سہل بن سعد نے بتایا کہ ایک دن حضرت علی، حضرت سیدہ فاطمہ زہرا کے پاس گئے اور پھر مسجد میں آکر لیٹ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سیدہ فاطمہ زہرا کے گھر تشریف لائے اور حضرت علی کو گھر میں موجود نہ پایا تو سیدہ فاطمہ سے دریافت فرمایا۔ اَیْنَ اِبْنُ عَمِّکِ؟ تمہارے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟

سیدہ فاطمہ زہرا نے جواب دیا میرے اور ان کے درمیان کچھ ایسی بات ہوگئی جس پر وہ خفا ہو کر باہر چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہیں کیا، حضور نے کسی سے فرمایا دیکھو تو علی کہاں ہیں؟ وہ صاحب دیکھ کر آئے اور یہ بتایا کہ یارسول اللہ! حضرت علی مسجد میں سورہے ہیں آپ جب مسجد میں حضرت علی کے پاس آئے تو وہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے، ان کی چادر ان کے پہلو سے گر پڑی تھی اور ان کے جسم پر مٹی لگ گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمانے لگے۔

قُمْ یَا اَبَا تُرَابٌ، قُمْ یَا اَبَا تُرَابٌ اے ابوتراب اٹھو، اے ابوتراب اٹھو۔

اسی وقت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ابوتراب ہوگیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۲۵، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۰۳۔
بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۶۳، بَابُ نَوْمِ الرِّجَالِ فِی الْمَسْجِدِ، مردوں کا مسجد میں سونا، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، حدیث نمبر ۴۴۱۔

فائدہ: عربی میں تراب مٹی کو کہتے ہیں، چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو از راہ محبت ابوتراب کہہ کر بلایا تھا جو بعد میں آپ کا لقب ہوگیا۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بروز جمعہ ۱۶/۱۷ رمضان ۴۰ھ صبح کے وقت عبدالرحمٰن بن ملجم نے حملہ کیا ۲۱ رمضان المبارک کو آپ کا وصال ہوا، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

﴾نام مصطفیٰ اور حضرت علی﴿

(۲) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (صلح حدیبیہ کا معاہدہ لکھنے کے لیے) حضرت علی بن ابو طالب کو بلایا اور فرمایا لکھو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سہیل نے کہا قسم خدا کی، ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کون ہے؟

آپ بِاسْمِکَ اَللّٰهُمَّ لکھیں جیسا کہ آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔

مسلمان کہنے لگے۔ قسم خدا کی، ہم تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہی لکھیں گے۔

مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بِاسْمِکَ اَللّٰهُمَّ ہی لکھ دو پھر حضور نے فرمایا لکھو۔

هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ یہ وہ فیصلہ ہے جو مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نے کیا ہے۔

حضرت علی نے جب مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تو مشرکوں نے کہا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ لکھو۔

اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مان لیتے تو آپ کو بیت اللہ کی زیارت اور طواف سے کیوں روکتے؟ اور آپ کے ساتھ قتل و قتال لڑائی جھگڑا کیوں کرتے؟ آپ اس جگہ محمد بن عبداللہ لکھوائیں۔

قَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ۔

حضور نے فرمایا بے شک میں اللہ کا رسول ہوں اور بے شک میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں۔

آپ نے حضرت علی سے فرمایا اے علی! لفظ رسول اللہ مٹا دو اور محمد بن عبداللہ لکھ دو۔

حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم خدا کی، میں اس تحریر (یعنی لفظ محمد کو) کو مٹا نہیں سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس تحریر کو خود اپنے دست مبارک سے مٹا دیا اور ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ اور ان کے اصحاب (آئندہ سال) تین دن کے لیے مکہ میں داخل ہو سکتے ہیں اور جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اس وقت اپنے ہتھیار کو میان میں چھپائے رکھیں گے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۲۷، کِتَابُ الْشُّرُوْطِ، بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالِحَةِ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوْطِ، حربی کافروں کے ساتھ جہاد اور مصالحت کی شرطیں مقرر کرنے اور شرائط لکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۷۱، کِتَابُ الصُّلْحِ، بَابُ كَيْفَ يُكْتَبُ هٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، کیسے لکھا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کے درمیان صلح نامہ ہے، حدیث نمبر ۲۶۹۸۔

چاہتا ہے تو اگر دونوں جہاں میں نام ہو ﴿ آبروئے ما ز نام مصطفیٰ ہرگز نہ بھول

﴿فاتح خیبر﴾

شیرِ شمشیر زن شاہ خیبر شکن پرتَو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے موقع پر حضرت علی آشوب چشم کے سبب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے دل میں کہنے لگے میں حضور کو چھوڑ کر رہ جاؤں ایسا نہیں ہو سکتا چنانچہ وہ بھی نکل پڑے اور تیزی سے سفر طے کر کے حضور سے مل گئے، جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرادیا حضور نے فرمایا کل صبح یہ جھنڈا میں اس شخص کو دوں گا یا یہ جھنڈا کل وہ حاصل کرے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں خیبر کی فتح عطا فرمائے گا۔

صحابہ پوری رات اس حسرت میں رہے کہ دیکھئے صبح کے وقت کس خوش نصیب کو جھنڈا ملتا ہے جب صبح ہوئی تو سارے صحابہ یہی آرزو لیے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اے کاش، اسے اسلامی جھنڈا مل جائے۔

فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ؟ حضور نے فرمایا علی بن ابو طالب کہاں ہیں؟

راوی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو یہ امید نہ تھی کہ وہ آجائیں گے لیکن صبح کو دیکھتے ہیں کہ حضرت علی موجود ہیں۔

فَقَالُوْا يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُن کی آنکھیں دکھتی ہیں۔

قَالَ فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ حضور نے فرمایا انھیں بلا کر لاؤ۔

فَاَتَوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَدَعَا لَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ۔

حضرت علی کو جب حضور کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگا دیا اور اُن کے لیے دعا فرمائی پھر تو وہ ایسے تندرست ہو گئے جیسے انھیں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی حضور نے جھنڈا اُن کے حوالے کر دیا۔

حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ! میں اُس وقت تک ان سے لڑوں گا جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں حضور نے فرمایا سکون سے جاؤ ان کے پاس جا کر انھیں اسلام کی طرف مائل کرو اور اللہ تعالیٰ کا فریضہ جو اُن پر فرض ہے وہ انھیں بتاؤ۔ **فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ۔**

قسم خدا کی، اگر تمہاری کوشش سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو بھی ہدایت عطا فرما دے تو وہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ حضور نے حضرت علی کو سپہ سالاری کا جھنڈا عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں خیبر کو فتح کرا دیا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۲۵، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ ،بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ،حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۰۱، ۳۷۰۲، ۳۷۰۲۔

فائدہ: اس روایت سے اللہ و رسول کی بارگاہ میں حضرت علی کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے اور حضور کے علم غیب کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے کہ رات ہی میں بتا دیا "کل خیبر کا قلعہ فتح ہو جائے گا اور حضرت علی فاتح خیبر ہوں گے"۔

﴿چھبیسواں باب﴾

﴿مختلف صحابہ وصحابیات کا تذکرہ﴾

﴿سیدہ فاطمہ زہرا﴾

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ ومہر نے — اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ — جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں جنتی عورتوں کی سردار ہیں بعثت سے پانچ سال قبل آپ کی ولادت ہوئی ۲ھ ماہ رمضان میں آپ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اور ذی الحجہ کے مہینہ میں رخصتی ہوئی آپ کے تین صاحبزادے حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں حضرت محسن کا انتقال بچپن میں ہوگیا تھا تین صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں حضور کے وصال فرمانے کے چھ ماہ بعد ماہ رمضان منگل کی رات میں آپ کا وصال ہوا اپنی وصیت کے مطابق رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کی گئیں حضرت علی نے نماز جنازہ پڑھائی وصال کے وقت آپ کی عمر ۲۸ سال تھی۔

﴿خوشی وغم کی قربت﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ زہرا کو اپنے اُس مرض میں بلایا جس میں حضور کا وصال پر ملال ہوا سیدہ فاطمہ زہرا تشریف لائیں اور ان کے چلنے کا انداز بالکل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرح تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ کو خوش آمدید کہا اور ان کو اپنے داہنے یا بائیں طرف بٹھایا پھر چپکے سے ان سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں اس کے بعد پھر کوئی بات چپکے سے کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔

میں نے ان سے کہا کہ خوشی اور غم کو اتنا قریب میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا ہے حضور نے ایسا کیا فرمایا جس کو سن کر آپ رو پڑیں اور پھر فوراً ہی ایسا کیا کہہ دیا کہ آپ ہنس پڑیں؟ حضرت فاطمہ نے جواب دیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہیں کر سکتی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے سیدہ فاطمہ زہرا سے پھر پوچھا کہ اس دن رونے اور ہنسنے کا سبب کیا تھا؟ تو انھوں نے بتایا کہ حضور نے مجھے چپکے سے یہ بتایا کہ جبریل امین ہر سال میرے پاس آ کر قرآن کریم کا ایک دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال انھوں نے دو مرتبہ قرآن پاک کا دور کیا جس سے میں یہ سمجھ گیا کہ میرے وصال کا وقت قریب ہے یہ سن کر میں رو پڑی تھی پھر حضور نے فرمایا بے شک میرے گھر والوں میں سے تم ہو جو سب سے پہلے مجھ سے آ کر ملوگی۔ (حضور کی اس بات کو سن کر میں ہنس پڑی)

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۱، کِتَابُ الْمَنَاقِب ،بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ ، اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۳۳، ۳۴۳۴۔

تسبیح فاطمہ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چکی پیسنے سے بڑی تکلیف ہوتی تھی جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں خادمائیں آئی ہوئی ہیں تو وہ ایک خادمہ لینے کی غرض سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں موجود نہ تھے اس لیے وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنے آنے کا مقصد بیان کر کے واپس آ گئیں۔

حضور جب تشریف لائے تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ نے سیدہ فاطمہ زہرا کی آمد کے بارے میں بتایا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے غریب خانہ میں ہماری خواب گاہ تک تشریف لائے ہم لوگ آپ کے احترام میں کھڑے ہونے لگے تو فرمایا اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو آپ ہمارے درمیان آ کر بیٹھ گئے۔

حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِیْ۔

یہاں تک کہ میں نے حضور کے مبارک قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز تم دونوں مانگ رہے ہو کیا اس سے بہتر چیز میں تمہیں عطا نہ کروں جب تم سونے لگو تو چونتیس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰه پڑھا کرو یہ تمہارے لیے اس چیز سے بہتر ہے جس کا تم دونوں سوال کر رہے ہو۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۲۵، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِب ، حدیث نمبر ۳۷۰۵۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جملہ دل کی تختی پر لکھنے کی ضرورت ہے۔

حَتّٰی وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِیْ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں محسوس کیا۔

دل کرو ٹھنڈا میرا وہ کفِ پا چاند سا   سینے پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

تسبیح فاطمہ کی دوسری روایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس کچھ غریب لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس طرح ہم لوگ نماز پڑھتے ہیں اسی طرح مالدار لوگ نماز پڑھتے ہیں اور جس طرح ہم لوگ روزہ رکھتے ہیں ویسے ہی مال والے بھی روزہ رکھتے ہیں لیکن ان لوگوں کے پاس مال و دولت زیادہ ہے جس سے وہ حج کر لیتے ہیں، عمرہ کرتے ہیں، جہاد میں شامل ہوتے ہیں، صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور اپنے مال و دولت کی وجہ سے یہ مالدار لوگ بڑے بڑے رتبے اور دائمی نعمتیں حاصل کر رہے ہیں۔

یعنی ہم لوگ غریب ہونے کے سبب نہ حج کر سکتے ہیں نہ مال خیرات کر سکتے ہیں اور نہ ہی غلام آزاد کر سکتے ہیں تو مال والوں کی طرح ثواب بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتا دوں جس پر عمل کر کے تم ان لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ گے بلکہ ان سے آگے بڑھ جاؤ گے اور کوئی بھی آدمی تمہارے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا سوائے ان لوگوں کے جو تمہاری طرح عمل کرنے لگیں تم لوگ نماز کے بعد (یہ تسبیح) پڑھ لیا کرو۔

تینتیس مرتبہ تسبیح یعنی سبحان الله، تینتیس مرتبہ تحمید یعنی الحمد لله اور تینتیس مرتبہ تکبیر یعنی الله اکبر۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر لوگوں کے درمیان اس کی تعداد میں اختلاف ہو گیا کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم تینتیس بار تسبیح اور تحمید پڑھیں گے اور چونتیس مرتبہ تکبیر پڑھا کریں گے تو میں نے پھر حضور سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔

تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلِّهِنَّ ثَلَاثٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ۔

تم لوگ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھا کرو یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۱۶، كِتَابُ الْاَذَان، بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۸۴۳۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو رحمان کو پیارے ہیں زبان پر ہلکے اور میزان میں بھاری ہیں۔

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحٰنَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

ہم اللہ کی ہر عیب سے پاکی بیان کرتے ہیں اس کی حمد کے ساتھ اللہ ہر عیب سے پاک ہے عظمت والا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۱۲۹، كِتَابُ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا۔ (پ ۱۷ ع ۴ ۱۷ الانبیاء) اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کوئی ظلم نہ ہوگا، حدیث نمبر ۵۶۳ ۷۔

﴿سیدہ فاطمہ زہرا کا مقام﴾

کیا پوچھیں خدا صاحبِ توقیر ہے زہرا — خاتونِ جہاں صاحبِ تطہیر ہے زہرا
ام الحسن و مادرِ شبیر ہے زہرا — سر تا بقدم نور کی تصویر ہے زہرا

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا پیغام دیا اور یہ بات سیدہ فاطمہ زہرا کو معلوم ہوئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آپ کی قوم کا یہ خیال ہے کہ حضور اپنی صاحبزادیوں کے بارے میں کسی سے خفا نہیں ہوتے ہیں اسی لیے حضرت علی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والے ہیں اس بات کو سننے کے بعد حضور کھڑے ہوئے اور تشہد یعنی سلام پھیرنے کے بعد فرمایا میں نے اپنی ایک لڑکی کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا تو اس نے جو بات مجھ سے کی اسے پورا کیا۔ وَ اِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ وَ اِنِّیْ اَكْرَهُ اَنْ يَّسُوْءَ هَا۔

اور بے شک فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے اور بلا شبہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ اسے کوئی تکلیف پہنچے۔

وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ۔

خدا کی قسم، رسول اللہ کی بیٹی اور خدا کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی۔

پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۲۸، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ ذِكْرُ اَصْهَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نسبتی فرزندوں کا ذکر، حدیث نمبر ۳۷۲۹۔

﴿صحابی رسول کی جرأت﴾

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ منیٰ میں موجود تھا جب ان کے تلوے میں نیزے کی نوک چبھی تھی اور ان کا پاؤں رکاب سے چمٹ گیا تھا میں نے سواری سے اتر کر ان کے پیر سے نیزہ نکالا تھا جب حجاج کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ آپ کی عیادت کے لیے آیا حجاج نے کہا اے کاش مجھے پتہ چلتا کہ کس نے آپ کو یہ تکلیف پہنچائی؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا تمہاری وجہ سے مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔ حجاج نے کہا وہ کیسے؟ آپ نے کہا تم ایسے دن ہتھیار لے کر آئے ہو جس دن ہتھیار لایا نہیں جاتا ہے۔

وَ اَدْخَلْتَ السِّلَاحَ الْحَرَمَ وَ لَمْ يَكُنِ السِّلَاحُ يُدْخَلُ الْحَرَمَ۔

اور تم نے حرم پاک میں ہتھیار داخل کیا حالانکہ حرم شریف میں ہتھیار لے کر آنا منع ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۳۲، کِتَابُ الْعِيْدَيْنِ، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ حَمْلِ السِّلَاحِ فِي الْعِيْدِ وَالْحَرَمِ، عید کے دن اور حرم پاک میں ہتھیار لے جانا مکروہ ہے، حدیث نمبر ۹۶۶۔

﴿نطاقین کا خطاب﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ۔

اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں۔

وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔

اور نہ عورتیں عورتوں سے (ہنسیں) دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ (پ ۲۶ ع ۱۴ سورۃ الحجرات ۱۱)

حضرت وہب بن کیسان کہتے ہیں کہ ملک شام کے کچھ لوگ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطور طنز کے ذات نطاقین یعنی دو کمر بندوالی کا بیٹا کہا کرتے تھے ان کی والدہ حضرت اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان سے کہا بیٹا! وہ تمہیں دو کمر بندوں کا طعنہ دیتے ہیں تو کیا تمہیں معلوم ہے یہ ذات نطاقین کی کیا بات ہے؟

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت میں نے اپنے گھر سے ان کے کے لیے زادِ راہ تیار کیا تھا لیکن اس وقت مجھے کوئی ایسی چیز نہیں مل رہی تھی جس سے میں توشہ اور پانی کا مشکیزہ باندھ سکوں میں نے اپنے والد گرامی کی اجازت سے اپنے کمر بند کو دو حصوں میں بانٹ دیا تھا اور اسی کمر بند سے توشہ اور مشکیزہ کا منھ باندھا تھا اسی لیے اس وقت سے میرا نام **ذات نطاقین** یعنی دو کمر بند والی پڑ گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر جب اس طعنہ کو سنتے تو کہا کرتے کہ خدا کی قسم، یہ سچ کہتے ہیں لیکن جس بات کو یہ بطور طعن وطنز کہا کرتے ہیں وہ میرے لیے باعث فخر ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۱۱، كِتَابُ الْاَطْعِمَه، بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ، پتلی روٹی کا بیان، حدیث نمبر ۵۳۸۸۔

فائدہ: ذات النطاقین یہ خادمہ اور باندی سے کنایہ ہے باندیاں اور خادمائیں دو دو نطاق باندھا کرتی تھیں اور آزاد اور شریف عورتیں ایک نطاق باندھتی تھیں چونکہ حضرت اسما نے ہجرت کے موقع پر حضور کا توشہ کھانا اور پانی کا مشکیزہ باندھنے کے لیے اپنی کمر بند کو دو حصوں میں تقسیم کیا تھا اس لیے حجاج بن یوسف کے فوجی حضرت عبداللہ بن زبیر کو ذات النطاقین کا بیٹا کہہ کر شرم و عار دلایا کرتے تھے جبکہ یہ ان کے لیے عار نہیں تھا کیونکہ یہ وہ خطاب تھا جو ان کی والدہ حضرت اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا تھا اسی لیے وہ اس لقب کو اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری، فتح الباری شرح بخاری)

ام المومنین حضرت خدیجہ کی فضیلت

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرب کی ایک مشہور و معروف خاندان کی ایک دولت مند خاتون تھیں، ۴۰ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آپ کا نکاح ہوا اس وقت حضور کی عمر شریف ۲۵ سال تھی، عورتوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا اور اپنا سارا مال اسلام کی راہ میں قربان کر دیا۔

ان کے بطن سے حضور کی چار صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت ام کلثوم، حضرت رقیہ، حضرت فاطمہ زہرا اور تین صاحبزادے حضرت قاسم، حضرت طیب اور حضرت طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تولد ہوئے ٦٥ سال کی عمر میں ٦ھ ماہ رمضان میں آپ کا وصال ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود قبر انور میں اترے اور آپ کے لیے دعا فرمائی۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی زوجہ پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی حضرت خدیجۃ الکبریٰ پر آئی میں نے انہیں نہیں دیکھا تھا (چونکہ میری شادی سے پہلے وہ انتقال کر چکی تھیں) غیرت کی وجہ یہ تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کثرت سے ان کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی آپ بکری ذبح فرماتے تو حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو تحفہ دیتے اور اتنا دیتے کہ انہیں کافی ہوتا۔

کبھی کبھی میں حضور سے عرض کیا کرتی آپ حضرت خدیجہ کے متعلق ایسے گفتگو کیا کرتے ہیں گویا دنیا میں حضرت خدیجہ کی طرح دنیا میں کوئی خاتون ہی نہیں ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں یعنی ان کے اوصاف کو گنایا کرتے اور فرمایا کرتے انہیں سے میرے بچوں کی ولادت ہوئی ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۳۸، كِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدِيجَةَ وَ فَضْلِهَا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ سے نکاح کرنے اور حضرت خدیجہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۱۸۔

حضرت خدیجہ کا اطمینان قلب

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہونے کے بعد جب گھبراہٹ کیفیت طاری ہوئی تو آپ حضرت خدیجہ کے پاس آئے اور نزول قرآن کا سارا واقعہ سنایا اور فرمایا "میری جان کو خطرہ محسوس ہوتا ہے" اس وقت ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

كَلَّا وَاللّٰهِ مَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحْمَ وَ تَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَ تَقْرِيْ الضَّيْفَ وَ تُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ۔

ہرگز نہیں خدا کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں فرمائے گا آپ تو صلہ رحمی کرنے والے، کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے محتاجوں کے لیے کمانے والے، مہمان نوازی کرنے والے اور راہِ حق میں مصائب جھیلنے والے ہیں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲، كِتَابُ الْوَحْيِ، بَابُ كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وحی کا نزول کب اور کیسے ہوا؟ حدیث نمبر ۳۔ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۳۹، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ، حدیث نمبر ۴۹۵۳۔

﴿رب العالمین اور جبرئیل امین کا سلام﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔

بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، اُن پر فرشتے اترتے ہیں۔

اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ (پ۲۴ ع۱۸ حٰم السجدہ ۳۰)

کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش رہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی　　اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ حضرت خدیجہ ہیں جو ایک برتن میں سالن اور کھانے پینے کی چیزیں لے کر آ رہی ہیں جب وہ آجائیں تو انھیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام عرض کریں، اور انھیں جنت میں موتی کے محل کی بشارت دیں جس میں چیخ و پکار یا کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۳۸، کتاب الْمَنَاقِب، بَابُ تَزْوِیْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَدِیْجَةَ وَ فَضْلِهَا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ سے نکاح کرنے اور حضرت خدیجہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۸۲۰۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی مائیں ہیں ان کا مقام و مرتبہ سب سے زیادہ ہے، ان کا اجر سب سے بڑھ کر ہے اور دنیا کی عورتوں میں اُن کا کوئی ہمسر نہیں ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ (پ۲۲ ع۱ الاحزاب ۳۲) اے نبی کی بی بیو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو۔

﴿ام المومنین سیدہ عائشہ کی فضیلت﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صاحبزادی ہیں ام المومنین حضرت خدیجہ کے وصال کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا، ۹ سال تک حضور کی خدمت میں رہیں حضور کے وصال کے بعد آپ اڑتالیس سال تک باحیات رہیں اور ۵۷ھ میں ۶۶ چھیاسٹھ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں آپ کا وصال ہوا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا، علمی اعتبار سے آپ اپنے زمانے کی ایک جلیل القدر خاتون تھیں خلفائے راشدین کے دور سے فتویٰ دیا کرتیں اجلہ صحابہ مشکل مسائل کو آپ کی خدمت میں پیش کرتے اور تشفی بخش جواب پاتے آپ سے کثیر تعداد میں حدیثیں مروی ہیں مسلمانوں کو آیت تیمم، شب قدر کی دعا، احادیث صحیحہ کا ایک بڑا ذخیرہ اور اس جیسی بہت ساری نعمتیں آپ کی برکت سے ملی ہیں۔

رب ابرہیم کی قسم

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو میں بخوبی جان لیتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اس بات کو کس طرح معلوم کر لیتے ہیں؟ حضور نے فرمایا جب تم مجھ سے راضی ہوتی ہو تو کہتی ہو۔

لَا وَ رَبِّ مُحَمَّدٍ محمد کے رب کی قسم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اور جب تم ناخوش ہوتی ہو تو کہتی ہو'' لَا وَ رَبِّ اِبْرَاهِيْمَ ابراہیم کے رب کی قسم''۔

ام المومنین فرماتی ہیں۔ وَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اِسْمَكَ۔

یا رسول اللہ! قسم خدا کی، اس وقت بھی میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۸۷، كِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ غَيْرَةِ النِّسَاءِ، عورتوں کی غیرت کا بیان، حدیث نمبر ۵۲۲۸۔

بابرکت غلہ

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ (پ۲ ع۱۰/البقرہ ۲۱۲) اور اللہ جسے چاہے بے حساب روزی دے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو اس وقت میرے گھر میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکتا تھا مگر میرے پاس تھوڑا سا جو تھا جس کو میں نے ایک گھڑے میں ڈال رکھا تھا اور ایک مدت تک میں اس میں سے کھاتی رہی، اتفاق سے میں نے ایک دن اس کو ناپ لیا تو وہ جو ختم ہو گئے۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۴۳۷، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ نَفَقَةِ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ازواج مطہرات کا نفقہ، حدیث نمبر ۳۰۹۷۔

زحمت جو رحمت بن گئی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب مقام بیدا یا ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا یہ ہار میں نے اپنی بہن اسما بنت ابوبکر سے عاریۃً لیا تھا حضور نے اپنے اصحاب میں سے کئی حضرات کو اس ہار کی تلاش میں روانہ کیا اور خود بھی تلاش کی غرض سے اپنے اصحاب کے ساتھ اس مقام پر ٹھہر گئے اس جگہ کا حال یہ تھا کہ وہاں پانی موجود نہ تھا کچھ لوگ حضرت صدیق اکبر کے پاس گئے اور کہا کیا آپ کو معلوم ہے سیدہ عائشہ نے کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے لوگوں کو یہاں ٹھہرا لیا ہے اور حال یہ ہے کہ نہ لوگوں کے پاس پانی ہے اور نہ اس مقام پر کہیں پانی موجود ہے۔

ام المومنین فرماتی ہیں اس وقت جبکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے زانو پر سر رکھے سو رہے تھے حضرت

ابو بکر صدیق آئے اور مجھ پر غصہ ہوئے کہنے لگے تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دوسرے لوگوں کو ایسی جگہ روک لیا جہاں پانی نہیں ہے اور جو اللہ کو منظور تھا انھوں نے مجھے کہا میرے پیٹ میں کونچہ مارا میں ضرور ادھر ادھر ہوتی لیکن حضور میرے زانو پر آرام فرما رہے تھے اس لیے میں حرکت نہ کر سکی صبح کو جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور لوگوں نے آپ سے پانی نہ ہونے کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت تیمم نازل فرمائی۔

فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِنْهُ۔

پھر پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی سے تو مسح کرو اپنے چہروں کا اور ہاتھوں کا اس سے۔ (پ۶ ر۶ /المائدہ ٦)

اس حکم کے بعد لوگوں نے تیمم کیا اس موقعہ پر حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

مَاهِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ اَبِيْ بَكْرٍ اے آل ابو بکر! آپ کی طرف سے یہ کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔

ام المومنین فرماتی ہیں جس اونٹ پر میں سوار تھی جب اس اونٹ کو اٹھایا گیا تو اسی کے نیچے میرا گمشدہ ہار مل گیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۸، کِتَابُ التَّيَمُّمِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، حدیث نمبر ۳۳۴۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ٦٦۳، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا، حدیث نمبر ۴٦۰۷۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زینت کے لیے عورتیں زیور پہن سکتی ہیں، کسی دوسرے کے سامان کو اس کی اجازت سے استعمال کر سکتے ہیں، بیٹی کی شکایت اس کے باپ سے کرنی جائز ہے، باپ اپنی شادی شدہ لڑکی کو بھی تنبیہ کر سکتا ہے، دوران سفر اگر کسی کا سامان گم ہو جائے تو سب مل کر تلاش کریں اور اس کی پریشانی دور کریں۔

فائدہ: مذکورہ حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی مقصود نہیں یعنی یہ کہنا غلط ہے کہ اگر حضور کو علم غیب ہے تو بتایا کیوں نہیں کہ ہار کہاں ہے؟ جیسا کہ کچھ لوگوں نے اپنی لاعلمی اور علمی گہرائی میں نہ جا کر ایسا لکھا ہے ان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ نہ بتانے میں حکمت یہی تھی کہ آیت تیمم کا نزول ہونا تھا۔

بُروں کی مصیبت سبب زحمت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيْهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ۔

جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ عذاب ہر اس شخص کو پہنچتا ہے جو ان میں ہوتے ہیں پھر وہ سب اپنے اعمال پر اٹھائے جائیں گے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۵۳، کِتَابُ الْفِتَنِ، بَابُ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا، حدیث نمبر ۷۱۰۸۔

فائدہ: یعنی جب کسی قوم پر اللہ کا عذاب آتا ہے تو اس کے لپیٹ میں نیک و بد سب آجاتے ہیں البتہ قیامت کے دن لوگوں کو اُن کے اچھے اعمال کا ثواب ضرور ملے گا۔ **فائدہ:** ماقبل کی حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بڑوں کی مصیبت بھی باعث رحمت ہوتی ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بروں کی مصیبت سب کے لیے سراپا زحمت ہے۔

﴿حضرت امام حسن کی فضیلت﴾

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور کو منبر پر دیکھا اور حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پہلو میں تھے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی حضرت حسن کی طرف دیکھتے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

میرا یہ بیٹا سردار ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعت میں صلح کرادے گا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۳۰، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ ،بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ امام حسن اور امام حسین کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۴۶۔

﴿دنیا کے پھول﴾

قُلْ لَّآ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی۔ (پ۲۵ ع۴ ۱۴الشوریٰ ۲۳)

تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

کہاں سے ہو میسر، مشک و عنبر کو مہک ایسی   معطر کر گئی اک نسل کو سرکار کی خوشبو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ واپس لوٹے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہوا آپ سیدہ فاطمہ زہرا کے گھر کے صحن میں آکر بیٹھے پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا ننھا بچہ کہاں ہے؟ ننھا بچہ کہاں ہے؟ حسن بن علی کو بلاؤ۔
سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انھیں تھوڑی دیر روک رکھا میں نے گمان کیا کہ وہ انہیں ہار پہنا رہی ہیں یا نہلا رہی ہیں اتنے میں حضرت حسن بن علی دوڑتے ہوئے آئے اور حضور کی گردن سے لپٹ گئے ان کی گردن میں ایک قسم کا ہار پڑا ہوا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سینے سے لگایا بوسہ دیا اور فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهٗ فَاَحِبَّهٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ۔

اے اللہ! میں میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور اس سے بھی محبت فرما جو ان سے محبت کرے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن کے متعلق یہ فرمایا ہے اُس وقت سے مجھے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے زیادہ کوئی پیارا نہیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۴، کِتَابُ اللِّبَاسِ ،بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْیَانِ، بچوں کو ہار پہنانے کا بیان، حدیث نمبر ۵۸۸۴۔

﴿ حضرت ابو ہریرہ کی فضیلت ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متقی و پرہیز گار صحابی تھے، کثرت سے نفل پڑھتے اور روزہ رکھتے، علم حدیث کے حافظ تھے اور حدیث کو پھیلانے میں ہمیشہ سرگرم رہتے، آپ کی روایت کردہ حدیثوں کی تعداد تقریباً ۵۳۷۴ ہیں جن میں سے تین سو سے زیادہ کی تعداد بخاری شریف میں موجود ہیں، علم حدیث کے سیکھنے کا شوق اس قدر غالب تھا کہ اپنا سارا وقت حضور کی صحبت میں صرف کرتے، خود فرماتے ہیں۔

میں تین سال تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا حضور کو اس کا سب سے زیادہ شوق تھا کہ میں حضور کی احادیث کو یاد کروں۔(بخاری شریف رکتاب المناقب)

حضرت ابو ہریرہ اپنے والدین کی خدمت میں اپنی مثال آپ تھے جب تک والدین زندہ رہے ان کی تنہائی کا خیال کر کے اور ان کی خدمت کی غرض سے آپ نے حج نہیں کیا حق گوئی کا جذبہ اتنا بلند تھا کہ برسر عام حاکم وقت کو ٹوک دیا کرتے تھے، جب اصحاب صفہ میں سے تھے تو کبھی کبھی بھوک کے سبب غش کھا جایا کرتے۔

حضرت محمد بن سیرین بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے اس وقت انہوں نے زعفرانی رنگ میں رنگے ہوئے دو کتان کے کپڑے پہنے ہوئے تھے جب انہوں نے اپنی ناک صاف کی تو کہنے لگے بھلا ابو ہریرہ کو تو دیکھو جو کتان کے کپڑوں سے ناک صاف کرتا ہے حالانکہ ایک زمانے میں میرا یہ حال تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منبر اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے درمیان چلتا ہوا بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا گذرنے والے میری گردن پر پیر رکھ کر گذر جاتے تھے اور لوگ مجھے جنون والا سمجھتے تھے حالانکہ مجھے کسی قسم کا جنون نہ تھا بلکہ بھوک کی وجہ سے میرا یہ حال ہو جاتا تھا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۸۹، بِكِتَابُ الْاِعْتِصَام ، بَابُ مَاذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس چیز کا ذکر فرمایا اس کا بیان، حدیث نمبر ۷۳۲۴۔

جب مال کی فراوانی ہوگئی اور آپ کو گورنری حاصل ہوگئی اس کے باوجود وہی پرانی سادگی زندگی بھر برقرار رہی ایک مرتبہ آپ نے تکبیر بلند کی کسی نے پوچھا اس تکبیر کی وجہ کیا ہے؟ ذکر الٰہی مقصود ہے یا کچھ اور؟

حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں ایک دن وہ تھا جب میں بسرہ بنت غزوان کے پاس روٹی کے بدلے ملازم تھا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسا کرم فرمایا کہ وہ خود میرے نکاح میں آگئیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کرنے کے بعد اکثر یہ شعر پڑھا کرتے۔

يَــا لَيْلَــةً مِّــنْ طُــوْلِـهَـا وَعَـنَـائِـهَـا   عَـلـٰى اَنَّهَـا مِـنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّـتِ

ہائے وہ رات کتنی لمبی اور اذیت ناک تھی   مگر اس نے دارالکفر سے نجات دی ہے

حضرت ابو ہریرہ کی یادداشت

کچھ اس میں شک نہیں، یہ حدیثِ رسول ہے   دیتا ہے خدا اور عطا کر رہا ہوں میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت ساری حدیثیں سنتا ہوں لیکن بھول جاتا ہوں حضور نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ، حضور کے فرمان کے مطابق میں نے اپنی چادر بچھا دی۔

قَالَ اُبْسُطْ رِدَاءَ کَ فَبَسَطْتُهٗ فَغَرَفَ بِیَدِهٖ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهٗ فَضَمَمْتُهٗ فَمَانَسِیْتُ حَدِیْثًا بَعْدُ۔

تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بنائی اور اسے چادر میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے لپیٹ لو میں نے ایسا ہی کیا تو اس کے بعد میں کبھی کوئی بات نہیں بھولا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۲، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ حِفْظِ الْعِلْمِ علم کو یاد رکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۱۹۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۴، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ سُوَالِ الْمُشْرِکِیْنَ۔ مشرکین کے سوال کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۳۶۴۸۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صاحبِ اختیار بنایا ہے حضور جسے چاہیں عطا کریں اور جو چاہیں بخش دیں آپ ظاہری چیز بھی عطا فرماتے ہیں اور باطنی چیز بھی نوازتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چادر پھیلا دی تو ان کا حافظہ اتنا قوی ہو گیا کہ جو سن لیتے تھے اسے کبھی بھولتے نہیں تھے یہاں تک کہ آپ نے حدیث روایت کرنے والوں میں ایک اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔

نسبت کا احترام

انہیں کا ہو گیا سارا زمانہ   جنہیں سرکار اپنائے ہوئے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں قبیلہ بنی تمیم والوں سے ہمیشہ محبت کرتا رہوں گا تین ایسی باتوں کی وجہ سے جو ان کے اندر پائی جاتی ہیں اور جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

﴿۱﴾ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں بنو تمیم کے لوگ دجال پر بہت زیادہ سخت ہیں۔

﴿۲﴾ ایک مرتبہ اس قبیلہ والوں نے صدقات کا مال بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔ ﴿۳﴾ قبیلہ بنو تمیم کا ایک فرد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کر دو اس لیے کہ یہ آدمی اولادِ اسمٰعیل میں سے ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۴۵، کِتَابُ الْعِتْقِ، بَابُ مَنْ مَلَکَ مِنَ الْعَرَبِ رَقِیْقًا، جو کسی عربی آدمی کا مالک ہو جائے، حدیث نمبر ۲۵۴۳۔

غلام کی آزادی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب وہ اسلام قبول کرنے کے ارادے سے آرہے تھے تو ان کا غلام بھی ان کے ساتھ آرہا تھا اتفاق سے راستے میں وہ دونوں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے اور اس وقت جبکہ حضرت ابو ہریرہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اتفاق سے وہ غلام بھی آ گیا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ ھٰذَا غُلَامُکَ قَدْ اَتَاکَ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تمہارا یہ گمشدہ غلام آ گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میرا یہ غلام اب آزاد ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۴۳، کِتَابُ الْعِتْقِ ،بَابُ اِذَا قَالَ لِعَبْدِہٖ ھُوَ لِلّٰہِ وَنَوَی الْعِتْقَ وَالْاِشْھَادُ فِی الْعِتْقِ' اپنے غلام سے یہ کہنا کہ وہ اللہ کے لیئے ہے اور اس کو آزاد کرنے کی نیت کرنے اور اس پر گواہ بنانے کا بیان، حدیث نمبر ۲۵۳۰۔

آیت الکرسی کی برکت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے رمضان المبارک کی زکوۃ یعنی صدقۂ فطر کی حفاظت پر مامور فرمایا تھا میرے پاس ایک آدمی آیا اور مٹھی بھر بھر کے اناج لینے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا اس نے کہا مجھے اس کی شدید ضرورت ہے میں بڑا محتاج ہوں زیادہ بال بچے والا ہوں مجھے چھوڑ دیں میں نے اسے چھوڑ دیا۔

صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا۔

یَااَبَا ھُرَیْرَۃَ مَافَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَۃَ۔ اے ابو ہریرہ! تم نے رات والے قیدی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اپنی شدید ضرورت اور کثرتِ عیال کی شکایت کی تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا حضور نے فرمایا۔ **اَمَا اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ** اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے وہ پھر آئے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہنے سے مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا اور میں اس کی تاک میں رہا امید کے مطابق وہ پھر آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا آج میں تجھے حضور کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا، اس نے پھر کہا میں بڑا محتاج ہوں، بال بچے والا ہوں مجھے چھوڑ دو میں اب نہیں آؤں گا مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر مجھ سے دریافت کیا اے ابو ہریرہ! تم نے رات والے قیدی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اپنی شدید ضرورت اور کثرتِ عیال کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔

حضور نے فرمایا" اَمَا اِنَّهٗ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ " اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے وہ پھر آئے گا۔

تیسری رات بھی میں اس کا منتظر رہا وہ آیا اور جب وہ اناج لینے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا آج تو میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ضرور پیش کروں گا یہ تیسری مرتبہ ہے ہر بار تو کہتا ہے کہ اب نہیں آؤں گا پھر آجاتا ہے وہ بولا مجھے جانے دو میں تمہیں کچھ ایسے کلمات سکھاؤں گا جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا میں نے اس سے پوچھا وہ فائدہ کیا ہے؟

وہ بولا جب تم سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی" اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ "شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو اللہ تعالیٰ تم پر ایک محافظ مامور فرمادے گا اور صبح تک تمہارے پاس شیطان نہیں آئے گا۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے پھر اس کو چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا اے ابو ہریرہ! تم نے رات والے قیدی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں کچھ ایسے کلمات سکھا دیتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا، حضور نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے مجھے بتایا جب تم سونے کے لیے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی شروع سے آخر تک پڑھ لیا کرو اللہ تعالیٰ تم پر ایک محافظ مامور فرمادے گا اور صبح تک تمہارے پاس شیطان نہیں آئے گا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اگر چہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے اے ابو ہریرہ! کیا تمہیں معلوم ہے تم تین راتوں سے کس سے گفتگو کر رہے تھے؟ میں نے عرض کیا نہیں، حضور نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۱۰، كِتَابُ الْوَكَالَة، بَابُ اِذَا وَكَّلَ رَجُلًا فَتَرَكَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا، جب کسی کو وکیل بنایا اور وکیل نے کچھ چھوڑ دیا، حدیث نمبر ۲۳۱۱۔

فائدہ: اس حدیث سے جہاں آیت الکرسی کی فضیلت معلوم ہوتی ہے وہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے کہ آپ نے خود ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا۔

يَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ۔ اے ابو ہریرہ! تم نے رات والے قیدی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین رات تک مسلسل حضرت ابو ہریرہ کو یہ بتاتے رہے کہ وہ پھر آئے گا اور آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی واقعہ حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ پیش آتا رہا۔

﴿حضرت اسامہ بن زید کی سپہ سالاری﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک فوج تیار کی اور اس کا امیر لشکر حضرت اسامہ بن زید کو مقرر کیا لیکن کچھ لوگوں کو ان کی سپہ سالاری پسند نہیں آئی۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کے متعلق معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا تم صرف ان کی سرداری کو ناپسند نہیں کر رہے ہو بلکہ اس سے پہلے تم لوگوں کو ان کے والد گرامی کی سرداری بھی ناپسند تھی۔

حالانکہ خدا کی قسم، وہ سرداری کے لیے بڑے موزوں تھے اور دوسرے لوگوں کے بہ نسبت وہ مجھے زیادہ محبوب تھے اور اب زید بن حارثہ کے بعد مجھے دوسرے لوگوں سے زیادہ اسامہ بن زید سے محبت ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۲۸، کِتَابُ الْمَنَاقِب، بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ حضرت زید بن حارثہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۳۷۳۰۔

﴿خطائے اجتہادی﴾

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں جہینہ کے ایک قبیلے کی جانب روانہ فرمایا ہم نے اگلی صبح ان لوگوں پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دے دی، اسی درمیان جبکہ میں ایک انصاری کے ساتھ اس قبیلہ کے ایک آدمی کے مقابل تھا اور ہم نے اس پر حملہ کیا تو اس نے "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" کہا اس کلمہ کو سن کر انصاری نے تو اس سے ہاتھ روک لیا لیکن میں نے نیزے کا وار کر کے اسے قتل کر دیا۔

جب ہم واپس لوٹے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو آپ نے مجھ سے فرمایا۔

يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ اَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اے اسامہ! کیا تم نے اسے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو جان بچانے کے لیے ایسا کہہ رہا تھا حضور نے پھر فرمایا، اے اسامہ! کیا تم نے اسے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار مجھ سے یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ میں یہ آرزو کرنے لگا کہ اے کاش آج سے پہلے میں مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۱۵، کِتَابُ الدِّيَات، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَمَنْ اَحْيَاهَا، جو کسی مسلمان کی جان بچائے، حدیث نمبر ۶۸۷۲۔

فائدہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ تمنا کرنا کہ اے کاش اس دن سے پہلے میں مسلمان نہ ہوا ہوتا یہ بطور مبالغہ ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اگر حالت کفر میں ایسی غلطی ہوئی ہوتی تو اسلام لانے کے بعد اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوتا کیونکہ اسلام اپنے ماقبل کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۔ (پ۱۹ ع۱ الفرقان ۲۳)

اور جو کچھ انھوں نے کام کیئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا

﴿کلمہ گو کو قتل کرنا﴾

حضرت مقداد بن عمرو کندی بدری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا حضور بتائیں اگر کسی کافر سے میری مڈبھیر ہو جائے اور ہم آپس میں لڑ پڑیں اور وہ میرے ایک ہاتھ کو تلوار سے کاٹ دے پھر مجھ سے بچنے کے لیے درخت کی پناہ لے کر کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے مسلمان ہو گیا یا رسول اللہ! اس کے ایسا کہنے کے بعد کیا میں اسے مار ڈالوں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسے مت قتل کرو، حضرت مقداد نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے میرے ایک ہاتھ کو کاٹ دیا ہے ہاتھ کاٹنے کے بعد اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے قتل مت کرو اب اگر تم اسے قتل کرو گے تو وہ تیرے قتل کرنے سے پہلے تمہاری جگہ ہو جائے گا اور تم اس کی جگہ ہو جاؤ گے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۷۳، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ شُهُوْدِ الْمَلٰٓئِكَةِ بَدْرًا، جنگ بدر میں فرشتوں کے آنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۰۲۰۔

فائدہ: قبولیت اسلام کے بعد پہلے کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں چونکہ ہاتھ کاٹنے والے نے اسلام قبول کرنے سے پہلے ہاتھ کاٹا تھا اس لیے اب ان کو قتل کرنا ایک مسلمان کو قتل کرنا ہوگا جو شرعاً حرام ہے۔

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا۔

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہنا ہے

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا۔ (پ۵ ر۱۰ ع۱۰ النساء ۹۳)

اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب۔

﴿حضرت ابوذر کا تقویٰ﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (پ۴ ر۲ ع۲ ال عمران ۱۰۲)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔

نہ کیوں ہو فخر سے انسانیت کا سر اونچا — کہ رنگ و نسل کی لعنت مٹا رہا ہے کوئی

حضرت معرور بن سُوید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ربذہ میں ملاقات کیا میں نے دیکھا ان کا لباس اور ان کے غلام کا لباس ایک ہی جیسا تھا میں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا کہ مالک اور غلام ایک ہی لباس میں کیوں نظر آرہے ہیں؟ حضرت ابوذر نے بتایا کہ ایک مرتبہ انھوں نے کسی غلام کو ماں کی گالی دی تھی اس نے جا کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شکایت کر دی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے ابوذر! کیا تم نے اس کو ماں کی عار دلائی ہے؟ ابھی تمہارے اندر زمانہ جاہلیت کی عادت باقی ہے، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے اور جس کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اسے چاہیے کہ جو خود کھائے اسے کھلائے، جیسا خود پہنے اسے بھی پہنائے، اس کو ایسا کام نہ بتائے جس کے کرنے سے اس کو غیر معمولی تکلیف ہو اور اگر ایسا کام دینا ضروری ہو تو خود بھی اُس کام میں اُس کا ہاتھ بٹائے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۹، بِکتَابُ الْاِیْمَان، بَابُ الْمَعَاصِی، گناہوں کا بیان، حدیث نمبر ۳۰۔

حضرت ابوذر اپنے خلیل کے ساتھ

بھٹک نہ جائیں کہیں پیچ و خم میں راہوں کے نشانِ راہِ ہدایت دکھا رہا ہے کوئی

حضرت احنف بن قیس روایت فرماتے ہیں میں قریش کی ایک جماعت کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آئے جن کے بال پراگندہ، کپڑے کھردرے تھے اور شکل سے بھی پراگندگی نمایاں تھی وہ لوگوں کے پاس کھڑے ہوئے سلام کیا اور کہنے لگے مال جمع کرنے والوں کے لیے ایک خوشخبری ہے ایک پتھر جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس پتھر کو ان کے چھاتی پر رکھا جائے گا جو پار ہو کر ان کے کندھے کی ہڈی سے نکل جائے گا پھر وہ مونڈھے کی ہڈی پر رکھا جائے گا تو چھاتی سے نکل جائے گا اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔

اتنا کہہ کر وہ واپس ہوئے اور ایک کھمبے کے پاس جا کر بیٹھ گئے میں بھی ان کے پیچھے چلا اور ان کے پاس بیٹھ گیا مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے ان سے کہا میرا خیال ہے کہ لوگوں نے آپ کی گفتگو کو پسند نہیں کیا؟

وہ بولے یہ لوگ نا سمجھ ہیں حالانکہ مجھ سے میرے خلیل نے فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا آپ کے خلیل کون ہیں؟

وہ بولے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابوذر! کیا تم احد پہاڑ کو دیکھ رہے ہو؟

یہ سن کر میں نے سورج کو دیکھا کہ کتنا دن رہ گیا ہے میں یہ سمجھ رہا تھا کہ آپ کسی کام کے لیے مجھے کہیں بھیجیں گے میں نے عرض کیا، ہاں، احد پہاڑ دیکھتا ہوں۔

قَالَ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیْ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا اُنْفِقُهٗ كُلَّهٗ اِلَّا ثَلَاثَةَ دَنَانِيْرَ۔

حضور نے فرمایا مجھے یہ ہرگز پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تین اشرفیوں کے علاوہ سب کا سب میں خرچ نہ کر ڈالوں۔

یہ لوگ کچھ بھی نہیں جانتے یہ سب دنیا جمع کرتے ہیں قسم خدا کی، میں ان سے مرتے دم تک نہ تو دنیا کا کوئی سوال کروں گا اور نہ ان سے دین کی کوئی بات پوچھوں گا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۹، بِکتَابُ الزَّكٰوةِ، بَابُ مَا اُدِّیَ زَكٰوتُهٗ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ، جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے اس کا شمار کنز میں نہیں ہوتا، حدیث نمبر ۱۳۰۷، ۱۳۰۸۔

﴿حضرت مصعب بن عمیر کی قناعت﴾

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہجرت کیا تو ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم میں ہو گیا ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے ہوئے جو دنیاوی مال و دولت سے فائدہ اٹھائے بغیر اور اس سے کچھ کھائے پیے بغیر انتقال کر گئے انھیں میں سے ایک حضرت مُصْعَب بن عُمَیر ہیں اور ہم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کا پھل پک گیا اور اب وہ چن چن کر کھا رہے ہیں یعنی دنیا کی دولت اور مال غنیمت سے فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت مصعب بن عمیر جنگ احد میں شہید ہوئے تو ان کو کفنانے کے لیے ایک چھوٹی سی چادر کے علاوہ کچھ نہ ملا جب ہم اُس چادر سے اُن کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانکتے تو ان کا سر کھل جاتا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ان کے سر کو ڈھانپ دو اور ان کے دونوں پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۷۰، کِتَابُ الْجَنَائِز، بَابُ اِذَا لَمْ یَجِدْ کَفَنًا اِلَّا مَا یُوَارِیْ رَاْسَهٗ اَوْ قَدَمَیْهِ غَطّٰی رَاْسَهٗ، جب کفن کو صرف اتنا کپڑا ملے جس سر یا پاؤں چھپ سکیں تو اس کا سر ڈھانپا جائے، حدیث نمبر ۱۲۷۶۔

﴿حضرت مصعب بن عمیر کی خاکساری﴾

عجب چیز ہے لذت آشنائی دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

حضرت مصعب بن عمیر بہت حسین و جمیل اور ماں باپ کے چہیتے تھے ہمیشہ اعلیٰ سے اعلیٰ پوشاک پہنتے اور عمدہ خوشبو لگاتے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ان کا تذکرہ کرتے تو فرماتے ''میں نے مکہ میں مصعب سے زیادہ حسین و خوش پوشاک اور پروردۂ نعمت کسی کو نہیں دیکھا'' لیکن حضرت مصعب بن عمیر مسلمان ہونے کے بعد عیش و عشرت سے ایسے دور ہو گئے کہ شہادت کے بعد جسم پر ایک چھوٹی سی چادر رہ گئی تھی، مدینہ میں ایک سال تک مذہب اسلام کی تبلیغ کرتے رہے جس کے سبب کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہوئے، جنگ بدر اور جنگ احد میں مجاہدین کے علمبردار تھے جنگ احد میں جب آپ کا داہنا ہاتھ قلم کر دیا گیا تو آپ نے اسلام کے پرچم کو بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا، جب بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا تو دونوں بازوؤں سے اسلامی پرچم کو سینے سے چمٹا لیا اور اسی حالت میں آپ شہید ہوئے جب جنگ ختم ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی لاش کے قریب کھڑے ہوئے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا (پ ۲۱، ع ۱۹، الاحزاب ۲۳)

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنھوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا، تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت سعد کی بد دعا

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ کوفہ والوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (کوفہ کے گورنر) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت زیادہ شکایتیں کیں یہاں تک کہہ دیا کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے۔
حضرت عمر نے حضرت عمار کو کوفہ کا گورنر بنایا اور حضرت سعد کو معزول کر کے اپنے پاس بلا بھیجا اور ان سے پوچھا اے ابواسحٰق! لوگوں کا کہنا ہے کہ تم نماز اچھی طرح نہیں پڑھاتے؟ انھوں نے کہا قسم خدا کی، میں نے ان لوگوں کے ساتھ ویسی ہی نماز پڑھی جس طرح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہوا کرتی تھی نماز عشاء کی پہلی دو رکعت میں دیر لگاتا اور آخری دو رکعت ہلکی پڑھاتا تھا امیر المومنین نے فرمایا اے ابواسحٰق! مجھ کو تم سے یہی امید تھی۔
حضرت عمر نے حضرت سعد کے ساتھ کچھ آدمی کوکوفہ بھیجا تاکہ وہ حضرت سعد بن وقاص کے متعلق حقیقت حال معلوم کرآئیں تفتیش کرنے والوں نے کوئی مسجد نہ چھوڑی جس میں حضرت سعد کی کیفیت معلوم نہ کی ہو سب لوگ ان کی تعریف ہی کرتے رہے لیکن جب قبیلہ بنی عبس کی مسجد میں گئے اور حضرت سعد کے متعلق پوچھا تو ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہو گیا جس کا نام اسامہ بن قتادہ تھا اور اس کی کنیت ابوسعدہ تھی وہ بولا آپ جب پوچھ ہی رہے ہیں تو سن لیں سعد کبھی لشکر کے ہمراہ نہیں جاتے تھے، مال غنیمت برابر تقسیم نہیں کرتے تھے اور مقدمہ میں عدل وانصاف نہیں کرتے تھے یہ سب سن کر حضرت سعد بولے اے اسامہ بن قتادہ! میں تجھے تین بد دعائیں دیتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَاءً وَ سُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَهٗ وَ اَطِلْ فَقْرَهٗ وَ عَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ۔

اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور محض دکھاوے کو کھڑا ہوا ہے تو اسے لمبی عمر دے، تنگدستی اور فتنوں میں مبتلا فرمادے چنانچہ ایسا ہی ہوا اس حدیث کے ایک راوی عبدالملک کہتے ہیں میں نے اسامہ بن قتادہ کو اب بوڑھاپے میں دیکھا ہے ضعیفی کے سبب اس کی بھویں آنکھوں پر جھکی پڑی ہیں اور وہ راستوں میں چلتا ہے تو لڑکیوں کو چھیڑتا ہے اور انھیں اشارے کرتا ہے جب اس سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ اس کا حال کیسا ہے؟ تو وہ کہتا ہے۔

شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ۔

میں ایک ایسا بوڑھا آدمی ہوں جو فتنوں میں مبتلا ہے جسے سعد بن ابی وقاص کی بد دعا لگ گئی ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۰۴، کتاب الاذان، باب وُجُوْبِ الْقِرَاءَةِ لِلْاِمَامِ وَ الْمَاْمُوْمِ امام اور مقتدی پر قرأت واجب ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۷۵۵۔

جذب کے عالم میں نکلے جو لبِ مومن سے — وہ بات حقیقت میں تقدیرِ الٰہی ہے

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد کو مصلحتاً کسی حکمت کی بنیاد پر معزول کیا تھا جس کو واضح بھی فرمایا بلکہ آپ کو گورنری سے بھی بڑی ذمہ داری یعنی بارِ خلافت اٹھانے کے قابل گردانا چنانچہ آپ نے فرمایا۔
اگر خلافت سعد کو مل جائے تو یقیناً وہ اس کے اہل ہیں اور اگر کوئی دوسرا آدمی خلیفہ بنتا ہے تو وہ سعد کی مدد ضرور لے۔

فَاِنِّيْ لَمْ اَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَّ لَا خِيَانَةٍ۔ میں نے انھیں کسی نااہلی یا خیانت کے باعث معزول نہیں کیا تھا۔

بخاری جلد اول، کتاب المناقب حدیث نمبر ۳۷۰۰۔

امت مسلمہ کے امین

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نجران کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں مباہلہ کرنے کی کی غرض سے حاضر ہوئے حاضری کے بعد کسی ایک نے اپنے ساتھی سے کہا مباہلہ مت کرو قسم خدا کی، اگر یہ نبی ہوئے اور ہم نے ان سے مباہلہ کرلیا تو نہ ہم فلاح پائیں گے اور نہ ہمارے بعد والے فلاح پائیں گے ان دونوں نے عرض کیا آپ نے ہم پر جو خراج لگایا ہے وہ ہم آپ کو دے دیں گے آپ ہمارے ساتھ کسی امین کو بھیج دیں حضور نے فرمایا ہاں میں ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو امین برحق ہے، امین برحق ہے اس پر تمام صحابہ جو حاضر تھے انھوں نے اپنی گردنیں اٹھائیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوعبیدہ! کھڑے ہو جاؤ، جب وہ کھڑے ہو گئے تو آپ نے حضرت عبیدہ کو بھیج دیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْنًا وَ اِنَّ اَمِیْنَنَا اَیَّتُھَا الْاُمَّۃُ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحُ ۔

بے شک ہر امت کے لیے ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۳۰، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ بْنِ الْجَرَّاحِ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی فضیلت، حدیث نمبر ۳۷۴۵، ۳۷۴۴۔

مذکورہ واقعہ قرآن کی روشنی میں

نجران کے رہنے والوں میں سے نصاریٰ کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی ان لوگوں نے حضور سے عرض کیا کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں؟

حضور نے فرمایا ہاں، بے شک وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس بات کو سن کر نصاریٰ غصہ میں آ گئے اور کہنے لگے کیا بغیر باپ کے بھی کوئی انسان پیدا ہوا ہے؟ اس سے ان کی یہ مراد تھی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہیں ہیں تو معاذ اللہ، وہ خدا کے بیٹے ہوئے اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں یہ بتایا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا کیے گئے اور جب ان کو اللہ کا بندہ اور اس کا پیغمبر مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ماننے میں تمہیں کیا حرج ہے؟

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۔ (پ۳ ع۱۴ ر آل عمران ۵۹)

عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اُسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا وہ فوراً ہو جاتا ہے۔

اس آیت کو سننے کے باوجود جب یہ لوگ اپنی بات اور اپنے غلط عقیدے پر اڑے رہے تو حکمِ خداوندی کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مباہلہ کرنے کی دعوت دی اور یہ آیت پڑھ کر سنایا۔

فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَ کَ مِنَ الْعِلْمِ۔
پھر اے محبوب! جو تم سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کریں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا۔
فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ۔
تو اُن سے فرما دو، آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں۔ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔ (پ۳ ع۱۴ ۱/آل عمران ۶۱)
پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔
یہی بے شک سچا بیان ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک اللہ ہی غالب ہے اور حکمت والا ہے۔
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ بِالْمُفْسِدِیْنَ ۔ (پ۳ ع۱۴ ۱/آل عمران ۶۲، ۶۳)
پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ فسادیوں کو جانتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ آیتیں پڑھ کر سنائی اور نجران کے وفد کو مباہلہ کرنے کی دعوت دی تو ان لوگوں نے کہا کل ہم لوگ مشورہ کرنے کے بعد جواب دیں گے کہ ہم لوگ مباہلہ کریں گے یا نہیں، نجران کے لوگوں نے اپنے سب سے بڑے راہب سے پوچھا اے عبد المسیح! ہم لوگ مباہلہ کریں یا نہ کریں؟ آپ کی رائے کیا ہے؟

اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم لوگ جانتے ہو کہ بے شک وہ نبی برحق ہیں اگر تم لوگ نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو اُن سے مباہلہ نہ کرو ورنہ تم سب ہلاک ہو جاؤ گے اس مشورہ کے بعد جب وہ سب حضور کی خدمت میں آئے تو دیکھا کہ حضور کی گود میں حضرت امام حسین ہیں دست مبارک میں حضرت امام حسن کا ہاتھ ہے اور حضرت علی اور حضرت سیدہ فاطمہ زہرا حضور کے پیچھے ہیں آپ فرما رہے ہیں جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا۔

نجران کے بڑے راہب نے جب اس منظر کو دیکھا تو اپنے لوگوں سے کہنے لگا اے نصاریٰ کی جماعت! اس وقت میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ اگر کسی پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالیٰ پہاڑ کو اس جگہ سے ہٹا دے گا خبردار، خبردار، ان سے مباہلہ مت کرنا ورنہ ایسی ہلاکت ہوگی کہ روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔

اپنے بڑے راہب کی بات سن کر ان لوگوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ دینا منظور کر لیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آچکا تھا اگر یہ لوگ میرے ساتھ مباہلہ کرتے تو تباہ و برباد ہو جاتے، جنگل میں ایسی آگ بھڑک اٹھتی کہ نجران کے باشندے اور وہاں کے رہنے والے پرندے تک نیست و نابود ہو جاتے۔

تفسیر بحر العلوم ۱/۳ سمرقندی ۳۷۵ھ تفسیر الکشف والبیان از ثعلبی ۴۲۷ھ معالم التنزیل از امام بغوی ۵۱۶ھ خزائن العرفان، ضیاء القرآن

ستائیسواں باب

صحابہ کی اطاعت وفرمانبرداری

صحابہ کا مقام ومرتبہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل، تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل ورضا چاہتے اُن کی علامت اُن کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے، یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور اُن کی صفت انجیل میں ہے۔ (پ ۲۶ ع ۱۲ الفتح ۲۹)

صحابی وہ ہیں جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کیا اور ایمان پر اُن کا خاتمہ ہوا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب وہ کثیر تعداد میں جمع ہو کر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تم میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہو؟

لوگ کہیں گے ہاں موجود ہیں تو انہیں فتح حاصل ہو جائے گی پھر لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب وہ کثیر تعداد میں جمع ہو کر جہاد کے لیے نکلیں گے تو ان سے بھی دریافت کیا جائے گا کہ تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی صحبت پائی ہو؟ لوگ کہیں گے ہاں ہم میں ایسے افراد موجود ہیں۔

اس کے بعد لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جب وہ کثیر تعداد میں اکٹھے ہو کر جہاد کریں گے تو ان سے پوچھا جائے گا کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا آدمی موجود ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی صحبت میں رہنے والوں کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو؟ لوگ اثبات میں جواب دیں گے تو انہیں بھی فتح حاصل ہو جائے گی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۵، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۳۶۴۹۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر میرے میرے زمانے کے لوگ ہوں گے یعنی صحابی، پھر جو ان کے بعد ہوں گے یعنی تابعی، پھر جو ان کے بعد ہوں گے یعنی تبع تابعی، اس کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو اپنی گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے اور ان کی قسم ہی ان کی گواہی ہوگی۔ بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۱۵، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۳۶۵۱۔

صحابہ کی اطاعت وفرمانبرداری کیسی تھی؟

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (پ۵ع۶/۱۱۱/۶۴)
اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک دن کسی نے مجھ سے ایسی بات پوچھی جس کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا اس نے مجھ سے کہا ذرا بتائیں ایک آدمی خوشی خوشی ہتھیاروں سے لیس ہوکر اپنے سرداروں کے ساتھ جہاد کے لیے نکلتا ہے اور حاکم اتنا بوجھ رکھنے لگتے ہیں جس کی اٹھانے کی اس میں طاقت نہیں ہوتی ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

میں نے اس سے کہا خدا کی قسم، میری سمجھ میں نہیں آتا میں تمہیں کیا جواب دوں؟ سوائے اس کے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تو حضور ہمیں جس بات کا حکم دیتے تو صرف ایک بار فرماتے اور ہم اس کام کو پورا کر چکے ہوتے تھے تم میں سے ہر وہ شخص اچھا رہے گا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے جب کسی کے دل میں کسی کے متعلق کوئی شک پیدا ہو جائے تو چاہیے کہ وہ متعلقہ آدمی سے براہ راست گفتگو کرلے اور وہ اس کی تسلی کردے اور عنقریب اس طرح تسلی دینے والے لوگوں کے لیے تم ترس جاؤ گے قسم ہے اس ذات کی، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، دنیا کی مثال اس حوض جیسی رہ جائے گی جس کا صاف پانی تو پیا جا چکا ہوگا اور پیچھے کیچڑ رہ گئی ہوگی۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۴۱۶ کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ عَزْمِ الْاِمَامِ عَلَی النَّاسِ فِیْمَا یُطِیْقُوْنَ، امام کا لوگوں پر حسب استطاعت بوجھ ڈالنا، حدیث نمبر ۲۹۶۴۔

فائدہ: کسی سے اگر کچھ کبیدگی یا ناراضگی ہوجائے تو چاہیے کہ فوری طور پہ صاحب معاملہ سے گفتگو کرلے۔

سنت رسول کی تعمیل

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (پ۵ع۸/۱۱۱/۸۰) جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا

عاشقانِ مصطفٰے ہر دور میں ہر موڑ پر   آپ کے نقشِ قدم کی جستجو کرتے رہے

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعا حضرت موسیٰ بن عقبہ بتاتے ہیں میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا وہ راستے میں کچھ مقامات کو ڈھونڈتے اور وہاں نماز پڑھا کرتے اور بتاتے کہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان مقامات پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۶۹، کِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِیْ عَلٰی طُرُقِ الْمَدِیْنَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِیْ صَلّٰی فِیْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ان مسجدوں کا بیان جو مدینہ منورہ کے راستوں میں ہیں اور جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہیں، حدیث نمبر ۴۸۳۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں   اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

﴿صحابہ کی بے مثال ادائیں﴾

ہو پسینہ کہ آب دہن آپ کا جاں نثار اپنے چہروں پہ ملتے رہے

(۱) حضرت ابو جُحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے پاس تشریف لائے تو وضو کرنے کے لیے آپ کے پاس پانی لایا گیا جب حضور وضو سے فارغ ہوئے تو لوگ آپ کے وضو کا بچا ہوا پانی (ماء غسالہ) لے کر اسے اپنے چہروں اور آنکھوں پر ملنے لگے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس وقت ظہر کی دو رکعتیں اور عصر کی دو رکعتیں ادا کیں اور اس وقت آپ کے سامنے عنزہ (نیزہ) تھا۔

(۲) حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا پہلے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور اپنا منھ اس میں دھویا اور اسی میں کلی کیا پھر حضرت ابو موسیٰ اور حضرت بلال سے فرمایا اس میں کچھ پی لو اور کچھ اپنے چہروں اور سینوں پر ڈال لو۔

(۳) حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں مجھ سے محمود ابن ربیع نے بتایا اور محمود ابن ربیع وہی ہیں جن کے منھ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بچپنے میں کلی کی تھی خود انھیں کے کنویں سے پانی لے کر۔

حضرت عروہ بن زبیر نے اس حدیث کو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے اور یہ دونوں روایتیں اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔

اِذَا تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْءِهٖ ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو فرماتے تو آپ کے غسالہ کو حاصل کرنے کے لیے صحابہ کھڑے رہتے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی پوری کوشش کرتے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۱، کِتَابُ الْوُضُوْءِ، بَابُ اِسْتِعْمَالِ فَضْلِ وَضُوْءِ النَّاسِ، لوگوں کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو استعمال کرنا، حدیث نمبر (۱) ۱۸۷ (۲) ۱۸۸ (۳) ۱۸۹۔

﴿صحابہ کی جاں نثاری﴾

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى (پ۲۲ ع۶ الاحزاب ۶۹)

اے ایمان والو! اُن جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مقداد بن اسود کا ایک ایسا کارنامہ دیکھا کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتا تو میں اسے دنیا کی ہر نعمت سے عزیز تر ین سمجھتا اور وہ یہ ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کو کافروں سے جنگ کرنے کے لیے بلا رہے تھے اس وقت حضرت مقداد بن اسود حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم ہرگز ایسی کوئی بات نہیں کہیں گے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم کے لوگوں نے کہا تھا

اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔ (پ ۶ ع ۸ المائدہ ۲۴)

اے موسیٰ تو آپ جایئے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ۔

بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں آگے اور پیچھے سے پروانہ وار لڑیں گے۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ان کی بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۶۴، کتاب المغازی، باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون، حدیث نمبر ۳۹۵۲۔

﴿امت محمدیہ اور قوم بنی اسرائیل میں فرق﴾

قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِيْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ۔

بولے اے موسیٰ ہم تو وہاں کبھی نہ جائیں گے جب تک وہ وہاں ہیں تو آپ جایئے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ (پ ۶ ع ۸ المائدہ ۲۴)

بنی اسرائیل جب فرعون کے ظلم وستم سے عاجز ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر مصر سے ہجرت کر گئے، جب فرعون نے ان کا پیچھا کیا تو حضرت موسیٰ کی دعا سے دریا میں راستے بن گئے اور سب دریا پار کر گئے اور جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا کے بیچ پہنچا تو اللہ کے حکم سے دریا کا پانی برابر ہو گیا اور وہ اپنے لشکر سمیت اسی دریا میں غرق ہو گیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ ایک سال تک وادیٔ سینا میں قیام پذیر رہے وہیں آپ کو توریت عطا کی گئی۔ جب آپ نے بنی اسرائیل کو اپنے آبائی وطن ملک شام جانے کے لیے آمادہ کیا تو روانگی سے پہلے وہاں کے حالات معلوم کرنے کے لیے بنی اسرئیل کے بارہ قبیلوں میں سے بارہ چیندہ افراد کو ملک شام روانہ کیا۔

یہ لوگ چالیس دنوں تک ملک شام کے علاقوں اور وہاں کے باشندوں کا مشاہدہ کرتے رہے واپس لوٹنے کے بعد جب وہاں کے باشندوں کی قوت، قدوقامت، ان کے قلعوں اور محلوں کی مضبوطی و پختگی سے آگاہ کیا تو بنی اسرائیل خوف سے چلا اٹھے اور انتہائی بے باکی اور گستاخی سے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہا کہ ہم ایسے ظالم و جابر قوم سے نہیں لڑ سکتے ''اے موسیٰ تو آپ جایئے اور آپ کا رب، تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں''

ملک شام کی زرخیز زمینوں اور پھلدار باغوں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے وہاں جانے سے بہتر تو یہ ہے کہ ہم پھر سے مصر واپس چلے جائیں کہ وہاں اگر چہ غلامی کی زندگی ہے لیکن کم از کم موت کا اندیشہ تو نہیں ہے۔

بنی اسرائیل کی اسی بزدلی اور اپنے پیغمبر کی نافرمانی کے سبب ملک شام میں ان کے داخلے پر چالیس سال کے لیے پابندی لگا دی گئی اور یہ لوگ بطور سزا مسلسل چالیس سال تک میدان تیہ میں بیابانوں اور صحراؤں کی خاک چھانتے رہے پھر بعد کی نسل کے لوگوں نے جب چالیس سال بعد ملک شام پر حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں فتح دی اور پھر سے یہ لوگ اپنے آبائی وطن لوٹنے میں کامیاب ہوئے اسی واقعہ کی طرف حضرت مقداد نے اشارہ کیا تھا۔ (خزائن العرفان)

﴿صحابی رسول کا کمال احتیاط﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ وہ اور حضرت ابوطلحہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ جارہے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی سواری پر پیچھے بٹھائے ہوئے تھے اتفاق سے راستے میں کسی جگہ اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ نیچے گر پڑے مجھے اچھی طرح یاد ہے حضرت ابوطلحہ انصاری فوراً اپنے اونٹ سے کود پڑے اور سرکار کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اجْعَلَنِیَ اللّٰہُ فِدَاءَ کَ۔ یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کردے آپ کو چوٹ تو نہیں لگی؟

حضور نے فرمایا تم عورت کی خبر لو حضرت ابوطلحہ نے اپنے چہرے پر کپڑا ڈال لیا اور ام المومنین سیدہ صفیہ کی جانب بڑھے ان کے اوپر ایک کپڑا ڈال دیا تو وہ کھڑی ہو گئیں پھر حضرت ابوطلحہ نے حضور کی سواری کے بند وغیرہ کو کس دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المومنین کو لے کر سوار ہوئے اور اپنی منزل کی طرف چل پڑے اور ہم لوگوں نے حضور کو اپنے جھرمٹ میں لے لیا یہاں تک کہ ہم لوگ جب مدینہ منورہ کے قریب ہوئے تو حضور نے فرمایا، ہم واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے اور اپنے رب کی حمد و ثنا کرنے والے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برابر یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔

بخاری شریف جلداول، صفحہ ۴۳۳، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ، جب جہاد سے لوٹے تو کیا کہے؟ حدیث نمبر ۳۰۸۵۔

فائدہ: اپنے پیشوا اور رہنما کے خانوادے کا ادب واحترام کا جو انداز صحابہ نے پیش کیا ہے اس کی مثال دنیا کی کوئی قوم پیش نہیں کرسکتی یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کا مقام بعد انبیا و رسل سب ارفع و اعلیٰ رکھا ہے۔

﴿کمال احتیاط کی ایک اور مثال﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ سفر سے آئے تو گھر والوں نے قربانی کا گوشت پیش کیا انھوں نے کہا میں اسے نہیں کھاؤں گا جب تک کہ میں اس کے متعلق مسئلہ معلوم نہ کرلوں؟ وہ اپنے علاتی بھائی بدری صحابی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ تمہارے جانے کے بعد ایسی صورت پیدا ہو گئی تھی جس نے اس حکم کو ختم کردیا کہ تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانا منع ہے۔

بخاری شریف جلددوم صفحہ ۵۷۰، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ شُهُوْدِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا، جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری حدیث نمبر ۳۹۹۹۔

فائدہ: ابتدائے اسلام میں تنگدستی تھی تو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی اجازت نہ تھی لیکن جب خوشحالی آگئی اور قربانی کرنے والے مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی تو تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے کی اجازت دی گئی اس تبدیلی کا حکم حضرت ابوسعید خدری کو معلوم نہیں تھا اس لیے انھوں نے کھانے سے انکار کیا تھا۔

صحابی رسول کا وعدہ

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًا۔
مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے اور باقی رہنے والی اچھی باتیں ان کا ثواب تمہارے رب کے یہاں بہتر اور وہ امید میں سب سے بھلی۔(پ۱۵ ع۱۷ ، سورۃ الکہف ۴۶)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کچھ طلب کیا تو حضور نے مجھے دے دیا میں نے پھر مانگا تو حضور نے عطا فرمایا، میں نے ایک مرتبہ پھر سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر مجھے دے دیا اور فرمایا۔

یَا حَکِیْمُ اِنَّ ھٰذَا الْمَالَ خَضِرَۃٌ حُلْوَۃٌ فَمَنْ اَخَذَہٗ بِسَخَاوَۃِ نَفْسٍ بُوْرِکَ لَہٗ فِیْہِ۔
اے حکیم! یہ مال سر سبز اور بہت میٹھا ہے لیکن جو اس مال کو نفس کی قناعت کے ساتھ لیتا ہے اس کے لیے اس مال میں برکت ڈالی جاتی ہے۔

وَمَنْ اَخَذَہٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ یُبَارَکْ لَہٗ فِیْہِ وَکَانَ کَالَّذِیْ یَاْکُلُ وَ لَا یَشْبَعُ۔اور جو اس مال کو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کے لیے وہ مال مبارک نہیں ہوتا اور وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا تو ہے مگر آسودہ نہیں ہوتا
اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی۔اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

حضرت حکیم بن حزام کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اب میں آپ کے بعد کسی سے کچھ قبول نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے انھیں وظیفہ دینے کے لیے بلایا تو انھوں نے قبول نہیں کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اپنے دور خلافت میں انھیں وظیفہ دینا چاہا تو اس وقت بھی آپ نے وظیفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا آخر کار حضرت عمر کو یہ کہنا پڑا، اے لوگو! میں تمھیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے حکیم بن حزام کو ان کا حق دینا چاہا مگر انھوں نے لینے سے انکار کر دیا حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتقال فرما گئے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیے ہوئے وعدے کے مطابق پھر کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کی۔
بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۹۹، کتاب الزکوٰۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ، مانگنے سے بچنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۴۷۲۔

فائدہ: ایک مسلمان کی شان یہی ہونی چاہیے کہ جب وہ کسی سے وعدہ کرے تو اسے پورا کرے۔

صحابی رسول نے رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وسلم سے جو وعدہ کیا اسے مرتے دم تک نبھایا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا اور قرآن پاک سے بھی یہی تعلیم ملتی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ (پ۶ ع۵ المائدہ ۱) اے ایمان والو! قول پورے کرو۔

﴿ملا ہوا مال واپس کردیا﴾

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى۔

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف کرنے اور نیکی کرنے اور رشتہ داروں کو دینے کا۔

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ (پ۱۴ع۱۹ النحل ۹۰)

اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے، تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ تم دھیان دو۔

قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمانوں سے شکست کھانے کے بعد ان کے حسن اخلاق اور مذہب اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ معلوم تھا کہ وہ اپنا مال اور قیدیوں کی واپسی کا مطالبہ کریں گے: آگے کی گفتگو مندرجہ ذیل حدیث میں یوں ہے۔

حضرت عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مروان اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یہ بتایا کہ جب قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مال اور قیدیوں کو واپس لوٹانے کا مطالبہ پیش کیا تو حضور نے ارشاد فرمایا مال اور قیدی، ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز پسند کرلو میں نے تو تمہاری وجہ سے تقسیم میں تاخیر بھی کی تھی تاکہ تمہاری خواہش کے مطابق تمہارا مال تمہیں لوٹا سکوں۔

قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے جب اچھی طرح سمجھ لیا کہ اب حضور مال اور قیدی میں سے کوئی ایک ہی چیز عطا فرمائیں گے تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے قیدی چھوڑ دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی شان و مرتبہ کے لائق حمد و ثنا بیان کیا اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا۔

فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ جَاؤُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَاِنِّىْ رَاَيْتُ اَنْ اَرَادَ اِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ۔

تمہارے یہ بھائی اپنے گناہوں سے توبہ کر کے میرے پاس آئے ہیں اور میں ان کے قیدی لوٹانا چاہتا ہوں۔

تم میں سے جو خوش دلی سے آزاد کرنا چاہتا ہو تو وہ آزاد کردے اور جو رکھنا چاہتا ہو وہ بھی ابھی آزاد کردے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جو ہمیں فے کا مال سب سے پہلے عطا فرمائے گا ہم اس کی قیمت ادا کردیں گے، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ کی خوشی کے لیے برضا و رغبت ان قیدیوں کو بغیر کسی معاوضہ کے چھوڑنے کے لیے تیار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا خوش دلی سے اجازت دینے والوں اور نہ دینے والوں کا کوئی خاص پتہ نہیں چلا اس لیے تم لوگ واپس جاؤ اور اپنے ذمہ دار لوگوں کو میری بات بتا کر انہیں میرے پاس بھیجو۔

وہ سب واپس گئے اور اپنے معروف اور ذمہ دار لوگوں سے ساری بات بتائی تو وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سارے لوگ اپنی خوشی سے قیدیوں کو آزاد کر رہے ہیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۴۵، کتاب العتق، باب من ملک من العرب رقیقا فوھب، جو کسی عربی کا مالک ہو جائے تو اس کے ہبہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۵۳۹، ۲۵۴۰۔

﴿زمانہ جاہلیت کی پکار﴾

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا۔ (پ۲۶رع۱۴ا۱الحجرات ۹)
اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے ہوئے تھے حضور کے ساتھ مہاجرین کثرت سے تھے انھیں مہاجرین میں ایک صاحب بڑے خوش مزاج تھے انہوں نے ایک انصاری کو سُرین پر ماردیا جس کی وجہ سے مار کھانے والے انصاری بہت زیادہ غصہ میں آگئے اور کافی بات بڑھ گئی یہاں تک کہ ہر فریق نے اپنے گروہ کو پکارنا شروع کیا انصاری نے کہا اے انصار! مدد کو آؤ اور مہاجر نے بھی کہا اے مہاجر! مدد کو آؤ، ان کی صداؤں کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا جاہلیت کی پکار ہے پھر آپ نے فرمایا بات کیا ہے؟ مہاجر صحابی نے انصاری صحابی کے ساتھ جو حرکت کی تھی وہ بتائی گئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! یہ پکار چھوڑ دو یہ شیطانی پکار ہے۔

عبداللہ بن اُبی ابن سلول نے کہا مہاجرین نے ہمارے خلاف لوگوں کو پکارا ہے اگر ہم مدینہ لوٹے تو ہم میں جو عزت والا ہے وہ ذلت والوں کو نکال دے گا۔ فَقَالَ عُمَرُ اَلَا نَقْتُلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْخَبِیْثَ لِعَبْدِ اللّٰهِ۔

حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس خبیث عبداللہ بن اُبی کو قتل نہ کردیں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اسے مت مارو ورنہ لوگ کہیں گے کہ وہ اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۹۹، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَایُنْهٰی عَنْ دَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ، جاہلیت کی پکار سے منع کیا گیا ہے، حدیث نمبر ۳۵۱۸۔

فائدہ: راس المنافقین منافقوں کا سردار عبداللہ بن اُبی بن سلول کے لڑکے جن کا نام بھی عبداللہ تھا وہ ایک جاں نثار صحابی تھے ان کو جب اپنے باپ کی اس بے ہودہ حرکت کے بارے میں پتہ چلا تو وہ غضبناک ہو گئے اور اس مقصد سے مدینہ طیبہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے کہ میں اپنے باپ کو قتل کردوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اس بات کی خبر ملی کہ حضرت عبداللہ اپنے باپ کو قتل کرنے کے لیے کھڑے ہیں تو آپ نے انہیں اس کام سے منع فرمایا۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

فائدہ: منافق وہ ہے جو زبان سے اسلام کا اقرار کرے اور دل سے اسلام کا منکر ہو۔

حقیقت میں منافق اور ظاہراً مسلمان بننے کے کئی وجوہات تھے جیسے دنیاوی فائدے حاصل کرنا، مسلمانوں کے درمیان رہ کر ان کے راز کو معلوم کرنا، خود ان کے خلاف سازش کرنا، کھلے عام مسلمانوں سے مقابلہ میں عاجز ہونا وغیرہ، یہ لوگ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کافروں سے زیادہ خطرناک تھے اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حق میں قرآن کی آیت نازل فرما کر ان کی منافقت کو مسلمانوں کے سامنے ظاہر فرما دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِذَا جَآءَ کَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۔(پ۲۸ع۱۳/سورۃ المنافقون ۱)

جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

ایسے لوگ اگر مرنے سے پہلے اپنی اصلاح نہ کرلیں اور اسلام قبول نہ کرلیں تو ان کے لیے سخت سزا ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا۔ (پ۵ع۱۸/۱۴۵)

بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔

فائدہ: ہجرت سے پہلے منافقین کا کوئی نام ونشان نہیں ملتا ہے کیونکہ اس وقت مسلمان ہونے کا مطلب ہر قسم کے ظلم وستم کا تختۂ مشق بننا تھا کسے پڑی تھی کہ ایسے مذہب کو قبول کر کے مصیبتوں کو دعوت دے جس دین پر اس کا ایمان نہیں ہے اس وقت اسلام قبول کرنے والے وہی لوگ تھے جو اللہ ورسول پر جان ومال اور آل اولاد قربان کرنا باعث سعادت سمجھتے تھے۔(تفسیر ضیاء القرآن)

حضرت زبیر بن عوّام کی غیرت

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے بارے میں یہ بتایا کہ جب ان کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا تو اس وقت حضرت زبیر کے پاس پانی کھینچنے والے اونٹ اور ان کی سواری کے گھوڑے کے سوا کوئی غلام اور مال ودولت وغیرہ کچھ نہ تھا میں خود ان کے گھوڑے کو چراتی، پانی پلاتی، ڈول کی مرمت کرتی اور آٹا پیستی تھی البتہ میں روٹی اچھی طرح نہیں پکا پاتی تھی میری انصاری ہمسایہ عورتیں بہت اچھی تھیں وہ ہماری روٹیاں پکا دیا کرتی تھیں اکثر میں حضرت زبیر کی اس زمین سے سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لاتی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمایا تھا ایک مرتبہ حضور مجھے راستے میں مل گئے آپ کے ساتھ قبیلہ انصار کے کچھ افراد بھی تھے حضور نے مجھے بلایا اور مجھے اپنے پیچھے سواری پر بٹھانے کے لیے اونٹ کو روکنا چاہا لیکن مجھے لوگوں کے ساتھ چلنے میں شرم محسوس ہوئی اور حضرت زبیر کی غیرت بھی یاد آئی کہ وہ بڑے غیرت مند آدمی تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں اس لیے آپ چلے گئے۔

جب میں حضرت زبیر کے پاس پہنچی تو میں نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کا واقعہ بتایا۔

حضرت زبیر نے مجھ سے کہا قسم خدا کی، تمہارا سر پر گٹھلیاں اٹھا کر لانا حضور کے ساتھ سوار ہونے سے زیادہ مجھ پر گراں ہے حضرت اسما فرماتی ہیں کہ اس کے بعد والد گرامی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے لیے ایک خادم بھیج دیا جس نے گھوڑے کی پوری ذمہ داری سنبھال لی اور اس طرح انہوں نے مجھے کام سے آزاد کر دیا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۸۶ باب غَیْرَۃِ النِّسَاءِ عورتوں کی غیرت کا بیان، حدیث نمبر ۵۲۲۴،۵۲۲۳ ۔

پڑوسیوں کے ساتھ ایسا ایثار کر سکتے ہیں؟

حضرت عمرو بن شرید فرماتے ہیں کہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑا تھا کہ اتفاق سے حضرت مسور بن مخرمہ آ گئے اور ابھی انھوں نے اپنا ہاتھ میرے کاندھے پر رکھا ہی تھا کہ اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابو رافع آئے اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے کہا اے سعد! آپ کے محلہ میں آپ کے گھر کے پاس جو میرے دو مکان ہیں آپ اس کو خرید لیں حضرت سعد نے کہا قسم خدا کی، میں تو نہیں خریدوں گا حضرت مسور بول پڑے بخدا آپ انھیں ضرور خرید لیں۔ اب حضرت سعد نے فرمایا میں اس کی قیمت چار ہزار درہم سے زیادہ نہیں دوں گا اور وہ بھی قسط وار ادا کروں گا حضرت ابو رافع نے کہا مجھے ان دونوں مکان کی قیمت پانچ سو دینار دیئے جا رہے ہیں۔ **وَلَوْلَا اَنِّیْ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ۔**

اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ حقدار ہے۔

مَا اَعْطَیْتُکَهَا بِاَرْبَعَةِ آلَافٍ وَاَنَا اُعْطٰی بِهَا خَمْسَ مِائَةِ دِیْنَارٍ ۔

تو میں آپ کو اپنا مکان کبھی چار ہزار درہم میں نہ دیتا اس لیے کہ مجھے اس کے عوض پانچ سو دینار مل رہے ہیں۔

پھر حضرت ابو رافع نے اپنا دونوں مکان حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دیا۔

بخاری جلد اول، صفحہ ۳۰۰، کتاب الشُّفْعَةِ، باب عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلٰی صَاحِبِهَا قَبْلَ الْبَیْعِ، کسی چیز کو بیچنے سے پہلے شفعہ کا حق رکھنے والے پر پیش کرنا، حدیث نمبر ۲۲۵۸۔

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

حضرت ابو شریح کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا وہ مومن نہیں، قسم خدا کی، وہ مومن نہیں، قسم خدا کی، وہ مومن نہیں، عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ!؟ فرمایا وہ جس کی تکلیف سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۹، کتاب الْاَدَبِ، باب اِثْمِ مَنْ لَا یَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ اس کا گناہ جس کی شرارت سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں، حدیث نمبر ۱۰۱۶۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمان عورتو! ایک پڑوسن دوسرے پڑوسن کو حقیر نہ جانے، اپنی پڑوسن کو کچھ نہ کچھ ضرور دیا کرو اگر چہ بکری کا کھر ہی سہی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں تو کس کو ہدیہ دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے قریب ہو۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۹، کتاب الْاَدَبِ، بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ، پڑوسیوں کے حقوق کا بیان، حدیث نمبر ۶۰۲۰۔

فائدہ: پڑوسی وہ ہے جو پکارنے پر آواز سن لے ایک قول یہ ہے کہ ہر طرف سے چالیس گھر سب پڑوس ہیں پڑوسی کے حقوق یہ ہے کہ اچھا سلوک کیا جائے، ان کو تکلیف نہ دی جائے بلکہ ان کی تکلف دور کی جائے، اور ان کی خیر خواہی مطلوب ہو پڑوسیوں کے حقوق میں مسلمان، کافر، صالح، فاسق، دوست، دشمن، اجنبی، شہری سب شامل ہیں

اٹھائیسواں باب

ایمان اور نماز

ایمان کیا ہے؟

زباں سے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل ؎ دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ایمان کا لغوی معنیٰ کسی بات کو سچ ماننا ہے، اصطلاحِ شریعت میں تمام ضروریات دین کو دل سے سچ ماننے اور زبان سے ان کی سچائی کے اقرار کرنے کو **ایمان** کہتے ہیں۔

ضروریاتِ دین کا مطلب یہ ہے کہ وہ دینی باتیں جن کا دین سے ہونا قطعی اور یقینی ہو، کسی قسم کا شبہ نہ ہو اور اُن کا دینی ہونا ہر خاص و عام کو معلوم ہو جیسے خدا کا ایک ہونا، انبیاو رُسل کا حق ہونا، قیامت قائم ہونا جزا و سزا کا ہونا۔

بعض صورتوں میں زبان سے اقرار کرنا معاف ہے جیسے حالتِ اِکراہ میں، یا ایسی صورت ہو کہ زبان سے اقرار کرنے کا موقع نہ ملے یا زبان سے کلمہ کفر بولنے کی ضرورت پڑے لیکن ایسے وقت بھی دل سے تصدیق کرنا اور دل کا ایمان پر جما رہنا لازم و ضروری ہے چنانچہ صحابیِ رسول حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے والدین کے ساتھ مشرکین مکہ نے گرفتار کرکے بہت مارا پیٹا ان کے والدین کو بڑی بے رحمی سے قتل کر ڈالا اور حضرت عمار بن یاسر کو اس بات پر مجبور کیا کہ کلمہ کفر بولیں، وہ برابر انکار کرتے رہے پھر انہیں اس قدر اذیت دی گئی کہ وہ بدحواس ہو گئے اور ظالموں نے جو چاہا کہلوالیا اور نہ چاہ کر بھی آپ نے کلمہ کفر بول دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ عمار بن یاسر تو کافر ہو گئے، حضور نے فرمایا ہرگز نہیں عمار تو سر سے پاؤں تک ایمان سے پُر ہیں پھر حضرت عمار روتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! بہت برے کلمے میری زبان پر جاری ہوئے ہیں، حضور نے دریافت فرمایا اس وقت تیرے دل کا حال کیا تھا؟ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میرا دل ایمان پر خوب جما ہوا تھا، حضور نے اُن کے آنسوؤں کو صاف کیا اور فرمایا کوئی حرج نہیں ایسے موقع پر جان بچانے کے لیے ضرورۃً کلمہ کفر بولنے کی اجازت ہے اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ۔ مگر وہ جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو۔

یعنی اگر دل ایمان پر خوب جما ہو تو حالتِ اکراہ و جبر میں کلمۂ کفر کا بولنا جائز ہے البتہ اگر ایسے حالت میں صبر کیا اور کلمہ کفر نہ بولنے کے سبب مار ڈالا گیا تو وہ اس کا اجر پائے گا اور شہید ہو گا۔

وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ (پ۱۴ع۲۰ النحل ۱۰۶)

اور وہ آدمی جو اکراہ و جبر کی حالت میں دل کھول کر کافر ہو جائے اس پر اللہ کا غضب ہے اور اس کو بڑا عذاب ہے۔

اکراہ : کسی کو اس کی مرضی کے خلاف کسی کام پر مجبور کرنے کو **اکراہ و جبر** کہتے ہیں۔

اکراہ شرعی: یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کو یہ دھمکی دے کہ اگر تم فلاں کام نہیں کرو گے یا فلاں بات نہیں کہو گے تو میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا یا بہت مار ماروں گا یا ہاتھ پیر توڑ ڈالوں گا یا ناک کان وغیرہ جسم کا کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا اور سامنے والا یہ سمجھ رہا ہے یہ جو کچھ بول رہا ہے کر گذرے گا تو یہ **اکراہ شرعی** ہے۔

فائدہ: دنیاوی اعتبار سے کسی پر مومن کا حکم لگانے کے لیے اس کا زبان سے اقرار کرنا ضروری ہے زبان سے اقرار کرنے کے بعد وہ لوگوں کے نزدیک مسلمان جانا جائے گا باطن کا حال اللہ تعالیٰ جانے۔

حضرت خباب کے ایمان کی پختگی

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن گفتار میں کردار میں اللہ کی بُرھان

قابلِ قدر ہے وہ مردِ مسلماں، جس نے سخت حالات میں ایماں کی حفاظت کی ہے

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں زمانہ جاہلیت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل پر میرا کچھ قرضہ باقی تھا جب میں اپنا قرض وصول کرنے گیا تو اس نے کہا تم جب تک محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت) کا انکار نہیں کرو گے اس وقت تک میں تمہارا قرضہ واپس نہیں لوٹاؤں گا۔

میں نے اس سے کہا میں انکار نہیں کروں گا یہاں تک کہ خدا تجھے موت دے دے اور پھر تجھ کو اٹھائے۔

عاص بن وائل نے (میری اس بات کا مذاق اڑاتے ہوئے) کہا ٹھیک ہے تم ابھی مجھے چھوڑ دو یہاں تک کہ میں مر جاؤں اور پھر اٹھایا جاؤں اور مجھے مال و دولت اور اولاد دیا جائے تو میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔

اس کے یہ کہنے پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا۔ (پ۱۶ع۸ مریم ۷۷،۷۸،۷۹)

کیا آپ نے اس کو دیکھا جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا، اور کہنے لگا مجھے ضرور ضرور دیا جائے گا مال اور اولاد، کیا وہ غیب پر آگاہ ہو گیا ہے یا لے لیا ہے اس نے رحمٰن سے کوئی وعدہ، ہرگز ایسا نہیں ہے ہم لکھ لیں گے جو یہ کہہ رہا ہے اور اس کے لیے عذاب کو خوب خوب لمبا کر دیں گے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۸۱، كِتَابُ الْبُيُوْعِ، بَابُ ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ، لوہاروں کا بیان، حدیث نمبر ۲۰۹۱۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۹۱، كِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى، اَفَرَاَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا، حدیث نمبر ۴۷۳۵۔

ایمان عمل پر مقدم ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی جنگ کے موقع پر ایک آدمی ہتھیاروں سے لیس ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں پہلے جہاد کروں یا پہلے اسلام قبول کروں؟ حضور نے فرمایا پہلے اسلام قبول کرو اس کے بعد جہاد کرنا۔ پس وہ مسلمان ہو گیا پھر اس نے کافروں سے جہاد کیا اور وہ شہید بھی ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا۔

عَمِلَ قَلِيْلًا وَأُجِرَ كَثِيْرًا اس آدمی نے عمل تو بہت تھوڑا کیا ہے لیکن ثواب بہت زیادہ پا گیا ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۹۴، كِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ عَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْقِتَالِ، جہاد سے پہلے نیک کام کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۸۰۸۔

فائدہ: ہر اچھے اعمال کی بنیاد ایمان ہے اگر ایمان نہ ہو تو سارے اعمال حسنہ بے کار ہیں مزید وضاحت اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۔ (پ۱۹ ع ۱؍ الفرقان ۲۳)

اور جو کچھ انھوں نے کام کیے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا یعنی حالت کفر میں مہمان نوازی، صلہ رحمی، یتیم نوازی اور جو کچھ بھلائیاں کی ہیں یہ سارے اعمال اکارت کر دیے گئے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً (پ۳۰ ع ۱۳؍ الغاشیہ ۳/۴) کام کریں مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں۔

ایمان کی بنیادی چیزیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶، كِتَابُ الْاِيْمَانِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قول کا بیان کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، حدیث نمبر ۸۔

فائدہ: ایمان کے پانچ قلعے ہیں (۱) یقین (۲) اخلاص (۳) فرائض کی پابندی (۴) سنتوں کی تکمیل (۵) مستحبات کی ادائیگی ۔ مستحب کاموں کی پابندی سے شیطان دور رہتا ہے مستحب کاموں کو چھوڑنے سے شیطان کو حملہ کرنے کا موقع ملتا ہے اور وہ سنت کو ترک کرانے کی کوشش کرتا ہے جب اس میں کامیابی ہوتی ہے تو شیطان فرائض میں کمی کرانے کی کوشش کرتا ہے پھر وہ اخلاص میں خلل ڈالتا ہے اور یقین کو ختم کرا لیتا ہے اس لیے وضو، نماز، خرید و فروخت، دوستی اور میل جول وغیرہ میں مستحبات کے ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

ایمان کی لذت کب ملتی ہے؟

کوہ میں دریا خود ہی راستہ ہوجائے گا   تیرے قدموں کی دھمک سے زلزلہ ہوجائے گا
مثلِ ابراہیم گر ایمان مستحکم ہوا   آتشِ نمرود پھر سے گل کدہ ہوجائے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تین چیزیں ہوں وہ ایمان کی چاشنی پائے گا (ایک وہ) جس کو اللہ اور اس کے رسول ساری دنیا سے زیادہ پیارے ہوں اور (دوسرے وہ) جو کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ ہی کے لیے اس سے محبت کرے (تیسرے وہ) جو مسلمان ہونے کے بعد کفر میں لوٹنے کو ایسانا پسند کرے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو نا پسند کرتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان ایمان کی چاشنی کا بیان، حدیث نمبر ۱۶۔

فائدہ: یعنی جس مسلمان میں یہ تینوں صفتیں ہوں گی اس کو عبادت و ریاضت کے مشقت اٹھانے میں لذت ملے گی۔

فرض نمازیں

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ (پ ا ع ۱۳/البقرہ ۱۱۰) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اپنی جانوں کے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔ (پارہ ۵ ع ۱۲/النساء ۱۰۳)

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ

تو اللہ کی پاکی بولو جب شام کرو اور جب صبح ہو، اور اسی کی تعریف آسمانوں اور زمین میں ہے اور کچھ دن رہے اور جب تمہیں دوپہر ہو۔ (پ ۲۱ ع ۵/الروم ۱۷/۱۸)

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ ان دونوں آیتوں میں نمازِ پنجگانہ کی فرضیت اور ان کے اوقات مذکور ہیں تُصْبِحُوْنَ سے فجر کی نماز تُظْهِرُوْنَ سے ظہر کی نماز عَشِيًّا سے عصر کی نماز اور تُمْسُوْنَ سے مغرب اور عشا کی نمازیں مراد ہے۔ (خزائن العرفان)

فائدہ: انسان کے ساتھ کھانا پینا اور دوسری ضروریات زندگی منسلک ہیں اور وہ اتنی طاقت بھی نہیں رکھتا کہ اپنا سارا وقت نماز میں صرف کر سکے اس لیے اللہ تعالیٰ نے عبادت میں تخفیف فرمائی اور دن کے شروع میں، دن کے درمیانی حصے میں، دن کے آخری حصے میں، رات کے اول اور آخر حصہ میں نمازیں مقرر کیں تا کہ ان اوقات میں نماز پڑھنے میں مشغول رہنا دائمی عبادت کے حکم میں ہوجائے۔

گھر کی مسجد

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا وَّهُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۔

بے شک سب میں پہلا گھر جولوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا،وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہ نما،اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ۔(پ۴ع۱ ال عمران ۹۷٫۹۶)

حضرت محمود ربیع بن انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عتبان بن مالک جو اصحاب بدر میں سے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں اب میری بینائی کچھ کمزور معلوم ہوتی ہے جب بارش ہوتی ہے تو میرے گھر اور مسجد کے درمیان کا نالہ بہنے لگتا ہے اس لیے میں ان کی مسجد میں نماز پڑھانے کے لیے نہیں جا سکتا، یا رسول اللہ! میری یہ خواہش ہے کہ آپ میرے گھر آکر کسی جگہ نماز پڑھ دیں تو میں اس جگہ کو نماز پڑھنے کے لیے خاص کرلوں؟

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاَفْعَلُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں عنقریب ایسا کروں گا۔

اگلی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ میرے گھر آئے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی، میں نے عرض کیا حضور اندر تشریف لائیں حضور جیسے ہی داخل ہوئے فرمایا یہ بتاؤ تم کون سی جگہ پسند کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھ دوں؟ میں نے گھر کے ایک گوشہ کی طرف اشارہ کیا تو حضور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے اور اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کردی ہم لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھ لیا آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور سلام پھیر دیا چونکہ ہم نے حضور کے لیے کچھ حلیم تیار کیا تھا اس لیئے آپ کو کچھ دیر کے لیے روک لیا

بخاری شریف جلد اول،صفحہ ۶۰، کِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ الْمَسَاجِدِ فِی الْبُیُوْتِ، گھروں میں مساجد بنانے کا بیان حدیث نمبر ۴۲۵۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیئے کوئی خاص جگہ مقرر کرلینا بہتر ہے۔

قبلہ کی طرف تھوکنا منع ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد میں قبلہ کی طرف بلغم پڑا دیکھا تو آپ کو یہ بات بڑی ناگوار نا گوار گذری غصہ کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے حضور کھڑے ہوئے، اپنے ہاتھ سے اس جگہ کو صاف کیا اور فرمایا۔ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ فِیْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّهٗ یُنَاجِیْ رَبَّهٗ۔

جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔

یا اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے اس لیے تم میں سے کوئی بھی اپنے قبلہ کی طرف کبھی نہ تھوکے۔

بخاری شریف جلد اول،صفحہ ۵۸، کِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ حَکِّ الْبُزَاقِ بِالْیَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ، حدیث نمبر ۴۰۵۔

﴿جنت کی ضمانت﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ۔ (پ۲۲ع۱۶/سورہ فاطر ۲۹)

بے شک وہ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہیں۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ۔ (پ۱۴ع۴/الحجر ۴۶،۴۵)

بے شک ڈر والے باغوں اور چشموں میں ہیں ان میں داخل ہو سلامتی کے ساتھ امان میں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں تو از روئے قرآن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تھا اس لیے ہم لوگوں کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اعرابی حضور کی بارگاہ میں آ کر مسائل دریافت کیا کریں اور ہم لوگ سنا کریں ایک دن ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا تھا، اس نے ہمیں یہ بتایا کہ آپ کہتے ہیں کہ خدا نے آپ کو پیغمبر بنایا ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں اس نے صحیح کہا، اس نے پوچھا آسمان کو کس نے بنایا؟ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

اس نے دریافت کیا زمین کس نے بنائی ہے؟ اور پہاڑ کس نے بنائے ہیں؟ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اس نے پھر پوچھا پہاڑوں میں منافع کس نے رکھا ہے؟ حضور نے فرمایا اللہ رب العزت نے، اس نے کہا آپ کو قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان، زمین، اور پہاڑ بنائے، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا پیغمبر بنایا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، اس نے کہا آپ کے قاصد نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ہم لوگوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں اور ہمارے مالوں میں زکوٰۃ ہے؟

حضور نے فرمایا ہاں اس نے صحیح بتایا ہے اس نے کہا آپ کو اس کی قسم، جس نے آپ کو پیغمبر بنایا ہے کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ حضور نے فرمایا جی ہاں۔

اب اس نے کہا مجھے اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں ان باتوں میں نہ کچھ اضافہ کروں گا اور نہ کوئی کمی کروں گا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنْ صَدَقَ لَیَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ اگر یہ آدمی سچ کہتا ہے تو بلاشبہ یہ جنت میں جائے گا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۵، کِتَابُ الْعِلْمِ، بَابُ الْقِرَآءَةِ وَالْعَرْضِ عَلَى الْمُحَدِّثِ، محدث کے سامنے حدیث پڑھنے اور پیش کرنے کا بیان

﴿نماز میں خشوع وخضوع﴾

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ (پ۱۸ ع ۱/ المؤمنون ۱/۲)

بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑ گڑاتے ہیں۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔

(پارہ ۷ ع ۱۶/ الانعام ۷۹)

میں نے اپنا منہ اُسی کی طرف کیا جس نے آسمان اور زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔

سر جھکانے سے نمازیں تو ادا ہوتی ہے دل جھکانا بھی ضروری ہے عبادت کے لیے

لطف سجدے کا اٹھانا ہے تو دل کو بھی جھکا سر جھکانے سے فقط فرض ادا ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اسی وقت ایک صحابی مسجد میں داخل ہوئے اور انھوں نے نماز پڑھنی شروع کی اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا حضور نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا۔

اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ ۔ جاؤ اور پھر سے نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔

وہ صحابی گئے پھر سے نماز پڑھی جس طرح انہوں نے پہلے پڑھی تھی پھر وہ آئے اور حضور کی بارگاہ میں سلام عرض کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا۔

اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ۔ جاؤ اور پھر سے نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔

طرح تین مرتبہ ایسا ہی ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نماز لوٹانے کا حکم فرمایا اب انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا، یا رسول اللہ! مجھے نماز پڑھنا سکھا دیں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو تکبیر کہو اس کے بعد جس قدر تمہیں قرآن مجید یاد ہو اس کو پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہو جاؤ پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور پوری نماز اسی طرح اطمینان و سکون کے ساتھ ادا کرو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۰۴، کِتَابُ الْاَذَانِ ،بَابُ وُجُوْبِ الْقِرَاءَةِ لِلْاِمَامِ وَالْمَاْمُوْمِ ، امام اور مقتدی کے لیے قرأت کے واجب ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۷۵۷۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

نمازیں قضا ہوں تو فوراً ادا ہوں

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں نکلے کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر رات کے اخیر حصہ میں آپ ہم سب کے ساتھ قیام فرما لیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا؟ حضور نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہیں تم لوگ نماز سے غافل ہو کر سو نہ جاؤ حضرت بلال نے عرض کیا آپ سب سو رہیں میں آپ سب کو جگادوں گا اس لیے سبھی حضرات لیٹ گئے اور حضرت بلال نے اپنے اونٹ پر پیٹھ لگا لیا مگر ان کی آنکھیں بھی نیند سے بوجھل ہو گئیں اور اتفاق سے انہیں بھی نیند آ گئی۔

اب سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے اس وقت جب کہ سورج کا کنارہ نکل چکا تھا۔ حضور نے فرمایا اے بلال! کہاں ہے وہ جو تم نے کہا تھا؟ یعنی نماز کے لیے جگایا کیوں نہیں؟ حضرت بلال نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسی نیند کبھی نہیں آئی تھی جیسی آج آئی ہے، حضور نے فرمایا بے شک جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تمہاری روحوں کو قبض کر لیا اور جب چاہا واپس کر دیا اے بلال! اٹھو اور نماز کے لیے اذان دو پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جب سورج خوب بلند ہو کر چمکنے لگا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز ادا کی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۸۳، کتاب مَوَاقِيتِ الصَّلٰوة باب الْاَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ وقت گذر نے کے بعد اذان کہنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۹۵۔

شیطان کی پکڑ کا علاج

اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ۔ (پارہ ۲، رع ۵، البقرہ ۱۶۹)

وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا، اور یہ کہ اللہ پر وہ بات جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۔

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں۔ (پارہ ۲۲، رع ۱۳، سورہ فاطر ۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر گرہ لگاتا ہے جب کہ وہ سو جاتا ہے اور ہر گرہ پر پھونکتا ہے کہ ابھی کافی رات باقی ہے اس لیے سوئے رہو اس وقت اگر وہ جاگ جاتا ہے اور ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر وہ وضو کر لے تو دوسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اگر نماز پڑھ لے تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور اس کی صبح اس انداز کی ہوتی ہے کہ وہ خوش اور ہشاش بشاش ہوتا ہے ورنہ افسردہ اور مایوس اٹھتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵۳، کتاب التَّهَجُّد، باب عَقْدِ الشَّيْطٰنِ عَلٰى قَافِيَةِ الرَّاْسِ اِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ، شیطان کا گدی پر گرہ لگانا اگر آدمی رات میں نماز نہ پڑھے، حدیث نمبر ۱۱۴۲۔

﴿نماز جمعہ کی ابتدا﴾

یوم جمعہ کی بڑی فضیلت ہے، جمعہ کا دن سید الایام ہے قرآن کریم میں سورہ جمعہ کے نام کا ایک سورہ ہے جس میں نماز جمعہ کے خصوصی احکام بیان کیے گئے ہیں نمازیوں کی کثرت کے سبب اس دن کو جمعہ کہتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو شہر مدینہ کے قریبی گاؤں قبیلہ بنی عمر بن عوف میں قیام فرمایا اور یہیں مسجد قبا کی بنیاد ڈالی جس کا ذکر قرآن میں یوں ہے۔ **لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ۔** (پ۱۱ ع۲ ر۱۱ التوبہ ۱۰۸)

بے شک وہ مسجد کہ پہلے ہی دن سے جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی ہے۔

حضور اسی مسجد میں نماز پڑھتے رہے جمعہ کے دن مدینہ روانہ ہوئے اور جس وقت بنی سالم بن عوف کی وادی میں پہنچے تو جمعہ کا وقت ہو گیا حضور ٹھہر گئے، جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ (بخاری شریف باب ہجرت)

فائدہ: جمعہ کی نماز ہر مسلمان مرد مکلف، آزاد، تندرست، مقیم پر واجب ہے۔

فائدہ: جمعہ کے دن اذان ثانی کے وقت سے خرید و فروخت اور ہر وہ کام جو جمعہ کی حاضری سے رکاوٹ بن سکیں ان سب کو ترک کر کے خطبہ اور نماز جمعہ کے لیے نکلنا ضروری ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ (پارہ ۲۸ ر ع ۱۲ ر ۱۱ الجمعہ ۹) اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن، تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اسی درمیان ایک قافلہ آیا جس کے ساتھ اونٹوں پر غلہ لدا ہوا تھا لوگ اس قافلہ کی طرف دوڑ پڑے اور حال یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔

اور جب انھوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیے اور تمہیں خطبے میں کھڑا چھوڑ گئے۔

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔ (پارہ ۲۸ ر ع ۱۲ ر ۱۱ الجمعہ ۱۱)

تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ کا رزق سب سے اچھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۲۸، كِتَابُ الْجُمُعَةِ، بَابُ اِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْاِمَامِ فِيْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَصَلٰوةُ الْاِمَامِ وَمَنْ بَقِيَ جَائِزَةٌ اگر نماز جمعہ میں کچھ مقتدی امام کو چھوڑ کر چلے جائیں تو امام اور باقی لوگوں کی نماز درست ہے، حدیث نمبر ۹۳۶۔

فائدہ: چونکہ اس وقت کا زمانہ بہت تنگی اور گرانی کا تھا صحابہ اس خیال سے دوڑ پڑے کہ کہیں دیر ہونے کے سبب غلہ اجناس ختم نہ ہو جائے۔

مذکورہ آیت میں یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس نعمتوں کے جوخزانے ہیں، نماز پڑھنے کا جو اجر وثواب ہے اور حضور کی خدمت میں حاضری کی جو برکت وسعادت ہے وہ اس خرید وفروخت اور لہو لعب سے افضل واعلیٰ ہیں البتہ نماز جمعہ کے بعد خرید وفروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پارہ ۲۸،رع ۱۲،الجمعہ ۱۰)

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ

طعام وآرام جمعہ کے بعد

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کا دن آنے سے بہت خوش ہوا کرتے حضرت عبداللہ بن مَسْلَمہ نے پوچھا، خوشی کی وجہ کیا ہوتی تھی؟ حضرت سہل فرماتے ہیں ہماری قوم میں ایک ضعیفہ تھیں جو بضاعنامی کھجور کے باغ کی طرف کسی کو بھیجتیں اور چقندر کی جڑیں منگوا کر ہانڈی میں پکاتیں اور اس میں جو پیس کر ڈالتیں، جب ہم لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس لوٹتے تو اُس ضعیفہ کو جا کر سلام کیا کرتے تو وہی پکی ہوئی چیز کھانے کے لیے ہمارے سامنے رکھتیں اسی وجہ سے جمعہ کا دن آنے سے ہم بہت خوش ہوتے تھے اور ہم لوگ جمعہ کے دن طعام وآرام سب جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد ہی کیا کرتے تھے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۳، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَان، بَابُ تَسْلِيْمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ، مردوں کا سلام کرنا عورتوں کو اور عورتوں کا سلام کرنا مردوں کو، حدیث نمبر ۶۲۴۸۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲۸، کِتَابُ الْجُمُعَةِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اللہ عزوجل کے اس قول کا بیان فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوة، حدیث نمبر ۹۳۸

فائدہ: بچوں یا بڑوں کو نعت، منقبت، تقریر و بیان سننے کا موقع فراہم کرنا اور دینی و مذہبی کاموں کی طرف رغبت دلانا اگر چہ وہ دعوت دے کر ہو اس حدیث کے مطابق ہے۔

نمازیوں کا ذکر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ فرشتے رات میں اور کچھ فرشتے دن میں یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں اور نماز فجر اور نماز عصر میں اکٹھے ہوتے ہیں پھر وہ فرشتے جو تمہارے درمیان رات بھر رہتے ہیں جب وہ اوپر جاتے ہیں تو اُن کا رب اُن سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان کا حال خوب جانتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں

تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔ ہم نے ان لوگوں کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کے پاس جب گئے تو اس وقت بھی وہ سب نماز میں مشغول تھے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷۹، کِتَابُ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ، بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ، نماز عصر کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۵۵۵۔

﴿نماز استخارہ﴾

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کو ہر کام میں استخارہ کرنے کا حکم فرماتے اور استخارہ کی تعلیم ایسے ہی دیا کرتے جیسے آپ قرآن کی سورتوں کی تعلیم دیا کرتے حضور فرماتے جب تم کسی کام کا پختہ ارادہ کرلو تو پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھو اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہ عرض کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے خیر طلب کرتا ہوں تیری قدرت کے سبب طاقت چاہتا ہوں تیرا فضل عظیم چاہتا ہوں تجھے قدرت ہے مجھے قدرت حاصل نہیں تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے

اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ۔

اے اللہ تو جانتا ہے اگر ابھی یا آئندہ کے لیے یہ کام میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام میں بہتر ہے تو اس کام کو میرے لیے آسان فرمادے اور اس کام میں میرے لیے برکت عطا فرمادے۔

وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَ قْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ وَیُسَمِّیْ حَاجَتَہٗ۔

اے اللہ تو جانتا ہے اگر ابھی یا آئندہ کے لیے یہ کام میرے دین، میرے معاش، اور میرے انجام میں نقصان پہنچانے والا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور بھلائی جہاں کہیں ہو میرے لیے مقدر فرمادے اور اس پر راضی فرمادے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس دعا کو پڑھنے کے بعد اپنا مقصد بیان کرے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۵۵، کِتَابُ التَّھَجُّدِ، بَابُ مَا جَآءَ فِی التَّطَوُّعِ مَثْنٰی مَثْنٰی، دو دو رکعت نفل پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۱۶۲۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۴۴، کِتَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْاِسْتِخَارَةِ، استخارہ کے وقت دعا کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۳۸۲۔

فائدہ: استخارہ صرف ایک بار نہیں بلکہ متعدد بار کرنے کی اجازت ہے جب تک کسی بات کی طرف نماز استخارہ پڑھنے والے کا دل جم نہ جائے۔

پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکفرون پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے۔

بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ اگر خواب میں سفید یا سبز رنگ دیکھے تو اپنے قصد کے مطابق کام شروع کرے اور اگر سرخ یا سیاہ رنگ دیکھے تو نہ کرے۔

﴿عبادت مقصود نہ کہ تکلیف؟﴾

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا (پ۳ ع۸ البقرہ ۲۸۶) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔

یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔

اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ (پ۲ ع۶ البقرہ ۱۸۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ دو ستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی ہے آپ نے دریافت فرمایا یہ رسی کیسی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت زینب کی رسی ہے جب وہ (عبادت کرتے کرتے) تھک جاتی ہیں تو اس رسی میں لٹک جاتی ہیں

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَا حُلُّوْہُ لِیُصَلِّ اَحَدُکُمْ نَشَاطَہٗ فَاِذَا فَتَرَ فَلْیَقْعُدْ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس رسی کو کھول دو اور ہر آدمی اپنی خوشی سے نماز پڑھے اور جب اسے تھکاوٹ محسوس ہو تو بیٹھ رہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۵۴، کِتَابُ التَّھَجُّدِ، بَابُ مَایُکْرَہُ مِنَ التَّشْدِیْدِ فِی الْعِبَادَۃِ، عبادت میں مشقت نہ اٹھانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۱۵۰۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس قبیلہ بنی اسد کی ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھیں اسی درمیان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی حضور نے دریافت فرمایا یہ خاتون کون ہیں؟ میں نے جواب دیا یہ فلاں خاتون ہیں جو رات بھر سوتی نہیں ہیں پھر میں نے اُن کی کثرتِ نماز کا ذکر چھیڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو تم اپنے اوپر وہی عمل لازم کرو جس کی تمہارے پاس طاقت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اجر دینے سے نہیں تھکے گا مگر تم (عبادت کرنے سے) تھک جاؤ گی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۵۴، کِتَابُ التَّھَجُّدِ، بَابُ مَایُکْرَہُ مِنَ التَّشْدِیْدِ فِی الْعِبَادَۃِ، عبادت میں مشقت نہ اٹھانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۱۵۱۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ تم رات بھر قیام کرتے ہو اور دن میں روزہ رکھتے ہو کیا یہ صحیح ہے؟

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہاں میں ایسا کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا۔

فَاِنَّکَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ ھَجَمَتْ عَیْنُکَ وَ نَفِھَتْ نَفْسُکَ۔

جب تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھ کمزور ہو جائے گی اور تم خود بھی کمزور ہو جاؤ گے۔

وَ اِنَّ لِنَفْسِکَ حَقٌّ وَ لِاَھْلِکَ حَقٌّ فَصُمْ وَ اَفْطِرْ وَ قُمْ وَ نَمْ۔

بے شک تمہاری ذات کا تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے تم روزہ رکھو اور چھوڑو بھی اور قیام بھی کرو اور نیند بھی پوری کرو۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵۴، کِتَابُ التَّھَجُّدِ، بَابُ مَایُکْرَہُ مِنْ تَرْکِ الْقِیَامِ، حدیث نمبر ۱۱۵۳۔

اسلام رہبانیت کی تعلیم نہیں دیتا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تین صحابی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات کے گھروں کے پاس اس مقصد سے آئے تا کہ حضور کی عبادت و ریاضت کے متعلق کچھ دریافت کریں۔
جب انھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت کے معمولات کو بتایا گیا تو ایسا محسوس ہوا کو یا انھوں نے حضور کی عبادت کو کم سمجھا آپس میں کہنے لگے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہم لوگ کیا ہیں؟ اور ہماری حیثیت کیا ہے؟ آپ کو زمانہ گذشتہ بھی اور آئندہ بھی گناہوں سے محفوظ رکھا گیا ہے ان لوگوں میں سے ایک نے کہا۔
اب میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا، دوسرے نے کہا میں عمر بھر روزہ رہوں گا، تیسرے نے کہا میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی شادی نہیں کروں گا اسی دوران رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم لوگوں نے جو کچھ کہا ہے میں نے اسے سنا ہے قسم خدا کی، میں تم لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور اس سے ڈر کر گناہوں سے زیادہ بچنے والا ہوں اس کے باوجود میں روزہ رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔
فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۵۷، کِتَابُ النِّکَاحِ، بَابُ التَّرْغِیْبِ فِی النِّکَاحِ، نکاح کرنے کی رغبت دلانے کا بیان، حدیث نمبر ۵۰۶۳۔

دنیا سے کنارہ کشی کہاں تک؟

حضرت عون بن ابی جحیفہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور حضرت ابو درداء کے درمیان اخوت و بھائی چارگی کا رشتہ قائم فرما دیا تھا حضرت سلمان ان سے ملاقات کے لیے جب ان کے گھر گئے تو ان کی بیوی ام درداء کو پریشان دیکھا تو پوچھا کیا ہوا؟ وہ بولیں تمہارا بھائی ابو درداء اب دنیا داری سے کنارہ کش ہو گیا ہے جب ابو درداء آئے تو انھوں نے حضرت سلمان کے لیے کھانا تیار کروایا اور کہا اے ابو سلمان! تم کھانا کھاؤ میں تو روزہ سے ہوں سلمان بولے جب تک تم نہیں کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا۔
چنانچہ انھوں نے کھانا کھالیا جب رات ہوئی اور عبادت کے لیے اٹھے تو سلمان بولے ابھی سو رہو، وہ سو گئے۔
دوبارہ اٹھنا چاہا تو پھر حضرت سلمان بولے ابھی سوئے رہو جب رات کا پچھلا پہر ہوا تو سلمان نے کہا اب اٹھو ان دونوں نے اٹھ کر نماز پڑھی پھر سلمان نے اُن سے کہا اے ابو دردا! تم پر تمہارے رب کا حق ہے، تمہاری جان کا حق ہے اور تمہارے بیوی بچوں کا حق ہے اس لیے سارے حقداروں کا حق ادا کیا کرو پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارا واقعہ بتایا تو آپ نے فرمایا سلمان درست کہتے ہیں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۶۴، کِتَابُ الصِّیَامِ، بَابُ مَنْ اَقْسَمَ عَلٰی اَخِیْهِ لِیُفْطِرَ فِی التَّطَوُّعِ، جو آدمی اپنے بھائی کو نفل روزہ توڑنے کی قسم دے، حدیث نمبر ۱۹۶۸۔

انتیسواں باب

درود شریف

نبی پر درود بھیجنے کا حکم

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کیا کرو۔ (پارہ ۲۲ ع ۴ / الاحزاب ۵۶)

وہی زمانے میں عالی مقام ہوتا ہے — زباں پہ جس کے درود و سلام ہوتا ہے
وہاں برستی ہے رحمت جہاں پہ ذکرِ نبی — بصد خلوص و بصد احترام ہوتا ہے

حضرت عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ کہتے ہیں کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے کیا میں آپ کو ایک ایسا تحفہ نہ دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ میں نے کہا آپ ضرور عنایت فرمائیں انھوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر سلام پڑھنا تو ہم کو معلوم ہوگیا مگر ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود کیسے پڑھا کریں؟ تو آپ نے فرمایا یوں پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اے اللہ! برکت نازل فرما محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۴۰، کتاب الدعوات، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۳۵۷۔

خدا ہے ذاکر میرے نبی کا کبھی نہ یہ ذکر ختم ہوگا — ازل سے میرے نبی کی محفل سجی ہوئی ہے سجی رہے گی

درود شریف کی ایک دوسری روایت

اندھیرے پاؤں نہ پھیلا سکے زمانے میں درود پڑھیے کہ ہر سمت روشنی ہوجائے

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگ آپ پر درود کیسے بھیجا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یوں پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۴۱، کِتَابُ الدَّعْوَاتِ، بَابُ ھَلْ یُصَلّٰی عَلٰی غَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، کیا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود بھیج سکتے ہیں، حدیث نمبر ۶۳۶۰۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب حضور پر رحمت بھیجنا یا فرشتوں کی جماعت میں آپ کی تعریف کرنا ہے اور فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی طلب کرنا ہے۔

فائدہ: مسلمانوں کا درود پڑھنا گویا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عریضہ پیش کرنا ہے کہ اے اللہ! ہم تیرے محبوب کے مرتبہ کو سمجھنے اور ان پر درود پڑھنے سے عاجز ہیں اس لیے ہماری طرف سے ان کی شان کے مطابق ان پر درود بھیج۔ اسی وجہ سے مسلمان پڑھتے ہیں... **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔**

اے اللہ! تو ہی درود بھیج دے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی آل و اولاد پر اور ان کے تمام اصحاب پر۔

صلعم، ص، عم، ع، لکھنا کیسا ہے؟

اُن پر درود جن کو حجر تک کریں سلام ان پر سلام جن کو تحیت شجر کی ہے
ان پر درود جن کو کسِ بیکساں کہیں ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نام کے بعد ہمیشہ پورا درود **صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** لکھنا اور پڑھنا ضروری ہے اس کی جگہ پر **صلعم، ص، عم، ع** لکھنا سخت محرومی اور جہالت ہے کہا گیا ہے" **اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَیْنِ** " قلم دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے یعنی جس طرح زبان سے اِن الفاظ کو پڑھنے سے درود پڑھنا نہیں کہا جائے گا اسی طرح ان الفاظ کو لکھنے سے بھی درود لکھنے کا حق ادا نہیں ہوگا بلکہ خطرہ ہے کہ ایسا کرنے والے کہیں اس حکم کے تحت گرفتار بلا نہ ہوجائیں۔

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ۔ تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے اُن پر عذاب اتارا بدلہ اُن کے بے حکمی کا۔ (پارہ ۱ ع ۶ / البقرہ ۵۹)

﴿غیر نبی پر درود بھیجنا کیسا ہے؟﴾

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا۔

اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو۔

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (پ۱۱ع۳ ۲ التوبہ ۱۰۳)

اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کیا کرو۔ (پ۲۲ع۴ ۳ الاحزاب ۵۶)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے تو ہم نیازمندوں کی بھی آپ کے طفیل اپنے فضل سے نوازتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا۔

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔ (پ۲۲ع۳ ۳ الاحزاب ۴۳) (خزائن العرفان)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ۔ فَاَتَاهُ اَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى۔

حضرت عبداللہ ابن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب کوئی قوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اپنا صدقہ لے کر آتی تو آپ یہ دعا فرماتے اے اللہ! فلاں کی آل و اولاد پر رحمت نازل فرما۔

جب میرے والد اپنا صدقہ لے کر آئے تو حضور نے فرمایا اے اللہ ابو اوفیٰ کی آل و اولاد پر رحمت نازل فرما۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۰۳، کتاب الزکوٰۃ باب صلوٰۃ الامام و دعائہ لصاحب الصدقۃ امام کا درود بھیجنا اور دعا کرنا صدقہ کرنے والوں کے لیے، حدیث نمبر ۱۳۹۷۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۴۱، کتاب الدعوات، باب ھل یصلی علی غیر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، کیا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود بھیج سکتے ہیں، حدیث نمبر ۶۳۲۰۔

فائدہ: قرآن کریم کی مذکورہ دونوں آیتوں اور حدیثوں سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے بعد دوسرے انبیاء، اولیاء، اور مسلمانوں پر درود پڑھنا مستحسن اور باعث اجر و ثواب ہے۔

فائدہ: فرشتوں کا مسلمانوں پر درود بھیجنے کا مطلب ان کے لیے دعائے مغفرت کرنی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فرشتے دعا کرتے ہیں تم میں سے اس شخص پر جو اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے جب تک اسے حدث نہ ہو یعنی وضو نہ ٹوٹے فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم فرما۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۳، کِتَابُ الصَّلٰوۃِ، بَابُ الحَدَثِ فِی المَسْجِدِ، مسجد میں وضو ٹوٹنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۵۔

﴾زندوں اور مُردوں کو سلام﴿

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں　　شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم یوں کہتے اللہ تعالیٰ پر سلام ہو اس کے بندوں کی طرف سے، سلام ہو حضرت جبرئیل علیہ السلام پر، سلام ہو حضرت میکائیل علیہ السلام پر، سلام ہو فلاں پر، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور اپنا چہرہ ہماری طرف پھیرا تو ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ سلام ہے یعنی سلامتی دینے والا ہے لہٰذا یوں نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ پر سلام ہو بلکہ جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو یہ پڑھا کرے۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ یعنی تمام تحیتیں نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے نبی آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمت نازل ہو اور اس کی برکتیں نازل ہو سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ۔

بے شک جب تم ایسا کہو گے تو اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو خواہ وہ زمین میں ہو یا آسمان میں ہو اُن سب تک تمہارا سلام پہنچ جائے گا (پھر یہ پڑھو)۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اتنا پڑھنے کے بعد تمہیں اختیار ہے کہ جو چاہو دعا مانگو۔

بخاری شریف جلد سوم صفحہ ۹۴، کتابُ الاِسْتِئْذَانِ، بابُ السَّلامِ اِسْمٌ مِن اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی، سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، حدیث نمبر ۱۲۳۰

فائدہ: درود ابراہیمی کے علاوہ دوسری جو درود شریف ہیں اُن کو بھی پڑھنا چاہیے تاکہ حکم الٰہی کی پوری تکمیل ہو سکے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے درود شریف کے ساتھ سلام بھی پڑھنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ کا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کیا کرو (پارہ ۲۲، ع ۴، الاحزاب ۵۶)

﴿تیسواں باب﴾

﴿صدقہ، زکوٰۃ، قرض، تحفہ﴾

﴿صدقہ وزکوٰۃ کا شرعی حکم﴾

فائدہ: زکوٰۃ مذہب اسلام کا تیسرا رکن ہے ہجرت کے دوسرے سال زکوٰۃ کے فرض ہونے کا حکم نازل ہوا اس کی فرضیت قطعی اجماعی ہے اس کا انکار کفر ہے۔

زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے، پاک کرنا، درست کرنا، بڑھنا، اصطلاح شریعت میں مال کا جو حصہ شریعت نے مقرر کیا ہے فقیر ہاشمی کے علاوہ کسی مسلمان فقیر کو اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا مالک بنا دینا **زکوٰۃ** کہلاتا ہے۔

زکوٰۃ ہر ایسے مسلمان مرد و عورت، عاقل و بالغ پر فرض ہے جو بقدر نصاب مال کا مالک ہو اور اس مال پر پورا سال گزر چکا ہو اور وہ مال حوائج اصلیہ سے فارغ ہو۔

فائدہ: حوائج اصلیہ: زندگی گزارنے کے لیے آدمی کو جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اس کو **حوائج اصلیہ یا** ضروریات زندگی کہتے ہیں جیسے رہنے کا مکان، خانہ داری کے سامان، خدمت کے لیے خدام، پہننے کے کپڑے، کھانے کے لیے غلے، پیشہ ور کے لیے پیشے کے اوزار، سواری کے لیے گاڑیاں اور اہل علم کے لیے بقدر ضرورت کتابیں وغیرہ، یہ سب حوائج اصلیہ میں شمار ہوتے ہیں۔

فائدہ: عورت اگر صاحب نصاب ہے تو مردوں کی طرح عورتوں پر بھی زکوٰۃ دینا فرض ہے، والدین اور شوہر سے ملے ہوئے زیورات اگر نصاب کے مقدار ہے اور خود اس کی ملکیت ہے تو ان پر زکوٰۃ کا حکم نافذ ہوگا۔

فائدہ: زکوٰۃ کے حقدار صرف مسلمان ہیں اور حقدار زکوٰۃ کا مسلمان ہونا شرط ہے متقی ہونا شرط نہیں۔

فائدہ: پیشہ ور بھکاریوں کے مقابلے میں قناعت پسند غریبوں اور فقیروں کو صدقہ وزکوٰۃ دینا بہتر ہے اگر وہ رشتہ دار ہوں تو پہلے ان کا خیال رکھا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پاس جا کر گھومتا رہتا ہے لقمہ دو لقمہ اور ایک یا دو کھجور اس کو دروازے دروازے پھراتی رہتی ہے۔

وَلٰـكِنِ الْـمِسْـكِيْنُ الَّذِیْ لَيْسَ لَهٗ غِنًى وَيَسْتَحْيِیْ وَ لَايَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا۔ البتہ مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت بھر نہیں پاتا اور اسے جانا بھی نہیں جاتا کہ اسے کچھ دیا جائے اور وہ لوگوں سے کچھ مانگتا بھی نہیں ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۰۰، کِتَابُ الزَّكٰوةِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: لَايَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا، مالداروں سے صدقہ لے کر فقیروں کو دینا، حدیث نمبر ۱۳۷۶۔

﴿زکوٰۃ لینے کا مقصد کیا ہے؟﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک یمن کا حاکم بنا کر بھیجتے وقت ان سے فرمایا کہ عنقریب تم اہل کتاب کے ایک گروہ سے ملو گے جب تم ان لوگوں کے پاس جاؤ تو پہلے کلمہ توحید و رسالت " لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " کی دعوت دو۔
جب وہ لوگ اس بات کو مان لیں تو انہیں یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں جب وہ لوگ اس بات کو بھی مان لیں تو انہیں یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض فرمایا ہے جو ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور اُن کے محتاجوں اور غریبوں پر لوٹایا جائے گا اگر وہ تمہارا یہ حکم بھی مان لیں تو ان کے قیمتی اور اچھا مال چھانٹ کر مت لو۔

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ۔

اور مظلوم کی بد عا سے بچتے رہنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۰۲، كِتَابُ الزَّكٰوةِ ،بَابُ اَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْاَغْنِيَاءِ وَتُرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ، مالداروں سے صدقہ لے کر فقیروں کو دینا، حدیث نمبر ۱۳۹۶۔ بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۲۲، كِتَابُ الْمَغَازِي ،بَابُ بَعْثِ اَبِي مُوْسٰى وَ مُعَاذٍ اِلَى الْيَمَنِ ،حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ کو یمن بھیجنا، حدیث نمبر ۴۳۴۷۔

﴿مال وبالِ جان کب؟﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا پھر اس نے اس کا زکوٰۃ نہ دیا تو اس کا یہ مال قیامت کے دن گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی یہ سانپ قیامت کے دن اس کے گلے میں لپٹ جائے گا پھر اس کے دونوں جبڑوں کو بھنبھوڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ۔

اور جو بخل کرتے ہیں اُس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں۔

بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَاتَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ (پ۴ ع۹/ال عمران ۱۸۰)

اور اللہ ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۸، كِتَابُ الزَّكٰوةِ ،بَابُ اِثْمِ مَانِعِ الزَّكٰوةِ ،زکوٰۃ روکنے والے کے گناہ کا بیان، حدیث نمبر ۱۴۰۳۔

﴿زکوٰۃ نہ دینے والوں کا انجام﴾

حضرت زید بن وہب روایت کرتے ہیں کہ میرا گذر ربذہ سے ہوا وہاں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی میں نے اُن سے پوچھا آپ یہاں کیوں مقیم ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں ملک شام میں تھا تو مجھ میں اور حضرت امیر معاویہ میں اس آیت کی تشریح میں اختلاف پیدا ہو گیا۔

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔

اور وہ جو کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔

یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْھَا فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ فَتُکْوٰی بِھَا جِبَاھُھُمْ وَجُنُوْبُھُمْ وَظُھُوْرُھُمْ ھٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ۔ (پارہ ۱۰ ع ۱۱ التوبہ ۳۵/۳۴)

جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔

حضرت امیر معاویہ کہتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے اور میں کہتا تھا کہ یہ آیت مسلمان اور اہل کتاب دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اس مسئلہ پر مجھ میں اور اُن میں خوب بحث ہوتی رہی پھر انھوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس میری شکایت لکھ بھیجی حضرت عثمان غنی نے مجھے لکھ بھیجا تم مدینہ چلے آؤ تو میں مدینہ چلا آیا لیکن مدینہ میں میرے پاس لوگوں کا اس قدر ہجوم ہونے لگا جیسے ان لوگوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہ ہو جب میں نے اس کا تذکرہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو آپ نے فرمایا اگر تمھیں پسند ہو تو ایسی جگہ گوشہ نشیں ہو جاؤ جو مدینے سے قریب ہو اس لیے اب میں یہاں پر آ کر رہنے لگا۔

وَلَوْ اَمَّرُوْا عَلَیَّ حَبَشِیًّا لَسَمِعْتُ وَاَطَعْتُ۔

اور میرا مزاج تو یہ ہے کہ اگر مجھ پر کسی حبشی کو امیر مقرر کر دیا جائے تو میں اس کی بھی بات مانوں گا اور اس کی بھی اطاعت کروں گا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۹، کِتَابُ الزَّکٰوۃِ ، بَابُ مَا اُدِّیَ زَکٰوتُہٗ فَلَیْسَ بِکَنْزٍ، جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے اس کا شمار کنز میں نہیں ہوتا، حدیث نمبر ۱۳۰۶۔

فائدہ: مال کا جمع کرنا مباح ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کے حقوق ادا کیے جائیں مثلاً زکوٰۃ کا وقت آئے تو زکوٰۃ دی جائے غریبوں، بال بچوں، رشتہ داروں محتاجوں اور ضرورت مندوں کو ان کا حق دیا جائے۔

فائدہ: وہ مال جس کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

بخیل کے مال کی بربادی

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰی۔

تو وہ جس نے دیا اور پرہیز گاری کی اور سب سے اچھی کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے۔

وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی۔

اور وہ جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے۔

وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی (پ۳۰ ع۷ ا/اللیل ۵تا۱۱) اور اس کا مال اسے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا روزانہ صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ روکنے والے یعنی بخیل کے مال کو برباد کردے۔

بخاری شریف جلداول ،صفحہ ۱۹۲، کِتَابُ الزَّکٰوۃ ،بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ،حدیث نمبر ۱۴۴۲۔

صدقہ دینے کا وقت

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ۔

اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے۔

فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ (پ۲۸ ع۱۴/سورہ منافقون ۱۰)

پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! کون سا صدقہ ثواب میں زیادہ ہے؟ حضور نے فرمایا وہ صدقہ جو تندرستی، مال کے حرص محتاجی کے اندیشے اور مالداری کی تمنا کی حالت میں کرے اور اتنا نہ ٹھہر کہ جب جان حلق تک آجائے تو کہے

لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

اتنا مال فلاں کا ہے اور اتنا مال فلاں کا ہے حالانکہ وہ مال فلاں کا ہو چکا ہے۔

یعنی موت کے وقت مرنے والا اپنے مال کی تقسیم کرے یا نہ کرے گھر والے تو اس کے مال کے حقدار ہو چکے ہیں

بخاری شریف جلداول ،صفحہ ۱۹۱، کِتَابُ الزَّکٰوۃ ،بَابُ فَضْلِ صَدَقَةِ الصَّحِيْحِ ،صحت وتندرستی کی حالت میں صدقہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۴۱۹۔

فائدہ: آدمی کو صحت وتندرستی کے وقت زندگی کی امید زیادہ ہوتی اس لیے مال جمع کرنے کی حرص ہوتی ہے اس لیے اس وقت صدقہ کرنا موت کے وقت صدقہ کرنے کی بہ نسبت زیادہ افضل ہے۔

صدقہ دو جہنم سے بچو

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔ (پ۳ ع۲ البقرہ ۲۵۴)

اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں ہمارے دیے میں سے خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید فروخت ہے نہ کافروں کے لیے دوستی اور نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اس وقت دو آدمی آئے تو ان میں سے ایک آدمی نے تنگدستی کی شکایت کی اور دوسرے نے ڈاکہ اور رہزنی کی شکایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ڈاکہ رہزنی کا کیا شکوہ ہے کچھ دنوں بعد تم پر وہ زمانہ آئے گا جب کسی محافظ کے بغیر قافلہ مکہ کی طرف جائے گا، رہا فقر و فاقہ اور تنگدستی تو بات یہ ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک اتنی دولت کی فراوانی نہ ہو جائے کہ تم صدقہ لے کر گھومو گے اور کسی کو صدقہ لینے والا نہ پاؤ گے اس کے بعد تم اللہ کے حضور اس طرح کھڑے ہو گے کہ درمیان میں کوئی حجاب اور ترجمان نہ ہوگا جو ترجمانی کرے۔

اللہ تعالیٰ بندے سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا؟ بندہ عرض کرے گا ضرور دیا تھا پھر فرمائے گا کیا میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجا تھا؟ بندہ عرض کرے گا ضرور بھیجا تھا اب داہنے دیکھے گا تو آگ ہی آگ دکھائی دے گی پھر بائیں نظر گھمائے گا تو آگ ہی آگ نظر آئے گی۔

فَلْيَتَّقِيَنَّ اَحَدُكُمُ النَّارَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ۔

تم لوگ آگ سے بچو اگر چہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کر کے ہو اور اگر کھجور نہ ملے تو اچھی بات ہی کہہ کر خود کو آگ سے بچاؤ۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۹۰، کِتَابُ الزَّكٰوةِ، بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ، صدقہ دیا اس سے پہلے کہ صدقہ لوٹا دیا جائے، حدیث نمبر ۱۳۱۳۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا اے لوگو! صدقہ کرو اس لیے کہ تم پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب آدمی صدقہ لے کر گھومے گا مگر کسی ایسے کو نہ پائے گا جو اس کا صدقہ قبول کر لے وہ کہے گا اگر تم اس کو کل لائے ہوتے تو میں ضرور لے لیتا آج مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۹۱، کِتَابُ الزَّكٰوةِ، بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ، صدقہ دیا اس سے پہلے کہ صدقہ لوٹا دیا جائے، حدیث نمبر ۱۳۱۱۔

صدقہ وزکوٰۃ میں نیت کیسی ہو؟

صدقہ جو چیز کسی محتاج کو صرف ثواب کی نیت سے دی جاتی ہے اس کو **صدقہ** کہتے ہیں۔

صدقہ مفروضہ جیسے زکوٰۃ، **صدقہ واجبہ** جیسے صدقہ فطر، **صدقہ نافلہ** جیسے عام خیرات یا اپنے مرحومین کے نام صدقہ وغیرہ کرنا تا کہ انہیں ثواب ملے صدقہ کرنے والوں کی بڑی فضیلت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗ اَجْرٌ كَرِیْمٌ۔(پ۲۷ع۱۸/الحدید ۱۱)

کون ہے جو اللہ کو قرض دے اچھا قرض تو وہ اس کے لیے دو گنے کرے اور اس کو عزت کا ثواب ہے۔

صدقہ وخیرات میں صرف اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی مقصود ہو دنیا کو دکھانا، تکلیف پہنچانا یا احسان جتانا مقصود ومطلوب نہ ہو یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ۔(پ۳ع۴/البقرہ ۲۶۴)

اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور تکلیف پہنچا کر اُس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اُسے صاف پتھر کر چھوڑا، اپنی کمائی سے کسی پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ ہدایت نہیں دیتا۔

یعنی منافق اور ریا کار کے صدقہ وخیرات کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی پتھر پر کچھ مٹی ہو جب بارش ہو گی تو بارش اس مٹی کو بہالے جائے گی اس پتھر پر کوئی پودا نہیں اُگے گا اور نہ ہی کوئی پھول کھلے گا ایسے دکھاوے کے مقصد سے خرچ کیا ہوا مال قیامت کے دن کچھ کام نہ آئے گا۔

وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَ تَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَیْنِۚ فَاِنْ لَّمْ یُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔(پ۳ع۴/البقرہ ۲۶۵)

اور ان کی کہاوت جو اپنا مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے ہیں اور اپنے دل جمانے کو اُس باغ کی سی ہے جو ایک بلند زمین پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا تو دونے میوہ لایا پھر اُسے زور کی بارش نہ پہنچے تو شبنم کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

فائدہ: اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رضا کے لیے خرچ کیا ہوا مال چاہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو بندے کے لیے مفید ہوتا ہے اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ راہ خدا میں جو بھی خرچ کریں اس میں نیت صادق ہو۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ۔ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔(بخاری شریف جلد اول صفحہ۱، حدیث نمبر۱)

﴿سچی نیت کی برکت﴾

اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ (پ۳ ع۵ سورہ البقرہ ۲۷۱)

اگر خیرات اعلانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا کہ میں صدقہ کروں گا جب وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو اس نے اپنا صدقہ ایک چور کو دے دیا صبح کے وقت لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا کہ آج رات ایک چور کو صدقہ دیا گیا ہے۔

اس آدمی نے پھر کہا اے اللہ! ساری حمد و ثنا تیرے لیے ہے میں پھر صدقہ کروں گا وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو آج اس نے اپنا صدقہ ایک زانیہ کو دے دیا صبح کو لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج رات ایک زانیہ کو صدقہ دیا گیا ہے۔

اس آدمی نے پھر کہا اے اللہ! ساری حمد و ثنا تیرے لیے ہے میں پھر صدقہ کروں گا اور وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا تو آج ایک مالدار آدمی کو دے دیا صبح کے وقت لوگوں میں پھر چرچا ہوا کہ آج کی رات ایک مالدار کو صدقہ دیا گیا ہے۔

اب اس کے پاس ایک آدمی آیا اور اس کو یہ بتایا کہ چور کو صدقہ دینے کا فائدہ یہ ہوا کہ وہ چوری کرنا چھوڑ دے گا اور زانیہ کو صدقہ سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ زنا سے بچے گی اور مالدار آدمی کو صدقہ دینے سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ تم سے عبرت حاصل کرے گا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے گا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۹۱، کِتَابُ الزَّكٰوة بَابُ اِذَا تَصَدَّقَ عَلٰى غَنِيٍّ وَّهُوَ لَا يَعْلَمُ، جب کسی مالدار کو لاعلمی میں صدقہ دے دیا جائے، حدیث نمبر ۱۴۲۱۔

فائدہ: صدقہ دینے والا آدمی یہی چاہتا ہے کسی ایسے غریب آدمی کو صدقہ دے جو اس کا مستحق ہو لیکن اگر لاعلمی میں غیر مستحق کو دے دیا تو چونکہ قبولیت کا مدار حسن نیت پر ہے اس لیے اس کے صدقہ کے مقبول ہونے کی امید ہے۔

﴿ضرورت مندوں کی سفارش کرو﴾

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی سائل آتا یا حضور کی خدمت میں کوئی حاجت پیش کی جاتی تو آپ صحابہ سے فرماتے:

اِشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَاشَاءَ۔

تم لوگ سفارش کرو اجر و ثواب پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۹۲، كِتَابُ الزَّكٰوة، بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى الصَّدَقَةِ، صدقہ کی ترغیب دلانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۴۳۲۔

﴿رشتہ داروں کو دینا افضل ہے﴾

یَسْـَٔلُوْنَکَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَاتَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔(پ۲ع۱۰ر۲۱۵)

تم سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں تم فرماؤ جو کچھ مال نیکی میں خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور قریب کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافر کے لیئے ہے اور جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ انصاری مدینہ منورہ کے انصاریوں میں سب سے زیادہ مالدار آدمی تھے کھجوروں کے باغات سب سے زیادہ ان کے پاس تھے اور تمام مالوں میں انھیں سب سے زیادہ محبوب بیر حا باغ تھا اور یہ باغ مسجد کے سامنے تھا اس باغ کا پانی بہت عمدہ تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے تھے اور اس باغ کا پانی پیا کرتے جب اس آیت پاک کا نزول ہوا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَاتُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ۔(پ۴ع۱ آل عمران ۹۲)

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے

حضرت ابوطلحہ اٹھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو'' اور مجھے اپنے تمام مالوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیر حا باغ ہے اس باغ کو میں اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ کرتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ مجھے اس کا ثواب ملے گا اور اللہ کے حضور ذخیرہ ہوگا یا رسول اللہ! جہاں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو وہاں آپ اسے خرچ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہت خوب، یہ نفع دینے والا مال ہے، یہ نفع دینے والا مال ہے اور تم نے جو کچھ بھی کہا میں نے سن لیا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اس باغ کو اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔

حضرت ابوطلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کرتا ہوں پھر انہوں نے اس بیر حا باغ کو اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۹۷، کِتَابُ الزَّکٰوۃِ ،بَابُ الزَّکٰوۃِ عَلَی الْاَقَارِبِ ، رشتہ داروں کو زکوۃ دینے کا بیان، حدیث نمبر ۱۴۶۱۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۵۴، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ ،بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی ،لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ ،حدیث نمبر ۴۵۵۴۔

فائدہ: اپنے رشتہ داروں میں جو ضرورت مند ہوں ان کو صدقہ دینا اوروں کو دینے سے افضل ہے پھر رشتہ داری جس قدر قریب ہے مثلاً بھائی، بہن، ماموں، خالہ، چچا، چچی وغیرہ یعنی قریبی رشتہ دار کو دینا زیادہ بہتر ہے۔

فائدہ: صدقہ، زکوٰۃ کی رقم یا صدقات کی چیزیں کسی کو دینے کے وقت یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ رقم صدقہ یا زکوٰۃ کی ہے بلکہ تحفہ، ہدیہ، یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دیا جاسکتا ہے بلکہ ایسا ہی کرنا بہتر ہے۔

رشتہ داروں کو دینا زیادہ ثواب ہے

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ۔

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا قرض دیا ان کے لیے دو گونے ہیں اور اُن کے لیے عزت کا ثواب ہے۔(پ۲۷ع۱۸ سورہ الحدید ۱۸)

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ۔ (پ۱۵ ع۳ بنی اسرئیل ۲۶) اور رشتہ داروں کو ان کا حق دے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ حضرت زینب فرماتی ہیں کہ میں مسجد میں تھی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرما رہے تھے اے عورتو! تم لوگ صدقہ کرو اگر چہ تمہارا زیور ہی ہو۔

اس وقت حضرت زینب اپنے شوہر اور اپنی پرورش میں رہنے والے یتیموں پر اپنا مال خرچ کرتی تھیں انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ آپ حضور سے جا کر یہ دریافت کریں کہ میں آپ کے اوپر اور اپنی پرورش میں رہنے والے یتیموں پر اپنا جو مال خرچ کرتی ہوں کیا یہ صدقہ کی جگہ کافی ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا آپ خود جا کر حضور سے دریافت کر لیں، حضرت زینب کہتی ہیں جب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب گئی تو حضور کے دروازہ پر میں نے ایک انصاری عورت کو پایا وہ بھی یہی مسئلہ پوچھنا چاہتی تھیں۔

اسی وقت حضرت بلال ہمارے پاس سے گذرے ہم نے ان سے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرو کیا ہمارے لیے یہ کافی ہے کہ ہم لوگ اپنے شوہر اور اپنی پرورش میں رہنے والے یتیموں پر صدقہ کرتے رہیں؟ اور ہم نے حضرت بلال سے یہ بھی کہا کہ حضور کو ہمارے متعلق کچھ مت بتانا۔

حضرت بلال اندر گئے اور حضور سے یہ مسئلہ دریافت کیا حضور نے فرمایا وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا زینب، حضور نے پوچھا کون زینب؟ حضرت بلال نے کہا حضرت عبداللہ بن مسعود کی زوجہ زینب ہیں۔

فَقَالَ نَعَمْ وَلَهَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَ اَجْرُ الصَّدَقَةِ۔

حضور نے فرمایا ہاں ان کے لیے دوگنا ثواب ہے ایک ثواب تو صلہ رحمی یعنی رشتہ داری کا دوسرا صدقہ کرنے کا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۹۸، کتَابُ الزَّکٰوۃِ ، بَابُ الزَّکٰوۃِ عَلَی الزَّوْجِ وَالْاَیْتَامِ فِی الْحِجْرِ ، عورت کا اپنے شوہر اور پرورش میں رہنے والے یتیم بچوں پر خرچ کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۴۶۶۔

دونوں خاتون کے منع کرنے کے باوجود حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام بتانے کی وجہ یہ تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمالیا تو حضرت بلال پر یہ واجب ہوگیا کہ نام بتادیں اور یہ حکم ان کے منع کرنے سے زیادہ مؤکد ہے اور جب دو فرض عائد ہوں تو جو اُن میں اہم ہو اس کو ادا کرنا مقدم ہے نزہۃ القاری شرح بخاری

فائدہ: ہر وہ مباح کام جو خیر کی نیت سے کیا جائے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب و مقصود ہو تو اس پر ثواب ملتا ہے مثلاً اہل وعیال کی پرورش، ماں باپ کی دیکھ بھال اور رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی وغیرہ۔

﴿زیادہ ثواب ملنے کی دوسری روایت﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد کردہ غلام حضرت کریب سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کیے بغیر اپنی ایک کنیز کو آزاد کردیا جب ان کی باری کا دن آیا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے علم میں یہ بات آئی ہوگی کہ میں نے اپنی کنیز کو آزاد کردیا ہے حضور نے فرمایا کیا واقعی ایسا کردیا؟ ام المومنین نے فرمایا ہاں میں نے اس کو آزاد کردیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو تمہارے لیے ثواب زیادہ ہوتا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۵۲، کِتَابُ الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا، بَابُ هِبَةِ الْمَرْاَةِ، عورتوں کے ہبہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۵۹۲۔

فائدہ: غیروں کو صدقہ دینے سے اپنوں کو صدقہ دینا افضل اور بہتر ہے اس میں صدقہ کے ثواب کے ساتھ حق رشتہ داری اور صلہ رحمی کا ثواب الگ ملتا ہے۔ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَاَنْ یُنْسَأَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے رزق میں وسعت دی جائے اور اس کی عمر دراز کی جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۵، کِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهٗ فِی الرِّزْقِ لِصِلَةِ الرَّحِمِ صلہ رحمی کی وجہ سے جس کے رزق میں فراخی دی گئی ہو حدیث نمبر ۵۹۸۵۔

﴿صدقہ کم ہو یا زیادہ سب مقبول ہے﴾

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب صدقہ کی آیت اتری تو اس وقت ہم لوگ بار برداری کا کام کیا کرتے تھے ایک صاحب آئے اور انھوں نے بہت زیادہ صدقہ کیا تو منافقین نے کہا یہ ریاکار ہے۔

ایک اور صاحب آئے تو انہوں نے ایک صاع صدقہ کیا تو اب منافقوں نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ اُس کے ایک صاع سے غنی و بے پرواہ ہے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ۔

وہ جو عیب لگاتے ہیں ان مسلمانوں پر جو کہ دل سے خیرات کرتے ہیں اور ان کو جو نہیں پاتے مگر اپنی محنت سے

فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (پ۱۰ ع۱۶ ا سورہ التوبہ ۷۹)

تو اُن سے ہنستے ہیں اللہ اُن کو ان کی ہنسی کی سزا دے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

یعنی منافقین دل کھول کر خیرات کرنے والوں پر طعنہ کرتے ہیں اور دن بھر محنت و مزدوری کر کے اپنی پوری مزدوری خیرات کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور قلت صدقہ پر عار دلاتے ہیں اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۷۳، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی، اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ، حدیث نمبر ۴۶۶۸۔

فائدہ: آدمی کو اپنی توفیق بھر ضرورت مند کی مدد ضرور کرنی چاہیے اگرچہ مقدار میں کمی ہو۔

صدقہ کی وصولی کا حکم

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صدقہ وصول کرنے اور صدقہ دینے والوں کے حق میں دعا کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔** (پ ۱۱ ع ۲ / سورہ توبہ ۱۰۳)

اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ وصول کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلَانٍ۔

حضرت عبد اللہ ابن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اپنا صدقہ لے کر آتی تو آپ یہ دعا فرماتے اے اللہ! فلاں کی آل واولاد پر رحمت نازل فرما۔

فَاَتَاهُ اَبِيْ بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِيْ اَوْفٰى۔ جب میرے والد صاحب اپنا صدقہ لے کر آئے تو حضور نے فرمایا اے اللہ ابو اوفی کی آل واولاد پر رحمت نازل فرما۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۰۳، کِتَابُ الزَّكٰوةِ، بَابُ صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَدُعَائِهِ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ، امام کا درود بھیجنا اور دعا کرنا صدقہ کرنے والوں کے لیے، حدیث نمبر ۱۴۹۷ ـ بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۴۱، کِتَابُ الدَّعَوَاتِ، بَابُ هَلْ يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، کیا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود بھیج سکتے ہیں، حدیث نمبر ۶۳۶۰۔

مرحومین کے نام صدقہ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ان کی غیر حاضری میں انتقال کر گئیں حضرت سعد، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ صاحبہ کا وصال ایسے وقت میں ہوا جب کہ میں گھر میں موجود نہ تھا اب اگر میں اپنی والدہ کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا انھیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں، حضرت سعد بن عبادہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اپنا باغ مخراف اپنی والدہ صاحبہ کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۸۶، کِتَابُ الْوَصَايَا، وصیتوں کا بیان، بَابُ اِذَا قَالَ دَارِيْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ، جب کسی نے کہا کہ میرا گھر اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ ہے، حدیث نمبر ۲۷۵۶ـ

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۵۲، کِتَابُ الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا، بَابُ هِبَةِ الْمَرْاَةِ عورتوں کے ہبہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۵۹۲ـ

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ زندوں کا عمل مرنے والوں کے لیے مفید اور باعث ثواب ہوتا ہے۔

دوسروں کی مدد کرو مگر؟

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری عیادت کو تشریف لائے اور اس وقت میں مکہ مکرمہ میں تھا اور آپ اس بات کو ناپسند فرماتے تھے کہ آدمی وہاں انتقال کر جائے جہاں سے وہ ہجرت کر چکا ہے حضور نے یہ دعا فرمائی اللہ تعالیٰ عفرا کے بیٹے پر رحم فرمائے۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ حضور نے فرمایا نہیں، میں نے کہا آدھے مال کی وصیت کر دوں؟ حضور نے پھر فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا تہائی مال کی؟ حضور نے فرمایا ہاں تہائی مال کی وصیت کر دو لیکن یہ تہائی بھی زیادہ ہے اگر تم اپنے وارثوں کو کھاتا پیتا (خوشحال) چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم اُن کو اس طرح محتاج چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ تم اللہ کے نام پر جو بھی خرچ کرو گے وہ صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منھ میں ڈالو گے اور یہ کوئی عجب بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت عطا فرمائے اور کچھ لوگوں کو تم سے فائدہ پہنچائے اور دوسرے لوگوں (یعنی اسلام کے دشمنوں) کو تمہارے ذریعہ نقصان پہنچائے، اس وقت حضرت سعد کے پاس وارث کے نام پر صرف ان کی ایک لڑکی تھی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۸۳، کتاب الوصایا، باب ان یترک الخ، حدیث نمبر ۲۷۴۲۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد محتاجی نہ پیدا ہو اور سب سے پہلے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو۔ (بخاری شریف کتاب الزکوٰۃ)

یعنی اس آدمی کا صدقہ پسند نہیں جس کے ذمہ قرض ہے اور وہ صدقہ کر کے مقروض رہ جائے، یا نان نفقہ کی حاجت ہے اور وہ صدقہ کر کے خود بھوکا رہے یا اس کے بال بچے بھوکے رہیں اس لیے کہ اس صورت میں یہ صدقہ نفل ہوگا جبکہ قرض کی ادا کرنا اور اہل وعیال کا نان نفقہ واجب ہے اور واجب کا ادا کرنا مقدم ہے۔

صدقہ کیا ہوا مال واپس لینا منع ہے

حضرت زید بن اسلم کے والد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے ایک آدمی کو راہِ خدا میں جہاد کرنے کے لیے ایک گھوڑا دیا تھا اس نے اس گھوڑا کو خراب کر ڈالا تھا میں نے چاہا کہ اس گھوڑا کو اس سے خرید لوں مجھے یقین تھا کہ اب تو وہ اسے سستا ہی بیچے گا جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ اسے مت خریدو اور اپنا صدقہ واپس نہ لو چاہے وہ تم کو ایک درہم ہی میں کیوں نہ مل رہا ہو اس لیے کہ صدقہ کر کے پھر اس کو واپس لینا اپنی قے چاٹ لینے کے برابر ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۵۷، کتاب الہبۃ، باب لا یحل لاحد ان یرجع فی ہبتہ وصدقتہ، کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ صدقہ کیا ہوا یا تحفہ میں دیا ہوا اپنا مال واپس لے، حدیث نمبر ۲۶۲۳۔

سیدوں کو زکوٰۃ دینا منع ہے

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ کھجور اترنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں لائی جاتیں کبھی یہ لے کر آتا تو کبھی وہ لے کر آتا یہاں تک کہ حضور کی بارگاہ میں کھجوروں کا ڈھیر لگ جاتا تھا ایک مرتبہ حضرت حسن اور حضرت حسین اُن کھجوروں سے کھیل رہے تھے ان میں سے کسی ایک نے ایک کھجور لے کر اپنے منھ میں ڈال لیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کرتے دیکھ لیا آپ نے اس کھجور کو اُن کے منھ سے نکال دیا اور فرمایا۔

اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ آلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَاْكُلُوْنَ الصَّدَقَةَ۔

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل صدقہ نہیں کھاتے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۰۱، کِتَابُ الزَّکوٰۃ، بَابُ اَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ، حدیث نمبر ۱۴۸۵۔

فائدہ: سادات کو زکوٰۃ یا صدقہ فطر کا دینا جائز نہیں اور سادات کرام کو اس کا لینا بھی جائز نہیں۔

فائدہ: بچپن کی باتیں دلوں میں نقش ہوتی ہیں اور پوری زندگی اپنا اثر رکھتی ہیں اس لیے بچپن ہی سے بچوں کو دینی تعلیم سکھانا، اور مذہبی رسم و رواج کا پابند بنانا ضروری ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔

سیدوں کو زکوٰۃ دینے کی صورت؟

اگر بوجہ مجبوری کسی سید صاحب کو زکوٰۃ یا صدقہ واجبہ دینے کی ضرورت ہو تو اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی غریب غیر سید کو اس رقم یا اس مال کا مالک بنا دیں اور وہ سیدوں کو بطور تحفہ دے، یا وہ ان پر خرچ کرے ایسا کرنا ضرورۃً جائز ہے جیسے مستحق زکوٰۃ و خیرات کا اپنی خیرات صاحبِ نصاب کو یا کسی سید صاحب کو اپنی خوشی سے دینا جائز ہے اور صاحبِ نصاب کا لینا بطور تحفہ ہوگا جس کو وہ اپنی ذات اور اپنے اہل و عیال میں خرچ کر سکتا ہے۔

حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ ام المومنین نے جواب دیا صرف وہی گوشت ہے جو نُسیبہ نے اس بکری سے بھیجا ہے جو اسے صدقہ کے طور پہ دی گئی تھی حضور نے فرمایا کوئی حرج نہیں صدقہ تو اپنے مقام پر پہنچ چکا ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۰۲، کِتَابُ الزَّکوٰۃ، بَابُ اِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ، حدیث نمبر ۱۴۹۴۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا گوشت پیش کیا گیا جو حضرت بریرہ کو صدقہ کے طور پر ملا تھا تو حضور نے فرمایا۔

هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ۔ وہ صدقہ تو بریرہ کے لیے ہے اور ہمارے لیے تو یہ ہدیہ ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۰۲، کِتَابُ الزَّکوٰۃ، بَابُ اِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ، حدیث نمبر ۱۴۹۵۔

قرض ادا کرنے کا احسن طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ کسی آدمی کا ایک خاص عمر کا اونٹ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرض تھا وہ آپ کے پاس تقاضا کی غرض سے آیا حضور نے صحابہ سے فرمایا اس کا قرض ادا کرو۔ صحابہ نے اس طرح کا اونٹ تلاش کیا مگر نہ پایا البتہ اس سے بڑی عمر کا اونٹ مل گیا حضور نے فرمایا یہی اونٹ اس کو دے دو اس آدمی نے کہا آپ نے میرا پورا حق ادا کر دیا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی پورا حق عطا فرمائے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خِيَارَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اچھے طریقے سے قرض ادا کرے

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۰۹، کِتَابُ الْوَكَالَةِ بَابُ وَكَالَةِ الشَّاهِدِ وَالْغَائِبِ، حدیث نمبر ۲۳۰۵۔

صحابی نے قرض معاف کر دیا

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (پ۴ ع۵ /آل عمران ۱۳۱)

اور اللہ و رسول کے فرماں بردار رہو، اس اُمید پر کہ تم رحم کیے جاؤ۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مسجد نبوی میں حضرت ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا جو انھوں نے مجھ سے لے رکھا تھا گفتگو کے دوران ہم دونوں کی آواز اتنی بلند ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن لیا حالانکہ حضور اپنے گھر کے اندر تشریف فرما تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم دونوں کے قریب آئے اور اپنے حجرہ کا پردہ ہٹا کر حضرت کعب بن مالک یعنی مجھ کو آواز دی اے کعب بن مالک! میں نے عرض کیا لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔

حضور نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا تم اپنا آدھا قرض معاف کر دو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آدھا قرض معاف کر دیا پھر آپ نے حضرت ابن حدرد سے فرمایا تم اٹھو اور باقی قرض ادا کر دو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۶۷، کِتَابُ الصَّلٰوةِ، بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسْجِدِ، مسجد میں آواز بلند کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۴۷۱۔

بات ان پر جو چھوڑ دیتے ہیں ــــ دل شکستہ وہ جوڑ دیتے ہیں
بدلیاں عاصیوں پہ رحمت کی ــــ میرے آقا نچوڑ دیتے ہیں

﴿جیسی نیت ویسی برکت﴾

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ۔ (پ۵ع۵/النساء۵۸)

بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کردو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ بِدَیْنٍ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکْتُبُوْہُ۔ (پ۳ع۷/البقرہ۲۸۲)

اے ایمان والو! جب تم ایک مقرر مدت تک کسی دَین کا لین دین کرو تو اسے لکھ لو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے ایک ایسے آدمی کا تذکرہ فرمایا جس نے اپنی قوم کے کسی فرد سے ایک ہزار دینار قرض مانگا تھا قرض دینے والے نے کہا گواہ لاؤ۔ اس نے کہا میرا گواہ اللہ تعالیٰ ہے اس نے ضامن مانگا تو کہا میرا ضامن اللہ تعالیٰ ہے اس آدمی نے اس کو ایک مقررہ مدت کے لیئے ایک ہزار دینار قرض دے دیا وہ اس رقم کو لے کر سمندری سفر پہ روانہ ہوگیا اور اپنے کام میں مصروف ہوگیا کچھ دنوں کے بعد جب وطن واپسی کا ارادہ بنایا تا کہ مقررہ مدت میں وہ اپنا قرض ادا کر سکے تو اس کو کوئی سواری نہ ملی جس سے وہ اپنے وطن لوٹ سکے اس نے ایک لکڑی میں سوراخ کر کے جگہ بنا کر اس میں ایک ہزار دینار رکھا ایک خط قرض دینے والے کے نام لکھ کر دینار کے ساتھ ہی رکھ دیا اور اس کا منھ بند کر کے سمندر کے کنارے آیا اور کہا۔اے اللہ! تو جانتا ہے میں نے ایک مقررہ مدت کے لیے فلاں آدمی سے تجھے ضامن اور گواہ بنا کر ایک ہزار دینار قرض مانگا تھا اور اس نے مجھے وہ رقم دے دیا تھا اب میں نے بہت کوشش کی کہ سواری مل جائے تو جا کر اس کا قرض ادا کر دوں لیکن مجھے کوئی سواری نہ ملی اس لیے میں اس رقم کو تیرے سپرد کر رہا ہوں یہ کہہ کر اس نے رقم والی لکڑی کو سمندر میں بہا دیا اور واپس چلا آیا اور سواری تلاش کرتا رہا تا کہ وہ اپنے شہر کو جا سکے۔

ایک دن قرض دینے والا سمندر کے کنارے یہ دیکھنے کے لیے آیا کہ شاید کوئی جہاز اس کا مال لے کر آیا ہو کہ اچانک اس کی نگاہ سمندر میں بہتی ہوئی اسی لکڑی پر پڑی جس میں دینار تھے جلانے کی غرض سے اس نے لکڑی کو اٹھا لیا اور گھر لے کر چلا آیا جب اس نے لکڑی کو چیرا تو اس میں ایک ہزار دینار اور ایک خط پایا جو اسی کے نام لکھا ہوا تھا۔

کچھ دنوں بعد جب قرض لینے والا شہر واپس لوٹا تو قرض لیا ہوا ہزار دینار دینے کے مقصد سے اس آدمی کے گھر آیا اور کہا قسم خدا کی، تلاش و جستجو کے باوجود مجھے اس جہاز سے پہلے کوئی جہاز نہ مل سکا جس کی وجہ سے مقررہ مدت میں اپنا قرض نہیں لوٹا سکا اب لے کر حاضر ہوا ہوں قرض دینے والے نے کہا کیا تم نے کوئی چیز میرے پاس بھیجی تھی؟ مقروض بولا وہی تو بتا رہا ہوں اس جہاز سے پہلے مجھے کوئی سواری نہ مل سکی اس لیے میں آپ کا قرض وعدہ کے مطابق نہیں لوٹا سکا

قرض دینے والے نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہاری وہ چیز مجھ تک پہنچا دی ہے جو لکڑی میں رکھ کر تم نے میرے نام بھیجی تھی یہ سن کر مقروض بہت خوش ہوا اور اپنا ایک ہزار دینار لے کر خوشی خوشی روانہ ہوا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۰۶، کِتَابُ الْکَفَالَةِ بَابُ الْکَفَالَةِ فِی الْقَرْضِ وَالدُّیُوْنِ قرض میں جانی اور مالی ذمہ داری لینے کا بیان، حدیث نمبر ۲۲۹۱۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَاءَ ھَا اَدَّی اللّٰہُ عَنْہُ وَ مَنْ اَخَذَ یُرِیْدُ اِتْلَافَھَا اَتْلَفَہُ اللّٰہُ۔

جس نے لوگوں کا مال لیا اور وہ اسے ادا کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف سے ادا کر دیتا ہے اور جو ہضم کرنے کے لیے لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ادا کرنے کی توفیق نہیں دیتا۔

یعنی اگر قرض چکانے کی نیت سے قرض لیا تو اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوتی ہے تا کہ وہ آخرت کے مواخذہ سے بچ سکے اور اگر نیت خراب ہو تو بدبختی کی نحوست کی وجہ سے نہ اس کا قرض ادا ہو گا اور نہ ہی وہ اس کے وبال سے بچے گا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۲۱، کِتَابُ الْاِسْتِقْرَاضِ، بَابُ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ، کا بیان، حدیث نمبر ۲۳۸۷۔

فائدہ: قرض ایک دَین ہے جس کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے اگر قرض ادا کرنے سے پہلے کسی کی موت آگئی تو اس کے مال سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا اس کے بعد اس کا بچا ہوا مال وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

﴿تحفہ کیسا ہو؟﴾

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو عامل بنایا۔

فَجَاءَہُ الْعَامِلُ حِیْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِہٖ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَا لَکُمْ وَ ھٰذَا اُھْدِیَ لِیْ۔

جب وہ اپنا کام پورا کر کے واپس آیا تو عرض کیا یا رسول اللہ! یہ مال آپ کے لیے ہے اور یہ سب مجھے تحفہ دیا گیا

فَقَالَ لَہٗ اَفَلَا قَعَدْتَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْکَ وَ اُمِّکَ فَنَظَرْتَ اَیُھْدٰی لَکَ اَمْ لَا۔

حضور نے فرمایا کہ تم اپنے ماں باپ کے یہاں بیٹھ رہے ہوتے اور پھر دیکھتے کہ تمہیں کوئی ہدیہ دیتا ہے یا نہیں عشا کی نماز کے بعد حضور کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد ثنا بیان کی جو اس کی شان کے لائق ہے پھر آپ نے فرمایا یہ عامل کا کیا حال ہے جب ہم اس کو عامل مقرر کرتے ہیں تو وہ ہمارے پاس آ کر کہتا ہے، یہ مال آپ کے لیے ہے اور یہ سب مجھے تحفہ دیا گیا ہے آخر وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہ بیٹھ رہا پھر وہ دیکھتا کہ اس کو کوئی تحفہ دیتا ہے یا نہیں۔

قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے تم میں سے کوئی اس مال میں خیانت نہیں کرے گا مگر قیامت کے دن وہ اس مال کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا اگر وہ اونٹ ہے تو ڈکراتا ہوا آئے گا اگر گائے ہے تو ڈکراتی ہوئی آئے گی اور اگر بکری ہے تو ممیاتی ہوئی آئے گی میں نے تم تک یہ بات پہنچا دی

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۸۲، کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَ النُّذُوْرِ، بَابُ کَیْفَ کَانَتْ یَمِیْنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس طرح قسم کھاتے تھے، اس کا بیان، حدیث نمبر ۶۶۳۶۔

﴿خوشی سے جو ملے قبول کرو﴾

حضرت عبداللہ بن سعدی کہتے ہیں کہ جب میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دورِ خلافت میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ تم لوگوں کے کچھ کاموں کو انجام دیتے ہو اور جب اس کی اجرت تم کو دی جاتی ہے تو تم اس کو لینا ناپسند کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔

حضرت عمر نے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے جواب دیا میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میں ایک خوشحال آدمی ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ میری خدمت مسلمانوں پر صدقہ ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایسا مت کرو میں نے بھی کچھ ایسا ہی ارادہ کیا تھا جیسا کہ تم نے کیا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ کو کچھ عطا فرماتے تو میں عرض کرتا تھا کہ یا رسول اللہ! مجھ سے جو زیادہ ضرورت مند ہیں آپ انھیں عطا فرمائیں یہاں تک کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے کچھ مال عطا فرمایا تو میں نے پھر وہی عرض کیا کہ مجھ سے جو زیادہ ضرورت مند ہیں آپ انھیں عطا فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اس کو لے لو اور اپنے قبضہ میں کر کے صدقہ کر دو اس مال میں سے جو کچھ تمہارے پاس آئے جس کو نہ تم نے مانگا ہو اور نہ اس کے لینے کا حرص ہو تو اس کو لے لو اور اگر وہ نہ ملے تو اس کو لینے کے درپے نہ ہو۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۶۱، کِتَابُ الْاَحْکَام، بَابُ رِزْقِ الْحَاکِمِ وَالْعَامِلِیْنَ عَلَیْهَا، حدیث نمبر ۷۱۶۳۔

فائدہ: ہبہ کا لغوی معنی ہے کسی کو کچھ دینا کہ وہ اس سے نفع حاصل کرے۔

اصطلاحِ شریعت میں کسی چیز کا کسی کو بلا عوض مالک بنا دینے کو ہبہ، ہدیہ اور تحفہ کہتے ہیں۔

ہبہ کرنے سے یا ہدیہ اور تحفہ دینے سے اور لوگوں کی دعوت کرنے سے دلوں کا بغض و کینہ دور ہوتا ہے آپس میں محبت بڑھتی ہے بغیر مانگے جو عطیہ، نذرانہ، یا تحفہ ملے اسے قبول کرنا سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک دست یا ایک پائے کے لیے مجھے دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا اور اگر ایک دست یا ایک پایا مجھے ہدیہ دیا جائے تو میں قبول کر لوں گا۔

بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۳۴۹، کِتَابُ الْهِبَةِ، بَابُ الْقَلِیْلِ مِنَ الْهِبَةِ، حدیث نمبر ۲۵۶۸۔

﴿اکتیسواں باب﴾

﴿شراب کی حُرمت﴾

﴿شراب کی حرمت اور صحابہ کی اطاعت﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن شراب کی حرمت نازل ہوئی اس دن ہمارے پاس فضیح نامی کھجور کی شراب کے سوا اور کوئی دوسری شراب نہ تھی اس دن میں حضرت ابوطلحہ کے پاس ساقی بنا ہوا تھا اور کھڑا ہو کر حضرت ابوطلحہ اور ان کے دوستوں کو شراب پلا رہا تھا کہ اسی دوران ہمارے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا۔

کیا آپ لوگوں تک کوئی خبر نہیں پہنچی ہے؟ شراب پینے والوں نے پوچھا کیسی خبر؟ اس آدمی نے کہا کہ شراب حرام کردی گئی ہے جیسے ہی لوگوں نے یہ سنا کہ شراب حرام کردی گئی ہے کسی نے اس کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا کہنے لگے اے انس! شراب کا یہ مٹکا بہا دو۔

میں نے لوہے کا اپنا ایک دستہ لیا اور مٹکوں کے نیچے مار مار کر سارے مٹکے توڑ دیے اس دن کا حال یہ تھا کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں ہر طرف شراب بہہ رہی تھی پھر شراب کی حرمت کو جاننے کے بعد لوگوں نے ہمیشہ کے لیے شراب پینا چھوڑ دیا کچھ لوگوں نے کہا وہ لوگ مارے گئے جو اس حال میں انتقال کر گئے کہ ان کے پیٹوں میں شراب موجود تھی اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ (پ۷ ع۲/المائدہ ۹۳)

جو ایمان لائے اور نیک کام کیے ان پر کچھ گناہ نہیں جو کچھ انہوں نے چکھا جبکہ وہ ڈریں اور ایمان رکھیں اور نیکیاں کریں پھر ڈریں اور ایمان رکھیں پھر ڈریں اور نیک رہیں اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔

یعنی شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے جو کھایا پیا ہے وہ سب معاف ہیں ان پر کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۳۳، اَبْوَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ، بَابُ صَبِّ الْخَمْرِ فِی الطَّرِیْقِ، راستے میں شراب بہانے کا بیان، حدیث نمبر ۲۴۶۴۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۶۳، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی، یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ، حدیث نمبر ۴۶۱۷۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کا یہ جذبۂ اطاعت تھا کہ جیسے ہی انہیں یہ معلوم ہوا کہ شراب حرام کردی گئی ہے ان لوگوں نے فوراً شراب پینا چھوڑ دیا اور اس کو بہا دیا۔

شراب کی تفصیلی بحث

شراب: لغت میں پینے کی چیز کو شراب کہتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ہروہ پینے والی چیز جوانسان کو مدہوش کردے، ہوش وخرد سے بیگانہ کردے اسے اردو میں شراب اور عربی میں خمر کہتے ہیں۔

خمر کالغوی معنی ہے ڈھک لینا، چھپالینا، چونکہ شراب کا نشہ عقل کوڈھانپ لیتا ہے پینے والے کوہوش وخرد سے بے گانہ کردیتا ہے اس لیے اس کوخمر کہتے ہیں۔ جیسے ڈوپٹہ اوراوڑھنی کوخمار کہتے ہیں اس لیے کہ وہ بدن کوڈھک دیتا ہے۔

فائدہ: شراب کی مقدار کم ہو یا زیادہ وہ حرام اور ناپاک ہے، شراب کا حرام ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کی حرمت پرتمام مسلمانوں کا اجماع ہے، شراب کا پینا، بیچنا، خریدنا یا دوا کے طور پر استعمال کرنا یہ سب حرام ہے اسلامی ریاست میں شراب پینے والوں پر حد جاری کیا جائے گا اگر چہ شراب پینے کے بعد نشہ نہ ہوا ہو۔

ہرنشہ لانے والی چیز حرام ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی جانب بھیجا تو انھوں نے حضور سے ان شرابوں کے بارے میں پوچھا جو وہاں بنائی جاتی تھی فرمایا کیا ہے وہ؟ انھوں نے کہا بتع اور مرز، میں نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا بتع کیا ہے؟ تو انھوں نے بتایا کہ بتع شہد کی نبیذ ہے اور مرز جو کی نبیذ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔ ہرنشہ لانے والی چیز حرام ہے۔

بخاری شریف جلددوم، صفحہ۶۲۲، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ بَعْثِ اَبِیْ مُوْسٰی وَ مُعَاذٍ اِلَی الْیَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، حجۃ الوداع سے پہلے حضرت ابوموسیٰ اور حضرت معاذ کو ملک یمن کی طرف بھیجنے کا بیان، حدیث نمبر۴۳۴۳۔

شراب یک بارگی حرام نہیں کی گئی

عرب میں شراب کا استعمال عام تھا اگر اسے فوری طور پر حرام کردیا جاتا تو نئے نئے کلمہ پڑھنے والے مسلمان مشکل میں پڑ جاتے اس لیے اللہ تعالیٰ نے شراب کے حرام ہونے کا حکم تدریجاً یعنی دھیرے دھیرے نازل فرمایا۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلے قرآن کریم سے سورۂ مفصل نازل ہوئی جس میں جنت اور جہنم کا تذکرہ ہے یہاں تک کہ لوگ جب اسلام کی طرف مائل ہوگئے تو چیزوں کے حلال اور حرام ہونے کا حکم نازل ہوا اگر پہلے ہی یہ حکم نازل ہوجاتا کہ شراب نہ پیو تو لوگ کہتے ہم شراب پینا کبھی نہیں چھوڑیں گے۔

(بخاری شریف جلد دوم کتاب فضائل القرآن)

حرمتِ شراب کی پہلی اسٹیج

شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے بھی کچھ صحابہ ایسے تھے جو نہ شراب پیتے اور نہ شراب کو پسند کرتے تھے۔
حضرت عمر بن خطاب اور حضرت معاذ بن جبل انصار کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! شراب اور جوا یہ دونوں عقل کو سلب کرنے والی اور مال کو برباد کرنے والی چیزیں ہیں آپ اس کے کے متعلق کچھ فرمائیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔
تم سے شراب اور جوئے کا حکم پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ دنیوی نفع بھی اور ان کا گناہ ان کے نفع سے بھی بڑا ہے۔ (پارہ ۲ ع ۱۱ البقرہ ۲۱۹)
یعنی شراب سے کچھ عارضی سرور حاصل ہوتا ہے اس کی خرید و فروخت سے تجارتی فائدہ ہوتا ہے اور جوا کھیلنے سے بغیر محنت و مشقت کے کبھی مفت کا مال ہاتھ آجاتا ہے لیکن شراب اور جوا کے نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ اس کے سامنے اس تھوڑے سے نفع کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی شراب اور جوا کی وجہ سے آدمی ذلیل و خوار ہوجاتا ہے، عقل زائل ہوتی ہے، غیرت و حمیت ختم ہوتی ہے، دشمنی بڑھتی ہے، اور عبادت و ریاضت سے محرومی ہوتی ہے۔
اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مزید کچھ لوگوں نے شراب پینا چھوڑ دیا لیکن شراب کی جس قدر برائیاں لوگوں کے سامنے تھیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت عمر اکثر شراب کی حرمت کے لیے دعائیں کیا کرتے۔

حرمتِ شراب کی دوسری اسٹیج

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کی ایک جماعت کو کھانے کی دعوت دی کھانے کے بعد جب شراب پیش کی گئی تو چونکہ اس وقت تک شراب حرام نہیں کیا گیا تھا اس لیے صحابہ نے شراب پی لیا ابھی شراب کا نشہ ٹوٹا بھی نہیں تھا کہ مغرب کی نماز کا وقت ہوگیا انھیں لوگوں میں سے ایک صاحب امام بن گئے۔
امام صاحب نے سورہ کافرون کی تلاوت شروع کی تو نشہ کی وجہ سے کئی آیتوں کو غلط پڑھ دیا اور غلطی بھی ایسی کہ خدا کی پناہ، اگر کوئی آدمی ہوش ہواس میں جان بوجھ کر ایسا پڑھ دے تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے مگر وہ نشہ میں ایسے مست تھے کہ خود پڑھنے والے کو اپنی غلطی کا احساس بھی نہ ہوسکا اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے سے منع فرمادیا گیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔ (پارہ ۵ ع ۴ النساء ۴۳)
اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ، جب تک اتنا ہوش نہ ہو کہ جو کہو اسے سمجھو۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نماز کے اوقات میں شراب کا پینا بند ہو گیا اب عشاء کے بعد ہی لوگ اپنا شوق پورا کرتے تا کہ صبح تک نشہ زائل ہو جائے یا پھر صبح کو فجر کی نماز کے بعد شراب پیتے تا کہ ظہر تک نشہ ٹوٹ جائے۔

﴿حرمت شراب کی تیسری اور آخری اسٹیج﴾

سن ۳ھ میں غزوہ احزاب سے کچھ ہی دنوں کے بعد کی یہ بات ہے کہ عتبان بن مالک نے اپنے گھر میں ایک مجلس سجائی لوگوں کو اس مجلس میں شراب بھی پلائی گئی جب لوگ شراب پی کر مست ہوئے تو اپنے اپنے قبیلوں کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگے اسی درمیان کسی نے قبیلہ انصار کے ہجو میں شعر جڑ دیا اس پر ایک انصاری اٹھے اور اونٹ کی ایک ہڈی پھینک کر ایسا مارا کہ شعر کہنے والے کا سر پھٹ گیا۔

لوگ حضور کی بارگاہ میں شکایت لے کر چلے جب صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آرہے تھے اس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معمول کے مطابق نہایت عاجزی کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں یہ دعا کر رہے تھے۔

اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا بَيَانًا شَافِيًا اے اللہ! ہمارے لیے شراب کے بارے میں واضح حکم نازل فرما۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل فرما کر شراب کی حرمت کا اعلان فرما دیا اور یہ شراب کی حرمت کا اٹل اعلان تھا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہی ہیں شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا تا کہ تم فلاح پاؤ

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۔(پارہ ۷، رع ۱۲ المائدہ ۹۰، ۹۱)

شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوے کے ذریعہ اور روک دے تمہیں یاد الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ جاؤ مدینہ کی گلی کوچوں میں پھر کر بلند آواز سے شراب کی حرمت کا اعلان کر دو جس وقت حضور کے قاصد نے شراب کے حرام ہونے کا اعلان کرنا شروع کیا تو اس وقت جتنے لوگ شراب پی رہے تھے سب نے شراب کے پیالے زمین پر پٹخ دیے، جام و سبو توڑ دیے گئے، مٹکے میں رکھی ہوئی شراب بہا دی گئی اور وہ چیز جو انھیں بڑی عزیز تھی گندے پانی کی طرح مدینہ کی گلیوں میں بہہ رہی تھی اور اس دن کے بعد پھر کبھی کسی صحابی نے شراب پینے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا اور یہ صحابہ کی اطاعت فرماں برداری کی ایسی مثال ہے کہ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔

فائدہ: حرمت شراب میں نازل ہونے والی مذکورہ آیت میں ایک لفظ ''رِجْسٌ'' آیا ہے۔
ہر بدبودار اور غلیظ چیز کو رجس کہتے ہیں گویا ''رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ'' کہہ کر یہ بتایا جارہا ہے کہ شراب پینا، پانسہ اور جوا کھیلنا یہ سب اس قدر غلیظ اور ناپاک کام ہیں کہ کوئی سلیم الفطرت اور نیک طبیعت انسان خود ان کاموں کی طرف مائل نہیں ہوتا یہ صرف شیطانی وسوسہ ہی ہے جو لوگوں کو ان قبیح کاموں کی طرف مائل کرتا ہے۔
تفسیر کبیر رازامام طبرانی ۳۶۰ھ، بحر العلوم رازسمرقندی ۳۷۵ھ، معالم التنزیل رازامام بغوی ۵۱۶ھ، زاد المسیر فی علم التفسیر رازعلامہ ابن جوزی ۵۹۷، الدر المنثور رازعلامہ سیوطی ۹۱۱ھ، تفسیر حسینی ضیاء القرآن رازپیر کرم شاہ ازہری، خزائن العرفان رازعلامہ نعیم الدین مرادآبادی۔

﴿شرابی کی سزا﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جو شراب پیے ہوئے تھا حضور نے ارشاد فرمایا اس کو مارو حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں ہم میں سے کچھ لوگوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے مارا اور کچھ لوگوں نے اپنی چپل سے اور کچھ لوگوں نے اپنے کپڑے سے مارا جب وہ واپس لوٹا تو کسی نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرے اس بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لَاتَقُوْلُوْا هٰكَذَا لَاتُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ - ایسا نہ کہو اور اپنی اس بات سے شیطان کی مدد نہ کرو۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۰۲، کِتَابُ الْحُدُوْدِ، بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۷۷۷۔
حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت کے شروع میں ہم شرابی کو پکڑ کر لاتے تو اسے اپنے ہاتھوں اور چپلوں اور چادروں سے مارتے تھے حضرت عمر فاروق نے اپنی خلافت کے اخیر دور میں ۴۰ چالیس کوڑے مارا اس کے باوجود جب لوگوں نے سرکشی کی اور شراب پینا جاری رکھا تو آپ نے ۸۰/اسی کوڑے مارا۔
بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۰۲، کِتَابُ الْحُدُوْدِ، بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۷۷۹۔
فائدہ: خلیفہ دوم کی خلافت سے پہلے شرابیوں کے لیے کوئی خاص سزا یا حَدّ مقرر نہیں تھی خلیفہ دوم نے پہلے چالیس اور کچھ دنوں کے بعد اسی کوڑے متعین کر دیا اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل کو بدعت ضلالہ نہیں کہا جاسکتا اسی طرح ہر وہ اچھا اور مستحسن کام جو کیا جائے اگر چہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور حیات ظاہری میں نہ کیا گیا ہو اور شریعت کے مخالف نہ ہو اسے بدعت ضلالہ نہیں کہا جاسکتا۔
حَدّ: مخصوص گناہ پر شریعت کی جانب سے مقرر کردہ سزا کو حَدّ کہتے ہیں جیسے چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے۔
حَدّ: کا مقصد لوگوں کو گناہوں سے روکنا ہے اور جس گناہ پر حد جاری ہو جاتا ہے مجرم شرعی طور پر اس گناہ سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

﴿بتیسواں باب﴾

﴿زمانہ جاہلیت میں جھوٹی قسم کھانے کا واقعہ﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قسامت کا پہلا واقعہ بنی ہاشم میں واقع ہوا تھا واقعہ کچھ یوں ہے کہ بنی ہاشم کے کسی فرد کو ایک آدمی نے مزدور رکھا تھا وہ اپنے مالک کے ساتھ کہیں جا رہا تھا راستے میں ان کے پاس سے بنی ہاشم کے ایک دوسرے آدمی کا گذر ہوا جس کے غلہ کی بوری کا بندھن ٹوٹ گیا تھا اس نے مزدور سے کہا ایک رسی دو تا کہ میں اپنی بوری باندھ لوں؟ مزدور نے اس کو ایک بندھن دے دیا جب انھوں نے پڑاؤ ڈالا تو ایک اونٹ باندھا نہیں جا سکا قریشی مالک نے ہاشمی مزدور سے پوچھا کہ دوسرے اونٹوں کی طرح اس اونٹ کو کیوں نہیں باندھا؟ مزدور نے کہا رسی نہیں ہے مالک نے پوچھا اس کی رسی کہاں گئی؟ اس نے بتایا کہ ایک ہاشمی نے مجھ سے رسی مانگا تھا تو میں نے اسے دے دیا قریشی نے غصہ میں آ کر ایک ایسی لاٹھی مارا کہ ہاشمی مزدور مرنے لگا۔

اسی وقت اس کے پاس سے یمن کا رہنے والا ایک آدمی گذرا مزدور نے اس سے پوچھا کیا تم ہر سال حج کے لیے جاتے ہو؟ اس نے کہا ہر سال تو نہیں لیکن کبھی کبھی ضرور جاتا ہوں ہاشمی مزدور نے کہا تم سے جب بھی ہو سکے کیا تم میرا ایک پیغام پہنچا سکتے ہو؟ اس نے کہا کیوں نہیں میں تمہارا پیغام ضرور پہنچا دوں گا اس نے کہا جب تم حج کے موسم میں جاؤ تو پکار کر کہنا اے قریش! جب اہل قریش تم سے مخاطب ہوں تو کہنا اے بنی ہاشم! جب بنی ہاشم مخاطب ہوں تو ان سے حضرت ابو طالب کے متعلق پوچھنا اور ان کو یہ بتا دینا کہ فلاں ہاشمی کو ایک رسی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا یہ پیغام دے کر وہ مر گیا۔ ہاشمی مزدور کا مالک جب سفر سے واپس لوٹا اور حضرت ابو طالب کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا ہمارا آدمی کہاں ہے؟ اس کو کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ بیمار ہو گیا تھا میں نے اس کا بہت علاج کرایا لیکن افسوس وہ مر گیا میں اس کو دفن کر کے واپس لوٹا ہوں حضرت ابو طالب نے کہا تم سے ایسی ہی بھلائی کی امید تھی۔

اس واقعہ کو گذرے ہوئے ایک زمانہ بیت گیا ایک دفعہ حج کے موسم میں جب وہ یمنی آدمی حج کرنے کے لیے مکہ آیا جس کو مرنے والے ہاشمی مزدور نے اپنا پیغام ابو طالب تک پہنچانے کی وصیت کی تھی اس نے آواز دی اے آل قریش! لوگوں نے جواب دیا اہل قریش یہ ہیں اس نے پھر کہا اے آل بنی ہاشم! لوگوں نے کہا آل بنی ہاشم یہ حاضر ہیں اس نے پھر پوچھا ابو طالب کون ہیں؟ بتایا گیا یہ حضرت ابو طالب ہیں یمنی مسافر نے کہا مجھے آپ کے فلاں آدمی نے آپ تک پہنچانے کے لیے یہ پیغام دیا تھا کہ اُس کو ایک رسی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا ہے۔

حضرت ابو طالب قاتل کے پاس پہنچے اور کہا تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے اس لیے تم تین باتوں میں سے کسی ایک کو قبول کر لو (۱) چاہو تو دیت یعنی خوں بہا کے سو اونٹ ادا کرو (۲) یا اپنی قوم کے پچاس افراد سے اس بات کی قسم دلا دو کہ تم نے اس کو قتل نہیں کیا ہے (۳) اگر تم یہ بھی نہ کرو گے تو ہم تمہیں اس کے بدلے میں قتل کریں گے۔

وہ آدمی اپنی قوم کے پاس گیا تو قوم کے لوگوں نے کہا ہم اس بات کی قسم کھالیں گے کہ تم نے قتل نہیں کیا ہے۔

حضرت ابو طالب کے پاس ایک ہاشمی عورت آئی جو مقتول کی بہن تھی اور قاتل کے قوم میں بیاہی گئی تھی اس نے کہا اے ابو طالب! جس جگہ کھڑا کر کے آپ کو پچاس افراد سے قسمیں لینی ہیں تو آپ برائے مہربانی میرے بیٹے سے کوئی قسم نہ لیں ابو طالب نے یہ بات منظور کر لی پھر قاتل کی قوم سے ایک اور آدمی نے آکر کہا۔ اے ابو طالب! آپ نے خوں بہا کے سو اونٹوں کے بدلے پچاس آدمیوں کی قسم طلب کی ہے تو ایک آدمی کے قسم کے بدلے دو اونٹ ہوتے ہیں میری قسم کے بدلے یہ دو اونٹ وصول کر لیں اور مجھ سے قسم نہ لیں حضرت ابو طالب نے اس کی بات بھی منظور کر لی اور اس سے قسم نہ لیا باقی اڑتالیس آدمی آئے اور سب کے سب جھوٹی قسم کھا گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضے میں میری جان ہے پورا ایک سال بھی نہیں گزرا تھا کہ وہ اڑتالیس آدمی جنہوں نے جھوٹی قسمیں کھائی تھیں سب کے سب مر گئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۵۴۴، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، زمانہ جاہلیت میں قسم کھانے کا بیان حدیث نمبر ۳۸۴۵۔

فائدہ: اصطلاح شریعت میں قسامت کا یہ مطلب ہے کہ کسی محلہ میں اگر کوئی مقتول پایا جائے اور قاتل کا پتہ نہ چلے تو محلے والوں سے یہ قسم لی جائے کہ قسم خدا کی! نہ ہم نے اسے قتل کیا ہے اور نہ ہی اس کے قاتل کو جانتے ہیں۔

قسم کھانے کا شرعی حکم

اصطلاح شریعت میں کسی چیز کے دو جانب میں سے ایک کو مقسم بہ کے ذریعہ تقویت دینے کو **قسم** کہتے ہیں

قسم کی تین قسمیں ہیں: **غموس** یعنی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا جیسے اس بات کی قسم کھانا: فلاں نے یہ کام کیا ہے حالانکہ اس نے ابھی تک نہیں کیا ہے ایسا کرنے والا گنہگار ہے تو بہ واستغفار ضروری ہے مگر اس پر کفارہ لازم نہیں

یمین لغو یعنی کسی واقعہ کو حقیقت کے خلاف اپنے خیال میں صحیح جان کر اس پر قسم کھالینے سے یا قسم کھانے کی نیت وارادہ کے بغیر گفتگو کے درمیان، قسم خدا کی، اللہ کی قسم، واللہ یا باللہ جیسے الفاظ بغیر سوچے سمجھے کہنے پر قسم کا کفارہ نہیں

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ۔ اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر۔

قسم منعقدہ وہ قسم جو نیت وارادہ کے ساتھ اپنی بات کو باوزن بنانے کے لیے کھائی جائے اس کو پورا نہ کرنے پر یعنی قسم کو توڑنے پر کفارہ کا حکم ہے جیسے کسی نے یہ قسم کھائی کہ خدا کی قسم میں فلاں کام کروں گا اب اگر وہ کام نہیں کرے گا اور اپنی قسم توڑ دے گا تو کفارہ دینا پڑے گا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا ہے۔

﴿قسم توڑ کر کفارہ دینے کا شرعی حکم﴾

قسم منعقدہ نہ توڑنے کی صورت میں اگر گناہ ہونے کا خطرہ ہو تو ضروری ہے کہ قسم توڑ دے اور قسم کا کفارہ دے
حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے عبدالرحمٰن بن سمرہ ! جب تم کوئی قسم کھالو اور یہ دیکھو کہ اس کو نہ کرنا بہتر ہے تو قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو تمہارے لیے بہتر ہے۔
بخاری شریف، جلد دوم، ۹۸۰، کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابُ لَایُؤَاخِذُکُمْ ،حدیث نمبر ۶۶۲۲۔

فائدہ: یعنی جیسے قسم کھالیا کہ میں فلاں کام کروں گا پھر اس کو سمجھ میں آیا کہ اس کام کا نہ کرنا بہتر ہے تو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور قسم کا کفارہ دے اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی، اگر تم اہل وعیال کے بارے میں اپنی قسم پر قائم رہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ گنہگار ہوگے بہ نسبت اس کے کہ قسم کا کفارہ دے دو جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر فرمایا ہے۔
بخاری شریف، جلد دوم، ۹۸۰، کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابُ لَایُؤَاخِذُکُمْ ،حدیث نمبر ۶۶۲۵۔
یعنی اگر ایسی قسم کھالی جس سے گھر والوں کا نقصان ہوگا تو اپنی قسم توڑ دے اور کفارہ دے تاکہ گنہگار نہ ہو۔

﴿قسم کا کفارہ﴾

اس پختہ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ (۱) دس فقیروں یا حاجت مندوں کو دونوں وقت کا کھانا کھلائے یا صدقۂ فطر کے مقدار میں گیہوں دے (۲) یا کسی محتاج کو کپڑے پہنائے (۳) یا غلام آزاد کرے۔

فَکَفَّارَتُہٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰکِیْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَاتُطْعِمُوْنَ اَهْلِیْکُمْ اَوْکِسْوَتُهُمْ اَوْتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ۔

تو ایسی قسم کا بدلہ دس مسکینوں کو درمیانی قسم کا کھانا دینا ہے جیسا تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے دینا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔

اگر ان تینوں صورتوں میں سے کسی ایک کو بھی پورا نہ کر سکے تو لگا تار تین دنوں تک روزہ رکھنا ہوگا۔

فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے۔

ذٰلِکَ کَفَّارَةُ اَیْمَانِکُمْ اِذَاحَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا اَیْمَانَکُمْ۔

یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔

یعنی جب تم قسم کھالو اور قسم کھا کر توڑ دو تو ایسی صورت میں اسی انداز سے قسم کا بدلہ دو اور قسم کو پورا کرو۔

کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ۔ (پ۷ع۱۲المائدہ ۸۹)

اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو۔

﴿قسم پورا نہ کرنا اگر بہتر ہو؟﴾

حضرت زہدم فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسے موقع پر حاضر تھے جس وقت ان کی خدمت میں بھونا ہوا مرغ پیش کیا گیا اس وقت ان کے ساتھ ان کا ایک آزاد کردہ غلام بھی موجود تھا اس کو کھانے کے لیے بلایا تو اس نے کہا میں نے مُرغ کو گندگی کھاتے دیکھا تو مجھے نفرت ہوگئی اور میں نے مرغ کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھالی ہے حضرت موسیٰ اشعری نے فرمایا آؤ میں اس بارے میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں۔ میں چند اشعریوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان لوگوں نے حضور سے سواریوں کا مطالبہ کیا آپ نے فرمایا قسم خدا کی، میں تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا کیونکہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے اسی درمیان حضور کی خدمت میں کئی اونٹ آگئے آپ نے دریافت فرمایا اشعریوں کا گروہ کہاں ہے؟ پھر آپ نے حکم دیا کہ پانچ سفید کوہان والے اونٹ انہیں دے دیے جائیں جب ہم چل پڑے تو آپس میں کہنے لگے ہم نے یہ اچھا نہیں کیا، اس مال میں ہمیں برکت نہیں ہوگی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم نے اونٹ لے لیا حالانکہ آپ نے ہم لوگوں کو سواری نہ دینے کی قسم کھائی تھی۔ ہم لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہم لوگوں نے آپ سے سواری کا مطالبہ کیا تھا تو آپ نے قسم کھائی کہ میں سواری نہیں دوں گا پھر آپ نے ہم کو سواری دے دیا کیا آپ اپنی قسم کو بھول گئے؟ حضور نے فرمایا میں نے تمہیں سواریاں نہیں دیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔

وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَآ اَحْلِفُ عَلٰی يَمِيْنٍ فَاَرٰی غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا ۔ اور بے شک خدا کی قسم، اگر میں کسی بات پر قسم کھالوں اور اس کے خلاف کرنے میں بھلائی دیکھوں تو بہتر پہلو اختیار کر کے قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۴۲، کِتَابُ الْجِهَادِ، بَابُ مَنْ قَالَ وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰی اَنَّ الْخُمُسَ لِنَوَائِبِ الْمُسْلِمِيْنَ، جس نے یہ کہا اس بات کی دلیل کہ خمس مسلمانوں کی ضروریات کے لیے ہے، حدیث نمبر ۳۱۳۳۔ بخاری شریف، جلد دوم، ۹۸۳، کِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابُ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ حدیث نمبر ۶۶۴۹۔

﴿کس کے نام کی قسم کھائے؟﴾

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عمر سے ملے اس حال میں کہ وہ کچھ سواروں کے ساتھ سفر کر رہے تھے اور کسی بات پر اپنے باپ دادا کی قسم کھا رہے تھے حضور نے ان سے فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ بے شک اللہ تعالیٰ تم کو اس بات سے منع فرماتا ہے کہ باپ دادا کی قسم کھاؤ۔

حضرت عمر فرماتے ہیں جب سے میں نے حضور سے یہ سنا قسم خدا کی، پھر کبھی میں نے باپ دادا کی قسم نہیں کھائی ہے

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۸۳، کِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابُ لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، حدیث نمبر ۶۶۴۷۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اس کی صفتوں کے علاوہ ماں، باپ، دادا، بال بچے یا کسی اور کے نام کی قسم کھانا منع ہے یعنی غیر اللہ کی قسم کھانا ناجائز ہے۔

﴿تجارت میں جھوٹی قسم﴾

حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کوئی چیز بیچنے کی غرض سے بازار میں لے کر آیا اور قسم کھا کر کہنے لگا مجھ کو تو اس کے اتنے دام مل رہے ہیں حالانکہ کسی نے بھی اس کی اُتنی قیمت نہیں لگائی تھی یہ صرف اس لیے کہہ رہا تھا تا کہ اس کی بات کو سچ سمجھ کر کوئی مسلمان اس کو خرید لے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ وَلَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (پ۳ ع۱۶ ال عمران ۷۷)

جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میرا کنواں میرے چچازاد بھائی کی زمین میں تھا اسی کنواں کے لیے اس سے میرا جھگڑا ہو گیا تھا جب میں نے اس معاملے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نے فرمایا کہ تم اپنے حق میں گواہ لاؤ نہیں تو تمہارے چچازاد بھائی سے قسم لیا جائے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ تو یوں ہی قسم کھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی مسلمان کا مال حاصل کرنے کے لیے جھوٹی قسم کھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے ایسے حال میں ملاقات فرمائے گا کہ وہ اس سے ناراض ہوگا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۵۵، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ حدیث نمبر ۴۵۴۹، ۴۵۵۰، ۴۵۵۱۔

﴿قسم کھانا جائز ہے مگر؟﴾

قسم کھانا شرعاً جائز اور مباح ہے اس لیے کہ خود اللہ تعالیٰ نے بھی قسم کھائی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔

انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی، بے شک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔

لیکن کثرت سے قسم کھانے کی عادت بری ہے جس سے قرآن نے منع فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ۔ (پ۲ ع۱۲ البقرہ ۲۲۴) اور اللہ کو اپنے قسموں کا نشانہ نہ بناؤ۔

﴿تینتیسواں باب﴾

﴿بندوں کے حقوق﴾

﴿ماں کی پکار کا جواب نہ دینے کا نتیجہ﴾

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا۔

اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے اُن میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔ (پ۱۵ع۳/۲۳)

تو اُن سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور اُن سے تعظیم کی بات کہنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قوم بنی اسرائیل کے ایک جریج نامی عابد کا واقعہ بیان کیا کہ ایک دن جریج نماز پڑھ رہے تھے اسی درمیان ان کی ماں نے آکر انھیں آواز دی جریج دل میں سوچنے لگے میں ماں کی پکار کا جواب دوں تو کیسے دوں؟ میں تو نماز پڑھ رہا ہوں جریج نے اپنی والدہ صاحبہ کی پکار کا کوئی جواب نہ دیا ایک مرتبہ پھر ان کی ماں آئیں اور اب انھوں نے کہا یا اللہ! جریج کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک وہ کسی فاحشہ اور بدکردار عورت کو نہ دیکھ لے۔

ایک دن جریج اپنی عبادت گاہ میں تھے، ایک فاحشہ عورت عبادت گاہ کے قریب آئی اس نے سوچا آج میں جریج کو اپنے دام فریب میں ضرور گرفتار کرلوں گی وہ جریج کے پاس آئی اور ان سے گفتگو کرنے لگی اور دوران گفتگو ان کو بدکاری کی دعوت دی لیکن جریج نے انکار کردیا اب وہ ایک چرواہے کے پاس گئی اور خود کو چرواہے کے حوالے کردیا پھر اس نے ایک بچہ کو جنم دیا اور اس بچہ کو حضرت جریج سے منسوب کردیا لوگوں کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ جریج کے پاس آئے انہیں خوب برا بھلا کہا اور ان کا عبادت خانہ توڑ کر انھیں باہر نکال دیا۔

اب حضرت جریج نے وضو کیا، نماز پڑھی پھر اس بچہ کے پاس آئے اور پوچھا بچہ تمہارا باپ کون ہے؟ بچہ بول پڑا فلاں چرواہا میرا باپ ہے لوگوں نے کہا اے جریج ہم سے بڑی غلطی ہوئی ہے آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم لوگ آپ کا عبادت خانہ سونے کا بنوادیں؟ حضرت جریج نے کہا نہیں پہلے کی طرح مٹی کا بنادو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۳۷، اَبْوَابُ الْمَظَالِم، بَاب اِذَا هَدَمَ حَائِطًا فَلْيَبْنِ مِثْلَهٗ، جب کسی کی دیوار گرادے تو ویسی ہی تعمیر کردے حدیث نمبر ۲۲۹۲۔

فائدہ: اگر کوئی نفل نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی ماں اسے پکارے تو اپنی نفل نماز توڑ کر ماں کی خدمت میں حاضر ہو

ماں باپ اگر مشرک ہوں؟

حضرت اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں میری والدہ میرے پاس آئیں اور اس وقت تک وہ مشرکہ تھیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ فتویٰ پوچھا کیا میں اپنی والدہ سے صلہ رحمی کروں؟ اور وہ اس وقت مذہب اسلام کی طرف راغب ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۵۷، کتاب الھبہ، بَابُ الْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَايَنْهٰكُمُ اللّٰهُ مشرکوں سے ہدیہ لینے اور ان کو ہدیہ دینے کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان، لَايَنْهٰكُمُ اللّٰهُ حدیث نمبر ۲۶۲۰۔

آیت باب کا سبب نزول

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اُن کی والدہ اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی اس وقت جبکہ ان کی دادی یعنی حضرت اسماء کی والدہ جن کو حضرت ابوبکر صدیق نے قبل از اسلام طلاق دے دی تھی ہجرت کے بعد وہ اپنی بیٹی حضرت اسما کے لیے کچھ تحفہ لے کر مدینہ منورہ آئیں حضرت اسما نے ان کا تحفہ قبول کرنے سے انکار کر دیا، اُن کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت نہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت فرمایا کہ وہ اپنی مشرکہ ماں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دیں یا نہ دیں اور ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں؟ اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَايَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۔ (پ۲۸ ع۷، الممتحنۃ ۸)

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ کرو بے شک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت اسما کو اس بات کی اجازت دی کہ وہ اپنی والدہ کو اپنے گھر میں آنے دیں، اُن کے تحفے کو قبول کریں اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔(خزائن العرفان)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کوئی اپنے والدین پر کیسے لعنت کرے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی کسی کے باپ کو برا کہے گا تو وہ اس کے باپ کو برا کہے گا، کوئی کسی کی ماں کو برا کہے گا تو وہ اس کی ماں کو برا کہے گا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۸۲، کتاب الادب، بَابُ لَايَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ، حدیث نمبر ۵۹۷۳۔

﴿ماں کی ممتا﴾

وَ وَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡهِ اِحۡسٰنًا حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ کُرۡهًا وَّ وَضَعَتۡهُ کُرۡهًا۔ (پ۲۶ع۲/الاحقاف ۱۵)

اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اس کو پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور اس کو جنا تکلیف سے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میرے پاس ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ کچھ مانگنے آئی اتفاق سے اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہی کھجور اس کو دے دیا اس عورت نے اسی ایک کھجور کو دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیا اور وہاں سے چلی گئی جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو میں نے آپ کو اس واقعہ کے بارے میں بتایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ان بیٹیوں کو کچھ دے اور ان پر احسان کرے تو اُس کے لیے اس کی یہ نیکی جہنم سے آڑ ہو گی۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۸۷، کِتَابُ الْاَدَب، بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ، بچوں سے پیار کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۹۹۵۔

فائدہ: والدین کا مقام ومرتبہ بہت اعلیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا جہاں حکم فرمایا ہے اسی سے متصل والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ لَا تَعۡبُدُوۡنَ اِلَّا اللّٰهَ وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا۔ (پ۱ع۱۰/البقرہ ۸۳)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

والدین کے ساتھ بھلائی کا یہ مطلب ہے کہ ان کو ایسی کوئی بات نہ کہے اور نہ کوئی ایسا کام کرے جس سے ان کو تکلیف ہو جب ان کو ضرورت ہو تو ان کے سامنے رہے اور اپنا مال ان پر خرچ کرنے میں کسی طرح افسوس نہ کرے۔

فائدہ: ماں کا مقام اور اُن کے حقوق والد سے زیادہ ہیں چنانچہ حدیث پاک ہے۔

عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ : قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ ! مَنۡ اَحَقُّ بِحُسۡنِ صُحۡبَتِیۡ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟

قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنۡ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنۡ قَالَ اُمُّکَ قَالَ ثُمَّ مَنۡ قَالَ ثُمَّ اَبُوۡکَ۔

حضور نے فرمایا تیری ماں: اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں: اس نے پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا تیری ماں: اُس نے کہا پھر کون؟ حضور نے فرمایا تیرا باپ۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۸۳، کِتَابُ الْاَدَب، بَابُ مَنۡ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسۡنِ الصُّحۡبَةِ، اچھے سلوک کا سب لوگوں سے زیادہ مستحق کون؟ حدیث نمبر ۵۹۷۱۔

﴿خالہ کا مقام ومرتبہ؟﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد جب اگلے سال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمرہ کی غرض سے مکہ آئے اور تین دن قیام فرمانے کے بعد واپس جانے لگے تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضور کے پیچھے چچا جان، چچا جان کہتی ہوئی آ گئی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے پاس بلایا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر سیدہ فاطمہ زہرا کے پاس پہنچے اور فرمایا یہ آپ کے چچا جان کی بیٹی ہے جس کو میں نے پرورش کے لیے لے لیا ہے لیکن اس بچی کے پرورش کے سلسلے میں حضرت علی، حضرت زید، اور حضرت جعفر کے درمیان بحث ہو گئی حضرت علی کا یہ کہنا تھا کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اس لیے میں اس کو اپنے پاس رکھوں گا حضرت زید کا یہ کہنا تھا کہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے اس لیے اس کی پرورش کی ذمہ داری میری ہے حضرت جعفر کہہ رہے تھے کہ یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہیں اس لیے اس کی پرورش میں کروں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے درمیان یہ فیصلہ فرمایا کہ بچی حضرت جعفر کے گھر رہے گی اس لیے کہ اس کی خالہ اس گھر میں موجود ہے آپ نے فرمایا **اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ** خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔

بخاری شریف دوم، صفحہ ۶۱۰، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، حدیث نمبر ۴۲۵۱۔

﴿رشتہ توڑنا کیسا ہے؟﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا فرمایا تو صلہ رحمی نے کھڑے ہو کر پروردگار عالم کا دامن رحمت تھام لیا اور عرض گزار ہوا میں اس لیے تیری پناہ چاہتا ہوں تا کہ مجھے کوئی قطع نہ کر سکے ارشاد ہوا کہ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ میں اس سے ملوں جو تجھے ملائے اور میں اسے توڑ دوں جو تجھے توڑے اور کاٹے؟ اس نے کہا اے رب! کیوں نہیں؟ پھر ارشاد ہوا کہ بس تیرے ساتھ یہی ہوگا اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اگر تم لوگ چاہو تو یہ آیت پاک پڑھ لو۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ۔

تو کیا تمہارے یہ لچھن (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔ **اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ۔** (پ۲۶ ع۷ سورہ محمد ۲۲/۲۳)

یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۱۶، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ، حدیث نمبر ۴۸۳۰۔

فائدہ: وہ لوگ جو رشتوں کو جوڑتے ہیں ان کو آخرت میں اس کا فائدہ ملے گا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ الخ۔ (پ۱۳ ع۹ سورہ رعد ۲۱)

اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

﴿ناانصافی پر گواہ بننا منع ہے﴾

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ۔ (پ۵ر۵/النساء۵۸)

اور جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو بے شک اللہ تمہیں کیا ہی خوب نصیحت فرماتا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے میرے والد سے اُن کے مال میں سے میرے لیے کچھ ہبہ کرنے کے لیے کہا تو میرے والد صاحب نے ان کی فرمائش کو قبول کرلیا اور میرے لیے کچھ ہبہ کردیا والدہ صاحبہ نے کہا میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں جب تک کہ اس ہبہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنالیا جائے میں اس وقت بہت چھوٹا تھا والد صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی والدہ یعنی بنت رواحہ مجھ سے کہتی ہیں کہ میں اپنے مال میں سے اس کے لیے کوئی چیز ہبہ کردوں اور میں آپ کو اس پر گواہ بنالوں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کے سوا بھی تمہارا کوئی اور بیٹا ہے؟ انھوں نے کہا کہ جی ہاں، حضور نے فرمایا کیا بقیہ اولاد کو بھی اس کے برابر دیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں عدل وانصاف کرو۔

لَاتُشْهِدْنِيْ عَلٰى جَوْرٍ لَااَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ۔ مجھے کسی ظلم پر گواہ نہ بناؤ یا یہ فرمایا میں کسی ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

وہ صحابی واپس گئے اور اپنا دیا ہوا عطیہ واپس لے لیا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۵۲، کِتَابُ الْهِبَةِ، بَابُ الْاِشْهَادِ فِي الْهِبَةِ، ہبہ پر گواہ بننے کا بیان، حدیث نمبر ۲۵۸۷۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۶۱، کِتَابُ الشَّهَادَاتِ، بَابُ لَايَشْهَدُ عَلٰى شَهَادَةِ جَوْرٍ اِذَا اُشْهِدَ ظلم اور ناانصافی پر گواہ نہ بننے کا بیان، حدیث نمبر ۲۶۵۰۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گواہ بننے سے اس لیے انکار کردیا کہ دوسرے بیٹوں کی موجودگی میں ان سب کو دیے بغیر کسی ایک لڑکے کو خاص کرکے کچھ دینا عدل وانصاف اور شریعت کے حکم کے خلاف ہے۔

﴿شوہر کی لاعلمی میں خرچ کرنا﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ابو سفیان کچھ بخیل آدمی ہیں وہ مجھے اتنا نہیں دیتے جو مجھے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو لیکن وہی جو میں اُن کے علم میں لائے بغیر لے لوں تو کیا میں ان کی اجازت کے بغیر اُن کا کچھ مال خرچ کرسکتی ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خُذِيْ مَايَكْفِيْكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوْفِ۔

ہاں اتنا لے لیا کرو جو دستور کے مطابق تجھے اور تیرے بچوں کے لیے کافی ہو۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۰۸، کِتَابُ النَّفَقَاتِ بَابُ اِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ، جب مرد اپنے بال بچوں پر ضرورت کے مقدار میں خرچ نہ کرے، حدیث نمبر ۵۳۶۴۔

شوہر کی فرمانبرداری کا نادر واقعہ

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا۔
اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہارے ہی جنس سے جوڑے بنائے تا کہ اُن سے آرام پاؤ۔
وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔ (پ۲۱ع۶ ۱۷/الروم۲۱)
اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی بے شک اس میں نشانیاں ہیں دھیان کرنے والوں کے لیے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ کے ایک صاحبزادے ابوعمیر بیمار ہو گئے اور انتقال کر گئے اس وقت حضرت ابوطلحہ باہر تھے جب ان کی اہلیہ ام سُلَیم نے دیکھا کہ بچہ انتقال کر گیا تو اس کو گھر کے ایک کنارے رکھ دیا اور کھانے کا کچھ سامان تیار کیا جب حضرت ابوطلحہ انصاری آئے اور انھوں نے بچہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ام سلیم بولیں سکون کے ساتھ ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ آرام پا گیا ہے حضرت ابوطلحہ نے سمجھا کہ درست کہہ رہی ہیں وہ سو گئے جب صبح ہوئی تو غسل کیا اور جب باہر جانے کا ارادہ کیا تو ان کی بیوی حضرت ام سلیم بولیں بچہ تو دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔

حضرت ابوطلحہ نے حضور کے ساتھ نماز پڑھی اور بیوی کے طرف سے جو معاملہ پیش آیا تھا اسے حضور کی بارگاہ میں بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اس رات کی برکت دے گا۔

حضرت سفیان کہتے ہیں کہ قبیلہ انصار کے ایک آدمی نے مجھے بتایا میں نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نو بیٹے دیکھے اور وہ سب کے سب قرآن پڑھے ہوئے تھے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۷۳، کتاب الجنائز، باب من لم یظهر حزنه عند المصیبة، جس نے مصیبت کے وقت اپنا غم چھپایا، حدیث نمبر ۱۳۰۱۔

فائدہ: جب کوئی مسلمان مرد و عورت اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت خاص سے عطا فرماتا ہے۔

فائدہ: حضرت ام سلیم نے اپنے قول ''بچہ سکون سے ہے آرام پا گیا '' سے یہ مراد لیا کہ بچہ کے سانس میں جو اضطراب تھا وہ ختم ہو گیا ایسا اس لیے کیا تا کہ شوہر کا کھانا پینا اور ان کی نیند خراب نہ ہو اور کوئی ایسی بات کہنا جس سے دو معنی نکلتے ہوں ایسا کرنا ضرورۃً جائز ہے اور اس کو توریہ کہتے ہیں۔

فائدہ: حضرت ام سلیم، حضرت انس کی والدہ ہیں انہوں نے پہلے اسلام قبول کیا حضرت ابوطلحہ نے جب ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تو ام سلیم نے کہا میں مسلمان ہو چکی ہوں اگر آپ بھی اسلام قبول کر لیں تو میں آپ سے نکاح کر سکتی ہوں اور آپ کا اسلام قبول کرنا ہی میرے لیے مہر ٹھہرے گا چنانچہ حضرت ابوطلحہ انصاری مسلمان ہو گئے اور حضرت ام سلیم سے نکاح کر لیا حضرت انس حضرت ابوطلحہ کے سوتیلے بیٹے ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری)

﴿بدگمانی کرنا منع ہے﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا۔ (پ۲۶ ع۱۴ ۱۲ الحجرات ۱۲)

اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو۔

اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ (پ۱۱ ع۹ ۱۰ یونس ۳۶) بے شک گمان حق کا کچھ کام نہیں دیتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے لیے میری بیوی کو ایک کالے رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے لیکن مجھے اس لڑکے کا باپ ہونے سے انکار ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے جواب دیا جی ہاں، حضور نے فرمایا اونٹ کا رنگ کیسا ہے؟ اس نے بتایا سرخ رنگ کے ہیں، آپ نے دریافت فرمایا کیا اس میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ بھی ہے؟ اس نے کہا ہاں، حضور نے فرمایا یہ خاکی رنگ کا اونٹ کہاں سے آ گیا؟ اس نے کہا شاید کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہو، اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہو سکتا ہے تیرے بیٹے کا رنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہو؟ یعنی محض رنگ کی وجہ سے اپنی بیوی کے اوپر بدگمانی نہ کرو اور اس پر تہمت نہ رکھو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے اپنے بچے سے انکار کرنے کی اجازت نہیں دی۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۸۸، کتاب الاعتصام، بَابُ مَنْ شَبَّهَ اَصْلًا مَّعْلُوْمًا، حدیث نمبر ۷۳۱۴۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۹۹، کتاب الطلاق، بَابُ اِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ، حدیث نمبر ۵۳۰۵۔

﴿عورتوں کے اسلامی حقوق﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عرب والوں کا طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی آدمی مر جاتا تو اس کے قریبی رشتہ دار اور وارثین اس کی بیوہ عورت کے سب سے زیادہ حقدار ہوتے تھے وارثین میں سے اگر کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا تاکہ مال یا میراث اس کو ملے اور اگر سب چاہتے تو کسی اور سے اس کا نکاح کرا دیتے اور اگر چاہتے تو اس بیوہ کی شادی ہی نہ کراتے تاکہ گھر کا مال باہر نہ جائے اور مرنے والے کے وارثین عورت کے وارثین کے بہ نسبت اس بیوہ عورت کے زیادہ حقدار ہوتے تھے اس برے رسم کو ختم کرنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔ (پ۴ ع۱۴ ۱۴ النساء ۱۹)

اے ایمان والو! تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ زبردستی تم عورتوں کے وارث بن جاؤ اور عورتوں کو اس نیت سے نہ روکو کہ جو مَہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں جب کہ صریح بے حیائی کا کام کریں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۵۸، کتاب التفسیر، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ، حدیث نمبر ۴۵۷۹۔

﴿زمانہ جاہلیت میں نکاح کے طریقے﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں نکاح کے چار طریقے تھے۔

ایک تو وہی نکاح تھا جو آج ہے کہ ایک آدمی اپنی ولیہ یا اپنی بیٹی کا کسی آدمی سے منگنی کرتا، اس کے لیے مہر مقرر کرتا اور پھر اس کا نکاح کرتا۔ دوسرا نکاح یہ تھا کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے یہ کہتا کہ جب تو حیض سے پاک ہو جائے تو فلاں آدمی کو اپنے پاس بلالینا اور اس سے صحبت کرنا، اس درمیان اُس کا شوہر اُس سے بالکل الگ رہتا اور اس وقت تک وہ اپنی بیوی کو نہیں چھوتا جب تک کہ اس آدمی کا اس سے حمل ظاہر نہ ہو جائے جب اس عورت کا حمل ظاہر ہو جاتا تو اُس کا سابق شوہر اگر چاہتا تو اس کے قریب جاتا اور ایسا کرنے کا مقصد یہ ہوتا کہ وہ اس طرح سے اچھا لڑکا حاصل کرے اس نکاح کو نکاح استبضاع کہا جاتا تھا۔

نکاح کا تیسرا طریقہ یہ تھا کہ کہ کچھ لوگ جن کی تعداد (۱۰) دس سے کم ہوتی تھی وہ سب کسی ایک عورت کے پاس جایا کرتے اور اس سے ہمبستری کرتے جب وہ عورت حاملہ ہو جاتی اور بچہ پیدا ہونے کے بعد کچھ راتیں گذر جاتیں تو وہ عورت اُن سب مردوں کو اپنے پاس بلواتی جن سے اس کا تعلق رہا ہے اور اس کے بلانے پر اُن سب کو یقینی طور پہ آنا پڑتا جب سب لوگ اکٹھا ہو جاتے تو وہ عورت اُن سے کہتی تم جانتے ہو جو تمہارا میرے ساتھ معاملہ ہوا ہے اور اب میرا بچہ پیدا ہوا ہے وہ ان میں سے جس کو بھی چاہتی اُس کا نام لے کر کہتی اے فلاں! یہ تیرا بچہ ہے تو وہ بچہ اسی کا مانا جاتا اور وہ آدمی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔

چوتھا نکاح یہ تھا کہ بہت سے لوگ ایک عورت کے پاس جایا کرتے تھے اور وہ کسی آنے والے کو روکتی نہ تھی یہ بغایا یعنی طوائف ہوتیں تھیں جو اپنے دروازوں پر جھنڈا لگائے رہتیں تا کہ اُن کی خاص پہچان رہے پس جو چاہتا وہ بلا روک ٹوک اُن کے پاس جایا کرتا پھر جب ان میں سے کوئی حاملہ ہو جاتی اور بچے کی ولادت ہو جاتی تو سارے لوگ اس کے پاس جمع ہو جاتے پھر ایک قیافہ شناس کو بلایا جاتا وہ موجود لوگوں کو اور اس بچے کو دیکھتا اور جس کے بارے میں کہہ دیتا کہ یہ اس آدمی کا بچہ ہے تو وہ اسی کا بچہ مانا جاتا اور اسی کا بیٹا پکارا جاتا اور وہ اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔

فَلَمَّا بَعَثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ۔

جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق کے ساتھ مبعوث ہوئے۔

هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ اِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ۔

آپ نے زمانہ جاہلیت کے تمام نکاح کو ختم کر دیا مگر وہ نکاح جو آج باقی ہے اس کو قائم رکھا۔

یعنی لڑکی کے سرپرست یا ولی لڑکی کا رشتہ طے کر کے اس کی منگنی کرے پھر مہر مقرر کر کے اس کا نکاح کرادے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۶۸، کِتَابُ النِّكَاحِ، بَابُ مَنْ قَالَ لَانِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ، اس شخص کا بیان جس نے کہا کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح درست نہیں، حدیث نمبر ۵۱۲۷۔

﴿دعوت دینا اور قبول کرنا انبیا کی سنت﴾

دعوت دینا اور دعوت قبول کرنا انبیاے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک دست یا ایک پائے کے لیے مجھے دعوت دی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔

بخاری شریف، جلداول، صفحہ ۳۴۹، کِتَابُ الْھِبَۃِ، بَابُ الْقَلِیْلِ مِنَ الْھِبَۃِ، حدیث نمبر ۲۵۶۸۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اُس دعوت کو قبول کرو جب تم اس کی طرف بلائے جاؤ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ عادت تھی کہ شادی کی دعوت ہو یا کسی اور چیز کی دعوت ہو آپ دعوت میں ضرور شرکت فرماتے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۷۸، کِتَابُ النِّکَاحِ، بَابُ اِجَابَۃِ الدَّاعِی، دعوت قبول کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۱۷۹۔

حضرت ابو شریح عدوی فرماتے ہیں کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے وہ اپنے پڑوسی کا احترام کرے اور جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے وہ اپنے مہمان کی دستور کے مطابق عزت کرے۔

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مہمان کا دستور کیا ہے؟ حضور نے فرمایا مہمانی کا دستور ایک دن اور ایک رات ہے اور مہمان داری تین دن ہے اور جو اس کے علاوہ ہوں گے وہ اس کے اوپر صدقہ ہے۔

یعنی مہمان کو ایک رات اور ایک دن اچھے سے اچھا کھانا دیا جائے، حسب استطاعت اس کو راحت پہنچائی جائے اور اس کے آرام کا بھرپور خیال رکھا جائے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۸۹، اکِتَابُ الْاَدَبِ، بَابُ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ، حدیث نمبر ۶۰۱۹۔

مہمان کو کھانے میں میوہ اور پھل دینا مستحسن ہے اور بہتر ہے کہ کھانے سے پہلے دیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَفَاکِھَۃٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ وَلَحْمِ طَیْرٍ مِّمَّا یَشْتَھُوْنَ۔ اور میوہ جو پسند ہو اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں۔

(پ ۲۷ ع ۱۴ / الواقعۃ ۲۱/۲۰)

فائدہ: دعوت میں کھانے پینے کی چیزوں میں کسی قسم کی عیب جوئی نہیں کرنی چاہیے سنت کے خلاف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

مَاعَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَھَاہُ اَکَلَہٗ وَاِنْ کَرِھَہٗ تَرَکَہٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کا عیب نہیں بیان کیا اگر آپ کو خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور اگر خواہش نہ ہوتی تو نہ کھاتے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۱۴، کِتَابُ الْاَطْعِمَۃِ، بَابُ مَاعَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ، حدیث نمبر ۵۴۰۹۔

بھوکے رہ کرمہمان نوازی

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔
اور ضرور انھیں اُن کا بدلہ دیں گے جو اُن کے سب سے بہتر کام کے لائق ہوں ۔
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۔(پ۱۴ع۱۹ر۹۷)
جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور وہ مسلمان ہو تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے ان کے طعام کے لیے اپنی ازواج مطہرات کے پاس بھیجا وہاں سے جواب آیا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے اب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کون ہے جو اس کو اپنے ساتھ لے جائے یا اس کی میزبانی کرے؟

انصاریوں میں سے ایک آدمی حضرت ابوطلحہ انصاری کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان کو اپنے ساتھ لے جاتا ہوں پس وہ انھیں لے کر اپنی اہلیہ کے پاس پہنچے اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مہمان ہیں ان کی خوب خاطر تواضع کرو ان کی اہلیہ نے کہا ہمارے گھر میں کھانے کا سامان نہیں ہے مگر صرف اتنا کہ بچوں کے کام آسکے انھوں نے کہا تم کھانا تیار کرو بچے جب شام کا کھانا مانگیں تو انھیں بہلا پھسلا کر سلا دو۔

انھوں نے ایسا ہی کیا چراغ جلایا، کھانا تیار کیا اور بہلا پھسلا کر بچوں کو بھوکا سلا دیا پھر جب مہمان کے سامنے کھانا لگایا تو وہ خاتون اس انداز سے اٹھیں گویا وہ چراغ درست کرنا چاہتی ہوں لیکن انھوں نے چراغ کو بجھا دیا اور دونوں میاں بیوی مہمان کے سامنے ہاتھ منھ چلا کر یہ ظاہر کرتے رہے کہ وہ بھی مہمان کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں حالانکہ وہ دونوں ساری رات بھوکے رہے صبح کے وقت حضرت ابوطلحہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فِعَالِكُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى
تم دونوں کے رات کے سلوک سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں یہ آیت نازل فرمائی ۔
وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔
اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان کو شدید محتاجی ہو، اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں ۔(پ۲۸ع۴ر الحشر ۹)

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۳۵، کتاب المناقب ،باب وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۔اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ ان کو شدید محتاجی ہو، حدیث نمبر ۳۷۹۸ ۔ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۲۵، کتاب التفسیر ،باب قول اللہ تعالٰی ،وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ ،حدیث نمبر ۴۸۸۹ ۔

﴿دعوت میں شرکت کی اجازت﴾

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابو شعیب انصاری نے اپنے گوشت بیچنے والے غلام سے کہا پانچ آدمیوں کا کھانا بناؤ تاکہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت کر سکوں میں نے حضور کے چہرے پر بھوک کے آثار دیکھے ہیں اس دعوت میں کل پانچ آدمی شریک ہوں گے حضرت ابو شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضور کو کھانے کے لیے بلایا تو آپ کے ساتھ ایک ایسے آدمی بھی ساتھ آ گئے جن کی دعوت نہیں تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ صاحب میرے ساتھ چلے آئے ہیں کیا تم انھیں دعوت میں شرکت کرنے کی اجازت دیتے ہو؟ صحابی نے عرض کیا جی ہاں، انھیں بھی شرکت کی اجازت ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۳۲، اَبْوَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ ،بَابُ اِذَا اِذِنَ اِنْسَانٌ لاٰ خَرَ شَيْئاً جَازَ، جب کوئی آدمی دوسرے کے لیے کسی چیز کی اجازت دے تو جائز ہے، حدیث نمبر ۲۳۵۶۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بغیر دعوت کسی کے گھر جانا درست نہیں ہے اس سے گھر والوں کو تکلیف ہو سکتی ہے اور اگر کوئی کسی کے ساتھ چلا ہی جائے تو اس کے لیے دعوت دینے والے سے اجازت لے لیا جائے۔

﴿کھانے کا سنت طریقہ﴾

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سابق شوہر حضرت ابو سلمہ کے صاحبزادے حضرت عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کفالت میں پرورش پا رہے تھے وہ فرماتے ہیں کہ بچپن میں جب میں کھانا کھانے کے لیے بیٹھتا تو ایک طرف سے نہیں کھاتا تھا میرا ہاتھ برتن کے ہر طرف چلا کرتا تھا۔

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔

يَاغُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ وَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ۔

اے بچے! **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** پڑھ کر داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھایا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بعد میں ہمیشہ اسی طریقے سے کھانا کھاتا رہا۔

بخاری شریف دوم، صفحہ ۸۰۹، كِتَابُ الْاَطْعِمَه ،بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْاَكْلِ بِالْيَمِيْن ،کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم پڑھنے اور داہنے ہاتھ سے کھانے کا بیان، حدیث نمبر ۵۳۷۶۔

﴿چغلی نہ کرو﴾

وَلَايَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمِ۔ (پ۲۶ ع۱۴ الحجرات ۱۲)

اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا، اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا — جس سینے میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا
کسی کے عیب کو تو بے نقاب نہ کر — خدا خود حساب کرتا ہے تو حساب نہ کر

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جارہا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان دونوں قبر والوں کو عذاب دیا جارہا ہے مگر کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان دونوں میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی تر شاخ لی اور اس کو دو ٹکڑے کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا۔

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضور نے ارشاد فرمایا۔

لَعَلَّهُ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا۔

امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں سوکھیں گی نہیں ان دونوں کا عذاب ہلکا ہوگا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۲، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۶۱۔

فائدہ: حدیث پاک میں لفظ **لَعَلَّ** ہے جو امید کے معنی میں آتا ہے اور کسی چیز کی امید ہونے میں دونوں پہلو ہوتے ہیں امید پوری بھی ہوسکتی ہے اور نہیں بھی پوری ہوسکتی ہے لیکن یہ حکم عام آدمیوں کے لیے ہے جب کلام باری تعالیٰ یا اللہ کے نبیوں اور رسولوں کے کلام میں لفظ **لَعَلَّ** آتا ہے اس وقت اس کا معنی یقین کے آتا ہے۔

غیبت: کسی مسلمان کے پیٹھ پیچھے کسی سے اس کی کوئی ایسی بات کہنا کہ اگر اسے معلوم ہو تو اس کو ناگوار گذرے اگر چہ وہ بات سچی ہو اس کو **غیبت** کہتے ہیں۔

فائدہ: غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے جس طرح بدن کا گوشت کاٹنے سے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح غیبت کرنے سے دل کو تکلیف ہوتی ہے اور دل کی تکلیف زیادہ سخت ہوتی ہے جیسا کہ ایک عربی شاعر نے کہا ہے۔

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامُ — وَلَايَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ
تیر و تلوار کا زخم تو بھر جاتا ہے — مگر وہ زخم نہیں بھرتا جو زبان سے لگے

﴿مذکورہ آیت کا سبب نزول﴾

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ جب جہاد کے لیے روانہ ہوتے اور سفر شروع کرتے تو دو مالدار آدمیوں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو شامل فرما دیتے تا کہ وہ غریب مسلمان ان لوگوں کا کام کر دیا کرے اور وہ لوگ اسے کھلا پلا دیا کریں اس طرح دونوں کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی طرح دو مالدار مسلمانوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے ایک دن وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو دونوں حضرات نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ سے کھانا لے آئیں حضور کے مطبخ کے خادم وانچارج حضرت اسامہ بن زید کے پاس اتفاق سے کچھ بھی باقی نہ بچا تھا انھوں نے کہا اس وقت میرے پاس دینے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے حضرت سلمان فارسی نے یہی آ کر کہہ دیا اس بات کو سن کر ان دونوں حضرات نے کہا کہ اسامہ نے بخالت سے کام لیا ہے۔

جب وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا میں تمہارے منھ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں، ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے تو گوشت کھایا ہی نہیں، حضور نے فرمایا تم نے غیبت کی اور جو کسی مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔

(معالم التنزیل، تفسیر مدارک، تفسیر کبیر، تفسیر خزائن العرفان)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔

بغض نہ رکھو، حسد اور غیبت نہ کرو اور اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی ہو جاؤ۔

وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ۔

اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام قطع کرے۔

اور جب دونوں کی ایک دوسرے سے ملاقات ہو یہ اسے دیکھ کر منھ پھیر لے اور وہ اسے دیکھ کر منھ پھیر لے۔

وَخَيْرُهُمَا الَّذِىْ يَبْدَاُ بِالسَّلَامِ۔ اور ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام سے ابتدا کرے۔

یعنی وہ مسلمان بہتر ہے جو اپنے مسلمان بھائی سے ملنے میں ابتدا کرے اور اپنی دشمنی کو ختم کر ڈالے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۹۶، کتاب الادب، باب الھجرۃ، ہجرت کا بیان، حدیث نمبر ۶۰۷۷۔

فائدہ: جو آدمی دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا البتہ کسی فاسق و فاجر کا عیب اس مقصد سے بیان کرنا کہ لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں یا وہ خود اس سے باز آ جائے اس کو غیبت نہیں کہتے۔

﴿سود لینا دینا دونوں حرام ہے﴾

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو خیبر کا عامل مقرر فرمایا وہ واپس آئے تو بہت عمدہ قسم کا کھجور لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا خیبر کی ساری کھجوریں اسی طرح کی ہیں؟

عامل نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم، خیبر کی ساری کھجوریں تو ایسی نہیں ہیں ہوتا یہ ہے کہ ہم دو صاع خراب کھجوروں کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور لے لیتے ہیں اور تین صاع گھٹیا کھجوروں کے بدلے دو صاع عمدہ کھجور لے لیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو ان گھٹیا کھجوروں کو درہموں میں فروخت کر دیا کرو اور اچھی کھجوروں کو ان درہموں سے خرید لیا کرو۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۰۹، کِتَابُ الْمَغَازِی، بَابُ اسْتِعْمَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم، حدیث نمبر ۴۲۴۴، ۴۲۴۵۔

فائدہ: چونکہ پہلی صورت میں کھجور کی خرید و فروخت کھجور کے ذریعہ کی گئی تھی جو سود کے حکم میں ہو رہا تھا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور دوسری جائز ترکیب یہ بتا دی کہ اپنے کھجور کو پہلے فروخت کر دو اور جو پیسہ ملے اس سے دوسرا کھجور اپنی طبیعت کے مطابق خرید لو تا کہ سود کا حکم نہ لگے۔

اللہ تعالیٰ نے سود کی حرمت اور سود کھانے والوں کے انجام کے متعلق فرمایا۔

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ۔

وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ **ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا۔** (پ۳ ع۶ البقرہ ۲۷۵)

یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور حلال فرمایا اللہ نے تجارت کو اور حرام کیا سود کو۔

یعنی سود کھانے والا آدمی جب اپنی قبر سے اٹھنے کے بعد میدان قیامت کی طرف چلے گا تو ایسے گرتا پڑتا جائے گا جیسے کسی پر شیطان یا جن سوار ہو کر اس کو دیوانہ کر دے اور وہ اپنے جنون کے سبب آسانی سے چل نہ سکے۔

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ۔ (پ۳ ع۶ البقرہ ۲۷۶)

مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ کو پسند نہیں آتا کوئی ناشکرا بڑا گنہگار۔

فائدہ: سودی مال کو گھٹانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مال کو برکت سے خالی فرما دیتا ہے اور صدقہ کے بڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد جو مال بچتا ہے اس میں برکت ہوتی ہے زیادہ دولت بنتی ہے صدقہ کرنے والا تنگدست نہیں ہوگا اور آخرت میں اس صدقہ کا ثواب بھی ملے گا۔ (خزائن العرفان)

﴿بدلہ برابری کا ہو﴾

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا۔ اور برائی کا بدلہ اسی کی برابر برائی ہے۔(پ۲۵ع۵رشوریٰ۴۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں کسی یہودی نے ایک لڑکی پر ظلم کیا یعنی جو زیورات اس نے پہنے تھے وہ چھین لیا اور پتھر سے اس کا سر کچل دیا۔

گھر والے اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس وقت جبکہ وہ لڑکی زندگی کی آخری مرحلوں میں جا چکی تھی حضور نے اس لڑکی سے پوچھا ایسا کس نے کیا ہے؟ کیا فلاں آدمی نے کیا ہے؟ یا فلاں نے کیا ہے؟ اسی طرح باری باری ہر ایک کا نام لیا جب مارنے والے یہودی کا نام آیا تو لڑکی نے اپنے سر کے اشارے سے ہاں کہا اس یہودی کو بلایا گیا اور جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس یہودی کا سر بھی پتھر سے کچل دیا جائے۔

بخاری شریف جلد اول،صفحہ ۳۸۳،کِتَابُ الْوَصَایَا،بَابُ اِذَا اَوْمَا الْمَرِیْضُ بِرَاْسِهٖ اِشَارَةً بَیِّنَةً جَازَتْ۔کوئی مریض جب اپنے سر سے واضح اشارہ کردے تو اس کا اشارہ قابل اعتبار ہوگا، حدیث نمبر ۲۷۴۶۔

﴿بدلہ لینے کا شرعی حکم﴾

عرب میں اوس وخزرج نام کے دو مشہور قبیلے تھے ان میں سے ایک اپنی طاقت،عزت،شہرت،اور مال کے اعتبار سے دوسرے سے زیادہ تھے ان لوگوں نے یہ قسم کھا رکھی تھی کہ اگر ان کے قبیلے کا کوئی غلام قتل کیا گیا تو بدلے میں دوسرے قبیلے کے آزاد کو قتل کریں گے،عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو قتل کریں گے،زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح کی قسم کھانے اور اس کو پورا کرنے کے عادی تھے جب اسلام کا زمانہ آیا اور اس طرح قسم کھانے اور بدلہ لینے کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى۔

اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو آزاد کے بدلے آزاد،اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔

یعنی قاتل سے قصاص لینا واجب ہے اور قصاص و بدلہ لینے میں عدل و مساوات کا پورا پورا خیال کیا جائے اور کسی کو معاف کرنا یا اس سے خون بہا یا دیت لینا اور دیت لینے آسانی فراہم کرنا پسندیدہ امر ہے۔

فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ۔ (پ۲ع۶رالبقرہ۱۷۸)

تو جس کے لیئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا۔

فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۔ (پ۲۵ع۵رشوریٰ۴۰)

تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ پر ہے بے شک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔

معاف کر دینے یا خون بہا میں کچھ کمی کرنے سے دشمنی بھی دوستی میں بدل جاتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَاتَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَاالسَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ فَاِذَاالَّذِیْ بَیْنَکَ وَ بَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ

اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گے اے سننے والے، برائی کو بھلائی سے ٹال، جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست۔ (۲۴ ع ۱۹/ سجدہ ۳۴)

لیکن برائی کا بدلہ نیکی سے دینا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ خوش نصیبی کی علامت ہے۔

وَمَایُلَقّٰھَآ اِلَّاالَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَایُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ۔ (۲۴ ع ۱۹/ سجدہ ۳۴)

اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ (پ ۲۵ ع ۵/ شوریٰ ۴۳)

اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

بدلہ کا قانون ظالمانہ نہیں

مذہب اسلام میں انسان کی جان بہت عزیز ہے، ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے اور کسی ایک آدمی کی جان بچانے کو پوری نسل انسانیت کی جان بچانے سے تعبیر کیا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا۔ (پ ۶ ع ۹/ المائدہ ۳۲)

جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔

وَمَنْ اَحْیَاھَافَکَاَنَّمَا اَحْیَاالنَّاسَ جَمِیْعًا (پ ۶/ ع ۹/ المائدہ ۳۲)

اس لیئے یہ سوچنا بھی غلط ہے کہ مذہب اسلام قصاص کی صورت میں انتقام یا قتل و غارت گری کی دعوت دیتا ہے، نہیں، ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ قصاص کا قانون عدل و انصاف پر مبنی ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (پ ۲ ع ۶/ البقرہ ۱۷۹)

اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقل مندو! کہ تم بچو۔

یعنی قاتل کو سزا نہ دینے سے وہ جری ہوگا اور دوسرے لوگ جو مجرمانہ ذہنیت رکھتے ہیں وہ بھی بے خوف و خطر دوسروں کو قتل کریں گے اور لوگ جب قاتل کو مقتول کے بدلے قتل ہوتا ہوا دیکھیں گے تو کسی کے قتل کا خیال بھی دل میں لائیں گے اور اس سے بہت سی جانیں بچیں گی یہی وجہ ہے کہ سزا کے وقت یہ حکم ہے کہ مسلمان جمع ہو کر شرعی سزا کو دیکھیں تا کہ انہیں عبرت حاصل ہو۔ وَلْیَشْھَدْ عَذَابَھُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ (پ ۱۸/ ع ۷/ سورۃ النور ۲)

اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

﴿قصاص وحدود کے قوانین توریت وانجیل کے مطابق مگر؟﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ یہودی ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر حاضر ہوئے جنہوں نے زنا کیا تھا حضور نے ان سے فرمایا تم میں جو زنا کرتا ہے اس کو کیا سزا دیتے ہو؟ یہودیوں نے کہا ہم اس کو مارتے ہیں اور اس کا منھ کالا کرتے ہیں حضور نے فرمایا کیا تم توریت میں رجم کا حکم نہیں پاتے ہو؟ انھوں نے کہا نہیں ہم توریت میں ایسا کوئی حکم نہیں پاتے۔

حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو توریت لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم اپنے قول میں سچے ہو جب توریت لائی گئی توریت پڑھنے والے نے آیت رجم پر اپنی ہتھیلی رکھ دی اور اس کے قریب سے آیت رجم کے علاوہ کچھ اور پڑھنے لگا حضرت عبداللہ بن سلام نے اس کا ہاتھ آیت رجم سے ہٹایا اور کہا یہ کیا ہے؟ جب یہودیوں نے اسے دیکھا تو کہا یہ آیت رجم ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں کے متعلق حکم دیا تو مسجد کے پاس جنازہ پڑھنے کی جگہ کے قریب انہیں سنگسار کیا گیا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۵۴، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی، قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان تم فرماؤ توریت لاکر پڑھو اگر تم سچے ہو، پ ۴ ع ۱ آل عمران ۹۳۔ حدیث نمبر ۴۵۵۶۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قصاص وحدود کے اسلامی قوانین توریت وانجیل کے مطابق ہیں۔

اسلامی قانون اور دوسرے مذاہب کے قوانین میں فرق یہ ہے کہ توریت کے حکم کے مطابق قاتل کو مقتول کے بدلے قتل کرنا ضروری تھا دیت لینے یا معاف کر دینے کا اختیار نہ تھا اور انجیل کے حکم کے مطابق قاتل کو معاف کر دینا ضروری تھا عیسائیوں کو قصاص لینے کا اختیار نہیں تھا لیکن مسلمانوں کو اختیار دیا گیا چاہیں تو قصاص لیں یا کچھ مال کے عوض قاتل کو معاف کر دیں یا کچھ لیے بغیر ہی معاف کر دیں جس کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بنی اسرائیل میں قصاص کا رواج تو تھا لیکن دیت لینے کا حکم نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے اس امت محمدیہ سے یہ فرمایا۔

فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ (پ۲ ع۶ البقرہ ۱۷۹)

تو جس کے لیئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا، یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا کرنا ہے اور تم پر رحمت تو اس کے بعد جو زیادتی کرے تو اس کے لیئے دردناک عذاب ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۴۶، کِتَابُ التَّفْسِیْرِ، بَابُ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ، اے ایمان والو تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو، حدیث نمبر ۴۴۹۸۔

حَدّ مخصوص گناہ پر شریعت کی جانب سے مقرر کردہ سزا کو حَدّ کہتے ہیں جیسے چور کی سزا ہاتھ کاٹنا، حَدّ کا مقصد لوگوں کو گناہوں سے روکنا ہے اور جس گناہ پر حد جاری ہوتا ہے مجرم شرعی طور پر اس گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔

﴿اسلامی سزا میں امیر و غریب سب برابر ہیں﴾

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْآ اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ۔ (پ۶ ع۱۰ المائدہ ۳۸)

اور جو مرد یا عورت چور ہو تو اُن کا ہاتھ کاٹو اُن کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا۔

اسلام دے رہا ہے مساوات کا سبق تو پیش سب کے سامنے اس کا نظام کر

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اہل قریش ایک مخزومی عورت کے متعلق بہت پریشان تھے جس نے چوری کی تھی۔ (پریشانی کی وجہ یہ تھی کہ حکم شرعی کے مطابق اس عورت پر حد جاری ہونا تھا)

لوگ کہنے لگے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کون کرے؟ کچھ لوگوں نے کہا حضرت اسامہ بن زید کے سوا ایسی جرأت کون کرسکتا ہے؟ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہیتے ہیں وہی کچھ کر سکتے ہیں جب حضرت اسامہ بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو حضور کے چہرۂ انور کا رنگ تبدیل ہوگیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھ سے اللہ کی حدود کے بارے میں سفارش کررہے ہو؟

حضرت اسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے معاف فرمادیں، شام کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی جو اس کی شان کے لائق ہے اس کے بعد فرمایا بے شک تم سے پہلے کے لوگ اسی لیے ہلاک ہوئے تھے کہ جب کوئی مالدار یا طاقتور آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور یا غریب آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے تھے۔

وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔

قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا حضور نے اس عورت کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم فرمایا اس عورت نے پھر بعد میں توبہ کرلیا اور کسی سے نکاح کرکے اپنی ضرورت پوری کرلی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد وہ میرے پاس کبھی کبھی آتی اور اگر اس کی کوئی ضرورت ہوتی تو میں حضور سے بتادیا کرتی۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۹۴، کِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ، بَابُ حَدِيْثُ الْغَارِ، حدیث غار کا بیان، حدیث نمبر ۳۴۷۵۔

فائدہ: چوری کرنا ایک جرم ہے، چوری کے سبب انسان کا کام رک جاتا ہے اس لیے شریعت نے چور کی سزا ہاتھ کاٹنا مقرر کیا ہے تاکہ چور آئندہ چوری کرنے سے باز رہے اور دوسرے لوگ اس سزا سے عبرت حاصل کریں۔

فائدہ: قصاص و حدود کے جو اصول و ضوابط اور قوانین ہیں وہ صرف اُن ملکوں کے لیے ہے جہاں اسلامی قانون رائج ہے یا اسلامی حکومت قائم ہے اور وہ ممالک جو غیر اسلامی ہیں وہاں یہ قانون جاری نہ ہوگا بلکہ وہاں کے مسلمانوں کو اس ملک کے قانون کے مطابق وہاں کی عدالت سے رجوع کرنا ہوگا۔

چونتیسواں باب

مرض اور موت

چھوت چھات کی بیماری

حضرت عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ نواس نام کے ایک آدمی کے پاس کچھ استسقاء زدہ اونٹ تھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما گئے اور اس کے ساتھی سے ان اونٹوں کو خرید لیا جب اس کا ساتھی آیا تو اس نے بتایا کہ میں نے ان اونٹوں کو بیچ دیا ہے اس نے پوچھا تم نے کس کے ہاتھ بیچا ہے؟ اس نے کہا اس حلیہ کے ایک بزرگ آئے تھے وہ خرید کر لے گئے اس کے ساتھی نے کہا تجھے خرابی ہو قسم خدا کی! وہ حضرت عبداللہ بن عمر ہیں۔

اب وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میرے ساتھی نے آپ کو نہیں پہچانا اور استسقاء زدہ اونٹ آپ کے ہاتھ بیچ دیا آپ نے فرمایا ایسا ہے تو اس کو واپس لے جاؤ جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے فرمایا رہنے دو ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی ہیں آپ نے یہ فرمایا ''چھوت چھات کچھ نہیں ہے''۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۸۱، کتاب اَلْبُیُوْع، باب شِرَاءِ الْاِبِلِ الْهِیْمِ اَوِالْاَجْرَب، استسقاء زدہ اونٹ یا خارش زدہ اونٹ خریدنے کا بیان، حدیث نمبر ۲۰۹۹۔

مریض کی عیادت سنت ہے

آتا ہے مسافر دنیا میں جائے گا وطن وہ آج نہ کل سامانِ سفر میں الجھا ہے کچھ فکر نہیں گھر جانے کی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ میں سخت بیمار ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے کافی مال و دولت چھوڑا ہے اور میرے پیچھے صرف ایک لڑکی ہے کیا میں دو تہائی مال کی وصیت کر کے ایک تہائی مال اپنی لڑکی کے لیے چھوڑ دوں؟

حضور نے انکار فرمایا میں نے پھر عرض کیا میں آدھے مال کی وصیت کر کے آدھا مال چھوڑ دوں کیا؟ حضور نے پھر انکار کیا میں عرض گذار ہوا یا رسول اللہ! کیا میں تہائی مال کی وصیت کر کے دو تہائی مال اپنی لڑکی کے لیے چھوڑ دوں؟ حضور نے فرمایا کہ تہائی کر دو لیکن تہائی بھی زیادہ ہے اس کے بعد آپ نے میری پیشانی پر اپنا دست مبارک رکھا پھر اپنا ہاتھ میرے چہرے اور پیٹ پر پھیرا اور میرے لیے دعا کی اس وقت سے جب بھی مجھے اپنا خیال آتا ہے تو حضور کے دست شفقت کی ٹھنڈک اپنے جگر کے اندر محسوس کرتا ہوں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۴۵، کتاب الْمَرْضٰی، باب وَضْعِ الْیَدِ عَلَی الْمَرِیْضِ، مریض پر ہاتھ رکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۵۶۵۹۔

﴿عیادت کے وقت کی دعا﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی مریض کے پاس جاتے یا حضور کے پاس کوئی مریض لایا جاتا تو آپ یہ دعا فرماتے۔

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِيْ لَاشِفَاءَ اِلَّاشِفَاءُ كَ شِفَاءً لَايُغَادِرُ سُقْمًا۔

تکلیف دور فرمااے لوگوں کے پروردگار! شفادے اور تو ہی شفا دینے والا ہے سوائے تیری شفا کے اور کوئی شفا نہیں ایسی شفادے جو بیماری کچھ بھی نہ چھوڑے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۴۷، کِتَابُ الْمَرْضٰی، بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ، عیادت کرنے والے کا مریض کے لیے دعا کرنا، حدیث نمبر ۵۶۷۵۔

فائدہ: بیماری یا مصیبت سے گھبرا کر موت کی تمنا کرنا منع ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی کسی تکلیف کی وجہ سے ہرگز موت کی تمنا نہ کرے اور اگر ضروری ہو تو یہ دعا کرے اے اللہ! مجھ کو زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہو اور مجھے موت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو

بخاری شریف، جلد دوم صفحہ ۸۴۷، کِتَابُ الْمَرْضٰی، بَابُ تَمَنِّي الْمَرِيْضِ الْمَوْتَ، مریض کا موت کی تمنا کرنا، حدیث نمبر ۵۶۷۱۔

﴿ساٹھ سال کی عمر والے غور کریں﴾

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ۔

اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (پ۲۲ ع۱۶ سورۃ الفاطر ۳۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا عذر قبول نہیں فرمائے گا جس کی موت کو موخر فرمایا ہے یہاں تک کہ اسے ساٹھ سال کی عمر کو پہنچایا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۵۰، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً، اس شخص کا بیان جو ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا، حدیث نمبر ۶۴۱۹۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے جس مسلمان کو لمبی عمر دی ہے اگر جوانی میں عبادت و ریاضت نہ کیا اور احکام الٰہی کا پابند نہ رہا تو اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ ضعیفی میں پابند رہتا اور جب اس نے بوڑھاپے میں بھی خوف خدا نہیں کیا ہے اور گناہوں میں ملوث رہا ہے تو اب اس کے لیے عذر کیسا؟

بستر غفلت سے اٹھ غافل خدا کے واسطے — کر مہیا اٹھ کے کچھ روزِ جزا واسطے
حد بھی ہر چیز کی آخر کہاں تک سوئے گا — آج یوں سویا تو کل پھر ہاتھ مل کر روئے گا
جاگنا ہو جاگ لے افلاک کے سائے تلے — حشر تک سونا پڑے گا خاک کے سائے تلے

﴿مرنے والوں کی تعریف و مذمت؟﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ ایک جنازہ کو لے کر گذرے تو لوگوں نے اس کی اچھائی بیان کی، حضور نے فرمایا واجب ہوگئی پھر لوگ ایک دوسرا جنازہ لے کر گذرے تو لوگوں نے اس کی برائی بیان کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر فرمایا واجب ہوگئی، حضرت عمر نے عرض کیا، کیا واجب ہوگئی؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں نے ایک کی اچھائی بیان کی تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور وہ جس کی تم نے برائی بیان کی تو اس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۳، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ، مرنے والوں کی تعریف کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۶۷۔

﴿تعریف و مذمت کی ایک اور روایت﴾

حضرت ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں مدینہ آیا ہوا تھا اس وقت مدینہ میں بیماری پھیلی ہوئی تھی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گذرے لوگوں نے اس کی تعریف کی تو حضرت عمر نے فرمایا واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گذرا تو لوگوں نے اس کی بھی تعریف کی، آپ نے فرمایا واجب ہوئی پھر تیسرا جنازہ گذرا تو اس کی برائی کی گئی حضرت عمر نے پھر فرمایا واجب ہوگئی حضرت ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا اے امیر المومنین کیا واجب ہوئی؟ آپ نے فرمایا میں نے ایسے ہی کہا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے اچھے ہونے کی گواہی چار آدمی دیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا ہم نے پوچھا کہ اگر تین آدمی گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا اسے بھی جنت ملے گی پھر ہم نے پوچھا اگر دو آدمی کسی کی اچھائی کی گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا اگرچہ دو آدمی گواہ ہوں پھر ہم نے ایک آدمی کی گواہی کے متعلق کچھ نہ پوچھا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۳، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ، مرنے والوں کی تعریف کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۶۸۔

﴿مرحومین کے نام صدقہ﴾

فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔(پ۴ع۵ ال عمران ۱۴۸)

تو اللہ نے انہیں دنیا کا انعام دیا اور آخرت کے ثواب کی خوبی اور نیکی والے اللہ کو پیارے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ ان کی غیر حاضری میں انتقال کر گئیں، حضرت سعد، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری والدہ صاحبہ کا وصال ایسے وقت میں ہوا جب میں گھر میں نہ تھا اب اگر میں اپنی والدہ کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا انھیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، حضرت سعد بن عبادہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اپنا باغ مخراف اپنی والدہ صاحبہ کی طرف سے صدقہ کرتا ہوں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۸۶، کِتَابُ الْوَصَايَا، وصیتوں کا بیان، بَابُ اِذَا قَالَ دَارِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ، جب کسی نے کہا کہ میرا گھر اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ ہے، حدیث نمبر ۲۷۵۶۔

مستریح اور مستراح کیا ہے؟

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا | پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا
ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا | بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا **مُسْتَرِيْحٌ وَ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ۔**

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ مستریح اور مستراح کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا موت سے مومن بندہ دنیا کی مشقت اور اس کی تکلیف واذیت سے آرام پا کر رحمت الٰہی کی طرف لوٹتا ہے اور بدکار آدمی کی موت سے اللہ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے آرام پا جاتے ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۶۴، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ، موت کے سکرات کا بیان، حدیث نمبر ۶۵۱۲۔

فائدہ: کافر و فاسق کے مرنے سے لوگ اس کے ظلم وستم سے، شہر فتنہ وفساد سے، درخت ظلم وجبر کے ساتھ پھل لیے جانے سے، چوپائے ظلماً کم خوراک پانے اور طاقت سے زیادہ کام لیے جانے سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

قبرستان سے واپس لوٹنے والی چیزیں؟

اطلس و کمخواب کی پوشاک پر نازاں نہ ہو | اس تنِ بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا
جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر درود | آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گا آتی و لیکن حشر تک | نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں جس میں سے دو واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے میت کے پیچھے اس کے اہل وعیال، اس کے مال اور اس کے عمل جاتے ہیں مال اور اہل وعیال لوٹ آتے ہیں اور مرنے والے کا عمل اس کے ساتھ باقی رہتا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۶۴، كِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ، موت کے سکرات کا بیان، حدیث نمبر ۶۵۱۴۔

فائدہ: بعض قبائل عرب میں میت کے جنازہ کے ساتھ اس کے جانوروں کو بھی قبرستان لے جانے کا غلط رسم ورواج قائم تھا اس وجہ سے اس حدیث میں مال کا تذکرہ ہے۔ (نزہۃ القاری شرح بخاری)

ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں | پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

﴿موت پر صبر کی ابتدا کب سے؟﴾

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ۔(پ۲ع۳،البقرہ۱۵۳) بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

وَ بَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ۔ اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

اور خوش خبری سناؤ ان صبر کرنے والوں کو، کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور ہم کو اسی کی طرف لوٹنا ہے۔(پ۲ع۳،البقرہ۱۵۵،۱۵۶)

دیدۂ عبرت سے گورستاں کی جانب کر نظر — سو رہے ہیں کیسے کیسے شہر و ایواں چھوڑ کر
جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے — جھاڑ اس کی قبر پر ہے اور نشاں کچھ بھی نہیں

حضرت ثابت بنانی فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کے کسی عورت سے یہ پوچھا کہ کیا تم فلاں عورت کو جانتی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں، حضرت انس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عورت کے پاس سے گذرے اُس وقت یہ عورت ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی، حضور نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو تو اس عورت نے جواب دیا جو مصیبت مجھ پر پڑی ہے آپ اسے نہیں جانتے ہیں اس کی بات کو سن کر حضور آگے بڑھ گئے۔

ایک آدمی اس عورت کے پاس آیا اور پوچھا حضور نے تم سے کیا فرمایا تھا؟ اس نے کہا افسوس، میں نے تو حضور کو نہیں پہچانا اُس آدمی نے بتایا وہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے اب وہ حضور کے دروازے پر آئی اس نے دروازے پر کسی دربان کو نہیں پایا تو خود حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم، میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ اَوَّلِ صَدْمَۃٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صبر تو صدمے کے شروع میں ہوتا ہے۔

یعنی جب صدمہ لاحق ہو یا پریشانی آئے تو شروع ہی میں تکلیف پر صبر کرے تا کہ اجر و ثواب کا مستحق ہو۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۵۹، کِتَابُ الْاَحْکَامِ، بَابُ مَاذُکِرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ لَہٗ بَوَّابٌ، اس بات کا بیان کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر پر کوئی دربان نہ تھا، حدیث نمبر ۷۱۵۴۔

﴿میت کے گھر والوں کی دلجوئی﴾

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کسی کا انتقال ہو جاتا تو وہاں بہت سی عورتیں اکٹھا ہوتیں پھر وہ سب چلی جاتیں جب صرف گھر کے لوگ یا اس کے خاص رشتہ دار عورتیں رہ جاتیں تو وہ تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں، ثرید تیار کیا جاتا اور اس پر تلبینہ انڈیل دیا جاتا پھر فرماتیں اسے کھاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تلبینہ مریض کے دل آرام پہنچانے والی چیز ہے اُس کے غم کو کچھ دور کر دیتی ہے۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۱۵، کِتَابُ الْاَطْعِمَۃِ، بَابُ التَّلْبِیْنَۃِ، تلبینہ کا بیان، حدیث نمبر ۵۴۱۷۔

فائدہ: تلبینہ: دودھ کے مشابہ رقیق، آٹے سے یا کھجور سے بنا ہوا ایک قسم کا عربی کھانا جس میں کبھی شہد ملاتے ہیں

﴿زمانہ جاہلیت کا سوگ﴾

حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب کسی عورت کا خاوند انتقال کر جاتا تو وہ ایک بڑے خراب سے کمرے میں داخل ہو جاتی، خراب سے خراب کپڑے پہنا کرتی اور خوشبو کو ہاتھ نہ لگاتی تھی یہاں تک کہ اسی طرح وہ پورا سال گذار دیتی تھی پھر اُس کے پاس گدھا، بکری یا پرندوغیرہ میں سے کوئی جانور لایا جاتا وہ اس پر ہاتھ پھیرتی تو شاید ہی ایسا ہوتا کہ وہ مر نہ جاتا ہو پھر اس کے پاس مینگنیاں لائی جاتیں تو وہ انہیں پھینکتی ہوئی جاتی اور ان سب کاموں کو کرنے کے بعد اب وہ خوشبو وغیرہ جو چیز بھی استعمال کرنا چاہتی وہ کر سکتی تھی۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۰۳، کِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا، حدیث نمبر ۵۳۳۷۔

فائدہ: زمانہ جاہلیت سے مراد زمانہ فترت ہے یعنی وہ زمانہ جس میں کسی نبی یا رسول کی آمد نہ ہوئی ہو اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے درمیان کی مدت ہے جو تقریباً پانچ سو سال ہے زمانہ جاہلیت میں اگر کسی کا شوہر مر جاتا تو مذکورہ روایت کے مطابق اسی طرح سوگ منانے کا رسم و رواج تھا۔

﴿مردوں پر سوگ کرنے کی اسلامی مدت﴾

یوسف کی طرح تو لاکھوں تھے جو آج پڑے ہیں زیر زمیں　　　اس باغ جہاں کے مالی نے جس گل کو چاہا توڑ لیا

حضرت زینب بنت ابو سلمہ روایت فرماتی ہیں کہ ملک شام سے جب حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر آئی تو ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تیسرے دن زعفران منگوائی، اپنے رخسار اور ہاتھوں پر لگایا اور کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

لَایَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَیْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا۔

جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ کسی مرنے والے پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے البتہ شوہر کے انتقال کرنے پر اس کی بیوی کو چار مہینے دس دن تک سوگ منانے کا حکم ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۷۰، کِتَابُ الْجَنَآئِزِ، بَابُ حَدِّ الْمَرْاَةِ عَلٰی غَیْرِ زَوْجِهَا، عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کا سوگ منانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۲۸۰۔

حضرت زینب بنت ابو سلمہ فرماتی ہیں میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے یہاں گئی اسی درمیان اُن کے بھائی کا وصال ہوا تھا ام المومنین نے خوشبو منگوائی اس کو لگایا اور فرمایا مجھے خوشبو کی کوئی حاجت نہیں مگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کو کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں البتہ شوہر کے انتقال کرنے پر اس کی بیوی چار ماہ دس دن تک سوگ منائے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۷۰، کِتَابُ الْجَنَآئِزِ، بَابُ حَدِّ الْمَرْاَةِ عَلٰی غَیْرِ زَوْجِهَا، عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کا سوگ منانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۲۸۲۔

﴿بیوی کا سوگ شوہر کے مرنے پر﴾

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا (پ۲ع۱۴،البقرہ۲۳۴)

اور تم میں سے جو انتقال کریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

حضرت زینب اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرماتی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیٹی کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور اس کی آنکھ میں تکلیف ہے تو کیا ہم اسے سرمہ لگا سکتے ہیں؟ حضور نے دو تین مرتبہ انکار فرمایا اور آپ ہر بار یہی فرماتے رہے کہ نہیں پھر حضور نے فرمایا کہ یہ سوگ چار ماہ دس دن ہے حالانکہ زمانہ جاہلیت میں عورت ایک سال بعد مینگنیاں پھینکتی تھی۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۸۰۳، کِتَابُ الطَّلَاقِ، بَابُ تُحِدُّ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا، حدیث نمبر ۵۳۳۶۔

فائدہ: جس کا شوہر مر جائے اور وہ باندی یا حاملہ نہ ہو تو وہ چار ماہ دس دن تک کی مدت میں نہ نکاح کرے، نہ اپنا مسکن چھوڑے، نہ بے عذر تیل لگائے، نہ خوشبو لگائے، نہ سنگار کرے، نہ مہندی لگائے، نہ ریشمی کپڑے پہنے، نکاح کے لیے کسی سے کھل کر نہ بات کرے اور نہ کسی سے اپنے نکاح کی بات کرائے اور حاملہ کی عدت کی مدت بچے کی ولادت تک ہے۔ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ (پ۲۸ع۱۷،الطلاق۵)

اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں۔

پچپن یا ساٹھ سال کی عورتیں جو سن ایاس کو پہنچ چکی ہوں یا جن کی حیض کا سلسلہ منقطع ہو چکی ہو یا جن کو ابھی تک حیض نہ آیا ہو ان کے لیے سوگ کی مدت تین ماہ ہے۔

وَالّٰٓئِیْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ يَحِضْنَ۔

اور تمہاری عورتوں میں جنہیں حیض کی امید نہ رہی اگر تمہیں کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں حیض نہ آیا۔ (پ۲۸ع۱۷،الطلاق۵)

﴿عذاب قبر﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جا رہا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے مگر کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان دونوں میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی تر شاخ لی اور اس کو دو ٹکڑے کیا پھر ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضور نے فرمایا مجھے امید ہے جب تک یہ شاخیں سوکھیں گی نہیں ان دونوں کا عذاب ہلکا ہوگا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۲، کِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانے کا بیان، حدیث نمبر ۱۳۶۱۔

﴿قبر میں سوال و جواب﴾

مخلوق میں افضل تریں نبیوں میں خَتْمُ الْمُرْسَلِیْن پھر اس پہ محبوبِ خدا صَلِّ عَلٰی صَلِّ عَلٰی
وہ پوچھتے ہی رہ گئے مَنْ رَّبُّکَ مَا دِیْنُکَ میں یہ پڑھتا ہی رہا صَلِّ عَلٰی صَلِّ عَلٰی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی وَذَھَبَ اَصْحَابُہٗ حَتّٰی اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ۔

جب آدمی اپنی قبر میں رکھدیا جاتا ہے اور اس کے اقارب واپس جاتے ہیں تو میت ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے پھر دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اس کو بٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں۔

مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟

تم اس شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ **فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ وَ رَسُوْلُہٗ۔**

وہ جواب دیتا ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

پھر اسے دوزخ دکھائی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں اپنی جگہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کے بدلے جنت عطا کی ہے مرنے والا اگر کافر یا منافق ہے تو کہتا ہے۔ **لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَایَقُوْلُ النَّاسُ۔**

مجھے ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے میں تو وہی کہتا ہوں جو لوگ کہا کرتے تھے۔

اس سے کہا جائے گا افسوس نہ تو نے انھیں جانا اور نہ ہی انھیں سمجھا یعنی اگر سمجھتا تو مومن ہوتا اور عذاب الٰہی سے رہائی پاتا، لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے وہ چیختا ہے چلاتا ہے مگر اس کی چیخ کو انسان اور جن نہیں سن سکتے ان دونوں کے علاوہ آس پاس کی دوسری تمام چیزیں سنتی ہیں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۸، کِتَابُ الْجَنَائِز، بَابُ الْمَیِّتِ یَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ، مردہ لوٹ کر جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے، حدیث نمبر ۱۳۳۸۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ انسان مرنے کے بعد بھی سننے کی طاقت رکھتا ہے۔

﴿مُردوں کے سننے کی ایک اور روایت﴾

حضرت انس بن مالک حضرت ابوطلحہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بدر کے دن کفار قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو ایک اندھے کنواں میں پھینک دیا گیا تھا حضور کا یہ طریقہ تھا کہ جب آپ کسی قوم پر غلبہ حاصل کرتے تو وہاں تین دنوں تک قیام فرماتے جب میدان بدر میں تیسرا دن آیا تو آپ نے سواری لانے کا حکم فرمایا حضور اونٹنی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو کچھ صحابہ بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔

صحابہ یہ سمجھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی ضرورت کے تحت روانہ ہوئے ہیں لیکن آپ اسی بدر کے کنواں کے پاس جا کر کھڑے ہوئے جس میں کفار مکہ کی لاشیں پڑی تھیں اور ان لاشوں کے نام مع ولدیت

لے کر فرمایا: اے فلاں ابن فلاں! اے فلاں ابن فلاں! تمہیں یہ بات اچھی لگتی؟ کہ تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے بے شک ہمارے رب نے ہم سے جس کا وعدہ فرمایا وہ ہمیں حاصل ہوگئی تم یہ بتاؤ کہ جس چیز کا اس نے تمہارے لیئے وعدہ کیا تمہیں وہ حاصل ہوگئی ہے کیا؟ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ایسے جسموں سے کلام فرمارہے ہیں جن کے اندر روح نہیں ہیں؟ حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جان ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۵۶۵، كِتَابُ الْمَغَازِي، بَابُ قَتْلِ اَبِي جَهْلٍ، ابوجہل کے قتل کا بیان، حدیث نمبر ۳۹۷۹۔
بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۸۳، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ مَاجَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، عذاب قبر کا بیان حدیث نمبر ۱۳۷۰۔

﴿قرآن کی آیت کا مطلب﴾

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ بے شک تمہارا پیغام تمہارے سنائے مردے نہیں سنتے ہیں۔

کچھ لوگ قرآن کی مذکورہ آیت کی بعد والی عبارتوں کو نہ ملا کر صرف ان جملوں کو انبیا، اولیا اور مردوں کے نہ سننے پر دلیل بناتے ہیں جو غلط ہے اور اس سے مردوں کی زندگی، ان کے سننے، بولنے، دیکھنے پر دلالت کرنے والی احادیث صحیحہ کا انکار ہے پوری آیت کا معنی ومفہوم پڑھنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس آیت میں مردوں سے مراد، قبر کے مردے نہیں بلکہ ایمان قبول نہ کرنے کی صلاحیت رکھنے والے کفار ومشرکین مراد ہیں۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (پارہ ۲۱، سورہ روم ۵۲،۵۳)(پارہ ۲۰، سورہ النمل ۸۰،۸۱)

بے شک تمہارا پیغام تمہارے سنائے نہ مردے سنتے ہیں اور نہ بہرے جب وہ منہ موڑ کر بھاگ لیں اور نہ اندھوں کو منزل تک پہنچا سکتے ہو تمہارے سنائے وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

(۱) فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى تم مردوں کو نہیں سنا سکتے۔

یعنی وہ کفار ومشرکین جن کے مقدر میں کفر ہی لکھا ہے یہ لوگ بغض وعناد کے سبب حق بات سننے سے عاجز ہیں۔

(۲) اس کے مقابل ہے اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا۔

تمہارے سنائے وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے یعنی ایمان والے تمہاری باتوں کو سننے والے ہیں کافروں کے مقابلے میں مومنوں کا بیان ہوا ہے کافروں کی دوسری صفتوں کو آیت کے درمیان اندھا، بہرا کہہ کر بیان کیا گیا جیسا کہ سورہ البقرہ، آیت نمبر ۱۸، میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کے متعلق فرمایا ہے۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں تو وہ پھر آنے والے نہیں۔

یعنی کفار ومشرکین حق بات سننے، بولنے اور پڑھنے سے بہروں، گونگوں، اندھوں کی طرح عاجز ہو چکے ہیں۔

جب مذکورہ آیت میں قبر کے مردوں کا کوئی بیان نہیں ہے جو پوری آیت کے ترجمے سے ظاہر ہے تو اس آیت

کے چند جملوں کو کاٹ کر، بعد کے جملوں کو چھوڑ کر اس کو قبر کے مردوں کے نہ سننے پر دلیل بنانا کیسے درست ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں شہیدوں کی زندگی کے متعلق واضح طور پر بیان فرمادیا ہے۔

وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ (پارہ۲،سورہ البقرہ ۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ (پارہ۴،سورہ آل عمران ۱۶۸)

اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں یہ اور بات ہے کہ ان کی زندگی کیسی ہے؟، ان کا سننا دیکھنا اور بولنا کیسا ہے؟ ہمیں اس کا شعور وادراک نہیں، تا نہ بخشد خدائے بخشندہ، اور ہم عالم برزخ کو یا اخروی زندگی کو دنیاوی زندگی پر قیاس بھی نہیں کر سکتے لیکن جب قرآن وحدیث سے ان کا زندہ ہونا، سننا، بولنا معلوم ہوگیا یہ ہمارے لیئے کافی ہے۔

موت کو بھی ہمیشہ کے لیے مرنا ہے

کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَهٗ لَهُ الْحُکْمُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ (پ۲۰ ع۱۴ القصص ۸۸)

ہر چیز فانی ہے سوا اس کی ذات کے، اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف پھر جاؤ گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت میں موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا پھر ایک پکارنے والا پکارے گا اے جنت والو! تو وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے منادی اُن سے کہے گا کیا تم لوگ اسے پہچانتے ہو؟ وہ سب کہیں گے ہاں، ہم اسے پہچانتے ہیں یہ موت ہے یہاں تک کہ جب اسے سب دیکھ لیں گے تو پھر منادی پکارے گا اے جہنم والو! تو وہ سب سر اٹھائیں گے منادی کہے گا اسے پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے اور جب سب نے اسے دیکھ لیا ہوگا تو وہ ذبح کیا جائے گا پھر منادی کہے گا اے جنت والو! تم ہمیشہ رہنے والے ہو تمہارے لیے موت نہیں ہے اور اے جہنم والو! تم بھی ہمیشہ رہنے والے ہو تمہارے لیے بھی موت نہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْحَسْرَۃِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ وَّ ھُمْ لَایُؤْمِنُوْنَ۔ (پ۱۶ ع۵ مریم ۳۹)

اور انھیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے دن کا جب فیصلہ ہو چکے گا اور وہ غفلت میں ہیں اور نہیں مانتے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۹۱، کتاب التفسیر، باب قولہ تعالٰی وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْحَسْرَۃِ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا بیان کہ اور انھیں حسرت کے دن سے ڈراؤ، حدیث نمبر ۴۷۳۰۔

فائدہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جملہ انبیا، اولیا اور دوسرے شفاعت کرنے والوں کی شفارش سے جب سارے گنہگار مسلمانوں اور موحدین کو جہنم سے نکال کر جنت میں پہنچا دیا جائے گا اور جہنم میں وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کے لیئے جہنم میں رہنا ہے تو اس وقت موت کو ہمیشہ کے لیئے ذبح کر دیا جائے گا۔

﴿پینتیسواں باب﴾

﴿بدعت حسنہ اور بدعت ضلالہ؟﴾

حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد میں گیا تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں یا کہیں ایک آدمی کے ساتھ کچھ لوگ مل کر نماز پڑھ رہے ہیں حضرت عمر نے فرمایا میرا خیال ہے اگر ان کو ایک قاری پر متفق کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا چنانچہ انہوں نے اُن سب کو اُبی ابن کعب کی اقتدا پر جمع کر دیا پھر میں دوسری رات ان کے ساتھ مسجد میں گیا تو دیکھا کہ وہ سب لوگ ایک قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے حضرت عمر اُن کو دیکھ کر بولے ''نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِہٖ'' یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۶۹، کِتَابُ الصِّیَام، بَابُ فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ، رمضان کی راتوں میں قیام کرنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۲۰۱۰۔

مذکورہ حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان ,,**کیا ہی اچھی بدعت ہے**،، سے یہ معلوم ہوا کہ بدعت کی ایک ایسی قسم بھی ہے جو مستحسن ہے، کارِ ثواب ہے اور یہ بدعت سیعہ یا بدعت ضلالہ کے علاوہ ہے اسی کو فقہا، علما اور محدثین بدعت حسنہ کہتے ہیں چونکہ آج کل ہر نئے کام کو خواہ وہ جائز اور مستحسن ہی کیوں نہ ہو اس کو بدعت کہنے کا ایک عام رواج ہے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایسا کام کیا گیا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورِ حیات میں نہیں کیا گیا یا صحابہ کے دور میں نہیں کیا گیا اس لیے حدیث کے مطابق ایسا کرنا جہنم میں جانے کا سبب ہے؟

ان سب باتوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان منافرت پھیلتی ہے، اخوت و بھائی چارگی کا رشتہ ختم ہوتا ہے اور بحث و مباحثہ ہوتا ہے اس لیے اس کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جاتی ہے شاید کہ توجہ کے لائق ہو؟

ہر نیا کام بدعتِ ضلالہ نہیں ہے بلکہ بدعتِ ضلالہ وہ ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو یا قرآن و حدیث سے متصادم ہو یا جو ثابت شدہ سنتوں کا رد کرے اسی کو بدعت ضلالہ یا بدعت سیئہ کہتے ہیں اور اس کے علاوہ جو ہے وہ بدعت حسنہ ہے مزید وضاحت کے لیے بخاری شریف کی یہ روایتیں کافی ہیں۔

﴿بدعت حسنہ کی مزید روایتیں﴾

﴿۱﴾ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دورِ خلافت میں ہم شرابی کو لاتے تو اسے اپنے ہاتھوں

اور چپلوں اور چادروں سے مارتے تھے پھر حضرت عمر نے اپنی خلافت کے اخیر دور میں چالیس کوڑے مارا اس کے باوجود جب لوگوں نے سرکشی کی اور شراب پینا جاری رکھا تو آپ نے اسی کوڑے مارا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۰۲، کِتَابُ الْحُدُوْدِ ،بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنے کا بیان،حدیث نمبر ۶۷۷۹۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ شرابیوں کی سزا کی کوئی حد مقرر نہیں تھی لیکن خلیفہ دوم نے چالیس کوڑے، پھر اسی کوڑے متعین کر دیا یہ بدعتِ ضلالہ نہیں ہے۔

﴿۲﴾(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے بعد اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فرماتے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہا کرو جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(۳) حضرت رفاعہ بن رافع زرقی فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب حضور نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو فرمایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه ایک شخص نے اس کے جواب میں کہا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ۔

حضور جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟ اس آدمی نے کہا میں نے یہ کلمات کہے ہیں آپ نے فرمایا میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو جلدی کرتے دیکھا کہ ان میں سے کون اس کو پہلے لکھتا ہے۔

(۱) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۹، کِتَابُ الْاَذَانِ ،بَابُ مَا يَقُوْلُ الْاِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهٗ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ ،امام اور مقتدی رکوع سے سر اٹھا کر کیا کہے حدیث نمبر ۷۹۵۔ (۲) بابُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد ، کہنے کی فضیلت، حدیث نمبر ۷۹۶۔

(۳) بابُ فَضْلِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہنے کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر ۷۹۹۔

فائدہ: حدیث نمبر (۱) سے معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد" کہا حدیث نمبر (۲) سے معلوم ہوا کہ آپ نے امام کے جواب میں "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد" کہنے کا حکم فرمایا حدیث نمبر (۳) سے معلوم ہوا کہ صحابی نے لفظ اَللّٰهُمَّ نہیں کہا اور "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ" کے بعد "حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْه" کا اضافہ بھی فرمادیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کمی اور زیادتی کو پسند فرمایا اور آپ نے اپنی پسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر نیا کام یا کسی چیز میں کمی اور زیادتی بدعتِ ضلالہ نہیں اور جس طرح درود شریف، دعا، تسبیح وغیرہ میں الفاظ کی کمی زیادتی کا ہونا بدعتِ ضلالہ نہیں اسی طرح ہر جائز و مستحب کام بدعت ضلالہ نہیں ہے۔

﴿۳﴾ حضرت سائب بن یزید روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر کے عہد مبارک میں جمعہ کے دن پہلی اذان اُس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتے جب

حضرت عثمان کا دورِ خلافت آیا اور مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو آپ نے زوراء پر تیسری اذان کا اضافہ فرما دیا۔

بخاری شریف جلداول صفحہ ۱۲۴، کِتَابُ الْجُمُعَة کِتَابُ الْجُمُعَة، بَابُ الْاَذَانِ یَوْمَ الْجُمُعَة جمعہ کے دن اذان دینے کا بیان، حدیث نمبر ۹۱۲

فائدہ: اس روایت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضرورت کے مطابق جمعہ کے دن اذان ثانی کا اضافہ کیا جو آج بھی جاری ہے اور اسی لیے جاری ہے کہ یہ بدعت ضلالہ نہیں۔

﴿۴﴾ حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں مسجدِ نبوی کچی اینٹوں سے بنی تھی اور اُس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور ستون کھجور کے تنے کے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے اس میں کچھ اضافہ نہیں فرمایا، حضرت عمر نے اپنے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر اس طرح کی کہ دیواریں کچی اینٹوں کی اور چھت کھجور کی شاخوں کی بنائی گئیں اور ستون کھجور کے تنوں کے تھے یعنی یہ تعمیر بھی عہدِ رسالت کی تعمیر جیسی تھی۔

لیکن حضرت عثمان نے اپنے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر میں کافی تبدیلیاں کیں، دیواریں نقش کی ہوئی پتھروں سے بنائی گئیں، اُس کے ستون نقش کیے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے اور اس کی چھت ساکھو کی لکڑی سے تعمیر کی گئی۔

بخاری شریف جلداول صفحہ ۶۴، کِتَابُ الصَّلٰوة، بَابُ بُنْیَانِ الْمَسْجِد، مسجد بنانے کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۶۔

اس روایت کے مطابق خلیفہ اول اور خلیفہ دوم کے برخلاف خلیفہ سوم نے مسجدِ نبوی کی تعمیر میں کافی تبدیلیاں کی ہیں اور اس تبدیلی کو بدعتِ ضلالہ تو نہیں کہا جائے گا۔

مسلم شریف جلداول، صفحہ ۳۲۷، کِتَابُ الزَّکٰوة، بَابُ الْحَثِّ عَلَی الصَّدَقَةِ کی ایک مشہور حدیث ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اسلام میں میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اُس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے اُن سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی، اور جس نے اسلام میں میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اُس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو گناہ ہوگا۔

مذکورہ حدیث کے تحت کسی اچھے کام کا ایجاد کرنا باعثِ ثواب ہے مسلمان اچھی چیزیں ایجاد کرکے قیامت تک ثواب پاتے رہیں گے لہٰذا ہر جائز مستحب کام کو شرک و بدعت کہنا غلط ہے جہالت و نادانی ہے ارشاد باری اللہ تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ۔ (پارہ ۲، البقرہ ۱۵۸)

اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

البتہ اگر کوئی ایسا برا طریقہ ایجاد کرے جو شریعت وسنت کے متصادم ہو یا شریعت کے خلاف ہو تو وہ یقیناً بدعت ضلالہ ہے جس کا بدلہ جہنم ہے، اس کا موجد گناہ گار ہے اور جتنا گناہ عمل کرنے والے پر ہے اس سے کہیں زیادہ اس کے ایجاد کرنے والے پر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بنی اسرائیل کثرتِ سوال سے مصیبت میں گرفتار؟

قوم بنی اسرائیل نے جب ایک مقتول کے قاتل کو جاننا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ ایک گائے ذبح کرکے اس کے ٹکڑے سے مقتول کو مارو وہ زندہ ہوکر بتادے گا کہ قاتل کون ہے؟ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۔(پ ا ع ۸ البقرہ ۶۷)

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ یُحْیِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ(پ ا ع ۸ البقرہ ۷۳)

تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو اللہ یوں ہی مردے جلائے گا اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو۔

اس حکم کی تعمیل کے بجائے قوم بنی اسرائیل نے طرح طرح سے سوال کرنا شروع کیا۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ۔ بولے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں بتادے گائے کیسی ہو؟

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۔(پ ا ع ۸ البقرہ ۶۹)

بولے اپنے رب سے دعا کیجیے کہ وہ ہمیں بتادے اس کا رنگ کیا ہو؟

گائے کیسی ہو؟ رنگ کیا ہو؟ کس عمر کی ہو؟ دیکھنے میں کیسی ہو؟ کھیت میں کام کرنے والی ہو یا نہیں؟

بنی اسرائیل کے لوگ سوال کرتے رہے جواب ملتا گیا لیکن ہر جواب کے ساتھ سختی بھی بڑھتی گئی اور آخر کار نتیجہ یہ ہوا جو کام ایک معمولی قیمت کی گائے خرید کر ہو جاتا اس کے لیئے بڑی تلاش و جستجو کے بعد جو گائے خریدی گئی تو اس کی قیمت اس گائے کی کھال برابر سونا دینا پڑا تھا اور یہ ان کے بار بار سوال کرنے کی سزا تھی جس کا مکمل تذکرہ سورہ بقرہ میں موجود ہے بلکہ اسی واقعہ کی مناسبت سے اس سورہ کا نام سورہ بقرہ ہے۔

امت محمدیہ کو کثرت سوال سے ممانعت؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں تو از روئے قرآن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ سوالات کرنے سے منع کردیا گیا تھا اس لیئے ہم لوگوں کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ اعرابی حضور کی بارگاہ میں آکر مسائل دریافت کیا کریں اور ہم لوگ سنا کریں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵، كِتَابُ الْعِلْمِ بَابُ الْقِرَاءَةِ وَالْعَرْضِ عَلَى الْمُحَدِّثِ مُحدِّث کے سامنے حدیث پڑھنے اور پیش کرنے کا بیان

ابتدائے اسلام میں کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے جا اور بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے جو حضور کی طبیعت پر گراں گذرتا تھا ایسے ہی ایک سوال کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر آئے اور فرمایا۔

جس کو جس چیز کے متعلق پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے قسم خدا کی، جب تک میں اس جگہ رہوں گا تم جس چیز کے

متعلق بھی دریافت کرو گے میں اس کے متعلق بتادوں گا حضور بار بار یہی فرماتے رہے تم لوگ پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ ایک آدمی نے اپنا ٹھکانہ دریافت کیا تو جواب ملا تیرا ٹھکانہ دوزخ ہے حضرت عبداللہ بن حذافہ نے عرض کیا میرے باپ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے تم لوگ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو؟

راوی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں گھٹنے کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بات کو سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۸۳، کِتَابُ الْاِعْتِصَام، بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنْ کَثْرَةِ السُّوَال، کثرت سوال ناپسندیدہ ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۹۴۔

اس قسم کے سوالات کے سبب امت محمدیہ پر سختی میں اضافہ بھی ہو سکتا تھا اس لیے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے جا سوال کرنے کو پسند نہیں فرماتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ کچھ (منافقین) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہنسی اور مذاق کے طور پر سوال کیا کرتے تھے ایک آدمی کہتا کہ میرا باپ کون ہے؟ تو دوسرا پوچھتا کہ میری اونٹنی گم ہو گئی ہے بتایئے میری اونٹنی کہاں ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ۔ (پ ۷ ع ۴ ر المائدہ ۱۰۱)

اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں اور اگر انہیں اس وقت پوچھو گے جبکہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ انہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۶۶۵، کِتَابُ التَّفْسِیْر، بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا، حدیث نمبر ۴۶۲۲۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک میں تم کو چھوڑے رہوں مجھ سے سوال نہ کرو، تم سے پہلے والوں کو ان کے سوال اور اپنے نبیوں سے اختلاف نے ہی ہلاک کیا جب میں تم کو کسی چیز سے منع کروں تو اس سے بچو اور جب کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی استطاعت بھر اس کو پورا کرو۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۸۲، کِتَابُ الْاِعْتِصَام، بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۸۸۔

آج بھی لوگ بے جا سوال کرتے ہیں یہ کیا جا رہا ہے تو قرآن و حدیث میں کہاں لکھا ہے؟ ثبوت کہاں ہے؟ یہ جائز کیسے ہو گیا؟ یہ کیسے نا جائز ہو گیا؟ کیا صحابہ کے دور میں تھا؟ کیا حضور نے ایسا کیا؟ یہ نیا کام کیوں ہو رہا ہے یہ بدعت ہے اور شرک ہے اس طرح کے سوالات ہمارے معاشرے میں گردش کرتے رہتے ہیں۔

﴿شریعت سے ممانعت ہے یا نہیں؟﴾

دیکھنا یہ چاہیے کہ جو کام ہو رہا ہے شریعت نے اس کام سے روکا ہے یا نہیں؟ اگر شریعت نے روکا ہے یا اس کام کا ناجائز وحرام ہونا ثابت ہو رہا ہے تو اس کام کو بند کیا جائے اور اگر شریعت نے نہیں روکا ہے اور اس کا ناجائز وحرام ہونا بھی کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہو رہا ہے تو کسی آدمی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی اچھے کام کو روکے؟ یا اس پر بحث ومباحثہ کرے؟ کسی چیز کے کرنے کی دلیل صرف یہ نہیں ہے کہ قرآن وحدیث میں اس کا بیان ہے بلکہ کسی اچھے کام پر شریعت کی خاموشی خود اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جس نے کسی ایسی چیز کے متعلق دریافت کیا جو حرام نہیں تھی اور اس کے پوچھنے کی وجہ سے حرام کر دی گئی

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۸۲، کتاب الاعتصام، باب مایکرہ من کثرۃ السؤال، کثرت سوال کے ناپسندیدہ ہونے کا بیان، حدیث نمبر ۷۲۸۹۔

چونکہ اشیا میں اصل اباحت ہے اس لیے جب تک کسی چیز سے منع نہیں کیا گیا تھا وہ جائز تھی اب کسی نے پوچھا اور اس کا حکم بیان کر دیا گیا کہ یہ حرام ہے۔

قرآنی آیت سے بھی یہی واضح ہے کہ اشیا میں **اصل حکم** اباحت یعنی جائز ومباح ہونا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔ (پ ۱ع ۳/البقرہ ۲۹)

(اللہ) وہی ہے جس نے تمہارے لیے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔

یعنی اللہ نے دنیا کی تمام چیزوں کو انسان کے فائدے کے لیئے بنایا ہے اس سے دنیا کی چیزوں کا مباح وجائز ہونا خود بخود ثابت ہوتا ہے اس کے لیئے الگ سے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

اگر چیزوں کے مباح ہونے کا یہ فارمولہ نہ ہوتا تو مسلمانوں کی ساری زندگی دلیل ڈھونڈنے میں گذر جاتی اور آسمان وزمین اور اس کے درمیان کی چیزوں کو مسخر کر کے اس سے فائدہ نہ اٹھا پاتے۔

البتہ جو مکروہ ہے یا ناجائز وحرام ہے اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہے اور شریعت نے اس کو واضح کر دیا ہے مثلاً مردار حرام ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت کو بیان فرما دیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ ۔ (پ ۲ع ۵/البقرہ ۱۷۳)

اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت۔

یا وہ چیزیں ناجائز وحرام ہوں گی جن میں ناجائز وحرام ہونے یا مکروہ ہونے کی کوئی علت پائی جائے جیسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان ''ہر نشہ والی چیز حرام ہے'' اب اس قاعدہ کلیہ کے تحت ہر وہ چیز جس میں نشہ ہو وہ حرام ہے چاہے وہ شراب ہو، براؤن شوگر ہو، کوکین ہو، افیم ہو سب اس قاعدہ کلیہ کے تحت حرام ہوں گے۔

﴿بدعت حسنہ کے وجود کا فیصلہ خود کریں﴾

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ۔(پارہ ۲،البقرہ ۱۵۸)

اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

مذکورہ دلائل اور گفتگو کے باوجود اگر اب بھی کوئی بدعت حسنہ کا انکار کرے اور یہ کہے کہ حضور کے دور میں یا صحابہ کے دور میں ایسا نہیں تھا اور ویسا نہیں تھا، تو اشارۃً یہ چند مثالیں کافی ہیں جن کو بعد والوں نے ایجاد کیا ہے اور دن بدن جوئی چیزیں وجود میں آرہی ہیں جیسے حدیث، فقہ، منطق، فلسفہ، اور دیگر کتابوں کا چھاپنا، پریس قائم کرنا، کتابوں کی قیمت متعین کر کے بازاروں میں فروخت کرنا، مدارس عربیہ کی بڑی بڑی عمارتیں بنانا، نصاب بنا کر مولوی، عالم، فاضل کا کورس پڑھانا، ماہ شوال میں بچوں کے داخلہ کا خصوصی اہتمام کرنا، چندہ کے لیے رسید چھپوانا، پورے سال اور خاص کر ماہ رمضان میں سفیر بھیج کر شہر شہر قریہ قریہ چندہ اکٹھا کرانا، زیادتی ثواب کے لیے زکوۃ جیسے اہم فریضہ کی ادائیگی خاص ماہ رمضان میں کرنا، مسجد کی زیب و زینت، اعراب قرآن، مدارس کا قیام، بچوں کے قیام و طعام کا اہتمام، باتنخواہ مسجد کے امام، تعلیم قرآن وحدیث پر اجرت، سند دیکھ کر اساتذہ ومدرسین کی تقرری، ٹی وی کے ذریعہ اشاعت دین، مدرسوں میں پچاس سالہ اور صد سالہ جشن، تبلیغ دین کے نام پر خصوصی طور پہ تین دن، سات دن اور چالیس دن کے لیے نکلنا، شادی بیاہ کا موجودہ اہتمام اور اس میں طرح طرح کے پکوان، دنیاوی تعلیم کے لیے مروجہ اسکولوں کا قیام، لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، آدمی کے بدن کا خون اور گردہ دوسرے کے جسم میں دینا وغیرہ اس طرح کے سینکڑوں پروگرام اور کام جو ہم کرتے ہیں۔

یہ سب بدعت ضلالہ کے زمرے میں آتے ہیں یا بدعت حسنہ کے دائرے میں؟۔

ارباب فکر ونظر اس کا بخوبی فیصلہ کر سکتے ہیں اور ان کے فیصلے کی بنیاد پر دوسری چیزوں کا فیصلہ خود بخود ہو جائے گا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ (پ ۱۸ ع ۱۲ النور ۴۴) بے شک اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو۔

وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (پ ۳ ع ۵/۲۶۹) اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

﴿چھتیسواں باب﴾

﴿اسلامی تہذیب وتمدن﴾

﴿نذر ومنت ماننا کیسا ہے؟﴾

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔

اور تم جو خرچ کرو یا منت مانو اللہ کو اس کی خبر ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔(پ ع ۵ البقرہ ۲۷۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی کھڑا ہے حضور نے اس کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے یہ بتایا کہ اس کا نام ابواسرائیل ہے اس آدمی نے یہ نذر مانی ہے کہ وہ نہ بیٹھے گا، نہ سائے میں آئے گا، نہ کسی سے گفتگو کرے گا اور روزے سے رہے گا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ

اس آدمی سے کہو کہ وہ بات کرے، سائے میں بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۹۱، كِتَابُ الْاِيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابُ النَّذْرِ فِيْمَا لَايَمْلِكُ وَفِيْ مَعْصِيَةٍ، ایسی نذر ماننے کا بیان جس پر قدرت نہ ہو یا اس کو کرنا گناہ ہو، حدیث نمبر ۶۷۰۴۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت بدن اور نفس کو تکلیف پہنچانا اور اس کو عبادت سمجھنا غلط ہے۔

فائدہ: صدقہ، عبادت، خیرات وغیرہ جو چیز شرعاً واجب نہ ہو اس کو اپنے ذمہ واجب کر لینے کو **نذر ومنت** کہتے ہیں جیسے رات بھر نفل نماز پڑھنے کی منت مان لینا یا کسی غریب کو دس کو کچھ دینے کی منت مان لینا وغیرہ۔

فائدہ: جس منت میں گناہ نہ ہو اس کا پورا کرنا ضروری ہے ورنہ آدمی گنہگار ہوگا اور جس میں گناہ لازم آئے اس کا پورا کرنا منع ہے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ نَذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَ مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَهٗ فَلَا يَعْصِهٖ۔

جس نے یہ منت مانی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا تو اس کی اطاعت کرے یعنی اپنی منت پوری کرے اور جو یہ منت مانے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا تو اس کی نافرمانی نہ کرے یعنی وہ اپنی منت پوری نہ کرے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۹۱، كِتَابُ الْاِيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ، بَابُ النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ، ایسی نذر ماننے کا بیان جس میں نافرمانی نہ ہو، حدیث نمبر ۶۶۹۶۔

حج بدل کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ قبیلہ جُہینہ کی ایک خاتون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں نے حج کرنے کے لیے مَنّت مانی تھی لیکن اپنا حج پورا کرنے سے پہلے وہ انتقال کر گئیں کیا میں اپنی والدہ کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ماں کی طرف سے حج پورا کرو یہ بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا وہ اسے ادا نہ کرتیں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو، اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کے حق کو پورا کیا جائے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۵۰، اَبْوَابُ الْعُمْرَۃِ بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَیِّتِ، مرنے والوں کی طرف سے حج کرنے اور منت پوری کرنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۸۵۲۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسروں کا عمل مرحومین کے لیے مفید ہے۔

بیعت

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ۔

اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک کچھ نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی۔

وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (پارہ ۲۸، سورہ ممتحنہ ۱۲)

اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اگر تُو منزلِ حق کا پتہ نہیں ۔۔۔ تو پھر نہ جانے یہ انساں کدھر گیا ہوتا
نہ کرتا پھر کبھی جرأت گناہ کرنے کی ۔۔۔ اگر تو داورِ محشر سے ڈر گیا ہوتا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اردگرد صحابہ تشریف فرما تھے تو آپ نے فرمایا آؤ تم لوگ مجھ سے اس اقرار پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے پر بہتان تراشی نہ کرو گے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۶۹، کِتَابُ الْاَحْکَامِ بَابُ کَیْفَ یُبَایِعُ الْاِمَامُ النَّاسَ، امام لوگوں کی بیعت کیسے کرے، حدیث نمبر ۱۹۹۷۔

فائدہ: مذکورہ آیت و حدیث کے تحت اچھے کام کرنے کے وعدوں کے ساتھ کسی متقی پرہیزگار اور صاحبِ سلسلہ پیرو مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرنا جائز ہے اور مردوں کی طرح عورتیں بھی بیعت کر سکتی ہیں۔

﴿عورتوں کی بیعت کیسے ہو؟﴾

عورتوں کے لیے شرعی حکم یہ ہے کہ وہ پردہ میں رہ کر بیعت کریں، پیر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر بیعت نہ کریں، حکم شریعت کے مطابق بیعت ہونے کی وجہ سے اجنبیت ختم نہیں ہوتی اس لیے پیر صاحب بھی اپنی مریدہ کے حق میں غیر محرم اور اجنبی ہیں اور کسی اجنبی مرد کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنا ناجائز وگناہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیا کرتے اس آیت (مذکورہ) کے ساتھ۔

قَالَتْ وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ اِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا۔

ام المومنین فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی غیر عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا مگر اس عورت کو آپ نے ہاتھ لگایا جو آپ کی بیوی یا باندی تھیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۷۱، كِتَابُ الْاَحْكَام ،بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ ،عورتوں سے بیعت لینے کا بیان ،حدیث نمبر ۷۲۱۴۔

﴿خلافت وجانشینی﴾

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً۔ (پ اع ۴ البقرہ ۲۹)

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ اپنا نائب مقرر فرمادیا حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ہمیں عورتوں اور بچوں کے درمیان چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ وَمُوْسٰى ؟

کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میری نسبت تمہارے ساتھ ویسے ہی ہے جیسا کہ حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ تھی۔ اِلَّا اَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ۔ مگر یہ کہ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۶۳۳، كِتَابُ الْمَغَازِيْ، بَابُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ،غزوہ تبوک کا بیان، حدیث نمبر ۴۴۱۶۔

فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون کے پاس جا کر مذہب حق کی دعوت دینے کا حکم ہوا تو انہوں نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا وزیر ومعاون بنانے کی درخواست کی جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِيْ وَاَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ۔

اور میرے لیے میرے گھر والوں میں سے ایک وزیر کردے وہ کون میرا بھائی ہارون کہ اس سے میری کمر مضبوط کر اور اسے میرے کام میں شریک کر۔

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا وَنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا۔ (پ١٦ع١٠ رکوع ٢٩تا٣٥)

کہ ہم بکثرت تیری پاکی بولیں اور بکثرت تیری یاد کریں بے شک تو ہمیں دیکھ رہا ہے۔

آپ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام آپ کے معاون بنے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب توریت شریف لانے کے لیے گئے تو اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشین بنا کر گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا۔ اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ وَمُوْسٰى ؟ ''کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میری نسبت تمہارے ساتھ ویسے ہی ہے جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی''۔

﴿مصافحہ﴾

عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لے کر مجھ کو قعدہ میں التحیات پڑھنا سکھایا۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ٩٢٦، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ الْمُصَافَحَةِ مصافحہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر ٦٢٦٥۔

عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَعَمْ۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ پوچھا، کیا صحابہ کرام آپس میں مصافحہ کیا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ٩٢٦، کِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ، بَابُ الْمُصَافَحَةِ مصافحہ کرنے کا بیان، حدیث نمبر ٦٢٦٣۔

فائدہ: پہلی حدیث سے یہ استدلال کر سکتے ہیں کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے اور دوسری حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مصافحہ کرنا سنت ہے جبھی تو صحابہ ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔

فائدہ: مصافحہ کے لیے شریعت نے جب کسی خاص وقت کی تعیین نہیں کی ہے تو کسی بھی وقت مصافحہ کریں جائز ہے اگر کوئی کسی خاص وقت میں مصافحہ کے عادی ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حدیث پاک ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَدْوَمُهُ وَاِنْ قَلَّ ـــ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے حضور نے فرمایا جس پر سب سے زیادہ پابندی کی جائے اور اگر چہ وہ تھوڑا ہو

بخاری شریف، جلد دوم صفحہ ٩٥٧، کِتَابُ الرِّقَاقِ، بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ 'میانہ روی اور عمل پر پابندی کا بیان۔ حدیث نمبر ٦٤٦٥۔

اگر یہ خطرہ ہو کہ مسائل سے ناواقف عوام کسی خاص وقت مصافحہ کرنے کو ضروری خیال کریں گے تو اہل علم کے لیے بہتر ہے کہ کبھی کبھی وقت تبدیل کر لیا کریں یا ان اوقات میں کبھی مصافحہ ترک کر دیا کریں۔

فائدہ: مصافحہ کرتے وقت یہ دعا پڑھتے ہیں: يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور ہماری بھی

﴿غلط خیال کی تردید﴾

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد میں جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا اس دن سورج میں گہن لگ گیا کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے سورج میں گہن لگا ہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَایَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَالِحَیَاتِہٖ۔

سورج اور چاند میں کسی کی موت یا پیدائش کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا ہے۔

جب تم لوگ گہن لگا دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۱۴۲، اَبْوَابُ الْکُسُوْفِ، بَابُ الصَّلٰوۃِ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ، سورج گرہن میں نماز پڑھنے کا بیان، حدیث نمبر ۱۰۴۲۔

﴿عہدے کی خواہش﴾

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ دو اشعری آدمی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن میں سے ایک میری داہنی طرف کھڑا تھا اور دوسرا بائیں طرف تھا ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی عہدے کا سوال کیا اس وقت حضور مسواک کر رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا اے ابوموسیٰ! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مجھے ان دونوں نے اپنے دل کی بات نہیں بتائی تھی اور مجھے یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ یہ دونوں عہدوں کے طلبگار ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَاتَسْتَعْمِلُ عَلٰی عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَہٗ۔ جو خود عامل بننا چاہتا ہو ہم اسے عامل نہیں بنایا کرتے۔

لیکن اے ابوموسیٰ! یا اے عبداللہ بن قیس! تم (گورنر بن کر ملک) یمن چلے جاؤ۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۲۲، کِتَابُ اِسْتِتَابَۃِ الْمُرْتَدِّیْنَ، بَابُ حُکْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّۃِ، مرتد مرد اور مرتد عورت کے حکم کا بیان، حدیث نمبر ۶۹۲۳۔

﴿ناجائز قبضہ کرنے کا انجام﴾

حضرت ابوسلمہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ ان کے اور کچھ لوگوں کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو ام المومنین نے فرمایا اے ابوسلمہ! زمین سے بچ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی کی ایک بالشت زمین ناحق لے گا اتنی زمین کے ساتوں طبق اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۳۲، کِتَابُ الْمَظَالِمِ وَالْقِصَاصِ، بَابُ اِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَیْئًا مِنَ الْاَرْضِ، ظلماً زمین پر قبضہ کر لینا، حدیث نمبر ۲۴۵۳۔

﴿سونے کی انگوٹھی پھینک دی﴾

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۔ (پ۲۹ع۱۳،سورہ مزمل ۱۹)

بے شک یہ نصیحت ہے تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے۔

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی درمیان حضرت خباب آگئے اور مجھے دیکھ کر فرمایا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا یہ نوجوان آپ کی طرح قرآن پاک پڑھ سکتا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں، اگر آپ فرمائیں تو میں علقمہ سے کہوں کہ وہ آپ کو قرآن پاک میں سے کچھ پڑھ کر سنائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے مجھ سے کہا تو میں نے حضرت خباب کی خواہش کے مطابق سورہ مریم کی پچاس آیتیں پڑھ کر سنا دیا حضرت ابن مسعود نے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے؟ انھوں نے کہا بہت اچھا پڑھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے جب حضرت خباب کی طرف توجہ دی تو آپ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی نظر آئی آپ نے کہا

اَلَمْ يَاْنِ لِهٰذَا الْخَاتِمِ اَنْ يُّلْقٰى۔ کیا اس انگوٹھی کے اتارنے کا وقت ابھی نہیں آیا ہے؟

حضرت خباب نے کہا کہ آج کے بعد آپ اس انگوٹھی کو نہیں دیکھیں گے انہوں نے اس انگوٹھی کو نکال کر پھینک دیا

بخاری شریف جلد دوم،صفحہ ۶۳۰،كِتَابُ الْمَغَازِي،بَابُ قُدُوْمِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ وَاَهْلِ الْيَمَنِ،اہل یمن اور اشعریوں کے آنے کا بیان،حدیث نمبر ۴۳۹۱۔

﴿جائز کھیل کا دیکھنا جائز﴾

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اس وقت (قبیلہ انصار کی) دو لڑکیاں میرے پاس جنگ بعاث سے متعلق گیت گا رہی تھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بستر پر لیٹ گئے اور اپنا منھ دوسری طرف پھیر لیا اسی درمیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے اور مجھے ڈانٹنے لگے فرمایا شیطان کا راگ وہ بھی حضور کی موجودگی میں گایا جا رہا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کی طرف رخ کیا اور فرمایا جانے دو آج عید کا دن ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری طرف متوجہ ہوئے تو میں نے انھیں جانے کا اشارہ کیا تو وہ دونوں چلی گئیں اور چونکہ یہ عید کا دن تھا اس لیے حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل تماشہ دکھا رہے تھے اب یا تو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا حضور نے خود ہی مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم تماشہ دیکھنا چاہتی ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، تو آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور میں حبشیوں کا تماشا دیکھنے لگی حضور فرماتے اے بنی ارفدہ اور، اے بنی ارفدہ اور، یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا بس، میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا چلی جاؤ۔

بخاری شریف جلد اول،صفحہ ۱۳۰،كِتَابُ الْعِيْدَيْنِ،بَابُ الْحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ الْعِيْدِ،عید کے دن ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیلنا،حدیث نمبر ۹۴۹،۹۵۰۔

﴿جائز کھیل کا مقابلہ جائز﴾

حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی دوڑ کروائی جو تیار کیئے ہوئے گھوڑے تھے اُن کی دوڑ حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک کروائی گئی اور جو گھوڑے تیار نہ تھے انہیں ثنیۃ الوداع سے مسجد زریق تک دوڑایا گیا خود حضرت عبداللہ بن عمر بھی مقابلہ کرنے والوں میں شریک تھے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۰۹۰، کِتَابُ الْاِعْتِصَام، بَابُ مَاذُکِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق جو ذکر کیا گیا اس کا بیان، حدیث نمبر ۷۳۳۶۔

﴿کیا نام کا اثر ہوتا ہے؟﴾

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ (پ ۲۶ ع ۱۴، الحجرات ۱۱) اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو۔

حضرت عبدالحمید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے مجھے اپنے دادا کا ایک واقعہ سنایا کہ ان کے دادا کا نام حزن تھا ایک مرتبہ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے دریافت فرمایا مَااسْمُکَ؟ تمہارا نام کیا ہے؟

انہوں نے کہا اِسْمِیْ حُزْنٌ میرا نام حزن ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتَ سَھْلٌ تمہارا نام حزن نہیں بلکہ سہل ہے میرے دادا نے کہا میں اپنے اس نام کو تبدیل نہیں کروں گا جو میرے والد صاحب نے رکھا ہے حضرت ابن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

فَمَا زَالَتْ فِیْنَا الْحُزُوْنَۃُ بَعْدُ اس کے بعد حزن و ملال نے ہمارے گھر میں ڈیرہ ڈال دیا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۱۴، کِتَابُ الْاَدَب، بَابُ اِسْمِ الْحَزْنِ حزن نام رکھنے کا بیان، حدیث نمبر ۶۱۹۰۔

﴿حضور کی عطا میں حصہ داری نہیں﴾

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پینے کے لیے کچھ (دودھ) پیش کیا گیا اس وقت آپ کے داہنے طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے بیٹھے تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس کو نوش فرمالیا تو اس لڑکے سے دریافت فرمایا کیا تم اس بات کی اجازت دیتے ہو کہ اس کو تمہارے بجائے میں اس بوڑھے آدمی کو دے دوں؟

فَقَالَ الْغُلَامُ وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! لَا اُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْکَ اَحَدًا۔

اس نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ وہ چیز جو آپ کی طرف سے مجھے ملے میں کسی اور کو اس پر فوقیت نہیں دے سکتا راوی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیالہ اس لڑکے کے ہاتھ میں دے دیا۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۸۴۰، کِتَابُ الْاَشْرِبَۃ، بَابُ ھَلْ یَسْتَاْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ یَمِیْنِہٖ فِی الشُّرْبِ لِیُعْطِیَ الْاَکْبَرَ، دائیں آدمی کی اجازت لے کر بائیں والوں کو پلانے کا بیان، حدیث نمبر ۵۶۲۰۔

خوف خدا اور امید رحمت دونوں ضروری

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (پ۲۴ع۱۹حم سجدہ ۳۳)
اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

حضرت علاء بن زیاد (تابعی) لوگوں کو جہنم سے ڈرار ہے تھے ایک آدمی نے کہا کہ آپ لوگوں کو نا امید کیوں کرر ہے ہیں؟ انہوں نے کہا کیا میں لوگوں کو نا امید اور مایوس کر سکتا ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔
قُلْ يٰعِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (پ۲۴ع۳ سورۃ الزمر ۵۳)
تم فرماؤ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے۔
وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ۔ (پ۲۴ع۱۰ سورۃ المومن ۴۳) اور یہ کہ حد سے گذرنے والے وہی دوزخی ہیں لیکن آپ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ برائیاں کرتے رہیں اور جنت کی بشارت پائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس لیے مبعوث فرمایا کہ اطاعت و فرماں برداری کرنے والوں کو جنت کی بشارت دیں اور نافرمانی کرنے والوں کو جہنم سے ڈرائیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۱۱، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ تَفْسِيْرِ سُوْرَةِ الْمُؤْمِنِ، حدیث نمبر نہیں ہے۔

حضور کے خطاب کا طریقہ؟

وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ۲۷ع۲ الذاریات ۵۵) اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں فائدہ دیتا ہے۔

حضرت شقیق فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتظار کرر ہے تھے کہ اسی درمیان حضرت یزید بن نخعی آگئے لوگوں نے ان سے کہا کیا آپ ہم لوگوں کے پاس نہیں بیٹھیں گے؟ حضرت یزید بن نخعی نے کہا میں اندر جارہا ہوں تا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو بلا کر لاؤں اگر وہ میرے ساتھ نہ آئے تو میں تمہارے پاس آکر بیٹھوں گا حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت یزید بن نخعی کا ہاتھ تھامے ہوئے ہمارے پاس آئے اور کہا مجھے تمہاری موجودگی کی خبر دی گئی لیکن مجھے تمہارے پاس آنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ عمل روک رہا تھا۔
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِى الْاَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناغہ کر کے وعظ فرمایا کرتے اس اندیشہ سے کہ کہیں ہم لوگ اُکتا نہ جائیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۴۹، کِتَابُ الدَّعْوَاتِ، بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ، حدیث نمبر ۶۴۱۱۔

﴿وعظ وتقریر اکتاہٹ کا سبب نہ ہو؟﴾

صداقت ہو تو دل سینوں سے کھنچ آتے ہیں اے واعظ
حقیقت خود کو منوا لیتی ہے منوائی نہیں جاتی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں سے ہر ہفتے میں ایک بار حدیث بیان کرو اور اگر وہ نہ مانیں تو دو مرتبہ بیان کرو اور زیادہ بیان کرنا چاہو تو تین مرتبہ سے زیادہ نہ ہو اور اس قرآن سے لوگوں کو مت اُکتاؤ میں تم لوگوں کو ایسا کرتے ہوئے نہ دیکھوں کہ لوگ اپنی تفریحی گفتگو میں مصروف ہوں اور تم ان کی بات کاٹ کر وعظ ونصیحت شروع کردو کہ وہ پریشان ہو جائیں بلکہ خاموشی اختیار کرو اور جب لوگ تم سے وعظ ونصیحت کرنے کی درخواست کریں اور سننے کے خواہشمند ہوں اس وقت وعظ ونصیحت کرو۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۳۸، کِتَابُ الدَّعَوَات، بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ فِي الدُّعَاءِ حدیث نمبر ۶۳۳۷۔

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

فائدہ: واعظین اور مقررین کے لیے یہ دونوں روایتیں راہ ہدایت ہیں کہ اپنی لمبی تقریر و بیان اور وعظ سے لوگوں میں اُکتاہٹ پیدا نہ کریں جب تک لوگ سننا چاہیں اس وقت تک بیان کریں مقررین زیادہ ہوں تو جامع اور مختصر گفتگو کریں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔

اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔ (پ ۱۴، ع ۲۲، النحل ۱۲۵)

تو خود کو فرشتہ نہ سمجھ اے واعظِ ناداں
دنیا میں تیرے رنگ کے انسان بہت ہیں

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا، کردار کا غازی بن نہ سکا

جلسہ و کانفرنس کرانے والے لوگ اس باطل خیال کو ترک کردیں کہ جلسہ کا رات بھر ہونا ضروری ہے جلسہ کی کامیابی کے لیے یہ ضروری ہے کہ مناسب وقت پر جلسہ کا آغاز و اختتام ہو اور باجماعت نماز کی ادائیگی میں کوئی خلل واقع نہ ہو سننے والے اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ خصوصی نعت خواں یا مقرر کی باری آجائے تو چلیں گے اس لیے جلسہ کے منتظمین سامعین کا انتظار کرنے کے بجائے تلاوت قرآن کریم اور حمد ونعت سے فوراً جلسے کا آغاز کرادیں اور خصوصی مقرر و نعت خواں حضرات کو سامعین تک جلد سے جلد پہنچانے کی کوشش کریں اسی میں جلسے کی کامیابی ہے۔

تقسیم میں پہلا حق کس کا ہے؟

دربارِ مصطفیٰ ہے کہ خالق کی بارگاہ　　جو مرتبہ گدا کا وہی شہریار کا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک بکری پالی گئی تھی حضور کے لیے ایک پیالہ میں اس بکری کا دودھ نکالا گیا اس میں کنواں کا پانی ملایا گیا اور پھر اس پیالہ کو حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا حضور نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا جب آپ نے پیالہ منھ سے ہٹایا تو آپ کے بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق بیٹھے ہوئے تھے اور داہنے طرف ایک دیہاتی بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خیال ہوا کہ کہیں حضور دیہاتی کو وہ پیالہ نہ دے دیں اس لیے انھوں نے عرض کیا۔

یارسول اللہ! پیالہ حضرت ابوبکر صدیق کو عنایت فرمائیں جو آپ کے پاس بیٹھے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیالہ اعرابی کو دے دیا جو آپ کے داہنے طرف بیٹھے ہوئے تھے اور ارشاد فرمایا۔

اَلْاَیْمَنَ فَالْاَیْمَنَ داہنا آدمی زیادہ مستحق ہے اور پھر وہ جو اس کے داہنے ہو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۱۶ کِتَابُ الْمُسَاقَاۃِ، بَابٌ فِی الشُّرْبِ، پینے کی چیزوں کا بیان، حدیث نمبر ۲۳۵۲۔

کوئی فرق شاہ و گدا نہیں، کوئی امتیاز روا نہیں　　یہ نبی کی بزم کا وصف ہے، یہی دین حق کا نظام ہے

کوئی کس طرح بیاں کرے، کوئی کس طرح سے سمجھ سکے　　کہ حدودِ عقل سے ماوراء، میرے مصطفیٰ کا مقام ہے

انوکھی ایمانداری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی نے دوسرے سے ایک زمین خریدی، حسن اتفاق خریدنے والے نے زمین میں سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا پایا، وہ زمین بیچنے والے کے پاس گیا اور کہا میں نے آپ سے صرف زمین خریدی تھی اور اب اس زمین سے یہ سونا سے بھرا ہوا گھڑا ملا ہے جو آپ کا ہے اس لیے آپ اس مال کو رکھ لیں۔

زمین بیچنے والے نے کہا میں نے آپ کو زمین اور اس میں پائی جانے والی ہر چیز کو آپ کے ہاتھوں فروخت کیا ہے اس لیے زمین اور اس زمین سے حاصل شدہ مال کے حقدار بھی آپ ہی ہیں آخر کار ان دونوں نے اس بات کے فیصلے کے لیے ایک آدمی کو اپنا فیصل مقرر کیا انصاف کرنے والے آدمی نے ان دونوں سے پوچھا کیا آپ دونوں اولاد والے ہو؟ ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری ایک بیٹی ہے انصاف کرنے والے نے کہا ان دونوں کا ایک دوسرے سے نکاح کردو اور یہ سونا ان پر خرچ کرو اور باقی جو بچے اسے خیرات کردو۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۹۴، کِتَابُ الْاَنْبِیَاءِ بَابٌ (بعد) حَدِیْثُ الْغَارِ، حدیث نمبر ۳۴۷۲۔

جانوروں پر ظلم کرنا منع ہے

حضرت ہشام بن زید فرماتے ہیں کہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت حکم بن ایوب کے پاس گیا تو حضرت انس نے کچھ ایسے نوجوانوں کو دیکھا جو ایک مرغی کو زمین میں گاڑ کر اسے تیر مار رہے تھے۔

فَقَالَ اَنَسٌ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمَ۔

حضرت انس نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانوروں کو باندھ کر انہیں نشانہ بنانے سے منع فرمایا۔

بخاری شریف، جلد دوم، صفحہ ۸۲۸، کِتَابُ الذَّبَائِحِ، بَابُ مَايُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ، مثلہ کے مکروہ ہونے کا بیان حدیث نمبر ۵۵۱۳۔

یزید کی تعریف کسی دور میں پسند نہیں گئی

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیئے ذلت کا عذاب ہے۔ (پ۴ ع۱۴ ۱۳ النساء ۱۴)

اپنے دامن کے لیے خار چنے خود تم نے اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے

ابو بشر نے یوسف بن مالک سے روایت کی کہ جب حضرت امیر معاویہ نے مروان کو حجاز کا گورنر بنایا اور وہ گورنر بن کر آیا تو خطبہ دیتے ہوئے یزید بن معاویہ کی تعریف کرنے لگا تا کہ اس کے والد حضرت امیر معاویہ کے بعد لوگ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلیں حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر، یزید کی بے جا تعریف سن کر اعتراض کرنے لگے، مروان نے حکم دیا کہ اسے پکڑ لو لیکن وہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں داخل ہو گئے جس کے باعث مروان انہیں پکڑ نہیں سکا، مروان نے کہا یہی وہ شخص ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے

وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَا اَتَعِدَانِنِيْٓ۔ (پ۲۶ ع۲ ۱۷ الاحقاف ۱۷)

اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اُف تم سے دل پک گیا، یعنی تم سے دل بیزار ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا۔

مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْنَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ عُذْرِيْ۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ہمارے خلاف کچھ بھی نازل نہیں فرمایا ہے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے میری برأت کا اعلان فرمایا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۷۱۵، کِتَابُ التَّفْسِيْرِ، بَابُ الْاَحْقَافِ، حدیث نمبر ۴۸۲۷۔

اپنی زباں تو بند ہے تم خود ہی سوچ لو پڑتا نہیں ہے یوں ہی ستمگر کسی کا نام

﴿یزید کے معاون مَروان کی سرکشی﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَأُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے نماز پڑھتے پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اس حال میں کہ لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ لوگوں کو نصیحت و وصیت فرماتے اور اچھے کاموں کا حکم دیتے۔

اگر آپ کو کہیں کوئی لشکر بھیجنا مقصود ہوتا تو اسے الگ کر لیتے اور جو حکم جاری کرنا ہوتا وہ جاری فرماتے اس کے بعد آپ تشریف لے جاتے۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ لوگ ہمیشہ اسی طریقہ کو اپنائے رہے یہاں تک کہ جب میں عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے دن مدینہ منورہ کے گورنر مروان کے ساتھ نکلا اور عید گاہ پہنچا تو دیکھا کہ ایک منبر رکھا ہوا ہے مروان نے جب نماز سے پہلے منبر کی طرف جانا چاہا تو میں نے اس کا کپڑا پکڑ کر کھینچا لیکن وہ میرا ہاتھ چھوڑا کر منبر پر چلا گیا اور نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

فَقُلْتُ لَهٗ غَيَّرْتُمْ وَاللّٰهِ۔ میں نے مروان سے کہا قسم خدا کی تم نے حضور کی سنت کو بدل ڈالا۔

فَقَالَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ قَدْ ذَهَبَ مَا تَعْلَمُ۔ مروان نے کہا اے ابوسعید! جو تم جانتے ہو وہ گذر چکا ہے۔

فَقُلْتُ مَا اَعْلَمُ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِّمَّا لَا اَعْلَمُ۔

میں نے کہا قسم خدا کی، وہ چیز زیادہ بہتر ہے جو میں جانتا ہوں بہ نسبت اس کے جس کو میں نہیں جانتا ہوں۔

مروان نے کہا چونکہ نماز کے بعد لوگ میرا خطبہ سننے کو آمادہ نہیں ہوتے ہیں اس لیے میں نے نماز سے پہلے خطبہ دیا

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۳۱، كِتَابُ الْعِيْدَيْنِ، بَابُ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمُصَلّٰى بِغَيْرِ مِنْبَرٍ عید گاہ کی طرف بغیر منبر کے جانے کا بیان، حدیث نمبر ۹۵۶۔

﴿موذی جانور کو مارنے کا حکم﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ اسی وقت سورہ المرسلت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی تلاوت فرمار ہے تھے اور میں اس سورہ کو حضور کے دہن مبارک سے سن کر پڑھ رہا تھا حضور کا دہن مبارک اس سے تر تھا کہ اسی درمیان اچانک ہم پر ایک سانپ کود پڑا حضور نے فرمایا اسے مار ڈالو ہم اس کی طرف بڑھے تو وہ سانپ بھاگ گیا آپ نے فرمایا۔

وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيْتُمْ شَرَّهَا۔ وہ تمہارے شر سے بچ گیا جیسا کہ تم لوگ اس کے شر بچ گئے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۴۷، اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ، بَابُ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ، کیا احرام باندھنے والا جانوروں کو قتل کرے گا، حدیث نمبر ۱۸۳۰۔

﴿یزیدی فوج کی مذمت﴾

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ۔
بے شک جنہوں نے تکلیف دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کے لیئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیئے آگ کا عذاب ہے۔(پ۳۰ع۱۰/۱۱البروج ۱۰)

دامن کو لیے ہاتھ میں کہتا تھا یہ قاتل	کب تک اسے دھویا کروں لالی نہیں جاتی
رنگ جب محشر میں لائے گی تو اڑ جائے گا رنگ	یوں نہ کہیے سرخی خونِ شہیداں کچھ نہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک آدمی نے یہ پوچھا کہ احرام کی حالت میں اگر کوئی آدمی مکھی مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا عراق والے مکھی مارنے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔
وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ ابْنَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا۔ حالانکہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے بیٹے کو قتل کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۳۰، کِتَابُ الْمَنَاقِبِ، بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل کا بیان حدیث نمبر ۳۷۵۳۔

﴿جانوروں پر مہربانی مغفرت کا سبب﴾

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔(پ۸ع۱۴/۱۱الاعراف ۵۶)
بے شک اللہ کی رحمت بھلائی کرنے والوں سے قریب ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا کہ ایک آدمی کہیں چلا جا رہا تھا جب اسے پیاس لگی تو ایک کنواں میں اتر کر پانی پیا جب کنواں سے باہر آیا تو اس نے دیکھا ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے سوچا اس کتا کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوگی جیسی پیاس مجھے لگی تھی اس نے موزہ نکالا اس میں پانی بھرا اور منھ میں لے کر اوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا۔
فَشَکَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایسی عزت افزائی فرمائی کہ اس کی بخشش فرمادی۔
لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا جانوروں میں بھی ہمارے لیے اجر وثواب ہے؟
فَقَالَ فِیْ کُلِّ کَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ حضور نے فرمایا ہر ایک جاندار میں ثواب ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۱۸، کِتَابُ الْمُسَاقَاتِ، بَابُ فَضْلِ سَقْیِ الْمَاءِ، پانی پلانے کے اجر کا بیان، حدیث نمبر ۲۳۶۳۔

﴿سختی نہ کرو﴾

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ۔
اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔(پ۱۴ع۲۲ر النحل ۱۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے مسجد میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا شروع کردیا لوگوں نے جب اسے پکڑنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہادو۔ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُیَسِّرِیْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِیْنَ۔
تم لوگ دنیا میں آسانی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو سختی کرنے کے لیے نہیں۔

بخاری شریف جلد اول،صفحہ ۳۵، کِتَابُ الْوُضُوْءِ بَابُ صَبِّ الْمَآءِ عَلَی الْبَوْلِ فِی الْمَسْجِدِ ، مسجد میں اگر کوئی پیشاب کردے تو اس پر پانی بہانا، حدیث نمبر ۲۲۰۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مسجد کو پاک و صاف رکھنا ضروری ہے اسی لیے صحابہ نے اس اعرابی کو روکنا چاہا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے پیشاب پر پانی ڈالنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی جاہل اور نادان آدمی کوئی ناجائز کام کر بیٹھے یا کوئی مذہبی اعمال سے غافل ہو تو اس کو سختی کے بجائے نرمی سے سمجھایا جائے اور اس کو شریعت کا حکم بتایا جائے اسی طرح وہ لوگ جو اپنے عقائد میں تذبذب کے شکار ہوں غیروں کی تعلیمات سے متاثر ہو چکے ہوں ان سے بھی نرمی برتی جائے اور حقیقتِ حال سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ سدھر جائیں قرآن کریم نے بھی یہی تعلیم دی ہے چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس تبلیغ کے لیے جانے کا حکم ہوا تو ساتھ میں نرمی برتنے کی تاکید بھی کی گئی۔

اِذْهَبَا اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی۔(پ۱۶ع۱۱رطٰہٰ ۴۳/۴۴)
دونوں فرعون کے پاس جاؤ بے شک اس نے سر اٹھایا تو اس سے نرم بات کہنا اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

﴿ آزمائش کا دور ﴾

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔ (پ۲ع۳ البقرہ ۱۵۵)

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے، اور خوش خبری سنایئے ان صبر کرنے والوں کو۔

طغرائے امتیاز ہے خود ابتلائے دوست | اُس کے بڑے نصیب جسے آزمائے دوست
آزمائش ہے نشانِ بندگانِ محترم | جانچ ہوتی ہے اسی کی جس پہ ہوتا ہے کرم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک کوڑھی، دوسرا اندھا، تیسرا گنجا، اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کے لیئے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا اور کہا تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اچھا رنگ اور خوبصورت جلد، تا کہ لوگ میری عزت کریں فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اسے اچھا رنگ اور خوبصورت جلد دے دی، فرشتے نے پھر پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اونٹ یا گائے، فرشتے نے اسے ایک گابھن اونٹنی دے دی اور کہا تجھے اس میں برکت ہو۔

فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تجھے کون سی چیز زیادہ پیاری ہے؟ گنجے نے کہا میرا گنجا پن چلا جائے اور خوبصورت بال آجائے تا کہ لوگ میری عزت کریں فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو گنجا پن جاتا رہا اور خوبصورت بال اُگ آئے، فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پیارا ہے؟ اُس نے کہا گائے، فرشتے نے اسے ایک گابھن گائے دے دی اور کہا تجھے اس میں برکت ہو۔

فرشتہ اب اندھے کے پاس آیا اور پوچھا تجھے کیا پسند ہے؟ اندھا بولا اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے تا کہ میں بھی لوگوں کو دیکھ سکوں فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی پھر پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا بکری، فرشتے نے اسے گابھن بکری دے دی تینوں کے جانوروں نے خوب بچے دیئے یہاں تک کہ اس کے اونٹوں سے وادی بھر گئی دوسرے کی گایوں سے اور تیسرے کی بکریوں سے پوری وادی بھر گئی۔

مدتوں بعد وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس اس کی پرانی شکل میں پہنچا اور کہنے لگا میں ایک غریب آدمی ہوں، مسافر ہوں میرا زادِ راہ ختم ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا منزل مقصود تک پہنچانے والا کوئی نہیں ہے میں اس خدا کے نام پر تم سے سوال کرتا ہوں جس نے تمہیں اچھا رنگ، اچھی جلد اور اونٹ سا قیمتی مال عطا کیا ہے مجھے ایک اونٹ دے دو تا کہ میں اپنی منزل تک پہنچ جاؤں؟ اس نے کہا میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا مجھ کو بہت سے لوگوں کے حقوق ادا کرنے ہیں۔

فرشتے نے کہا شاید میں تمہیں پہچانتا ہوں کیا تم کوڑھی نہیں تھے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے غریب تھے تو اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا، وہ آدمی کہنے لگا یہ مال تو مجھے اپنے باپ دادا کی وراثت میں ملا ہے۔

فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ۔

فرشتے نے کہا اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے ہی جیسا کردے۔

فرشتہ گنجے کے پاس اس کی پرانی شکل میں پہنچا اور اس سے بھی ویسے ہی کہا جیسا کہ کوڑھی سے کہا تھا اور اس سے بھی زادِ راہ کے لیے کچھ مال مانگا لیکن گنجے نے بھی کوڑھی کی طرح کچھ دینے سے انکار کردیا فرشتے نے گنجے سے بھی ایسے ہی کہا اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے ہی جیسا کردے۔

اب فرشتہ اندھے کے پاس اس کی پرانی شکل وصورت میں پہنچا اور اس سے کہا میں ایک غریب آدمی ہوں، سفر میں زادِ راہ ختم ہوگیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا منزلِ مقصود تک پہنچانے والا کوئی نہیں ہے میں تم سے اس خدا کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تمہاری بینائی لوٹا دی مجھے ایک بکری دے دو تاکہ میرا سفر آسان ہو جائے۔

اس نے جواب دیا واقعی میں اندھا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے میری بینائی واپس کردی، میں غریب تھا تو مجھے مالدار کردیا اس لیے تم اللہ تعالیٰ کے نام پر جتنا مال چاہو لے جاؤ خدا کی قسم، آج میں تمہیں نہیں روکوں گا۔

فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ۔

فرشتے نے کہا اپنا مال اپنے پاس رکھو تم تینوں کو آزمایا گیا تھا اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۴۹۲، کِتَابُ الْاَنْبِيَاءِ، بَابُ حَدِيْثُ اَبْرَصَ وَاَعْمٰى وَاَقْرَعَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ، بنی اسرائیل کے کوڑھی، اندھے اور گنجے کا واقعہ، حدیث نمبر ۳۴۶۴۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی اپنی نعمتیں دے کر آزماتا ہے اور کبھی دی ہوئی نعمتوں کو چھین کر آزماتا ہے بندے کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار رہنے رہنا چاہیے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی کو اللہ کی دی ہوئی نعمت اور مال و دولت پر اترانا نہیں چاہیے ورنہ ہوسکتا کہ ناشکری اور بے جا تفاخر کی نحوست کے سبب آئی ہوئی دولت چلی جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۔(پ۱۳ ع۱۴ ۱۶/ ابراہیم ۷)

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

﴿نیکی کر دریا میں ڈال﴾

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَاتُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا۔
اگر بچتے رہو کبیرہ گناہوں سے جن کی تمہیں ممانعت ہے تو تمہارے اور گناہ ہم بخش دیں گے اور تمہیں عزت کی جگہ داخل کریں گے۔(پ ۵ ع ۲ النساء ۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی نکلے وہ کہیں چلے جا رہے تھے کہ اچانک بارش شروع ہوگئی وہ تینوں بارش سے بچنے کے لیے پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہو گئے کہ اچانک ایک چٹان اوپر سے گری اور غار کا منہ بند ہو گیا اور وہ سب اس غار میں قید ہو گئے۔

فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُدْعُوا اللّٰهَ بِاَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوْهُ۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے سب سے بہتر کام جو تم نے اپنی زندگی میں کیا ہو اس کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو۔

ان میں سے ایک نے کہا اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے میں باہر جا کر جانوروں کو چَراتا پھر واپس آ کر دودھ نکالتا اور اس دودھ کو سب سے پہلے اپنے ماں باپ کے پاس لے جاتا جب وہ پی لیتے تب میں اپنی بیوی اور بچوں کو پلاتا تھا، ایک رات میں جنگل میں پھنس گیا اور مجھے آنے میں دیر ہو گئی اس وقت تک میرے والدین دونوں سو چکے تھے میں نے انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا میرے بچے میرے پاؤں کے پاس روتے رہے لیکن میں نے اپنے معمول کے مطابق اپنے ماں باپ سے پہلے کسی کو دودھ نہ پلایا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ فَفُرِجَ عَنْهُمْ۔
اے میرے اللہ! تجھے خوب معلوم ہے اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا وخوشنودی کے لیے کیا تھا تو غار کا منہ اتنا کھول دے جس سے ہم آسمان دیکھ سکیں تو اس دعا پر پتھر کا کچھ حصہ ہٹا دیا گیا۔

اب دوسرے نے کہا اے اللہ! تو باخبر ہے میں اپنے چچا کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی سے اتنی محبت کرتا تھا جس قدر کسی مرد کو ایک عورت سے محبت ہو سکتی ہے اس نے مجھ سے کہا تمہیں کچھ ملے گا نہیں جب تک تم مجھے سو دینار نہیں دو گے، میں نے بڑی کوشش سے سو دینار جمع کیا اور اس کو دے دیا جب میں اس کے دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا، اللہ سے ڈرو اور ناحق میری مہر عصمت نہ توڑو، یہ سن کر میں اٹھ کھڑا ہوا اور اسے چھوڑ دیا، اے اللہ! تجھے علم ہے اگر میرا یہ کام تیری رضا کے لیے تھا تو اس پتھر کو تھوڑا سرکا دے، اس دعا پر پتھر کا دو تہائی حصہ ہٹ گیا۔

تیسرے آدمی نے کہا اے اللہ! تو باخبر ہے میں نے ایک مزدور کو ایک فرق جوار کے بدلے مزدوری پہ رکھا جب میں نے اس کو مزدوری دی تو اس وقت اس نے لینے سے انکار کر دیا، میں نے اس کے جوار کو کھیت میں بو دیا پھر اس کی آمدنی سے گائے اور چرواہا خرید لیا۔

بہت دنوں کے بعد جب وہ آدمی میرے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے میں نے اس سے کہا: یہ گائیں یہ چرواہے سب تیرے ہیں ان سب کو تم اپنے ساتھ لے جاؤ وہ بولا کیا تم مجھ سے مذاق کرتے ہو؟ میں نے کہا نہیں میں مذاق نہیں کر رہا ہوں واقعی یہ سب کچھ تمہارا ہے جو میں نے تمہاری مزدوری سے جمع کیا ہے

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّىْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا فَكَشَفَ عَنْهُمْ۔

اے میرے اللہ! تجھے خوب معلوم ہے اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا و خوشنودی کے لیے کیا تھا تو غار کا منہ کھول دے چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا اور غار کا منہ کھل گیا اور وہ سب باہر نکل آئے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۲۹۴، ۲۹۵، کتاب البیوع، باب اذا اشتری شیئا لغیرہ بغیر اذنہ فرضی، جب کوئی چیز کسی کے لیے بغیر اس کی اجازت کے خریدی جائے پھر وہ اس بیع سے راضی ہو جائے، حدیث نمبر ۲۲۱۵۔ بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۰۲، کتاب الاجارۃ، باب من استاجر اجیرا فترک اجرہ، جس نے کسی کو کام پر لگایا اور وہ اپنی اجرت چھوڑ کر چلا گیا، حدیث نمبر ۲۲۷۲۔

اللہ کی شان رحمت

فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ (پ۳ع۸ البقرہ ۲۸۴)

تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت صفوان بن محرز مازنی روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ان کا ہاتھ تھامے کہیں جا رہا تھا، اسی درمیان ایک آدمی سامنے آیا اور بولا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرگوشی کے متعلق کچھ سنا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میں نے سنا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو قریب بلائے گا اور اس پر پردہ ڈال کر اسے چھپا لے گا اور ارشاد فرمائے گا کیا تم فلاں فلاں گناہ کو پہچانتے ہو؟ کیا تم نے یہ سب گناہ کیے ہیں؟ بندہ کہے گا ہاں میں نے یہ سب گناہ کیے ہیں یہاں تک کہ پروردگار عالم اس بندہ سے اس کے تمام گناہوں کا اعتراف کرا لے گا اور وہ بندہ مومن دل میں سوچے گا اب تو وہ ہلاک ہو گیا اور برباد ہو گیا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا۔

سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِى الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ۔

میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کو چھپایا ہے اور آج تجھے بخشتا ہوں پھر اس کو بخشش و مغفرت کا پروانہ دے دیا جائے گا

وَاَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ فَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ۔ لیکن کافر اور منافق تو ان کے متعلق گواہ سب کہیں گے۔

هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (پ۱۲ع۲ سورہ ہود ۱۸)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کو جھٹلایا خبردار ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔

بخاری شریف جلد اول، صفحہ ۳۳۰، کتاب المظالم والقصاص، باب قول اللہ تعالیٰ، هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ، حدیث نمبر ۲۴۴۱۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی   میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں

﴿سبحان اللہ، الحمدللہ﴾

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّاتَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا۔

اور کوئی چیز نہیں جو اُسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔ (پ۱۵ع۵/بنی اسرائیل۴۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :

دو کلمے ایسے ہیں جو رحمٰن کو پیارے ہیں زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہیں۔

کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ۔

سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

یعنی سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

ہم اللہ کی ہر عیب سے پاکی بیان کرتے ہیں اس کی حمد کے ساتھ اللہ ہر عیب سے پاک ہے عظمت والا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۱۱۲۹، کِتَابُ الرَّدِّ عَلَی الْجَھْمِیَّۃِ، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا۔ (پ۱۷ع۴/الانبیاء) اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کوئی ظلم نہ ہوگا، حدیث نمبر ۷۵۶۳۔

ختم شد بفضلہ تعالیٰ و بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابو طیبہ: ملک محمد شبیر عالم مصباحی

خطیب و امام | ۶/جمادی الاول ۱۴۳۴ھ
جامع مسجد، رائڈ اسٹریٹ، کلکتہ ۱۶ | ۱۹/مارچ ۲۰۱۳ء
مغربی بنگال

فون نمبر 09163378692 /09903429656/ 09681155485